امام احمد رضا محدّث بریلوی

اور علماء مکہ مکرمہ رحمہم اللہ

مُصنّف

محمد بہاؤالدین شاہ

کتب خانہ امجدیہ دہلی

بفیض حضور مفتیٔ اعظم

حضرت علامہ شاہ محمد مصطفیٰ رضا قادری نوری رضی اللہ عنہ

امام احمد رضا محدث بریلوی

اور

علماء مکہ مکرمہ رحمہم اللہ

مصنف

محمد بہاؤ الدین شاہ

ناشر

کتب خانہ امجدیہ

۴۲۵، مٹیا محل، جامع مسجد، دہلی ۶ ۱۱۰۰۰

Ph.: 011-32484831, 011-23243187

نام کتاب : امام احمد رضا محدث بریلوی اور علماء مکہ مکرمہ رحمہم اللہ
تصنیف : محمد بہاؤ الدین شاہ
بارِ اوّل : ۱۴۳۱ھ/۲۰۱۰ء (رضا اکیڈمی، ممبئی)
بارِ دوم : ۱۴۳۲/۲۰۱۱ء (کتب خانہ امجدیہ، دہلی)
باہتمام : ☆ مولانا حافظ محمد ارشد رضا امجدی ☆ حافظ محمد احسن رضا امجدی
مطبع : حرمین آفسیٹ پریس، دہلی
تعداد : ۱۱۰۰ (گیارہ سو)
صفحات : ۳۳۶
قیمت : -/125 روپے

ناشر

کتب خانہ امجدیہ
۴۲۵، مٹیا محل، جامع مسجد، دہلی ۶
Ph:- 011-32484831, Fax:- 011-23243187
E-mail: kkamjadia@yahoo.co.uk
www.kutubkhanaamjadia.com

ملنے کے پتے

☆ **نیوسلور بک ایجنسی** محمد علی روڈ، بھنڈی بازار ممبئی-۳
☆ **عرشی کتاب گھر،** پتھر گٹی، میر عالم روڈ، حیدر آباد (اے پی)
☆ **حق اکیڈمی،** مبارک پور، اعظم گڑھ (یوپی)

مقدمہ

از صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری

"الذی افتخر بوجودہ الزمان"........... "وہ جس کے وجود پر زمانے کو ناز ہے"

یہ الفاظ حرم مکہ مکرمہ کے عالمِ جلیل، فاضلِ نبیل علامہ مولانا فضیلۃ الاستاد محمد یوسف الافغانی المکی علیہ الرحمہ نے شیخ الاسلام امام احمد رضا محدّث بریلوی علیہ الرحمۃ الرضوان کی محدثانہ شان دیکھتے ہوئے آج سے تقریباً ایک صدی قبل کہے تھے[۱] اور بلاشبہ آج بھی اتنے ہی صادق ہیں۔ یہ وہ زمانہ تھا جب سرزمین عرب، بلکہ دنیائے اسلام میں اہل سنت و جماعت کی حکومت ''سلطنت عثمانیہ'' کے طمطراق کے ساتھ جاری تھی اور امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہٗ کا شہرہ اکناف عالمِ اسلام میں دور و نزدیک تک پھیلا ہوا تھا۔

عالم اسلام میں امام احمد رضا کا پہلا تعارف اس وقت ہوا جب وہ ۱۲۹۵ھ/ ۱۸۷۸ء میں اپنے والد ماجد علامہ مولانا نقی علی خاں علیہ الرحمۃ کے ہمراہ حج بیت اللہ کے لئے حرمین شریفین پہلی بار حاضر ہوئے۔ اس موقعہ پر حرم کعبہ مکرمہ کے منصب جلیلہ ''مفتی شافعیہ'' پر فائز اور اس وقت کے عالم اسلام کی عظیم شخصیت علامہ مولانا مفتی شیخ حسین بن صالح جمل اللیل المکی قدس سرہٗ سامی (م۔۱۳۰۲ھ/۱۸۸۴ء) نے بغیر کسی سابقہ تعارف کے (کعبہ میں بعد فراغتِ نمازِ مغرب) امام احمد رضا کا ہاتھ پکڑا اور ان کی پیشانی دیکھ کر بے ساختہ یہ الفاظ ارشاد فرمائے:

انی لاجد نور اللہ من ھذا الجبین (یقیناً میں اس پیشانی میں اللہ کا نور دیکھ رہا ہوں)[۲]

اس سفر میں علامہ شیخ جمل اللیل مکی سمیت متعدد جید علمائے مکہ مثلاً علامہ شیخ احمد بن زین دحلان مکی مفتی شافعیہ (م۔ ۱۲۹۹ھ/۱۸۸۱ء) اور علامہ شیخ عبدالرحمٰن سراج مکی مفتی حنفیہ (م۔۱۳۰۱ھ/۱۸۸۳ء)[۳] نے امام احمد رضا کو فقہ و اصولِ تفسیر و حدیث و طرق سلاسل

ودیگر علوم میں اسناد سے نوازا۔

الغرض حرمین شریفین میں امام احمد رضا کا جو ابتدائی شاندار تعارف ہوا اس نے مستقبل کے لئے راہ ہموار کردی اور پھر علماء عرب، امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی نگارشات سے برابر مستفید ہوتے رہے اور ان کی علمی وجاہت وصلاحیت کو اپنی تقاریظ اور تأثرات کی صورت میں خراج تحسین پیش کرتے رہے۔

بقول ماہر رضویات علامہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب مدظلہٗ العالی: [۴]

''محدث بریلوی علیہ الرحمہ کی مندرجہ ذیل عربی تصانیف نے علماء عالم اسلام خصوصاً علمائے حرمین شریفین میں ان کے علمی وقار اور فقہ وحدیث وعلوم اسلامیہ میں ان کے بلند مقام کو روشناس کرانے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔

۱۔فتاویٰ الحرمین برجف ندوة المین	۱۳۱۷ھ/۱۸۹۹ء
۲۔المستند المعتمد بناءِ نجاةِ الابد	۱۳۲۰ھ/۱۹۰۲ء
۳۔الدولة المکیه بالمادة الغیبیه	۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء
۴۔الاجازة الرضویه لمبجل مکة البهیه	۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء
۵۔الاجازة المیتنه لعلماء بکة و المدینه	۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء
۶۔کفل الفقیه الفاهم فی احکام قرطاس الدراهم	۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء
۷۔الفیوضات المکیه لمحب الدولة المکیة	۱۳۲۵ھ/۱۹۰۷ء

ان میں بعض تصانیف کے بارے میں مجملاً یہاں عرض کیا جاتا ہے تاکہ عالمِ اسلام سے امام احمد رضا کے تعلق پر روشنی پڑسکے اور عالم اسلام کی طرف سے ان کے افکار کی پذیرائی کے متعلق حقائق معلوم ہوسکیں۔

۱۔ فتاویٰ الحرمین: ندوة العلماء (بھارت) کے بارے میں امام احمد رضا کے ۲۸؍سوالات کے جوابات پر مشتمل ہے۔ یہ جوابات بقول امام احمد رضا، ۲۰ گھنٹے میں قلمبند کئے

گئے، یعنی ۶ رشوال ۱۳۱۷ھ کو بعد نماز صبح سے لے کر ۷ رشوال ۱۳۱۷ھ طلوع فجر سے پہلے پہلے مسودہ اور مبیضہ مکمل کرلیا گیا۔ امام احمد رضا اپنے عربی اشعار میں اس کی تفصیل یوں بیان فرماتے ہیں!

فما هو الاشغل عشرين ساعه
ونهـا الى السجدات والاكل يفرد
فما كان ذاالا بتوفيق ربنا
له الحمد حمدا دائما يتأبد

یہ استفتاء وفتویٰ تقریباً ۴۰ رصفحات پر مشتمل ہے۔ جب یہ علمائے حرمین کے سامنے پیش کیا گیا تو مکہ معظمہ کے ۱۶ راور مدینہ منورہ کے ۷ رعلماء اعلام (اللہ عزوجل ان پر رحمت ورضوان کی بارشیں برسائے، آمین) نے اس کی تصدیق وتوثیق فرمائی۔ حافظ کتب الحرم شیخ اسماعیل بن خلیل مکی کی تصدیق ۲۲ رصفحات پر مشتمل ہے جس میں سوالات پر بحث اور جوابات کی تصدیق کے علاوہ امام احمد رضا کو ان کے علم وفضل کی بنا پر خراج عقیدت پیش کیا ہے اور بلند القاب وآداب سے نوازا گیا ہے۔

۲۔ شاہ فضل رسول بدایونی (م۔ ۱۲۸۹ھ/۱۸۷۲ء) کی عربی تصنیف المعتقد المستند (۱۲۷۰ھ/۱۸۵۳ء) پر امام احمد رضا نے المعتمد المستند (۱۳۲۰ھ/۱۹۰۲ء) کے نام سے عربی میں تعلیقات وحواشی کا اضافہ کیا ہے، ۱۳۲۴ھ/ ۱۹۰۶ء میں علمائے حرمین کے سامنے پیش کیا گیا جس پر ۳۷ رعلماء نے اپنی اپنی تقاریظ اور تصدیقات ثبت کیں، ان تعلیقات میں امام احمد رضا نے اپنے بعض معاصرین کی قابل اعتراض نگارشات کا تعاقب کیا ہے اور مطمع نظر پیش کیا ہے، اسی پسِ منظر میں ۱۳۲۶ھ/ ۱۹۰۸ء کو امام احمد رضا نے ایک کتاب "تمہید ایمان بآیات قرآن" تصنیف فرمائی جس میں قرآنی آیات واحادیث نبویہ کی روشنی میں شان رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی جھلک دکھائی ہے۔

۳۔ **الدولة المکیه بالمادة الغیبیه**: چند سوالات کے جوابات پر مشتمل ہے جو قیام مکہ معظمہ کے زمانے میں ۱۳۲۳ھ میں پیش کئے گئے تھے، اس کتاب کے دو حصے ہیں، پہلے حصے میں مسئلہ علم غیب پر فاضلانہ بحث کی ہے اور حضور ﷺ کے لئے علم غیب ثابت کرتے ہوئے بڑے معقول اور دل نشین انداز سے اپنا موقف بیان کیا ہے، دوسرے حصے میں دیگر چار سوالات ہیں۔

جب یہ کتاب علمائے عرب کے سامنے پیش کی گئی تو انہوں نے بڑی پذیرائی کی اور تقریباً ۷۷ علماء نے اس پر اپنی تصدیقات لکھیں۔ الدولۃ المکیہ ۱۳۲۳ھ میں مکہ معظمہ میں تصنیف فرمائی، ہندوستان واپسی کے بعد ۱۳۲۵ھ میں اس پر حواشی تحریر فرمائے جس کا تاریخی عنوان یہ ہے : **الفیوضات المکیه لمحب الدولة المکیه** (۱۳۲۵ھ)

۴، ۵۔ **الاجازات الرضویه لمبجل بکة البهیه** : (۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء)، **الاجازات المتینه لعلماء بکة المدینه** (۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء) ان سندات پر مشتمل ہیں جو امام احمد رضا نے علماء اسلام کو عنایت فرمائیں۔ اس میں وہ خطوط بھی شامل ہیں جو علماء اسلام نے امام احمد رضا کو لکھے۔

۶۔ **کفل الفقیه الفاهم فی احکام قرطاس الدراهم** (۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء): کی تفصیل یہ ہے کہ قیام مکہ معظمہ کے زمانے میں امام مسجد الحرام مولانا عبداللہ مِرداد اور ان کے استاذ مولانا حامد محمود جدادی نے نوٹ کے متعلق ایک استفتاء امام احمد رضا کے سامنے پیش کیا۔ امام احمد رضا نے اس کے جواب میں ڈیڑھ دن سے کم مدت میں عربی میں رسالہ کفل الفقیہ الفاھم تحریر فرمایا۔ جب یہ رسالہ علمائے حرمین کے سامنے پیش کیا گیا تو انہوں نے قدر کی نگاہ سے دیکھا اور اس کی نقلیں لیں، مثلاً شیخ الآئمہ احمد ابوالخیر مِرداد حنفی، قاضی مکہ شیخ صالح کمال مکی، حافظ کتب الحرم سید اسمٰعیل بن خلیل حنفی، مفتی حنفیہ شیخ عبداللہ صدیق وغیرھم۔ امام احمد رضا سے قبل آپ کے استاذ الاساتذہ مفتی اعظم مکہ معظمہ مولانا جمال بن عبداللہ بن عمر حنفی سے بھی نوٹ کے متعلق سوال کیا گیا تھا کہ اس پر زکوٰۃ ہے یا نہیں، لیکن انہوں نے جواب سے اعراض فرمایا مگر امام احمد رضا نے شافی

جواب دیا جس پر مفتی حنفیہ عبداللہ بن صدیق پھڑک اٹھے۔

الحاصل یہ کہ اس دور میں امام احمد رضا کی شخصیت بلاد عرب خصوصا حرمین شریفین میں جانی پہچانی تھی اور ان کے علم و فضل کا عوام و خواص میں چرچا تھا جس کا اندازہ ان تقاریظ اور تاثرات سے ہوتا ہے جو علماء عرب نے امام موصوف رحمتہ تعالیٰ کی مذکورہ کتب پر تحریر کئے ہیں بلکہ ان کے مطالعہ سے یہ بات کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ ان علماء یگانہ روزگار کی نظر میں امام احمد رضا کا علمی مقام اس قدر بلند و بالا تھا کہ ان کے معاصرین میں کوئی بھی ان کا ہم پلہ نہ تھا۔ مشت از خروارے چند تاثرات ملاحظہ ہوں:

(۱)۔ علامہ مولانا شیخ صالح کمال مفتی حنفیہ حرم کعبہ فرماتے ہیں کہ!

''فضائل کے دریا، علمائے عمائد کی آنکھوں کی ٹھنڈک، حضرت مولانا محقق، زمانہ کی برکت، احمد رضا خاں بریلوی اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت فرمائے''۔[۵]

(۲)۔ شیخ الخطباء علامہ مولانا شیخ ابوالخیر مرداد فرماتے ہیں!

''بے شک وہ علامۂ فاضل کہ اپنی آنکھوں کی روشنی سے مشکلوں اور دشواریوں کو حل کرتا ہے، احمد رضا خاں، جو اسم با مسمیٰ ہے''۔[۶]

(۳)۔ علامہ مولانا شیخ عبدالرحمٰن دھان تحریر کرتے ہیں!

''بالخصوص عالمان کا معتمد، رسوخ والے خلاصوں کا خلاصہ، علامۂ زماں، یکتائے روزگار، جس کے لئے علمائے مکہ معظمہ گواہی دے رہے ہیں کہ وہ سردار ہے، بے نظیر ہے، امام ہے، میرے سردار میرے جائے پناہ حضرت احمد رضا خاں بریلوی، اللہ تعالیٰ ہمیں اور سب مسلمانوں کو اس کی زندگی سے بہرہ مند فرمائے اور مجھے اس کی روش نصیب کرے کہ اس کی روش سید عالم ﷺ کی روش ہے''۔[۷]

(۴)۔ الشیخ محمد مختار بن عطاء الجاوی المکی فرماتے ہیں!

''بے شک مؤلف اس زمانے میں علماء و محققین کا بادشاہ ہے اور اس کی ساری باتیں

بھی ہیں، گویا وہ ہمارے نبی ﷺ کے معجزات میں سے ایک معجزہ ہے، جو اس یگانہ امام کے دست مبارک پر اللہ تعالیٰ نے ظاہر فرمایا"۔[۸]

(۵)۔شیخ موسیٰ علی شامی الازھری احمد دردیروی مدنی تحریر فرماتے ہیں!

"امام الائمة المجدد لهذه الامة" (اماموں کے امام اور اس امت مسلمہ کے مجدد)[۹]

[۶]۔شیخ محمد یٰسین احمد الخیاری مدنی اپنی ایک تحریر میں امام احمد رضا کا مقام علم وفضل یوں بیان کرتے ہیں!

"هو امام المحدثین" (وہ امام المحدثین ہیں)[۱۰]

[۷]۔علامہ مولانا تفضل الحق مکی ان کی وسعت مطالعہ، استحضار علمی ولائل وبراھین میں گہرائی وگیرائی ملاحظہ کرتے ہوئے انہیں یوں خراج تحسین پیش کرتے ہیں!

''یہ جوابات بتا رہے ہیں کہ مؤلف، عالمِ علامہ، فاضل فہامہ ہے اور عمائد میں ایسا ہے جیسے بدن میں آنکھ''[۱۱]

غرض کہ امام احمد رضا کا اکابر علماء حرمین شریفین کی نگاہ میں بڑا مرتبہ اور مقام تھا، چنانچہ ان کی قدر ومنزلت کا اندازہ کچھ ان واقعات سے بھی لگایا جا سکتا ہے:

ا۔مکہ مکرمہ میں شیخ الخطباء، استاذ العلماء، علامہ مولانا الشیخ احمد ابوالخیر بر داد ضعیفی کی وجہ سے امام احمد رضا کی قیام گاہ پر نہ آسکے، انہوں نے امام احمد رضا کو یاد فرمایا اور ان سے ان کا رسالہ ''الدولۃ المکیہ'' زبانی سماعت فرمایا، رخصت ہوتے وقت امام احمد رضا نے ان کے زانوئے مبارک کو ادباً ہاتھ لگایا تو آپ نے انہیں مخاطب کر کے بے ساختہ ارشاد فرمایا:

"انا اقبل ارجلكم انا اقبل نعالكم"

(میں آپ کے قدموں کو بوسہ دوں، میں آپ کی جوتیوں کو چوموں)[۱۲]

۲۔علامہ مولانا محمد کریم اللہ مدنی علیہ الرحمۃ اپنی عینی شہادت بیان کرتے ہیں کہ:

''میں سالہا سال سے مدینہ منورہ میں مقیم ہوں، سرزمین ہند اور اکناف عالم سے سینکڑوں ہزاروں انسان آتے رہتے ہیں، ان میں علماء صلحاء، اتقیاء سب ہی ہوتے ہیں، میرا مشاہدہ ہے کہ یہ لوگ مدینہ طیبہ کی گلیوں میں پھرتے رہتے ہیں کوئی نظر اٹھا کر نہیں دیکھتا (کہ کون سی شخصیت جارہی ہے) لیکن ان کی (امام احمد رضا کی) مقبولیت کی عجب شان دیکھی کہ بڑے بڑے علماء اور اکابرین صلحاء آپ کو دیکھتے ہی آپ کی طرف لپکتے چلے آرہے ہیں اور تعظیم بجا لانے میں عجلت کررہے ہیں'' [۱۳]

مذکورہ بالا تفصیل سے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ شیخ الاسلام امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہٗ العزیز کی حرمین شریفین میں بڑی پذیرائی تھی اور وہاں کے اجلّہ علماء، فقہاء، صلحاء اور محدثین کرام میں آپ کی شخصیت اور علمیت معروف تھی اور یہ علماء حرمین شریفین ہی تھے جنہوں نے آپ کو''امام الائمہ''، ''**المجدد لهذه الامة**'' اور''یگانہ روزگار'' تسلیم کیا۔

جن دنوں امام احمد رضا (۱۳۲۴ھ/ ۱۹۰۵ء) میں دوسرے حج پر تشریف لے گئے تھے، حرمین شریفین اور حجاز مقدس، عثمانیہ سلطنت ترکی کے زیرِ نگرانی تھا، ۱۳۳۴ھ/ 1915ء میں یہود نصاریٰ کی سازشوں کی وجہ سے سلطنتِ عثمانیہ میں شکست وریخت کا آغاز ہوا، تو صوبہ جاتِ شام وعراق، نجد ومصر کی طرح صوبۂ حجاز نے بھی آزاد مملکت ہونے کا اعلان کردیا اور یہاں ہاشمی حکومت قائم ہوئی۔ پھر ۱۳۴۳ھ/ ۱۹۲۴ء میں نجد کے حکمران عبدالعزیز ابن سعود نے انگریزوں کی مدد سے حجاز پر قبضہ کرکے سعودی (نجدی وہابی) حکومت کی بنیاد ڈالی، اس انقلاب میں حرمین شریفین کے علماء وصلحاءِ اہلسنت پر مصائب کے پہاڑ توڑے گئے، بہت سے شہید کئے گئے، کچھ آس پاس کے عرب ممالک اور دیگر اسلامی سَمتوں کو ہجرت کرگئے، جو بچ رہے ان سے ان کے منصب چھین لئے گئے۔ دونوں مقدس حرموں کی انتظامیہ، نظامِ تعلیم، مسند افتاء وقضا پر ریاض ونجد سے لائے ہوئے علماء کو قابض کروادیا گیا، تو اب سعودی دور کے ابتدائی ۵۰ رسالوں میں حرمین شریفین کے اہل سنت

کے ان اجلّہ علماء کرام کی مسندوں، مدرسوں اور گھروں کے ویران ہو جانے کی وجہ سے ان کے بے شمار شاگرد اور شاگردوں کے شاگرد بھی سارے عالم اسلام میں منتشر ہو گئے اور جو بچ رہے، ظلم وجور اور لالچ کے آگے انہوں نے ہتھیار ڈال دیئے اور جان ومال اور عزت وآبرو کی امان کی خاطر وہابیت قبول کر لی۔ لہذا اب اُن علماء کرام کی حیات اور کارناموں سے متعلق دنیا کو بتانے والا کوئی نہ رہا، لیکن رفتہ رفتہ ان کے پسماندگان، اولاد واحفاد وتلامذہ اور ان کی نسلوں نے حرمین شریفین کے ان جید علماء کے تذکروں کو ضبط تحریر میں لانا شروع کر دیا، جس کے بعد اب اتنا لٹریچر مہیا ہو گیا ہے کہ عثمانی اور ہاشمی دور کے علماء کے حالات منظر عام پر آنے لگے۔ لیکن چونکہ یہ تمام تذکرے عربی میں تھے اس لئے ایک زمانے تک اُردو داں طبقہ ان سے استفادہ نہیں کر سکا۔ اس سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے مخالفین اہل سنت، دیوبندیوں اور وہابیوں نے یہ تحریک چلائی کہ جن علماء حرمین شریفین نے امام احمد رضا کی مذکورہ کتب پر تقریظات تحریر کی تھیں یا جو امام موصوف کے مدح خواں اور ہم نوا تھے ان کا علماء عرب میں کوئی مقام نہیں تھا اور دراصل یہ عام شد بد کے لوگ تھے جن کو بطور علماء پیش کیا گیا، کیونکہ اگر واقعی وہ جید علماء ہوتے تو ان علماء کا کسی کتاب میں تو ذکر ملتا؟ ان کی تصنیف کردہ کوئی کتاب تو دستیاب ہوتی؟ جیسا کہ سعودی علماء پر لکھی ہوئی اور ان کی اپنی تصانیف کثرت سے دنیائے عرب میں موجود ہیں۔ پھر یہ بھی دلیل دی جانے لگی کہ یہی وجہ ہے کہ آج علماء عرب خصوصاً حرمین شریفین میں بحیثیت عالم امام احمد رضا کا کوئی تعارف نہیں ہے البتہ ''بدنام بدعتی'' کی حیثیت سے وہ ضرور معروف ہیں۔

ہم جناب محمد بہاء الدین شاہ صاحب کے ممنون ہیں کہ انہوں نے زیر نظر کتاب تالیف فرما کر اس جھوٹ کا پول کھول دیا ہے۔ یہ کتاب ''امام احمد رضا اور علمائے مکہ مکرّمہ'' کے نام سے آپ کے سامنے ہے۔ اس کتاب میں مؤلف نے تفصیلاً بتایا ہے کہ متذکرہ علماء افاضل علماء ہی نہیں تھے بلکہ یہ اس دور کے حکومتی اعلیٰ منصبوں پر بھی فائز تھے، جن کے نام یہ ہیں:

شیخ السادات، شیخ العلماء، شیخ الخطباء، امام حرم، خطیب حرم، مدرس حرم، محافظ کتب حرم،

مفتی احناف، مفتی مالکیہ، مفتی شافعیہ، مفتی حنابلہ، مفتی مکہاور قاضی مکہ وغیرہم۔ان تمام مناصب کی اہمیت وفضیلت محتاج بیان نہیں کیونکہ خلیفۂ عثمانی کی طرف سے متعین امیر مکّہ (گورنر مکّہ) اعلیٰ اعیانِ حکومت اور کبار مذہبی شخصیات کے مشوروں سے ان مناصب پر علماء کا تقرر کرتا تھا۔

اس کتاب میں شاہ صاحب نے امام احمد رضا کے اساتذہ، خلفاء، تلامیذ، مقرظین (ان کی مذکورہ بالا کتب پر تقریظات لکھنے والے) اور متوسلین علماء اور دیگر اہم اجلّہ علماء اہل سنت کی حیات اور تصنیفی، تدریسی اور تحقیقی کارناموں کا محققانہ انداز میں تمام سیاق سباق کے ساتھ ذکر کیا ہے، یہ کتاب چھ ابواب پر مشتمل ہے۔

باب اوّل۔ فاضل بریلوی اور علماء مکہ مکرمہ

باب دوم۔ فاضل بریلوی اور علماء مرداد

باب سوم۔ فاضل بریلوی اور مفتی مالکیہ شیخ حسین مکی الازہری کا خاندان

باب چہارم۔ فاضل بریلوی اور امام ابراہیم دھان مکی کا خاندان

باب پنجم۔ فاضل بریلوی شیخ الاسلام محمد سعید باٖصیل مکی شافعی

باب ششم۔ فاضل بریلوی اور مکہ مکرمہ کے کمال علماء

مؤلف موصوف نے سینکڑوں قدیم وجدید عربی کتب ورسائل کے علاوہ پرانے مآخذ اور مخطوطات اور اُردو کتب ورسائل سے بھی استفادہ کیا ہے۔فہرست مآخذ دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ مؤلف ممدوح نے حقائق کی چھان بین میں بڑی محنت اور جانفشانی سے کام لیا ہے۔جو تفاصیل یا متعلقہ ذیلی واقعات اصل متن میں بیان نہ ہوسکیں اسے اشاریات کے ساتھ ''حوالے اور حواشی'' کے تحت بیان کیا ہے۔قاری کی سہولت کے لئے ان مزید مآخذ کا ذکر بھی کیا ہے جہاں سے موضوع سے متعلق مزید معلومات مہیا ہوسکتی ہیں، گویا انداز تحریر نہایت سادہ، محققانہ تسلسل اور تاریخی تواتر کے ساتھ ہے، مؤلف ممدوح نے بڑی متانت اور تحقیق سے اس دور کا سیاسی نقشہ بھی پیش کیا ہے اور اس دور کے علماء حرمین شریفین (جو سارے کے سارے اہل سنت وجماعت سے تعلق رکھتے

تھے) کے سرزمین حجاز سے بے دخلی اور تذلیل وتضحیک کے اسباب وعلل پر بحث کی ہے۔

امام احمد رضا کے علماء حرمین شریفین سے رابطے تلاش کرنے کے حوالے سے بھی انہوں نے بہت محنت کی ہے اور جہاں کہیں بھی کسی تحریر میں کوئی اشارہ بھی نظر آیا تو انہوں نے اس کا ذکر کرکے اس کی وضاحت بھی کی ہے۔ گذشتہ سو سال کے علماء حرمین شریفین پر جتنے تذکرے سعودی دور میں لکھے گئے یا پرانے مخطوطات اب تک شائع کئے گئے، ان میں قصداً عقائد اہل سنت اور بعض اہم شخصیات اہل سنت کے ذکر کو یا تو بالکل حذف کردیا گیا یا تحریف شدہ انداز میں بیان کیا گیا ہے، لیکن مؤلف ممدوح نے دورانِ مطالعہ اس تحریف وتحذیف کو بھانپ لیا اور نہایت دیانت داری ومتانت کے ساتھ اصل حقیقت کی طرف بھی اشارہ کردیا ہے، مثلاً فاضل بریلوی کے خلیفہ امام حرم علامہ مولانا شیخ عبداللہ ابوالخیر مِرداد علیہ الرحمہ کی مایہ ناز تصنیف "**نشر النور والزهر**" کا تعارف کراتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

"یہ کتاب مکہ مکرمہ میں خدمت انجام دینے والے گذشتہ پانچ صدیوں کے علماء کرام کے حالات پر مشتمل ہے۔۔۔۔۔۔اور یہ بجا طور علامہ تقی الدین فاسی (م۔۸۳۳ھ) کی کتاب "**العقد الثمين في تاريخ البلد الامين**" (مطبوعہ مصر ۱۳۷۹ھ/۱۹۵۹ء) جس میں مکہ مکرمہ کے (ابتداء اسلام سے لے کران کے دور تک کے) آٹھ سو علماء کے حالات درج ہیں، اس کے بعد اہم ترین کتاب ہے"۔

آگے چل کر مؤلف موصوف نے بتایا کہ یہ مخطوطہ جو بہت ضخیم تھا اس کو من وعن شائع کرنے کی بجائے سعودی علماء کی کمیٹی نے اس کا اختصار شائع کرنے کا فیصلہ کیا جو سات سال میں تیار ہوا اور ایسا انہوں نے کیوں کیا، وہ بہاء الدین شاہ صاحب کی زبانی سنئے:

"یہ دونوں قلمکار (جو اس کا خلاصہ تیار کررہے تھے) اپنے مخصوص نظریات کے تناظر میں اعتراف کرتے ہیں کہ ہم نے اس میں سے ایسے مواد جو غیر مفید یا تکرار پر مبنی تھا، نیز اس میں

درج ایسی حکایات واقوال جو بلا سند تھے اور اس میں موجود بکثرت مواد جو مبالغہ آمیز تھا، سب نکال دیا ہے اور پھر ہم نے اس کتاب کو نئے سرے سے مرتب کیا، اس پر تحقیق کی، حواشی لکھے اور ارقام درج کئے"۔

قارئین کرام! اس اجمال میں آپ نے پوری تفصیل ملاحظہ فرمالی، گویا مصنف کی اصل کتاب کا صرف اس لئے حلیہ بگاڑ دیا گیا کہ وہ اہل سنت کے علماء کے کارناموں اور ان کے عقائد کے ذکر سے بھری ہوئی تھی، علمی بددیانتی اور اصل متون میں تحریف والحاقات کی ایسی بدترین مثال وہ بھی تحقیق کے نام پر شاید ہی کہیں ملے۔

اس پس منظر میں اختتامی سطور میں مزید لکھتے ہیں!

"اس کتاب نے جن ہاتھوں سے گزر کر طباعت کے مراحل طے کئے، اس بنا پر مطبوعہ نسخے میں مصنف کے مرشد فاضل بریلوی کا کسی بھی حوالے سے تفصیلی ذکر نہ ہونا تعجب کی بات نہیں، لیکن اس کے باوجود اس میں ایک مقام پر ایک سطر میں آپ کا ذکر آ گیا ہے، جس سے مصنف اور فاضل بریلوی کے درمیان تعلق اور اس کی نوعیت بخوبی عیاں ہے، شیخ عبداللہ ابوالخیر بر داد لکھتے ہیں:

"شیخنا العلامه احمد رضا خاں بریلوی"

"ہمارے شیخ علامہ احمد رضا خاں" (رحمۃ اللہ تعالیٰ)

غرضیکہ اس وقت پاک وہند، بنگلہ دیش اور قاہرہ وبغداد کی اور دیگر عالمی جامعات اور تحقیقی اداروں میں کام کرنے والے محققین جو امام احمد رضا کے عرب اساتذہ اور خلفاء وتلامذہ کے احوال وآثار کے متلاشی تھے، انہیں زیر نظر کتاب کے متن اور اس میں درج مآخذ ومراجع میں بڑی معلومات مل جائیں گی۔

ہم مؤلف ممدوح محترم بہاء الدین شاہ صاحب کو ان کے اس تحقیقی اور تصنیفی کارنامے پر ہدیہ تبریک پیش کرتے ہوئے ان سے امتنان وتشکر کا اظہار کرتے ہیں کہ انہوں نے اردو زبان

میں تیرھویں، چودھویں صدی ہجری کے علماء مکہ مکرمہ کے احوال پر ایک مفید تاریخی کتاب تالیف فرما کر خصوصاً ''رضویات'' کے حوالے سے ایک اہم تحقیقی پیش رفت کی ہے، اللہ تعالیٰ مؤلف ممدوح کو جزائے جزیل عطا فرمائے اور ان کے علم و فضل میں مزید اضافہ فرمائے۔

آمین وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ سیدنا و مولانا محمد وعلیٰ اٰلہٖ و صحبہٖ اجمعین.

حوالہ جات

[۱]۔حسام الحرمین، مطبوعہ دار العلوم امجدیہ ، کراچی ۲۰۰۰ء، ص ۶۲

[۲]۔محمد مسعود احمد، ڈاکٹر، امام احمد رضا اور عالم اسلام، مطبوعہ ادارہ مسعودیہ، کراچی ۱۴۲۰ھ/ ۲۰۰۰ء، ص ۱۲

[۳]۔رحمٰن علی، تذکرہ علماء ھند (فارسی)، مطبوعہ لکھنوٴ ۱۹۱۴ء۔ص ۱۵، ۱۶، بحوالہ امام احمد رضا اور عالم اسلام، ص ۱۴، ۱۵

[۴]۔محمد مسعود احمد، ڈاکٹر، امام احمد رضا اور عالم اسلام، ص ۱۸

☆ رضا فاؤنڈیشن لاہور نے ۲۲ رمضان ۱۴۲۲ھ/ نومبر ۲۰۰۱ء کو "الدولۃ المکیہ" کا جدید عربی اڈیشن حواشی اور تخریجات کے ساتھ شائع کیا ہے اور "الفیوضات المکیہ" کو اس میں بطور تعلیقات شامل کیا ہے اور اس کا سن تحریر ۱۳۲۶ھ لکھا ہے۔ (وجاہت)

[۵]۔حسام الحرمین (اُردو) مطبوعہ مکتبہ نبویہ لاہور ۱۴۱۰ھ/ ۱۹۸۹ء، ص ۲۵

[۶]۔ایضاً، ص ۲۳ [۷]۔ایضاً، ص ۴۶

[۸]۔احمد رضا خاں، امام، الدولۃ المکیہ، مطبوعہ موٴسسۃ رضا، الجامعۃ النظامیۃ الرضویہ، لاہور ۱۴۲۲ھ/ ۲۰۰۱ء، ص ۱۶۶

[۹]۔ایضاً، ص ۲۰۳

[۱۰]۔احمد رضا خاں، امام، رسائل رضویہ، مرتبہ مولانا محمد عبدالحکیم شاہ جہان پوری، مطبوعہ لاہور، ج ۱، ص ۱۴۸

[۱۱]۔ایضاً، ج ۱، ص ۱۳۶ [۱۲]۔احمد رضا خاں، امام، الملفوظ، ج ۱، ص ۱۰

[۱۳]۔احمد رضا خاں، امام، رسائل رضویہ، ص ۲۵۴، بحوالہ "امام احمد رضا خاں اور عالم اسلام، ص ۶۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پہلا حصہ

فاضل بریلوی اور علماء مکہ مکرّمہ

ام القریٰ مکہ مکرمہ، جہاں بیت اللہ ومسجد الحرام، میزاب رحمت، مقام ابراہیم، جبل صفاومروہ، جبل ابوقبیس، چاہ زم زم، غار حراء وغار ثور واقع ہیں، اسی شہر مقدس میں خاتم النبیین، سیّد المرسلین، حبیب رب العالمین سیدنا ومولانا محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ سلم کی ولادت باسعادت ہوئی، یہیں پر آپ مبعوث فرمائے گئے اور بنی آدم کو اسلامی عقائد پر مطلع فرمایا، یہیں سے سفر معراج کا آغاز ہوا، اور اسی شہر مقدس کے پتھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام پیش کیا کرتے تھے۔

مولانا احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۷۲ھ۔۱۳۴۰ھ/ ۱۸۵۶ء۔۱۹۲۱ء) دوبار اس شہر بلد الحرام میں حاضر ہوئے، پہلی بار ۱۲۹۵ھ/ ۱۸۷۸ء میں اور دوسری بار ۱۳۲۳ھ/ ۱۹۰۵ء میں، چودھویں صدی ہجری میں مکہ مکرمہ کن حکومتوں کے دور سے گزرا، اس دوران وہاں مذہبی تعلیم کے کون سے ذرائع رائج رہے، اہل مکہ مکرمہ کن معتقدات وافکار پر عمل پیرا ہیں، ذیل کی سطور میں اس کا سرسری جائزہ پیش ہے۔

اس بلد الحرام میں چند خاندان ایسے آباد ہیں جن میں نسل درنسل علماء ومشائخ نے جنم لیا اور ان سے پورا عالم اسلام فیض یاب ہوتا رہا، چودھویں صدی ہجری کے نصف اوّل میں مکہ مکرمہ پر بالترتیب تین خاندانوں عثمانی، ھاشمی اور سعودی کی حکمرانی رہی، اس دوران وہاں پر جو خاندان علم وفضل کے اعتبار سے عروج پر رہے ان میں مرداد، عجیمی، خوقیر، رئیس، کتبی، شطا، عبدالشکور بیت المال، زواوی، کمال، مالکی، بن حُمید، صدیق، فقیہ، مفتی، کردی، حریری، جمل اللیل، تقی، جمی، بسیونی، قلعی، دحلان، حبشی، باصبیل [۱]، غمری اور دھان خاندانوں کے نام اہم ہیں۔[۲]

عثمانی عہد

ترکی کے عثمانی خاندان نے ۹۲۳ھ۔۱۳۳۵ھ/ ۱۵۱۷ء۔۱۹۱۶ء تک مکہ مکرمہ سمیت پورے حجاز مقدس پر تقریباً چار صدیوں تک حکمرانی کی، اس دوران وہاں پر فروغ تعلیم کے چار ذرائع رائج تھے، اولاً مسجد الحرام میں حکومت کی طرف سے علماء کرام کے حلقات دروس قائم تھے، دوسرا اہل خیر کے تعاون سے شہر کے مختلف محلوں میں دینی مدارس روبہ عمل تھے، تیسرا اکابر علماء کرام کے گھر مدارس کی صورت اختیار کئے ہوئے تھے اور چوتھا ذریعہ تعلیم کتاب کا تھا۔

عثمانی دور کی مسجد الحرام میں درس وتدریس کا سلسلہ پورے عروج پر تھا، جس کے نتیجہ میں لاتعداد علماء تیار ہوئے اور انہوں نے خدمت اسلام میں اہم مقام پایا، ۱۳۰۳ھ/ ۱۸۸۵ء میں حکومت کی طرف سے مشاہرہ پر مسجد الحرام کے مدرسین کے چھ درجے مورز تھے، ان میں درجہ اول کے بارہ، درجہ دوم کے چھ، درجہ سوم کے اٹھائیس، درجہ چہارم وپنجم کے چار چار اور اڑتالیس نائب مدرسین تھے، اس طرح مذاہب اربعہ سے تعلق رکھنے والے کل ایک سو دو علماء کرام مسجد الحرام کے اندر مقرر کردہ مقامات پر مختلف اسلامی علوم کی تعلیم دینے میں مصروف تھے [۳]۔ ان حلقات دروس میں فقہ وغیرہ دینی علوم کے علاوہ نحو، صرف، فلک، منطق پڑھائی جاتی اور بعض اوقات ان حلقات کی تعداد ایک سو بیس تک پہنچ جاتی جس سے مسجد میں دن رات طالبانِ علم کا ازدحام دیکھنے میں آتا۔ [۴]

عمر عبدالجبار مکی (۱۳۲۰ھ۔۱۳۹۱ھ) جنہوں نے مسجد الحرام میں متعدد علماء کے دروس میں شرکت کی بعد ان کا خلاصہ اپنی کتاب میں درج کیا، آپ لکھتے ہیں کہ مسجد الحرام کے مدرسین حکومت سے تنخواہ پانے، طلباء اور اہل خیر سے صدقہ وزکوٰۃ یا کسی بھی قسم کی مالی مدد کی طلب سے بے نیاز ہو کر فی سبیل اللہ تعلیم دیتے رہے، جس کا ثبوت یہ ہے کہ ان علماء نے جب وفات پائی تو اپنے ترکہ میں اچھی یاد کے علاوہ کچھ نہیں چھوڑا۔ [۵]

تعلیم مکمل کرنے کے بعد اعلیٰ ترین سند کے لئے امتحان کا مرحلہ آتا جس کے لئے حکومت کی طرف سے علماء کرام کا ایک بورڈ مقرر کیا جاتا[۶] جو فارغ التحصیل علماء سے توحید، فقہ، نحو، معانی، بیان، بدیع، منطق، صرف، اصول فقہ، حدیث، اصول حدیث اور تفسیر کے علوم وفنون میں امتحان لیتا اور کامیابی حاصل کرنے والے علماء کرام کو سند دی جاتی جس پر گورنر مکہ، مذاہب اربعہ کے مفتی اور اکابر علماء کی مہریں لگی ہوتیں، ۱۳۳۳ھ/۱۹۱۴ء میں یہ سند گورنر مکہ مکرمہ حسین بن علی ھاشمی (۱۲۷۰ھ۔۱۳۵۰ھ/۱۸۵۴ء۔۱۹۳۱ء) اور[۷] چیف جسٹس مکہ شیخ عبداللہ سراج حنفی رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۹۶ھ۔۱۳۶۸ھ/۱۸۷۸ء۔۱۹۴۹ء) کے علاوہ مسجد الحرام سے وابستہ دیگر اکابر علماء کرام کے دستخطوں سے مزین ہوتی تھی[۸] یہی شیخ عبداللہ سراج بعدازاں اُردن کے وزیر اعظم رہے اور آپ نے فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی علم غیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مشہور تالیف ''الدولۃ المکیہ'' پر تقریظ لکھی جو مطبوع ہے[۹]۔غرض کہ حکومت کی طرف سے جاری کردہ اس سند کی بڑی اہمیت تھی، مسجد الحرم میں علماء کرام سے متعلق تمام مناصب یعنی شیخ العلماء، چاروں مذاہب حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی کے لئے ایک ایک مفتی، شیخ الخطباء والآئمہ، چاروں مذاہب کے لئے آئمہ، خطیب، مدرس، نائب مدرس اور نائب امام پر تعیناتی کے لئے یہ سند بنیاد تھی، حسین بن عبداللہ باسلامہ مکی (۱۲۹۹ھ۔۱۳۵۹ھ) اپنی تصنیف ''تاریخ عمارۃ المسجد الحرم'' میں لکھتے ہیں کہ اس دور کی مسجد الحرام میں پچاس خطباء اور ایک سو بیس آئمہ کی بیک وقت موجودگی کے شواہد محکمہ اوقاف کے ریکارڈ سے ملتے ہیں[۱۰]۔اس دران مسجد الحرام سے وابستہ اہم علماء کرام کے مناصب اور مسلک اہل سنت کی تائید میں ان کی تحریروں کا مختصر تعارف یہ ہے۔

☆۔علامہ شیخ سید احمد بن زینی دحلان مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام، مدرس، مفتی شافعیہ (۱۲۳۲ھ۔۱۳۰۴ھ/۱۸۱۷ء۔۱۸۸۶ء)، آپ نے متعدد کتب تصنیف کیں، نیز عالم اسلام کے لاتعداد اکابر علماء ومشائخ نے آپ سے استفادہ کیا اور آپ شیخ الاسلام کہلائے، مولانا احمد رضا خاں بریلوی، زبدۃ الفضلاء مولانا غلام حسین چکوالوی (۱۲۳۴ھ۔۱۳۰۵ھ/ ۱۸۲۱ء۔۱۸۸۸ء)

جیسے اکابر علماء نے آپ کی شاگردی کا شرف حاصل کیا، علامہ دحلان مکی کی ایک اہم تصنیف " الدررالسنیہ فی الرد علی الوھابیہ" ۱۲۹۹ھ میں قاہرہ (مصر) میں شائع ہوئی۔[۱۱]

☆۔علامہ شیخ سید حسین بن صالح جمل اللیل مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام،، خطیب، شیخ الخطباء والآئمہ (م۔۱۳۰۵ھ/۱۸۸۷ء)، آپ نے فاضل بریلوی کو اپنے گھر مدعو کیا اور جمیع علوم اسلامیہ میں سند اجازت عطا کی، بعد ازاں فاضل بریلوی نے مناسک حج وزیارت سے متعلق آپ کی ایک تصنیف کی شرح لکھی۔[۱۲]

☆۔شیخ عبدالرحمٰن سراج حنفی مکی رحمۃ اللہ علیہ، امام، خطیب، مفتی احناف، مدرس (۱۲۴۹ھ۔۱۳۱۴ھ/۱۸۳۳ء۔۱۸۹۶ء)، آپ نے اسلامی عقائد واحکامات پر چار ضخیم جلدوں پر مشتمل مجموعہ فتاویٰ "ضوء السراج علیٰ جواب المحتاج" یادگار چھوڑا، فاضل بریلوی نے آپ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا۔[۱۳]

☆۔علامہ شیخ سید ابوبکر بن سالم البار مکی رحمۃ اللہ علیہ، مدرس، فقیہ (۱۳۰۱ھ۔۱۳۸۴ھ/۱۸۸۳ء۔۱۹۶۴ء) تصوف کے اہم پیر طریقت، فاضل بریلوی کے خلیفہ۔[۱۴]

☆۔علامہ شیخ سید ابوبکر شطا شافعی مکی رحمۃ اللہ علیہ، مدرس (م۔۱۳۱۰ھ)، صوفیاء کرام کی تعلیمات پر کتاب "ھدایۃ الاذکیاء الی طریقۃ الاولیاء" تالیف کی۔[۱۵]

☆۔علامہ شیخ ابوالخیر مرداد مکی حنفی رحمۃ اللہ علیہ، امام، خطیب، مدرس، شیخ الخطباء والآئمہ (۱۲۵۹ھ۔۱۳۳۵ھ/۱۸۴۳ء۔۱۹۱۶ء) "الدولۃ المکیہ" اور "حسام الحرمین" پر تقریظ قلم بند کی، آپ کی خواہش پر فاضل بریلوی نے الدولۃ المکیہ میں بعض مباحث کا اضافہ کیا۔[۱۶]

☆۔شیخ احمد حضراوی منصوری مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ، مدرس (۱۲۵۲ھ۔۱۳۲۷ھ/۱۸۳۶ء۔۱۹۰۹ء)، فاضل بریلوی کے خلیفہ، آپ نے فضائل مدینہ منورہ اور زیارت روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کتاب "نفحات الرضی والقبول فی فضائل المدینۃ وزیارۃ الرسول" تالیف کی۔[۱۷]

☆۔ شیخ احمد بن ضیاء الدین مکی حنفی رحمۃ اللہ علیہ، مدرس، حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ، حسام الحرمین کے مقرظ۔[۱۸]

☆۔ قاری شیخ احمد بن عبداللہ مکی حنفی رحمۃ اللہ علیہ (۱۳۰۹ھ۔۱۳۵۹ھ/ ۱۸۹۱ء۔۱۹۴۰ء)، آپ کے والد ماجد مکہ مکرمہ میں شیخ القراء تھے، آپ کا پورا گھرانہ حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ ارادت میں شامل تھا، حضرت گولڑوی نے شیخ احمد مکی کو علوم عقلیہ و نقلیہ اور دیگر اوراد و اذکار میں سند اجازت عطا فرمائی۔[۱۹]

☆۔ شیخ احمد ناضرین مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ، مدرس (۱۲۹۹ھ۔۱۳۷۰/ ۱۸۸۱ء۔۱۹۵۰ء) فاضل بریلوی کے خلیفہ۔[۲۰]

☆۔ شیخ اسد دھان مکی حنفی رحمۃ اللہ علیہ، مدرس (۱۲۸۰ھ۔ ۱۳۳۸ھ/۱۸۶۳ء۔۱۹۱۹ء)، الدولتہ المکیہ وحسام الحرمین کے مقرظ، فاضل بریلوی کے خلیفہ مجاز۔[۲۱]

☆۔ علامہ شیخ سید اسمٰعیل بن خلیل رحمۃ اللہ علیہ، مکتبہ حرم کے ناظر، الدولتہ المکیہ و حسام الحرمین کے مقرظ، فاضل بریلوی کے خلیفہ، آپ کے بھائی علامہ سید مصطفیٰ بن خلیل رحمۃ اللہ علیہ بھی آپ کے خلیفہ اور آپ کے والد فاضل بریلوی کے احباب میں سے تھے۔[۲۲]

☆۔ شیخ جمال مکی مالکی رحمۃ اللہ علیہ، مدرس (۱۲۸۵ھ۔ ۱۳۴۹ھ/ ۱۸۶۸ء۔۱۹۳۰ء)، الدولتہ المکیہ وحسام الحرمین کے مقرظ، فاضل بریلوی کے خلیفہ۔[۲۳]

☆۔ شیخ حسن بن عبدالرحمٰن عجیمی مکی حنفی رحمۃ اللہ علیہ، مدرس (۱۲۸۹ھ۔ ۱۳۶۱ھ/ ۱۸۷۲ء۔۱۹۴۲ء) فاضل بریلوی کے خلیفہ۔[۲۴]

☆۔ علامہ شیخ سید حسین بن صادق دحلان مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ، مدرس، امام (۱۲۹۴ھ۔۱۳۴۰ھ/ ۱۸۷۷ء۔۱۹۲۱ء) فاضل بریلوی کے خلیفہ۔[۲۵]

☆۔ شیخ خلف بن ابراہیم حنبلی رحمۃ اللہ علیہ، مفتی حنابلہ، مولانا غلام دستگیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "تقدیس الوکیل عن توھین الرشید والخلیل" پر تقریظ قلم بند فرمائی۔[۲۶]

☆۔ مولانا رحمت اللہ کیرانوی مہاجر مکی رحمتہ اللہ علیہ، آپ کا ذکر آئندہ سطور میں آرہا ہے۔

☆۔ شیخ صالح بافضل مکی شافعی رحمتہ اللہ علیہ، مدرس (۱۲۷۷ھ۔۱۳۳۳ھ/۱۸۶۰ء۔ ۱۹۱۴ء)، الدولتہ المکیہ وحسام الحرمین پر تقیظ لکھی۔[۲۷]

☆۔ شیخ صالح کمال مکی حنفی رحمتہ اللہ علیہم مدرس، امام، خطیب، مفتی احناف، شیخ العلماء (۱۲۶۳ھ۔۱۳۳۲ھ) سانحہ کربلا پر ایک کتاب لکھی، نیز حیلہ اسقاط کے موضوع پر ''القول المختصر المفید لأ حل الانصاف فی بیان الدلیل لعمل اسقاط الصلاۃ والصوم المشہو رعندالاحناف'' لکھی جو ۱۳۲۸ھ/۱۹۱۰ء کو مکہ مکرمہ سے شائع ہوئی، الدولتہ المکیہ، حسام الحرمین اور تقدیس الوکیل پر تقریظات موجود ہیں، فاضل بریلوی کے خلیفہ۔[۲۸]

☆۔ شیخ عبدالحمید قدس مکی شافعی رحمتہ اللہ علیہ، امام، مدرس (۱۲۸۰ھ۔۱۳۳۴ھ/ ۱۸۶۳ء۔۱۹۱۵ء)، زیارت روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ''الذخائر القدسیہ فی زیارۃ خیر البریۃ'' [۲۹] اور جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ''بلوغ المرام فی مولد النبی علیہ الصلاۃ والسلام'' لکھی۔ [۳۰]

☆۔ شیخ عبدالرحمٰن دھان مکی حنفی رحمہ اللہ علیہ، مدرس (۱۲۸۳ھ۔ ۱۳۳۷ھ/ ۱۸۶۶ء۔۱۹۱۸ء)، الدولتہ المکیہ اور حسام الحرمین کے مقرظم فاضل بریلوی کے خلیفہ۔[۳۱]

☆۔ علامہ سید عبدالکریم داغستانی مکی شافعی رحمتہ اللہ علیہ، مدرس (۱۲۶۷ھ ۔ ۱۳۳۸ھ/ ۱۸۵۰ء۔۱۹۱۹ء) آپ سے لاتعداد علماء کرام بالخصوص مدرسین نے استفادہ کیا اور آپ ''الامام الکبیر'' کہلائے، حسام الحرمین پر تقریظ لکھی۔[۳۲]

☆۔ شیخ عبداللہ ابوالخیر مرداد مکی حنفی رحمتہ اللہ علیہ، مدرس، امام، خطیب، شیخ الخطباء والآئمہ (۱۲۸۵ھ۔۱۳۴۳ھ/ ۱۸۶۸ء۔۱۹۲۴ء)، دسویں سے چودھویں صدی ہجری تک کے اہم علماء مکہ مکرمہ کے حالات وکرامات پر ''نشر النور والزھر'' جیسی اہم کتاب تصنیف فرمائی جس میں

فاضل بریلوی کا ذکر خیر کیا، آپ کے استفتاء کے جواب میں فاضل بریلوی نے ''کفل الفقیہ الفاھم فی احکام قرطاس الدراھم'' (کرنسی نوٹ کی شرعی حیثیت کے موضوع پر) تصنیف کی، آپ حجاز مقدس میں آل سعود کے برپا کردہ انقلاب کے دوران طائف میں شہید کئے گئے، فاضل بریلوی کے خلیفہ۔[۳۳]

☆۔شیخ عبداللہ بن حُمید عنیزی حنبلی رحمۃ اللہ علیہ، مدرس، امام، مفتی حنابلہ (۱۲۹۰ھ۔ ۱۳۴۶ھ/۱۸۷۳ء۔۱۹۲۷ء)، آپ مفتی حنابلہ شیخ محمد بن حمید رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۳۶ھ۔۱۲۹۵ھ/ ۱۸۲۱ء۔۱۸۷۸ء) صاحب'' السحب الوابلۃ فی طبقات الحنابلۃ'' کے پوتے ہیں، الدولۃ المکیہ پر تقریظ لکھی۔[۳۴]

☆۔شیخ عبداللہ سراج حنفی رحمۃ اللہ علیہ، مدرس، مفتی احناف (م۔۱۹۴۹ء) الدولۃ المکیہ کے مقرظ۔

☆۔علامہ شیخ سید عبداللہ دحلان مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام، مدرس (۱۲۹۱ھ۔ ۱۳۶۰ھ/۱۸۷۴ء۔۱۹۴۱ء)، انڈونیشیا، ملائشیا، سنگاپور اور بعض عرب ممالک میں مدارس اسلامیہ قائم کئے، انڈونیشیا میں وفات پائی، فاضل بریلوی کے خلیفہ، الدولۃ المکیہ کے مقرظ۔[۳۵]

☆۔شیخ علی بن صدیق کمال مکی حنفی رحمۃ اللہ علیہ، مدرس (۱۲۵۳ھ۔۱۳۳۵ھ/ ۱۸۳۷ء۔۱۹۱۶ء)، الدولۃ المکیہ و حسام الحرمین کے مقرظ۔[۳۶]

علامہ شیخ سید علوی بن احمد سقاف مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ السادۃ العلویہ (۱۲۵۵ھ۔۱۳۳۷ھ/ ۱۸۳۹ء۔۱۹۱۸ء)، آپ نے''القول الجامع النجیح فی احکام صلاۃ التسابیح'' کے علاوہ زیارت روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر کتاب لکھی۔[۳۷]

☆۔علامہ شیخ سید علوی بن عباس مکی مالکی رحمۃ اللہ علیہ، مدرس (۱۳۲۸ھ۔۱۳۹۱ھ/ ۱۹۱۰ء۔۱۹۷۱ء)۔آپ نے'' مجموع فتاویٰ و رسائل'' میں اختلافی مسائل نماز کے بعد دعا، تلقین میت، قبر والدہ ماجدہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، محافل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور سماع موتیٰ وغیرہ

پر دلائل پیش کیے [۳۸]۔ آپ مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ (۱۳۱۰ھ۔ ۱۴۰۲ھ/۱۸۹۲ء۔۱۹۸۱ء) کے خلیفہ اور قطب مدینہ مولانا ضیاء الدین قادری مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۹۴ھ۔۱۴۰۱ھ/۱۸۷۷ء۔۱۹۸۱ء) کے ارادتمندوں میں شامل ہیں۔ [۳۹]

☆۔ شیخ عمر بن ابی بکر باجنید حضرمی مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ، مدرس، مفتی شافعیہ (۱۲۶۳ھ۔۱۳۵۴ھ/۱۸۴۶ء۔۱۹۳۵ء)، الدولۃ المکیہ وحسام الحرمین کے مقرظ۔ [۴۰]

☆۔ شیخ عمر بن حمدان مَحرسی تیونسی مکی مدنی مالکی رحمۃ اللہ علیہ، مدرس (۱۲۹۲ھ۔ ۱۳۶۸ھ/۱۸۷۵ء۔۱۹۹۴ء)، آپ ''محدث حرمین شریفین'' کے لقب سے مشہور ہوئے، فاضل بریلوی سے خلافت پائی اور حسام الحرمین پر تقریظ لکھی۔ [۴۱]

☆۔ علامہ سید محمد حامد بن احمد جداوی حنفی رحمۃ اللہ علیہ، مدرس (۱۲۷۷ھ۔۱۳۴۲ھ/ ۱۸۶۱ء۔۱۹۲۳ء)، جامعہ الازہر میں تعلیم پائی، ''کفل الفقیہ'' کی تصنیف کے محرک اور حسام الحرمین کے مقرظ۔ [۴۲]

☆۔ شیخ محمد سعید باَبصیل حضرمی مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ، مدرس، مفتی شافعیہ (۱۲۴۵ھ۔ ۱۳۳۰ھ/ ۱۸۲۹ء۔۱۹۱۱ء) آپ ''شیخ الاسلام'' کے لقب سے معروف ہوئے، ردّ وھابیت پر ایک کتاب تصنیف کی، تقدیس الوکیل، الدولۃ المکیہ وحسام الحرمین پر تقریظات قلم بند کیں۔ [۴۳]

☆۔ شیخ محمد عابد مالکی رحمۃ اللہ علیہ، مدرس، مفتی مالکیہ (۱۲۷۵ھ۔۱۳۴۱ھ/ ۱۸۵۸ء۔۱۹۲۲ء)، وسیلہ کے موضوع پر ایک کتاب لکھی، تقدیس الوکیل، الدولۃ المکیہ اور حسام الحرمین پر تقریظات موجود ہیں۔ [۴۴]

علامہ پروفیسر ڈاکٹر سید محمد بن علوی مکی مالکی رحمۃ اللہ علیہ (۱۳۶۲ھ۔ ۱۴۲۵ھ/ ۱۹۴۳ء۔۲۰۰۴ء) آپ نے عقائد اہل سنت کی توضیح وتشریح پر حول الاحتفال بالمولد النبوی الشریف، الذخائر المحمدیہ، اور مفاھیم یجب ان تصح جیسی اہم کتب لکھیں، جن کے اُردو تراجم شائع ہو چکے ہیں ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء میں اس موضوع پر آپ کی تازہ تصنیف ''منہج السلف فھم النصوص بین

النظرية والتطبيق'' ۶۲۴ صفحات پر مشتمل منظر عام پر آئی، علاوہ ازیں عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اسلاف کی اہم کتب پر تحقیق کر کے انہیں شائع کیا، مکہ مکرمہ کے ایک قلم کار زہیر محمد جمیل کتبی (پ۔۱۳۷۵ھ/ ۱۹۵۵ء) نے آپ کے حالات وخدمات پر ایک ضخیم کتاب ''المالکی عالم الحجاز'' لکھی جو مصر سے شائع ہوئی اور اس میں آپ کو پندرھویں صدی ہجری کا مجدد قرار دیا گیا، مولانا ضیاء الدین مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ۔[۴۵]

☆۔ شیخ محمد علی مکی مالکی رحمتہ اللہ علیہ، مدرس، مفتی مالکیہ (۱۲۸۶ھ۔۱۳۶۷ھ/ ۱۸۶۹ء۔۱۹۴۸ء)، آپ امام النحویین، سیبویۃ العصر اور سکا کی زماں کے القاب سے جانے گئے، مختلف موضوعات پر ۴۴ سے زائد کتب تصنیف کیں، جن میں مسلک اہل سنت کی ترجمانی کی، چند کے نام یہ ہیں: انتصار الاعتصام بمعتمد کل مذهب من مذاهب الائمة الاعلام، سعادة الدارين بنجاة الابوين، الصارم المبيد لمنكر حكمة التقليد، ضياء الافلاك بحديث لولاك لما خلقت الافلاك، القواطع البرهانية في بيان افك غلام احمد و اتباعه القاديانية، المقصد السديد في بيان خطاء الشوكاني فيما افتتح به رسالة القول المفيد، الورد العلوى، اور الهدى التام في موارد المولد النبوى وما اعتيد فيه من القيام۔ الدولته المكيه و حسام الحرمين پر تقاریظ لکھیں اور فاضل بریلوی سے خلافت پائی نیز آپ کی مدح میں ساٹھ اشعار کا قصیدہ لکھا جو آخر الذکر کتاب میں مطبوع ہے۔[۴۶]

☆۔ شیخ محمد مراد قازانی مکی حنفی رحمتہ اللہ علیہ (م۔۱۳۵۲ھ/ ۱۹۳۳ء)، آپ نے مکتوبات امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی (شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمہ) کا عربی ترجمہ کیا جو مکہ مکرمہ سے شائع ہوا۔[۴۷]

☆۔ علامہ سید محمد مرزوقی ابو حسین مکی حنفی رحمتہ اللہ علیہ، امام مدرس (۱۲۸۴ھ۔ ۱۳۶۵ھ/ ۱۸۶۷ء۔ ۱۹۴۶ء) آپ ''ابو حنیفہ صغیر'' کے لقب سے ملقب ہوئے، الدولتہ المکیہ و

حسام الحرمین پر تقریظات لکھیں نیز فاضل بریلوی سے خلافت پائی جس کا ذکر ان الفاظ میں کیا:
وقد اجازنی الاجازة العلمة العظیمة الفع، مولانا برکتہ الوجود وزینة الدنیا، تاج العلماء الاعلام، صاحب التالیف الکثیر ة، والفصائل الشہیر ۃ المولوی الحاج احمد رضا خان البریلوی رحمہ اللہ رحمتہ واسعتہ۔[۴۸]

☆۔ شیخ محمد یوسف خیاط مکی شافعی رحمتہ اللہ علیہ، مدرس، انڈونیشیا میں وفات پائی، ماہر فلکیات، الدولتہ المکیہ وحسام الحرمین پر تقاریظ موجود ہیں۔[۴۹]

☆۔ شیخ محمود شکری نقشبندی حنفی رحمتہ اللہ علیہ، ناظر مکتبہ مسجد الحرام، مدرس (۱۲۳۳ھ۔۱۳۰۴ھ/ ۱۸۱۷ء۔۱۸۸۶ء) آپ نے مشائخ نقشبندیہ کی تعلیمات پر کتاب لکھی۔[۵۰]

☆۔ شیخ مختار بن عطارد جاوی مکی شافعی رحمتہ اللہ علیہ، مدرس (۱۲۷۸ھ۔۱۳۴۹ھ/ ۱۸۶۱ء۔۱۹۳۰ء)، عارف باللہ، آپ کے حلقہ درس میں چار سو تک علماء وطلباء بیک وقت دیکھنے میں آئے، الدولتہ المکیہ پر تقریظ لکھی۔[۵۱]

گزشتہ سطور میں چودھویں صدی ہجری کی مسجد الحرام میں مختلف مناصب عالیہ پر فائز صف اوّل کے اکتالیس علماء کرام کا فاضل بریلوی سے تعلق یا ان کے معتقدات کا ہلکا سا خاکہ بطور نمونہ پیش کیا گیا، ان میں سے متعدد علماء کرام دیگر اہم عہدوں چیف جسٹس، جسٹس، مدارس اسلامیہ کے بانی یا مدرسین، اصلاحی وتعمیری اور تعلیمی تنظیموں، اداروں کے رکن یا سرپرست رہے، لیکن راقم نے طوالت کے خوف سے ان علماء کرام کی خدمات کا مفصل تذکرہ کرنے کی بجائے ان کے مسجد الحرام سے تعلق کو ہی تحریر کا موضوع بنایا، البتہ حواشی میں ان کے سوانحی ماخذ کی نشان دہی کر دی گئی ہے، مذکورہ دور کے پورے عالم اسلام کی فروغ علم، تصنیف وتالیف اور عقائد اسلامیہ کے دفاع کی تاریخ مرتب کرتے ہوئے کسی بھی مکتب فکر کے منصف مزاج مؤرخ ومحقق کے لئے ان علماء کرام کی خدمات جلیلہ کو نظر انداز کرنا ممکن نہیں۔

مکہ مکرمہ میں رائج دوسرے ذریعہ تعلیم ''مدارس'' کی تاریخ پر نظر ڈالی جائے تو مسجد الحرام سے باہر سب سے قدیم مدرسہ کا نام ''مدرسہ سلطان قایتبائی'' ملتا ہے، جسے مصر کے سلطان ابو النصر سیف الدین قایتبائی محمودی (۸۱۵ھ۔۹۰۱ھ/ ۱۴۲۱ء۔۱۴۹۶ء) نے مسجد الحرام کے قریب ۸۸۲ھ/ ۱۴۷۷ء میں بنوایا، دوسرا مدرسہ حضرت ام ھانی رضی اللہ عنہا کے گھر کے قریب سلطان بنگالہ غیاث الدین نے قائم کیا، ان مدارس کے ساتھ غریب طلباء کے لئے قیام کا انتظام بھی کیا گیا تھا، اوران میں مذاہب اربعہ کے مطابق نصاب رائج کیا گیا، ایک اور مدرسہ علم وفضل میں مشہور مکہ مکرمہ میں آباد منوفی خاندان[۵۲] کے عالم شیخ عبدالجواد منوفی شافعی رحمتہ اللہ علیہ (م۔ ۱۰۶۸ھ) نے قائم کیا، لیکن اس سے قبل عثمانی خلیفہ سلطان سلیمان نے ۹۷۲ھ/ ۱۵۶۵ء میں مذاہب اربعہ کی مناسبت سے مسجد الحرام سے ملحق شمالی جانب چار مدارس قائم کئے[۵۳]، اس دوران حجاج کرام اور اہل ثروت کے تعاون سے مدارس کے قیام کا سلسلہ جاری رہا۔ ابتدائے اسلام سے عہد عثمانی کے آخر تک مسجد الحرام کی ایک بین الاقوامی یونیورسٹی کی حیثیت مسلم رہی، سلطان سلیم عثمانی نے اپنے دور خلافت ۹۸۱ھ سے ۹۸۴ھ تک مسجد احرام کی بڑے پیمانے پر تعمیرِ جدیداور توسیع کرائی، اور یہ کام ان کے بیٹے سلطان مراد کے دور خلافت میں مکمل ہوا[۵۴]۔ مسجد الحرام کی اسی عظیم توسیع کے بعد غالباً مزید مدارس کے قیام کی ضرورت نہ رہی، تا آنکہ انیسویں صدی کے آخر میں عثمانیوں نے ''مدرسہ رُشدیہ'' قائم کیا جس کا نصاب ترکی زبان میں مرتب کیا گیا[۵۵]، یہ خلافت عثمانیہ کے زوال کا دور تھا، اس دوران مسجد الحرام میں تعلیم وتعلم کا سلسلہ بدستور درجہ کمال پر رہا لیکن سیاسی زوال کے باعث حکمران بڑھتی ہوئی تعلیمی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے مزید مدارس قائم نہ کر سکے، اس پر اہل خیر حضرات آگے بڑھے اور چار بڑے مدارس قائم کئے جن کے نام اورسنِ تاسیس یہ ہیں:

☆۔مدرسہ صولتیہ ۱۲۹۰ھ/۱۸۷۳ء

☆۔مدرسہ فخریہ ۱۲۹۶ھ/۱۸۷۸ء

☆۔مدرسہ خیریہ ۱۳۲۶ھ/۱۹۰۸ء

☆۔مدرسہ فلاح ۱۳۳۰ھ/۱۹۱۲ء

۱۲۸۹ھ/ ۱۸۷۲ء میں کلکتہ کی ایک صاحب حیثیت خاتون صولت النساء بیگم حج وزیارت کے لئے گئیں تو ان کی مالی معاونت سے مولانا رحمت اللہ کیرانوی مہاجر مکی رحمتہ اللہ علیہ (۱۲۳۳ھ۔۱۳۰۸ھ/ ۱۸۱۷ء۔۱۸۹۱ء) کی سرپرستی میں مدرسہ صولتیہ قائم ہوا جو مسجد الحرام کے حلقات دروس کے بعد اس صدی کے نصف اوّل کے مکہ مکرمہ کی دوسری بڑی درس گاہ ثابت ہوئی، مملکت ھاشمیہ حجاز کے پہلے بادشاہ سید حسین بن علی ھاشمی (۱۲۷۰ھ۔۱۳۵۰ھ/۱۸۵۴ء۔۱۹۳۱ء) نے اسی مدرسہ میں تعلیم پائی، نیز اس کے فارغ التحصیل علماء کرام مختلف اہم مناصب مفتی احناف، مفتی مالکیہ، مفتی شافعیہ، شیخ العلماء، شیخ الخطباء والائمہ، مدرس حرم، امام حرم، خطیب حرم، شیخ القراء، جسٹس، چیف جسٹس، وزیر اعظم، رئیس مجلس شوریٰ، شرعی عدالت کے جج اور بیت اللہ کے کنجی بردار وغیرہ پر فائز رہے، اسلامی علوم پر متعدد کتب تصنیف کیں، نیز مختلف اسلامی ممالک میں مدارس اور تنظیمیں قائم کیں۔[۵٦]

اس مدرسہ کے بانی حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی رحمتہ اللہ علیہ ہندوستان کے جلیل القدر اہل سنت عالم دین، صوفی کامل، مناظر اسلام، ردعیسائیت پر ''اظہار الحق'' جیسی بے مثل کتاب کے مصنف تھے۔

عثمانی خلیفہ عبدالحمید، ان کے وزیر اعظم خیر الدین پاشا تیونسی اور خلافت عثمانیہ میں علماء کے اعلیٰ ترین منصب ''شیخ الاسلام'' پر تعینات شیخ احمد اسعد مدنی سمیت حکومت کے اعلیٰ عہدیداران مولانا کیرانوی کے قدر دانوں میں شامل تھے، سلطان عبدالحمید نے آپ کو ایوارڈ ''نشان مجیدی'' پیش کرنے کے علاوہ شیخ الاسلام کی تجویز پر ''پایۂ حرمین'' کا خطاب دیا۔

موجودہ دور میں سعودی حکومت کے اکابر علماء میں سے ایک اہم قلمکار، ندوۃ العالمیہ للشباب الاسلامی، ورلڈ اسمبلی آف مسلم یوتھ (wamy) کے سیکرٹری جنرل مانع بن حماد

الجھنی (م۔۱۴۲۳ھ/۲۰۰۲ء) رقمطراز ہیں:

''موجودہ صدی کے آغاز میں دارالعلوم دیوبند کے فارغ التحصیل ایک عالم نے مکہ مکرمہ میں مدرسہ صولتیہ قائم کیا جس نے دینی علوم کے فروغ میں شاندار خدمات انجام دیں''۔[۵۷]

ڈاکٹر موصوف نے دو جلدوں پر مشتمل اپنی اس تصنیف میں متعدد مقامات پر بہت سی باتیں بے بنیاد لکھ دیں ہیں، مذکورہ بالا عبارت ان میں سے ایک ہے، جب کہ اس بات میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں کہ مدرسہ صولتیہ مولانا رحمت اللہ کیرانوی نے قائم کیا، جن کا دارالعلوم دیوبند سے کسی بھی نوعیت کا کوئی تعلق نہ تھا، اور یہ مدرسہ موجودہ صدی کے آغاز کی بجائے گزشتہ صدی کے آخر میں قائم ہوا۔ ۱۲۷۰ھ/ ۱۸۵۴ء میں مولانا کیرانوی اور پادری فنڈر کے درمیان آگرہ ہندوستان میں مناظرہ ہوا، جس کی روئیداد عربی اُردو وغیرہ زبانوں میں شائع ہو چکی ہے، اس مناظرہ میں عیسائی مناظر کو شکست فاش ہوئی، مناظرہ آگرہ کی وجہ سے انگریز حکمران مولانا کیرانوی پر برہم تھے، اس پر مزید یہ کہ ۱۲۷۳ھ/ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں مولانا نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، جس پر انگریزوں نے آپ کی جائیداد ضبط کر کے آپ پر فوجداری مقدمہ چلانے کا حکم دے کر مولانا کی گرفتاری پر انعام مقرر کر دیا، چنانچہ آپ ہندوستان سے ہجرت کر کے یمن کے راستے ۱۲۷۴ھ/ ۱۸۵۸ء میں مکہ مکرمہ پہنچ گئے، ادھر انگریز حکمرانوں نے ہندوستان میں مولانا کیرانوی کی تمام جائیداد واملاک ۳۰ رجنوری ۱۸۶۴ء کو نیلام کر دی۔[۵۸]

ڈاکٹر مانع تسلیم کرتے ہیں کہ دارالعلوم دیوبند کا قیام ۱۲۸۳ھ/ ۱۸۶۶ء کو عمل میں آیا۔[۵۹] لہذا اوپر دیئے گئے حقائق کی روشنی میں یہ بات پورے طور پر واضح ہو جاتی ہے کہ مولانا کیرانوی دارالعلوم دیوبند کے قیام سے آٹھ سال پہلے ہندوستان چھوڑ چکے تھے اور پھر لوٹ کر نہیں آئے تا آنکہ مکہ مکرمہ میں وفات پائی۔ دارالعلوم کے قیام کے زمانہ میں آپ کی عمر ۴۹ برس سے زائد تھی اور آپ مسجد الحرام مکہ مکرمہ میں تدریسی خدمات انجام دے رہے تھے اور نہ صرف

ہندوستان بلکہ پورے عالم اسلام میں آپ کے علم وفضل کا طوطی بول رہا تھا، چنانچہ یہ دعویٰ کہ مولانا کیرانوی نے دارالعلوم دیوبند میں تعلیم پائی، یا اس کے قیام میں کسی قسم کی معاونت کی، یا یہ کہ اس دارالعلوم کے فارغ التحصیل کسی عالم نے مدرسہ صولتیہ کی بنیاد رکھی، سراسر بے بنیاد ہے۔

مولانا کیرانوی کا عقیدہ خود ان کی تحریروں سے واضح ہے، چنانچہ عارف باللہ حاجی امداداللہ مہاجر مکی رحمتہ اللہ علیہ (۱۲۳۳ھ۔۱۳۱۷ھ) کے مرید وخلیفہ [۶۰] مولانا عبدالسمیع بیدل رامپوری میرٹھی رحمتہ اللہ علیہ (م۔۱۳۱۸ھ/۱۹۰۰ء) رقمطراز ہیں کہ تصحیح عقائد اہل سنت کا حصہ میں نے مولانا رحمت اللہ کیرانوی مہاجر مکی سے لیا، آپ میرے اساتذہ میں اول استاد ہیں [۶۱]۔ اور پھر ۱۳۰۲ھ میں جب مولوی رشید احمد گنگوہی ومولوی خلیل احمد انبیٹھوی وغیرہ علماء دیوبند نے مسلک اہل سنت کے خلاف ایک فتویٰ جاری کیا تو مولانا عبدالسمیع میرٹھی نے اسی برس اس کی تردید میں ایک ضخیم کتاب ''انوار ساطعہ در بیان مولود وفاتحہ'' لکھ کر شائع کردی، ۱۳۰۷ھ میں انوار ساطعہ کے دوسرے اڈیشن پر ہندوستان بھر کے چوبیس اکابر علماء اہل سنت نے تقریظات لکھیں، ان میں مولانا رحمت اللہ کیرانوی کی تقریظ بھی شامل ہے، علاوہ ازیں ''تقدیس الوکیل'' پر آپ کی مفصل تقریظ موجود ہے، مزید براں حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمتہ اللہ علیہ نے مولانا کیرانوی کو ''فخر العلماء'' کا خطاب دیا، تجلیات مہر انور کی پہلی جلد میں اس موضوع پر سیر حاصل مواد موجود ہے۔[۶۲]

مولانا رحمت اللہ کیرانوی بن خلیل الرحمٰن رحمتہ اللہ علیہ پہلے مسجد الحرام اور پھر مدرسہ صولتیہ میں تدریسی خدمات انجام دیتے رہے تا آنکہ آپ نے مکہ مکرمہ میں ہی وفات پائی، اس وقت مدرسہ صولتیہ پورے جزیرہ عرب کا سب سے اہم مدرسہ بن چکا تھا، آپ کے بعد آپ کے بھائی کے پوتے مولانا محمد سعید بن محمد صدیق بن علی اکبر بن خلیل الرحمٰن کیرانوی رحمتہ اللہ علیہ (۱۲۹۰ھ۔۱۳۵۷ھ/۱۸۷۳ء۔۱۹۳۸ء) نے مہتمم مدرسہ کی ذمہ داری سنبھالی [۶۳]، تقدیس الوکیل پر مولانا محمد سعید کی تقریظ موجود ہے، علاوہ ازیں حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمتہ اللہ علیہ کی

اختلافی مسائل پر فیصلہ کن تصنیف ''فیصلہ ہفت مسئلہ'' کا پہلا اڈیشن انہی مولانا محمد سعید کے اہتمام سے مکہ مکرمہ سے شائع ہوا، جو اُن کے اہل سنت ہونے کا بیّن ثبوت ہے۔

علاوہ ازیں صولتیہ کے مدرس اول مولانا حضرت نور افغانی پشاوری مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ (م۔ ۱۳۲۱ھ/ ۱۹۰۳ء) اور [۶۴] مدرس دوم مولانا عبدالسبحان رحمۃ اللہ علیہ نے تقدیس الوکیل پر تقریظ لکھی، فاضل بریلوی کے خلیفہ علامہ سید احمد ناضرین مدرس اور شیخ عبدالرحمٰن دھان حنفی مدرس اول رہے، جن علماء مکہ مکرمہ نے مسجد الحرام میں اور بعد ازاں صولتیہ میں مولانا رحمت اللہ کیرانوی سے تعلیم پائی اور پھر مسلک اہل سنت پر اپنی تحریریں یادگار چھوڑیں ان میں مفتی احناف شیخ عبدالرحمٰن سراج، مفتی احناف و چیف جسٹس شیخ عبداللہ سراج، شیخ الخطباء شیخ احمد ابوالخیر مرداد، قاضی مکہ شیخ اسعد دھان، علامہ سید حسین دحلان، مفتی مالکیہ شیخ محمد عابدین حسین مالکی، قاضی مکہ شیخ عبداللہ ابوالخیر مرداد شہید، مبلغ اسلام علامہ سید عبداللہ دحلان، قاضی جدہ علامہ سید محمد حامد احمد جداوی اور قاضی جدہ و مفتی احناف شیخ محمد صالح کمال حنفی کے اسماء گرامی اہم ہیں، رحمہم اللہ تعالیٰ۔

بعد ازاں ڈاکٹر علامہ سید محمد بن علوی مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی مدرسہ صولتیہ میں تعلیم پائی۔

حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ ۱۳۰۷ھ/ ۱۸۸۹ء میں مکہ مکرمہ حاضر ہوئے تو مدرسہ صولتیہ میں قیام فرمایا جبکہ مولانا رحمت اللہ کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ زندہ اور مدرسہ میں موجود تھے۔[۶۵]

مولانا رحمت اللہ کیرانوی نے زندگی کے آخری ایام میں محلہ جیاد میں مدرسہ احمدیہ قائم کیا، جس میں تجوید و حفظ قرآن پر خصوصی توجہ دی جاتی تھی، حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کے خلیفہ اور فاضل بریلوی کی کتاب حسام الحرمین کے مقرظ قاری حافظ شیخ احمد مکی بنگالی رحمۃ اللہ علیہ اس کے مدرس و مہتمم تھے، ۱۳۱۰ھ میں اس مدرسہ میں ۶۵ طلباء پڑھتے تھے، جنازہ کے ساتھ بہ آواز بلند ذکر اللہ کے جواز پر مولانا محمد عمر الدین ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کی اردو کتاب ''الاجازۃ فی الذکر الجھر مع الجنازۃ'' پر انہی شیخ احمد مکی نے عربی میں پانچ صفحات کی تقریظ لکھی۔[۶۶]

مدرسہ صولتیہ کے بعد اس شہر مقدس کا دوسرا اہم مدرسہ فخریہ، مدرس مسجد الحرام شیخ عبدالحق القاری نے اور تیسرا مدرسہ خیریہ، مدرس مسجد الحرام شیخ محمد حسین خیاط نے قائم کیا، اور یہ دونوں علماء مولانا رحمت اللہ کیرانوی کے شاگرد تھے۔[٦٧]

جدہ شہت کے ایک تاجر [٦٨] الحاج محمد علی زینل آل رضا (م۔١٣٨٩ھ/ ١٩٦٩ء) نے جدہ، مکہ مکرمہ، بمبئی، عدن، دبئی اور بحرین میں ''الفلاح'' کے نام سے دینی مدارس قائم کیے، مدرسہ فلاح عثمانی عہد کے مکہ مکرمہ میں قائم ہونے والا آخری مدرسہ تھا جو کارکردگی کے اعتبار سے مدرسہ صولتیہ کے بعد دوسرا بڑا مدرسہ ثابت ہوا، علامہ سید محمد احمد جداوی رحمۃ اللہ علیہ (حسام الحرمین کے مقرظ) ١٣٣٠ھ۔١٣٣٤ھ/ ١٩١١ء۔ ١٩١٥ء تک مدرسہ فلاح مکہ مکرمہ کے پہلے مہتمم وصدر مدرس رہے، اور جسٹس مکہ علامہ سید ابو بکر حبشی مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (١٣٢٠ھ۔١٣٧٤ھ/ ١٩٠٢ء۔١٩٥٤ء) جو ١٣٥٢ھ۔١٣٦٢ھ/ ١٩٣٣ء۔ ١٩٤٣ء تک اس مدرسہ کے چھٹے مہتمم رہے [٦٩] آپ اپنے دادا مفتی شافعیہ شیخ الاسلام علامہ سید حسین بن محمد حبشی مکی رحمۃ اللہ علیہ (١٢٥٨ھ۔١٣٣٠ھ/١٨٤٢ء۔١٩١٢ء) کے علاوہ [٧٠] حسان العصر امام یوسف بن اسمٰعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ (١٢٦٥ھ۔١٣٥٠ھ/ ١٨٤٩ء۔١٩٣١ء) سمیت [٧١] عالم اسلام کے متعدد علماء و مشائخ سے تصوف کے مختلف سلاسل میں مجاز تھے [٧٢] علامہ سید ابو بکر حبشی نے اپنی عظیم تصنیف ''الدلیل المشیر'' میں متعدد مقامات پر فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر خیر کیا ہے۔[٧٣]

مدرسہ فلاح کے ساتویں مہتمم حجاز مقدس کے مشہور ماہر تعلیم علامہ سید اسحاق عزوز مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (١٣٣٠ھ۔١٤١٥ھ/١٩١٢ء۔١٩٩٤ء) طالب علم، مدرس اور پھر مہتمم کی حیثیت سے ساٹھ برس تک اس مدرسہ سے وابستہ رہے، آپ فاضل بریلوی کے خلیفہ، شیخ احمد ناضرین مکی کے بھانجا اور شاگرد ہیں، علامہ سید اسحاق عزوز نے مکہ مکرمہ میں وفات پائی، ڈاکٹر محمد عبدہ یمانی مکی نے اپنی اہم تصنیف ''انہا فاطمۃ الزہراء'' رضی اللہ عنہا کا انتساب اپنے استاد علامہ سید اسحاق عزوز کے نام کیا۔[٧٤]

شیخ عبدالمحسن رضوان مکی شافعی ۱۳۷۸ھ ۔ ۱۴۰۵ھ/ ۱۹۵۸ء ۔ ۱۹۸۵ء تک مدرسہ فلاح کے آٹھویں مہتمم رہے[۷۵] جن کے ایک چچا علامہ سید محمد عبدالباری رضوان مدنی رحمتہ اللہ علیہ (۱۲۹۵ھ ۔ ۱۳۵۸ھ/ ۱۸۷۸ء ۔ ۱۹۴۰ء) نے الدولتہ المکیہ پر [۷۶] اور دوسرے چچا علامہ سید عباس رضوان مدنی رحمتہ اللہ علیہ (۱۲۹۳ھ ۔ ۱۳۴۶ھ/ ۱۸۷۶ء ۔ ۱۹۲۷ء) نے الدولتہ المکیہ وحسام الحرمین پر تقریظات لکھیں[۷۷] اور آپ کے والد علامہ سید عبدالمحسن رضوان مدنی ثم مکی رحمتہ اللہ علیہ (۱۲۹۲ھ ۔ ۱۳۸۱ھ/ ۱۸۷۵ء ۔ ۱۹۶۱ء) سے اہل علم کی کثیر تعداد نے دلائل الخیرات وقصیدہ بردہ کی اجازت حاصل کی، نیز آپ نے حضرت سید عبدالقادر جیلانی، حضرت شیخ سید احمد کبیر رفاعی، وحضرت امام ابوالحسن شاذلی رحم اللہ تعالیٰ وغیرہ اکابر صوفیاء کرام کے اوراد واذکار کو ان سے متعلق اپنی اسناد کے ساتھ یکجا مصر سے شائع کرایا۔[۷۸]

مختلف اوقات میں مدرسہ فلاح میں تدریسی خدمات انجام دینے والے علماء میں محدث حرمین شیخ عمر حمدان محرسی، شیخ احمد ناضرین شافعی، علامہ سید علوی مالکی، شیخ محمد نور سیف مالکی مکی (۱۳۲۴ھ ۔ ۱۴۰۳ھ/ ۱۹۰۶ء ۔ ۱۹۸۲ء) اور علامہ سید محمد امین کتبی مکی حنفی (۱۳۲۷ھ ۔ ۱۴۰۴ھ/ ۱۹۰۹ء ۔ ۱۹۸۳ء) رحمہم اللہ تعالیٰ کے اسماء گرامی اہم ہیں، شیخ سید محمد امین کتبی نے مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ سے خلافت پائی[۷۹] شیخ محمد نور سیف مالکی اور شیخ سید محمد امین کتبی حنفی رحمہم اللہ تعالیٰ، مولانا ضیاء الدین احمد قادری مہاجر مدنی رحمتہ اللہ علیہ کے ارادت مند تھے۔

مدرسہ فلاح میں تعلیم پانے والوں میں شیخ احمد ناضرین، علامہ سید علوی مالکی اور ان کے فرزند ڈاکٹر سید محمد علوی مالکی، شیخ محمد نور سیف اور ڈاکٹر محمد عبدہٗ یمانی مکی کے اسماء گرامی شامل ہیں۔ سعودی دور کے سابق وزیر اطلاعات ڈاکٹر محمد عبدہٗ یمانی آج کے حجاز کی مشہور علمی وسماجی شخصیات میں سے ہیں، آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اہل بیت رسول نیز صحابہ کرام علیہم الرضوان سے محبت کے جذبہ کو اجاگر کرنے کے لئے ان موضوعات پر الگ الگ کتب تالیف کیں جنہیں

شائقین نے ہاتھوں ہاتھ لیا اور ان کے متعدد اڈیشن شائع ہوئے، علاوہ ازیں لندن (برطانیہ) سے شائع ہونے والے عربی کے کثیر الاشاعت روز نامہ "الشرق الاوسط" میں گذشتہ کئی سال سے عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موقع پر اس مناسبت سے آپ کے مضامین شائع ہو رہے ہیں، پاکستان کے علماء اہل سنت نے ڈاکٹر محمد عبدہٗ کی متعدد مؤلفات کے اُردو تراجم شائع کر دیئے ہیں اور یہ سلسلہ ہنوز جاری ہے۔

مدارس فلاح کے ضمن میں عرض ہے کہ اس کی بمبئی شاخ میں عرب دنیا کے اساتذہ تعینات تھے، نیز اس کے طلباء میں عرب بھی شامل تھے، چنانچہ مدرسہ فلاح بمبئی کے مدرس علامہ فقیہ شیخ محمد امین سوید دمشقی رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۷۳ھ۔۱۳۵۵ھ/ ۱۸۵۶ء۔۱۹۳۶ء) نے الدولۃ المکیہ پر تقریظ لکھی [۸۰] اور دوسرے مدرس امام العالم العامل فقیہ محدث شیخ محمود عطار دمشقی رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۸۴ھ۔۱۳۶۲ھ/ ۱۸۶۷ء۔۱۹۴۳ء) نے میلاد و قیام کے بارے میں [۸۱] شیخ رشید احمد گنگوہی و شیخ خلیل احمد انبیٹھوی کے جاری کردہ فتویٰ [۸۲] کی تردید میں ایک مفصل مقالہ بعنوان "استحباب القیام عند ذکر ولادتہ علیہ الصلوٰۃ والسلام لکھ کر ماہنامہ "الحقائق"، دمشق (سن اجراء ۱۳۲۸ھ) سے شائع کرایا [۸۳] جس کا کتابی صورت میں تازہ اڈیشن ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء میں شام سے شائع ہوا۔

مذکورہ دور میں مسجد الحرام اور شہر مقدس میں قائم مدارس کے علاوہ متعدد علماء کرام کے گھر علمی مراکز کی حیثیت رکھتے تھے جیسا کہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی، شیخ الدلائل مولانا محمد عبد الحق الہٰ آبادی (۱۲۵۲ھ۔۱۳۳۳ھ/ ۱۸۳۶ء۔۱۹۱۵ء) اور شیخ محمد عابد مالکی رحمہم اللہ تعالیٰ کے گھر، عارف باللہ حاجی امداد اللہ اپنی رہائش گاہ پر تفسیر، توحید، فقہ اور تصوف پر درس دیا کرتے، امام العصر شیخ یوسف بن اسماعیل نبھانی نے آپ سے استفادہ کیا اور سلسلہ نقشبندیہ میں آپ سے بیعت کی [۸۴] حاجی صاحب کے معتقدات ان کی تصنیفات بالخصوص فیصلہ ہفت مسئلہ سے ظاہر ہیں، یہ کتاب آپ نے مکہ مکرمہ میں لکھی، نیز انوار ساطعہ پر آپ کے تائیدی کلمات اور تقدیس الوکیل پر

تقریظ موجود ہے۔

مولانا عبدالحق الہٰ آبادی مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ [۸۵] پچاس برس تک مکہ مکرمہ میں مقیم رہے اور وہیں وفات پائی، اس دوران آپ نے عربی زبان میں تصنیف و تالیف کے ساتھ ساتھ درس و تدریس پر بھرپور توجہ دی اور اسلامی دنیا کے لاتعداد طلباء نے آپ سے استفادہ کیا اور اپنے دور کے اکابر علماء میں شمار ہوئے، آپ کے گھر میں اگر ایک طرف طلباء تعلیم و تعلم میں مشغول ہوتے تو دوسری طرف زائرین حرم آپ سے ملاقات، بیعت و ارادت اور دلائل الخیرات کی اجازت کے لئے موجود ہوتے، مشہور سوانح نگار خیر الدین زِرِکلی دمشقی (۱۳۱۰ھ۔۱۳۹۶ھ/ ۱۸۹۳ء۔۱۹۷۶ء) نے مولانا الہٰ آبادی کے بارے میں نہ جانے کیسے لکھ دیا کہ ''ضعیف الحدیث'' [۸۶]، جب کہ مولانا الہٰ آبادی نے علم حدیث شیخ عبدالغنی دہلوی مہاجر مدنی (۱۲۳۵ھ۔۱۲۹۶ھ) اور شیخ قطب الدین دہلوی مہاجر مکی (م۔۱۲۸۹ھ) سے پڑھا [۸۷]، بعد ازاں مولانا الہٰ آبادی مکہ مکرمہ میں عمر بھر علم حدیث کے علاوہ تفسیر، اصول تفسیر و قرأت، توحید و عقائد، فقہ حنفی، اصول فقہ، قوائد فقیہہ، بلاغت، معانی و بیان، بدیع، نحو و صرف، منطق، تصوف، سیرت، تاریخ اور اوراد و اذکار و غیرہ علوم کی اہم کتب عرب و عجم کے طلباء کو پڑھاتے رہے [۸۸]

خیر الدین زرکلی نے اہل علم و مشاہیر کے حالات جمع کرنے میں خاصی جہد سے کام لیا اور سینکڑوں افراد کے حالات جمع کر کے کتاب ''الاعلام'' لکھی جسے مقبولیت عامہ حاصل ہوئی، یہ کتاب، آٹھ ضخیم جلدوں اور بڑی تقطیع کے ۲۷۲۴ صفحات پر مشتمل ہے، اس کا دسواں اڈیشن ۱۹۹۲ء میں بیروت سے شائع ہوا جو راقم کے پیش نظر ہے، لیکن افسوس ہے کہ فاضل مصنف نے حالات و واقعات کی چھان بین میں تساہل سے کام لیا، جس کے باعث یہ کتاب اغلاط سے بھر گئی، نیز بہت سی اہم علمی شخصیات کو دانستہ نظر انداز کر کے ان کے حالات سرے سے کتاب میں شامل ہی نہیں کئے جب کہ بعض غیر اہم شخصیات کو اس میں جگہ دی، زرکلی شاعری، صحافت اور تصنیف و تالیف کے ساتھ ساتھ سیاسی امور سے بھی تعلق رکھتے تھے، چنانچہ شام، حجاز اور سعودی عرب کے سیاسی

معاملات میں فعال رہنے کے علاوہ مختلف عہدوں پر فائز رہے جیسا کہ مراکش میں سعودی عرب کے سفیر رہے، پھر مملکت سعودیہ کے بانی شاہ عبدالعزیز آل سعود کے کارناموں پر دو کتب لکھیں، الغرض زرکلی کی اس کتاب کی اغلاط کی نشان دہی نیز اس میں نظر انداز کی گئی شخصیات کے حالات پر عرب دنیا کے محققین کی طرف سے مقالات اور کتب منظر عام پر آچکی ہیں۔

زرکلی ۱۹۲۱ء میں حجاز مقدس پہنچے اور وہاں کی شہریت اختیار کی [۸۹] ان ایام میں مولانا الہٰ آبادی کی وفات پر محض چھ سات برس گزرے تھے اور آپ کے لاتعداد تلامذہ حرمین شریفین میں موجود اور اکابر علماء میں سے تھے، جیسا کہ خاتمۃ المحققین شیخ محمد علی مالکی جنہوں نے مولانا الہٰ آبادی سے احادیث کی کتب جامع مسانید الامام ابوحنیفہ، شرح معانی الآثار، انجاح الحاجۃ علی سنن ابن ماجۃ، دلیل الفالحین علی ریاض الصالحین اور شرح الاذکار النوویۃ پڑھیں [۹۰] اور بعد ازاں تدریس، افتاء اور تصنیف و تالیف میں اہم مقام پایا، نیز علامہ محدث، مؤرخ مسند شیخ عبداللہ غازی (۱۲۹۱ھ۔۱۳۶۵ھ/۱۸۷۴ء۔۱۹۴۵ء) جنہوں نے مولانا الہٰ آبادی سے حصن حصین اور الاوائل السنبلیۃ پڑھیں [۹۱]، مزید یہ کہ مولانا الہٰ آبادی کی تصنیفات مطبوع ہیں نیز آپ کے اتنے قریب العہد ہونے کے باوجود زرکلی کی مذکورہ بالا تحریر محل نظر ہے۔

مولانا الہٰ آبادی کے شاگرد مسجد الحرام کے امام وخطیب، شیخ الخطباء فقیہ مؤرخ جسٹس شیخ عبداللہ ابوالخیر مرداد شہید نے آپ کا تعارف ان الفاظ میں لکھا ہے!

"عبدالحق الهندی الاله آبادی بن شاہ محمد الحنفی نزیل البلد الحرام شیخنا الامام الجلیل المحدث المفسر الجامع بین العلم والعمل الملازم للتقویٰ"۔[۹۲]

آپ کے دوسرے شاگرد علامہ حافظ محدث مسند عصرہ وشیخ الروایۃ سید محمد عبدالحی کتانی مراکشی رحمۃ اللہ علیہ (۱۳۰۲ھ۔۱۳۸۲ھ/۱۸۸۶ء۔۱۹۶۲ء) کے الفاظ ہیں! [۹۳]

"عبدالحق ابن الشیخ شاہ محمد بن الشیخ یار محمد الہ

آبادی المکی الصوفی المحدث المفسر الناسک المعمر صاحب الحاشیة علی تفسیر النفسی، وھو کبار اصحاب الشیخ عبدالغنی الدھلوی وقدمائھم "۔[۹۴]

فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ جب دوسری بار مکہ مکرمہ حاضر ہوئے تو مولانا الہٰ آبادی اس شہر مبارک میں موجود تھے، چنانچہ دونوں جلیل القدر علماء ہند کے درمیان متعدد ملاقاتیں ہوئیں اور جب فاضل بریلوی واپس بریلی پہنچے تو ایک روز علماء، طلباء و مریدین کی مجلس میں مولانا الہٰ آبادی کے بارے میں یوں گویا ہوئے:

''مکہ مکرمہ میں فقیر دعوتوں کے علاوہ صرف چار جگہ ملنے کو جاتا، مولانا شیخ صالح کمال اور شیخ العلماء محمد سعید بابصیل اور مولانا عبدالحق مہاجر الہٰ آبادی اور کتب خانے میں مولانا سید اسماعیل کے پاس، رحمہم اللہ تعالیٰ.......... حضرت مولانا عبدالحق الہ آبادی کو چالیس سال سے زائد مکہ مکرمہ میں گزرے تھے، کبھی شریف (گورنر مکہ) کے یہاں بھی تشریف نہ لے گئے، قیام گاہ فقیر پر دوبار تشریف لائے، مولانا سید اسماعیل وغیرہ ان کے تلامذہ فرماتے تھے کہ یہ محض خرق عادت ہے، مولانا (الہٰ آبادی) کا دم بساغنیمت تھا، ہندی تھے مگر ان کے انوار مکہ میں چمک رہے تھے''۔[۹۵]

استاذ العلماء شیخ الدلائل مولانا محمد عبدالحق الہٰ آبادی مہاجر مکی رحمتہ اللہ علیہ نے فاضل بریلوی کی دو کتب الدولتہ المکیہ وحسام الحرمین پر تقریظات لکھیں جو مطبوع ہیں۔

مذکورہ دور کے مکہ مکرمہ میں جن علماء کرام کے گھروں نے درس گاہ کی حیثیت سے شہرت پائی ان میں فاضل بریلوی کے خلیفہ مفتی مالکیہ و مدرس مسجد الحرام شیخ محمد عابد مالکی رحمتہ اللہ علیہ کے گھر میں منعقد ہونے والی علمی وروحانی مجالس کا مؤرخین نے بطور خاص ذکر کیا ہے[۹۶] آپ افتاء کی ذمہ داریاں نبھانے کے علاوہ تصنیف و تالیف اور پھر مسجد الحرام میں مقررہ اوقات کے بعد گھر پر درس و تدریس کی خدمات انجام دیتے رہے یہی وجہ ہے کہ پوری اسلامی دنیا میں آپ

کے تلامذہ کے نام ملتے ہیں، جو اپنے علاقہ کے اکابر علماء میں شمار ہوئے، جیسا کہ انڈونیشیا کے شیخ محمد ھاشم اشعری شافعی رحمتہ اللہ علیہ (۱۲۸۲ھ۔۱۳۶۶ھ/ ۱۸۶۵ء۔۱۹۴۷ء) جو اپنے وطن سے حصول تعلیم کے لئے مکہ مکرمہ پہنچے اور ۱۳۰۸ھ سے ۱۳۱۴ھ تک وہاں مقیم رہ کر شیخ محمد عابد مالکی وغیرہ اکابر علماء مکہ سے تعلیم پائی پھر واپس انڈونیشیا جا کر ''جمعیت نھضۃ العلماء'' نامی جماعت اور نوجوانوں کے لئے ایک تنظیم ''حزب اللہ'' قائم کیں، ۱۹۹۹ء میں جمعیت نھضۃ العلماء انڈونیشیا کی سب سے بڑی سیاسی جماعت ہے، جس کے اراکان کی تعداد تین کروڑ ہے، شیخ ھاشم اشعری کے بیٹے شیخ عبدالواحد ھاشم ۱۹۵۳ء سے اپنی وفات تک انڈونیشیا کے وزیر مذہبی امور نیز نھضۃ العلماء کے صدر رہے، اب شیخ ھاشم اشعری کے پوتے عبدالرحمٰن واحد (پ ۱۹۴۰ء) نھضۃ العلماء کے صدر ہیں جو ۱۹۹۹ء کے انتخابات میں انڈونیشیا کے نئے صدر منتخب ہوئے۔[۹۷]

غرضیکہ عثمانی عہد کے مکہ مکرمہ میں رائج ذرائع تعلیم میں سے چوتھا ذریعہ ''کتّاب'' کا تھا، شہر بھر کی مختلف گلیوں کی کسی عمارت کے ایک کمرہ میں چٹائی بچھائے اور پانی کی صراحیاں اپنے پاس رکھے ایک عالم تشریف فرما ہوتے، اردگرد کے گھروں کے بچے ان کے پاس آتے اور ان سے قرآن مجید حفظ و ناظرہ، ابتدائی دینی تعلیم نیز املا و حساب کی ابتدائی تعلیم حاصل کرتے، ان چھوٹی چھوٹی درس گاہوں کو ''کتّاب'' اور ان میں تعلیم دینے والے عالم کو ''شیخ الکتّاب'' کہا جاتا تھا، چودھویں صدی ہجری کے آغاز پر پورے مکہ مکرمہ میں ۴۳ کتاتیب موجود تھے جن میں کل ۱۱۵۰ طلباء زیر تعلیم تھے، حسن عبدالحی قزاز مکی نے اس دور کے اہم کتاتیب کے نام اپنی کتاب میں درج کئے ہیں۔[۹۸]

جب حجاز مقدس سے عثمانی دور کا خاتمہ ہوا تو مسجد الحرام میں قائم حلقات دروس اور صولتیہ، فلاح، فخریہ، خیریہ، احمدیہ و رشدیہ نامی مدارس کے علاوہ کتاتیب کو مکہ مکرمہ میں اپنے دور کی علمی درس گاہوں کی صورت میں یادگار چھوڑا۔

عثمانی ترکوں کے عہد کے اختتام تک مکہ مکرمہ میں وھابیت کو پنپنے کا موقع نہیں ملا بلکہ

اکابر علماء مکہ میں سے متعدد نے اس کے تعاقب میں قلم اٹھایا، لیکن اس عہد کے آخری چند برسوں کے دوران محض دو تین علماء شیخ احمد و شیخ عبدالرحمٰن اسکوبی مذکوہ عقیدہ اختیار کر چکے تھے، جب کہ ان کے نظریات افکار پر اہل مکہ میں سے کسی نے توجہ نہیں دی۔

فاضل بریلوی نے علوم مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وھابیہ کے اعتراضات کے جواب میں بعض اکابر علماء مکہ کی خواہش پر کتاب ''الدولۃ المکیہ'' لکھی، ۲۸ رذوالحجہ ۱۳۲۳ھ کو گورنر مکہ سید علی پاشا [۹۹] کا دربار منعقد ہوا تو اس میں علماء مکہ مکرمہ کی کثیر تعداد و دیگر اہل علم کے علاوہ فاضل بریلوی بھی موجود تھے، گورنر جو خود ذی علم تھا اس کے حکم پر مفتی احناف شیخ صالح کمال مکی نے بھرے دربار میں الدولۃ المکیہ پڑھ کر سنائی، اس موقع پر مذکورہ دونوں وھابی علماء کی موجودگی میں گورنر مکہ نے بآواز بلند کتاب کے مندرجات کو سراہا اور وھابیہ کے اعتراضات کو بے بنیاد قرار دیا، بعد ازاں وھابیہ نے مسجد الحرام کے ایک ناخواندہ و جاہل اہلکار کے توسط سے فاضل بریلوی کے معتقدات نیز علماء مکہ کی طرف سے آپ کی معاونت و پذیرائی کو شکایت کے انداز میں گورنر حجاز احمد راتب پاشا کے گوش گزار کیا جس پر گورنر حجاز نے ایک چپت اس اہلکار کی گردن پر جمائی اور اسے واشگاف الفاظ میں جھٹک دیا، پھر اکابر علماء مکہ نے الدولۃ المکیہ پر تقریظات لکھیں اور تمام مکہ معظّمہ میں اس کتاب کا شہرہ ہوا اور گلی کوچہ میں مکہ معظّمہ کے لڑکے ان (وھابیہ) کا تمسخر کرتے۔ [۱۰۰]

مقامی علماء کے علاوہ دیگر ممالک سے ہجرت کر کے آنے والوں میں سے اگر کوئی عالم مذکورہ عقیدہ پر عمل پیرا تھے بھی تو اس دوران انہیں مکہ مکرمہ میں اپنے نظریات کے دوٹوک اظہار کی ہمت نہیں ہوئی۔

☆☆☆

ھاشمی عہد

۱۳۳۴ھ/ ۱۹۱۶ء کو حجاز مقدس سے ترکوں کی حکومت کا خاتمہ ہوا تو آج کے شاہ اُردن سید عبداللہ دوم بن شاہ حسین (م۔ ۱۹۹۹ء) بن طلال (م۔ ۱۹۷۲ء) بن عبداللہ اوّل (م۔۱۹۵۱ء) بن حسین (م۔۱۹۳۱ء) بن علی حسنی ھاشمی کے جد امجد سید حسین بن علی نے مملکت حجاز قائم کی، اس ھاشمی سلطنت کا خاتمہ ۱۳۴۳ھ/ ۱۹۲۴ء میں علاقہ نجد کے آل سعود خاندان کے ہاتھوں ہوا، عثمانیوں کی طرح یہ ھاشمی خاندان بھی سواد اعظم کے مسلک اہل سنت و جماعت سے وابستہ تھا، چنانچہ ھاشمی عہد کے دوران مکہ مکرمہ میں تعلیم کے ذرائع میں کوئی بڑی تبدیلی رونما نہیں ہوئی، اِلّا یہ کہ مکہ مکرمہ سمیت پوری مملکت حجاز سے ترکی نصاب اور اس زبان سے متعلق مدارس مثلاً رشدیہ وغیرہ کو بند کر دیا گیا، اور حکومت نے ھاشمیہ، راقیہ اور عالیہ نام کے نئے مدارس قائم کئے [۱۰۱] اسی عہد میں مولانا رحمت اللہ کیرانوی کے شاگرد شیخ عبدالخالق بنگالی نے مدرسہ دارالفائزین کی بنیاد رکھی۔ [۱۰۲]

شیخ ابوبکر خوقیر (۱۲۸۴ھ۔ ۱۳۴۹ھ) مکہ مکرمہ کے پہلے عالم ہیں جنہوں نے شیخ محمد بن عبدالوھاب نجدی کی تصنیفات کے مطالعہ کے نتیجہ میں وہابیت اختیار کی اور پھر ھاشمی عہد میں کھلم کھلا اس شہر مقدس میں اس عقیدہ کا پرچار شروع کیا، نیز اس فکر پر کتب تصنیف کیں، اس کی ابتداء تب ہوئی جب ۱۳۲۶ھ یعنی عثمانی عہد میں سید حسین بن علی ھاشمی مکہ مکرمہ کے گورنر بن کر آئے اور ۱۳۲۷ھ میں شیخ ابوبکر خوقیر کو "مفتی حنابلہ" مقرر کیا، شیخ خوقیر نے یہ اہم ذمہ داری سنبھالتے ہی مسجد الحرام میں اپنے عقائد و نظریات کی تبلیغ شروع کر دی جس کی اطلاع فوراً ہی گورنر تک پہنچی جس پر شیخ خوقیر کو اس منصب سنبھالنے کے محض دو دن بعد معزول کر کے قید کر دیا گیا اور وہ اٹھارہ ماہ تک مقید رہا، ۱۳۳۴ھ میں یہی گورنر مملکت ھاشمیہ حجاز کے پہلے بادشاہ بنے تو تھوڑے ہی عرصہ بعد اہل مکہ کی طرف سے شیخ خوقیر کی پھر سے بڑھتی ہوئی سرگرمیوں کی شکایت ان تک پہنچی

جس پر ۱۳۳۹ھ میں شیخ خوقیر کو دوبارہ جیل میں ڈال دیا گیا تا آنکہ ۱۳۴۳ھ میں حجاز مقدس پر آل سعود خاندان کی حکومت قائم ہوئی اور وھابی حکمرانوں نے انہیں رہا کیا، شیخ ابوبکر خوقیر عثمانی اور پھر ھاشمی عہد میں لگ بھگ چھ برس تک قید رہے۔[۱۰۳]

چودھویں صدی کے نصف اوّل کے مختلف ادوار یعنی عثمانی عہد کے آخری ایام، پورا ھاشمی عہد اور پھر سعودی عہد کے ابتدائی برسوں کے مکہ مکرمہ میں مذاہب اربعہ سے تعلق رکھنے والے اہل سنت علماء کرام کی کثیر تعداد موجود تھی، ان میں سے جو علماء کرام اپنے دور کے اکابرین میں شمار ہوئے، ایک محتاط اندازے کے مطابق صرف ان کی تعداد ڈیڑھ سو کے لگ بھگ ہے، جن میں سے اکثر کے حالات سیر وتراجم، مختصر نشر النور، نثر الدرر اور نظم الدرر میں درج ہیں۔

سعودی عہد

۱۳۴۳ھ/ ۱۹۲۴ء آیا، انقلاب برپا ہوا اور حجاز مقدس پر علاقہ نجد کے شہر ریاض سے ملحقہ دیہات درعیہ سے تعلق رکھنے والے آل سعود خاندان کی حکمرانی قائم ہوگئی، سعودی مملکت کے بانی عبدالعزیز آل سعود (۱۲۹۳ھ۔۱۳۷۳ھ/ ۱۸۷۶ء۔۱۹۵۳ء) وھابی عقائد پر عمل پیرا تھے۔ جن کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے تخت یعنی عرش پر بیٹھا ہوا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد طلب کرنا شرک اکبر وکفر ہے، ایسے شخص کے ہاتھ کا ذبیحہ حرام اور اس کا نکاح باطل ہے، اس کی بیوی کو طلاق کی ضرورت نہیں کسی اور سے نکاح کرلے، ایسے شخص کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ کیا جائے، اس کی نماز جنازہ پڑھے بغیر کسی گڑھے میں ڈال کر اسے مٹی سے بھر دیا جائے، نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس کی زیارت کی نیت سے مدینہ منورہ کا سفر اختیار کرنا گناہ ہے، انبیاء علیہم السلام واولیاء کرام سے متعلق آثار کی زیارت کے لئے جانا عبث ہے، اور فراعنہ تہذیب کے آثار کو دیکھنے کے لئے مصر کا سفر اختیار کرنے میں کوئی قباحت نہیں، آج کی یہودی و عیسائی عورت سے نکاح جائز اور ان کے ہاتھ کا ذبح کیا ہوا جانور حلال ہے، مزید یہ کہ تصوف اور

صوفیاء کا سلام سے کوئی تعلق نہیں، اور امام معین کی تقلید حرام ہے، گو کہ آگے چل کر مختلف اسلامی ممالک میں اسی فکر سے جنم لینے والے بعض مکاتب فکر کو اپنا پیغام پھیلانے کے لئے جزوی طور پر تعلیمات تصوف اور تقلید آئمہ اربعہ کا سہارا لینا پڑا، وھابی عقائد پر شیخ ابن تیمیہ، شیخ محمد بن عبدالوھاب، شاہ اسماعیل دہلوی اور شیخ ناصر البانی (م۔۱۹۹۹ء) کی تصنیفات، نیز سعودی علماء کے جاری کردہ فتاوے کا مجموعہ ''فتاویٰ اللجنۃ الدائمۃ'' بنیادی ماخذ کا درجہ رکھتی ہیں۔

الغرض آل سعود خاندان کی مذہبی شدت پسندی نیز شیخ محمد بن عبدالوھاب اور بعد ازاں ان کی اولاد سے اس خاندان کے قریبی مراسم کی تفصیلات اہل حجاز سے مخفی نہ تھیں، چنانچہ مکہ مکرمہ سمیت پورے حجاز میں سعودی انقلاب کا فوری ردعمل یہ سامنے آیا کہ عقیدہ یا سیاسی اختلاف کی بنیاد پر جان و مال کے خوف سے عام باشندوں اور علماء کی بڑی تعداد نے ہجرت اختیار کی، جیسا کہ مملکت ھاشمیہ حجاز کے چیف جسٹس و مفتی احناف شیخ عبداللہ سراج حنفی رحمتہ اللہ علیہ ان دنوں ایک کانفرنس میں شرکت کے لئے قاہرہ گئے ہوئے تھے، انقلاب رونما ہونے پر آپ وہیں سے اُردن تشریف لے گئے اور عمر بھر اپنے وطن حجاز لوٹ کر نہ آئے[۱۰۴]، ھاشمی دور کے وزیر خزانہ علامہ سید محمد طاہر دباغ طائفی (۱۳۰۸ھ۔۱۳۷۸ھ/ ۱۸۹۰ء۔۱۹۵۸ء) اپنے پورے خاندان سمیت مکہ مکرمہ سے ہندوستان پہنچے پھر عرصہ دراز مختلف اسلامی ممالک انڈونیشیا وغیرہ میں پناہ گزیں رہ کر تدریس سے وابستہ رہے[۱۰۵]، علامہ سید عبداللہ دحلان شافعی رحمتہ اللہ علیہ انقلاب کے ایام میں بعض ممالک کے تبلیغی دورے پر تھے، چنانچہ آپ کئی سال تک سنگاپور میں سکونت اختیار کئے رہے[۱۰۶]، شیخ محمد علی مالکی مفتی مالکیہ رحمتہ اللہ علیہ اور شیخ محمد سعید یمانی شافعی رحمتہ اللہ علیہ نے الگ الگ انڈونیشیا کی راہ لی[۱۰۷]، محدث حرمین شریفین شیخ عمر حمدان محرسی رحمتہ اللہ علیہ نے عدن کا سفر اختیار کیا[۱۰۸]، اور فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے استاد علامہ سید احمد زینی دحلان مکی رحمتہ اللہ علیہ کی بعض کتب کے شارح علامہ سید عثمان شطا رحمتہ اللہ علیہ (م۔۱۲۹۵ھ/ ۱۸۷۸ء) کے فرزند علامہ سید علی بن عثمان شطا شافعی مکی رحمتہ اللہ علیہ (م۔۱۳۴۹ھ/ ۱۹۳۰ء)

انڈونیشیا تشریف لے گئے [۱۰۹]، اور ھاشمی عہد کے چیئر مین مجلس شوریٰ علامہ سید عبداللہ زواوی شافعی رحمتہ اللہ علیہ (۱۲۶۶ھ/۱۳۴۳ھ) جنہوں نے مدرسہ صولتیہ میں تعلیم پائی اور مسجد الحرام کے مدرس پھر مفتی شافعیہ رہے اسی انقلاب کے دوران طائف میں شہید کئے گئے [۱۱۰]، اور فاضل بریلوی کے اہم خلیفہ جسٹس مکہ شیخ الخطباء شیخ عبداللہ ابوالخیر مرداد حنفی مکی رحمتہ اللہ علیہ نے بھی انقلاب کے ایام میں طائف ہی میں شہادت پائی۔[۱۱۱]

سعودی انقلاب کی آمد کے ساتھ ہی مسجد الحرام میں علماء کرام سے متعلق مناصب پر تقرری کے لئے صدیوں سے رائج طریقہ کار نیز مسجد الحرام سمیت شہر بھر کے نظام تعلیم میں وسیع پیمانے پر تبدیلیاں کی گئیں، عثمانی وھاشمی ادوار میں مسجد الحرام کے آئمہ وخطباء کے مناصب عام طور پر مقامی علماء کرام کے لئے مختص تھے، مولانا رحمت اللہ کیرانوی رحمتہ اللہ علیہ اور مولانا عبدالحق الہٰ آبادی رحمتہ اللہ علیہ کا شمار اپنے دور کے اکابر علماء کرام میں ہوا اور مکہ مکرمہ کے بکثرت علماء نے ان دونوں علماء سے تعلیم پائی، لیکن اس تمام تر علم وفضل اور قدرداں حکومت کے باوجود ان علماء کو مسجد الحرام کی امامت وخطابت نہیں سونپی گئی اور یہ شرف اہل مکہ کو ہی حاصل رہا، لیکن سعودی مملکت کے قیام کے فوراً بعد علما مکہ کو مسجد الحرام کی امامت وخطابت کے شرف سے محروم کردیا گیا اور حکمرانوں نے اپنے ہم خیال ائمہ وخطباء کی تقرری کو ضروری سمجھا لہٰذا فوری طور پر ۱۳۴۴ھ میں علاقہ نجد سے شیخ محمد بن عبدالوھاب نجدی کی نسل میں سے ایک عالم شیخ عبداللہ بن حسن کو لاکر امام وخطیب مقرر کیا گیا جو اپنی وفات ۱۳۷۸ھ تک اس سے وابستہ رہے، بعد ازاں اسی مکتب فکر کے خوش الحان قاری وحافظ علماء کی تلاش شروع ہوئی اور شاہ عبدالعزیز ال سعود نے مصر سے شیخ محمد عبدہٗ (۱۲۶۶ھ،۱۳۲۳ھ/ ۱۸۴۹ء۔۱۹۰۵ء) کے شاگرد جماعت انصار السنۃ المحمدیۃ کے بانی رکن شیخ عبدالظاہر ابوالسمح (۱۳۰۰ھ۔۱۳۷۰ھ) کو طلب کر کے امام وخطیب مقرر کیا [۱۱۲]۔

گذشتہ سطور میں آچکا کہ ۱۳۳۰ھ سے ۱۳۴۵ھ کے درمیان مسجد الحرام میں خطباء کی تعداد پچاس اور آئمہ کی ایک سوبیس کے قریب تھی، ۱۳۴۵ھ میں سعودی مملکت کے بانی عبدالعزیز

آل سعود کے ایماء پر علماء حجاز ونجد پر مشتمل ایک کمیٹی قائم کی گئی جس نے مسجد الحرام میں مذاہب اربعہ کے ائمہ کی الگ الگ جماعت کا سلسلہ موقوف کرنے کے علاوہ ائمہ وخطباء کی تعداد میں کمی کردی نیز یہ فیصلہ بھی کیا گیا کہ آئندہ مسجد الحرام کی امامت وخطابت کسی خاص خاندان یا کسی خاص علاقہ وشہر کے افراد کے لئے مختص نہیں رہے گی، کچھ ہی عرصہ بعد علامہ رشید رضا مصری (۱۲۸۲ھ۔۱۳۵۴ھ/ ۱۸۶۵ء۔۱۹۳۵ء) کے شاگرد شیخ محمد عبدالرزاق حمزہ (۱۳۰۸ھ۔۱۳۹۲ھ) کو بلا کر امام وخطیب بنایا گیا، سعودی عہد کے ابتدائی دور میں مسجد الحرام میں نماز کا سلسلہ برقرار رکھنے کے لئے کچھ عرصہ شیخ عبداللہ حمدوہ سوڈانی ثم مکی [۱۱۳] اور علامہ سید نور محمد کتبی فیض آبادی مکی [۱۱۴] وغیرہ مکہ مکرمہ میں مقیم چند علماء کو امامت سونپی گئی لیکن سعودی عہد کے ابتدائی تیس برس کے لگ بھگ یعنی ۱۳۷۳ھ تک یہی تین علماء شیخ عبداللہ بن حسن، شیخ عبدالظاہر اور شیخ عبدالرزاق مسجد الحرام کے امام وخطیب رہے جن میں سے ایک کا وطن نجد اور دو مصری نژاد تھے، تا آنکہ مکہ مکرمہ کے علمی خاندانوں میں سے ایک کے فرد شیخ عبداللہ بن عبدالغنی خیاط (۱۳۲۶ھ۔۱۴۱۵ھ) نے شیخ ابوبکر خوقیر نیز مسجد الحرام کے مذکورہ بالا تینوں علماء سے تعلیم پانے کے نتیجہ میں وھابیت قبول کی اور ۱۳۷۳ھ میں امام وخطیب بنائے گئے، اسی دوران شیخ محمد بن عبدالوھاب نجدی کی نسل میں سے شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن حسن (پ۔۱۳۳۸ھ) کو امام وخطیب بنایا گیا، لیکن تھوڑے عرصہ بعد انہیں الگ کر کے وزیر تعلیم وغیرہ دیگر اہم عہدوں پر تعینات کیا گیا، پھر مصر سے شیخ محمد عبدہٗ وعلامہ رشید رضا کے ایک شاگرد "جماعت انصار السنۃ المحمدیہ" کے رکن شیخ عبدالمھیمن بن محمد ابوالسمح (۱۳۰۷ھ۔۱۳۹۹ھ) کو امامت وخطابت سونپی گئی، یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ شیخ محمد عبدہٗ نیز ان کے شاگرد علامہ رشید رضا کے علاوہ جماعت انصار کا مختصر تعارف قارئین کی نظر کیا جائے:

جماعت اسلامی پاکستان کے اہم قلمکار خلیل حامدی نے شیخ محمد عبدہٗ کے افکار ونظریات پر قدرے تفصیل سے لکھا جس کا خلاصہ یہ ہے:

''شیخ محمد عبدہٗ کے دور میں مصر پر انگریز گورنر لارڈ کرومر کی حکمرانی تھی اور'' مصری وطنیت'' کا نظریہ انگریز خود فروغ دے رہا تھا کیونکہ انگریز چاہتا تھا کہ مصر کو عالم اسلام سے الگ تھلگ کر دیا جائے اور مصری قوم کے دماغ میں یہ بات راسخ کی جائے کہ اسے دوسری مسلمان اقوام خواہ وہ ترک ہوں یا ایرانی یا ہندی ہوں، ان کی طرف دیکھنے کی بجائے صرف اپنے مفادات کی فکر کرنی چاہیے، اس طرح انگریز ایک طرف عربوں کو ترکوں سے جدا کرنا چاہتا تھا اور دوسری طرف عربوں کو عربوں سے بیزار کر رہا تھا.......... ہمیں یہ کہنے میں بھی کوئی باک نہیں کہ شیخ محمد عبدہٗ جیسے عالم دین بھی لارڈ کرومر کے ہمنواؤں میں شامل تھے.......... شیخ کے کام کا اگر ہم خلاصہ بیان کرنا چاہیں تو یوں کہہ سکتے ہیں کہ وہ اسلام اور مغربی تہذیب کے درمیان ہم آہنگی پیدا کرنا چاہتے تھے، شیخ محمد عبدہٗ، جمال الدین افغانی کے شاگرد تھے اس لئے ہم شیخ محمد عبدہٗ کی تحریک کو جمال الدین افغانی کی تحریک ہی کا عکس سمجھتے ہیں.......... شیخ محمد عبدہٗ کے شاگرد علامہ رشید رضا اور ان کے دیگر ساتھی شیخ محمد عبدہٗ کو مجتہد فی الدین کا درجہ دیتے ہیں اور اخلاص و ہزیمت کے لحاظ سے انہیں انتہائی بلند درجے کا امام تصور کرتے ہیں.......... مغربی سیاست دانوں کی کتابوں میں بکثرت شیخ محمد عبدہٗ کے مدرسہ فکر اور تحریک اصلاح کی تحسین و تعریف کی گئی ہے اور یہ کہا گیا ہے کہ انہوں نے مغرب کی قابل قدر خدمات انجام دی ہیں.......... شیخ محمد عبدہٗ فری میسن کے ممبر تھے ان کے شاگرد علامہ رشید رضا نے بھی شیخ محمد عبدہٗ کی جو سوانح عمری لکھی ہے اس میں اس بات کی تصدیق کی ہے''۔[۱۱۵]

شیخ محمد عبدہٗ اور علامہ رشید رضا کے افکار و نظریات کے تعاقب میں ان کے معاصر اکابر علماء اہل سنت نے قلم اٹھایا جیسا کہ امام یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک طویل قصیدہ'' الرائیۃ الصغریٰ فی ذم البدعۃ واھلھا و مدح السنۃ الغراء'' لکھا جس میں جمال الدین افغانی، شیخ محمد عبدہٗ، علامہ رشید رضا کی مذمت کی، اس قصیدہ کے لاتعداد اڈیشن شائع ہوئے، نیز اپنی کتاب'' البشائر الایمانیۃ فی المبشرات المنامیۃ'' میں شیخ محمد عبدہٗ مکتب فکر کا رد کیا[۱۱۶]، اور

جامعہ الازہر کے استاد فلسفئ اسلام امام یوسف بن احمد دجوی رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۸۷ھ۔۱۳۶۵ھ/ ۱۸۷۰ء۔۱۹۴۶ء) نے علامہ رشید رضا کے رد میں ''صواعق من نار فی الرد علی صاحب المنار'' لکھی[۱۱۷]، نیز علامہ زاھد الکوثری مصری رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۹۶ھ۔۱۳۷۱ھ/ ۱۸۷۹ء۔۱۹۵۲ء) نے شیخ محمد عبدہٗ مکتب فکر کے تعاقب میں مقالات لکھے جو قاہرہ کے رسائل میں شائع ہوئے، بعد ازاں ''مقالات الکوثری'' نامی کتاب میں شامل کئے گئے جو قاہرہ وکراچی سے شائع ہوئی [۱۱۸]، علامہ رشید رضا مصری استعماری دور کے ہندوستان کے دورہ پر آئے تو یہاں کے اہل حدیث ودیوبندی علماء نے انہیں سر آنکھوں پر بٹھایا، موصوف کا سفرنامہ ہند انہی ایام میں ہندوستان سے شائع کیا گیا۔

جہاں تک جماعت انصار السنۃ المحمدیہ مصر کا تعلق ہے تو اس کا قیام ۱۳۴۵ھ/ ۱۹۲۶ء کو شیخ محمد حامد فقی مصری (۱۳۱۰ھ۔۱۳۷۸ھ/ ۱۸۹۲ء۔۱۹۵۹ء) کے ہاتھوں قاہرہ میں ہوا، شیخ فقی کے والد اور شیخ محمد عبدہٗ دونوں دوران تعلیم ہم سبق رہ چکے تھے، شیخ محمد حامد فقی کی وفات کے بعد شیخ عبدالرزاق عفیفی مصری (۱۳۲۳ھ۔۱۴۱۵ھ/ ۱۹۰۵ء۔۱۹۹۴ء) اس جماعت کے صدر بنائے گئے [۱۱۹] جنہیں بعد ازاں تدریس کے لئے مصر سے سعودی عرب طلب کرلیا گیا اور وہیں وفات پائی۔

آج کے اکابر علماء نجد میں سے کثیر تعداد شیخ عبدالرزاق عفیفی کے شاگردوں پر مشتمل ہے، ۱۹۶۹ء میں حکومت مصر نے جماعت انصار پر پابندی عائد کردی اور اس کے ترجمان ماہنامہ ''الھدی النبوی'' کو بند کردیا، ۱۹۷۲ء میں صدر انوار السادات کے دور میں یہ جماعت دوبارہ سرگرم عمل ہوئی اور ماہنامہ ''التوحید'' جاری کیا، اور ۱۹۹۱ء سے تادم تحریر شیخ صفوت نور الدین اس جماعت کے صدر ہیں [۱۲۰]۔ وھابی تحریک جزیرہ عرب کے علاقہ نجد سے اٹھی تھی جس کے سب سے زیادہ اثرات نجد کے علاوہ اس سے ملحقہ علاقہ قصیم میں پھیلے اور دیگر عرب دنیا میں مصر کی جماعت انصار کا قیام اسی تحریک کے تحت عمل میں آیا اور یہ بیرون سعودی عرب وھابی تحریک کی اشاعت میں سب

سے اہم جماعت ثابت ہوئی۔

الغرض ۱۹۲۲ء سے ۱۹۹۸ء تک کے پورے سعودی عہد میں کل چودہ علماء کو مسجد الحرام کا امام وخطیب مقرر کیا گیا، ان میں سے دو شیخ محمد بن عبدالوھاب نجدی کی نسل میں سے تھے جب کہ باقی بارہ میں سے تین مصری نژاد اور سات نجد و قصیم کے باشندے تھے اور اب تک کے پورے سعودی عہد میں صرف دو ائمہ شیخ عبداللہ خیاط اور ان کے بیٹے ڈاکٹر شیخ اسامہ خیاط (پ۔۱۳۷۵ھ) مکہ مکرمہ کے باشندے ہیں، ۱۹۹۸ء میں ائمہ وخطباء کی بیک وقت تعداد چھ تھی جن میں سے پانچ نجد و قصیم کے باشندے تھے اور ان کے ذمہ روزانہ ایک ایک نماز کی امامت تھی جب کہ چھٹے امام شیخ اسامہ خیاط مکی تھے جو اضافی امام کے طور پر اس منصب پر تعینات تھے [۱۲۱]۔ عثمانی اور پھر ھاشمی عہد میں مسجد الحرام کے ائمہ وخطباء اہل سنت و جماعت کے چاروں مذاہب حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی علماء سے لئے جاتے تھے اور سعودی عہد میں یہ مناصب صرف وھابی علماء تک محدود کر دیئے گئے۔

مسجد الحرام میں امامت وخطابت کے علاوہ ایک اور اہم منصب ''مفتی'' تھا جس پر چاروں مذاہب نے ایک ایک مفتی بیک وقت تعینات رہتے تھے، عثمانی دور کی وسیع اسلامی سلطنت میں چونکہ اکثریت احناف کی تھی نیز عثمانی سلاطین خود بھی فقہ حنفی پر عمل پیرا تھے، لہذا ملک کے سواد اعظم کا مذہب ہونے کی بنا پر چاروں مذاہب کے مفتیان میں سے اہم منصب ''مفتی احناف'' کا تھا اور ان چاروں مفتیان بالخصوص مفتی احناف کا جاری کردہ فتویٰ نہ صرف ملک بھر بلکہ پوری اسلامی دنیا کے علاوہ دیگر ممالک میں اہمیت رکھتا تھا، یوں اس دور کی مسجد الحرام مسلمانان عالم کے لئے قبلہ ہونے کے ساتھ ساتھ ایک عظیم الشان دار الافتاء، اسلامی تحقیقاتی ادارہ اور فقہی مرکز کی شکل اختیار کئے ہوئے تھی۔

سعودی انقلاب برپا ہوا تو شیخ عبداللہ سراج مفتی احناف، شیخ محمد علی مالکی مفتی مالکیہ، علامہ سید عبداللہ زواوی مفتی شافعیہ اور شیخ عبداللہ بن حمید مفتی حنابلہ کے مناصب پر خدمات انجام

دے رہے تھے، انقلاب کے موقع پر ان میں سے اول الذکر تین مفتیان پر کیا بیتی؟ اس کا ذکر گزشتہ سطور میں آچکا جب کہ مفتی حنابلہ شیخ عبداللہ بن حمید نے انقلاب کے تین سال بعد طائف میں وفات پائی۔

حکومت سعودی عرب نے فوری طور پر مفتیان مذاہب اربعہ کے مناصب کو ہی سرے سے ختم کردیا اور ان کی جگہ ایک نیا منصب ''مفتی الدیار السعودیہ'' تشکیل دے کر اس پر محمد بن عبدالوہاب نجدی کی نسل میں سے شیخ محمد (م۔۱۳۸۹ھ/ ۱۹۶۹ء) بن ابراہیم بن عبداللطیف بن عبدالرحمٰن بن حسن بن محمد بن عبدالوہاب کو تعینات کرکے فتاوے کے اجراء کا کام ان کے ذمہ کیا اور اس منصب کو وزیر کا درجہ دیا، ان کے محکمہ کا نام ''الرئاسۃ العامۃ للادارات البحوث العلمیۃ والافتاء والدعوۃ والارشاد'' رکھ کر اس کا صدر دفتر مکہ مکرمہ سے سینکڑوں میل دور علاقہ نجد کے مرکزی شہر وسعودی دارالحکومت ریاض میں بنایا گیا۔

شیخ محمد بن ابراہیم نجدی کی وفات کے بعد ان کے بیٹے شیخ ابراہیم (پ۔۱۳۴۴ھ) سعودی عرب کے دوسرے مفتی اعظم نامزد کیئے گئے اور ان کے دور میں اس محکمہ کو مزید وسعت دی گئی، ۱۳۹۱ھ میں شاہی فرمان کے ذریعے ملک میں حکومت کے ہم خیال اکابر علماء کی سپریم کونسل بنام ''ھیئۃ کبار العلماء'' تشکیل دی گئی، نیز اسی فرمان کے تحت ایک کمیٹی بنام ''اللجنۃ الوائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء'' بنائی گئی اور ملک کے مفتی اعظم شیخ ابراہیم اس کمیٹی کے صدر، جماعت انصار السنۃ المحمدیۃ مصر کے سابق صدر شیخ عبدالرزاق عفیفی مصری اس کے نائب صدر اور دو نجدی علماء اس کے رکن بنائے گئے اور فتویٰ کے اجراء میں یہ کمیٹی مفتی اعظم کے ساتھ مل کر کام کرنے لگی، اس کے ایک رکن شیخ عبداللہ بن سلیمان منیع نجدی (پ۔۱۳۴۶ھ) گزشتہ پچیس برس سے مکہ مکرمہ میں مقیم ہیں [۱۲۲]۔

شیخ ابراہیم نجدی ۱۳۹۵ھ میں علالت کے باعث مفتی اعظم کے منصب سے الگ ہوئے تو یہ منصب شیخ عبدالعزیز بن باز (۱۳۳۰ھ۔۱۴۲۰ھ) نے سنبھالا، اور ان کی وفات پر شیخ

عبدالعزیز (پ ـ ۱۳۶۲ھ) بن عبداللہ بن محمد بن محمد بن عبداللطیف بن عبدالرحمٰن بن حسن بن محمد بن عبدالوھاب نجدی کو مفتی اعظم بنایا گیا، مفتی اعظم کی تعیناتی شاہی فرمان کے ذریعے عمل میں آتی ہے اور اب تک پورے سعودی عہد میں کل چار افراد اس پر تعینات کیے گئے، جن کے نام اوپر درج کیے گئے، ان میں تین شیخ محمد بن عبدالوھاب کی نسل میں سے جب کہ چوتھے یعنی شیخ بن باز اس خاندان کے علماء کے شاگرد اور نجدی تھے۔[۱۲۳]

یوں سعودی عہد کے آغاز پر ہی علماء مکہ مکرمہ کو نہ صرف مسجد الحرام کی امامت و خطابت سے محروم کر دیا گیا بلکہ افتاء جیسے اہم شعبہ کو وھابی نجدی علماء کے لئے مخصوص کر کے اس کا صدر دفتر مکہ مکرمہ ہی سے نہیں پورے حجاز مقدس سے دور منتقل کر دیا گیا۔

سعودی عہد کا آغاز ہوا تو مدرسہ صولتیہ کے قیام پر نصف صدی بیت چکی تھی، جس دوران اس مدرسہ کی شاندار کارکردگی سامنے آ چکی تھی، سعودی عہد شروع ہوا تو اس مدرسہ کے ذمہ داران نے دیوبندیت اختیار کر لی اور انہی ایام میں مدرسہ کے زوال کی ابتداء ہوئی، مولانا محمد سعید کیرانوی کی وفات کے بعد ان کے بیٹے مولوی محمد سلیم کیرانوی (۱۳۲۳ھ ـ ۱۳۹۷ھ) کلی طور پر مدرسہ کے مہتمم ہوئے[۱۲۴]، ان کے بعد مولوی مسعود بن مولوی محمد سلیم کیرانوی اور پھر مولوی ماجد کیرانوی نے یہ ذمہ داری سنبھالی۔ ۱۳۵۴ھ/ ۱۹۳۵ء میں اسد مدرسہ کے طلباء کی تعداد ۶۴۳ تھی جو ۱۳۷۹ھ/ ۱۹۶۰ء میں گھٹ کر محض ۸۷ طلباء تک آ گئی[۱۲۵]، اس مدرسہ کا وجود آج بھی باقی ہے لیکن اعلیٰ تعلیم میں اس کا کردار ختم ہو کر رہ گیا ہے۔

مدرسہ فلاح جس کی ابتداء تقریباً ایک سو طلباء سے ہوئی اور ابتدائی دور میں ہی اس کے طلباء کی تعداد بارہ سو تک پہنچ گئی[۱۲۶] ھاشمی عہد تک اس کا نصاب مذاہب اربعہ حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی کو مد نظر رکھ کر مرتب کیا جاتا تھا، پھر سعودی عہد میں یہ نصاب فقہ حنبلی تک محدود کر دیا گیا اور پھر ۱۳۶۲ھ سے اس مدرسہ میں سرکاری نصاب رائج کر دیا گیا[۱۲۷]۔

سعودی انقلاب کے بعد حکمرانوں اور ان کے ہم خیال علماء نجد کے فوری اقدامات کے

نتیجہ میں مسجد الحرام میں صدیوں سے رائج تعلیم وتحقیق کا نظام درہم برہم ہو گیا ادھر مدرسہ صولتیہ کو زوال کے راستہ پر ڈال دیا گیا، اس بدلتی صورت حال میں اس انقلاب کے پہلے عشرہ میں تین نئے مدارس، النجاح، دار الحدیث اور دار العلوم الدینیۃ قائم ہوئے۔

یکم محرم ۱۳۵۰ھ کو شیخ عبداللہ خوجہ نے مدرسہ النجاح قائم کیا، زرکلی نے تاثر دیا ہے کہ یہ ایک دینی مدرسہ تھا [۱۲۸]، لیکن بانی مدرسہ کے بیٹے عمر عبداللہ خوجہ کے مضمون بعنوان ''مدرسۃ النجاح'' سے بخوبی عیاں ہے کہ یہ مدرسہ سیکنڈری سطح تک عمومی تعلیم کے لئے کھولا گیا تھا اور اس میں شام کے اوقات میں تعلیم دی جاتی تھی [۱۲۹]۔

حجاز مقدس میں وھابیت کے قدم جمانے کے لئے مصر کی جماعت انصار کے علاوہ برطانوی دور ستعمار کے ہندوستان کے اہل حدیث زعماء نے ال سعود خاندان اور علماء نجد کی بھرپور مدد کی، چنانچہ ۱۳۵۱ھ/ ۱۹۳۳ء مین ہندوستان کے بعض اہل حدیث حج کے لئے مکہ مکرمہ پہنچے تو امام مسجد الحرام شیخ عبدالظاہر ابوالسمح مصری اے ملاقات کر کے انہیں مکہ مکرمہ میں ایک دینی مدرسہ کے قیام کے لئے مالی اعانت کی پیش کش کی، اس طرح ۱۳۵۲ھ میں شیخ عبدالظاہر نے ''مدرسہ دار الحدیث'' کی بنیاد رکھی [۱۳۰]، آگے چل کر شیخ عبداللہ خیاط مکی اس مدرسہ کی مجلس منتظمہ کے صدر ہوئے [۱۳۱]، اور شیخ سلیمان الصنیع عنزی مہاجر مکی (۱۳۲۳ھ۔۱۳۸۹ھ) اس کی مجلس منتظمہ کے اعزازی رکن رہے [۱۳۲]، اب دار الافتاء ریاض کے رکن، مکہ مکرمہ عدالت کے جج مفتی شیخ عبداللہ سلیمان منیع نجدی اس مدرسہ کی مجلس کے رکن ہیں [۱۳۳]، اور شیخ ناصر البانی (م۔۱۹۹۹ء) کے ایک اہم شاگرد شیخ محمد جمیل زینو مدرسہ دار الحدیث میں مدرس تعینات ہیں، اس مدرسہ کے ذمہ داران اسلام اور مسلمانوں کی ''خدمت'' کا فریضہ کس طرح انجام دے رہے ہیں؟ اس کی تازہ مثال شیخ زینو کی تحریروں سے ملاحظہ ہو۔

مصر کے سابق وزیر اوقاف، جامعہ الازہر میں متعدد اہم مناصب پر خدمات انجام دینے والے، شریعت کالج مکہ مکرمہ کے استاد، رابطہ عالم اسلامی کے بانی رکن، الجزائر میں جامعہ

الازہر کے نمائندہ، عالم جلیل و مبلغ اسلام شیخ محمد متولی شعراوی رحمتہ اللہ علیہ (۱۹۱۱ء - ۱۹۹۸ء) جنھوں نے ٹیلی ویژن نشریات کے ذریعے درس قرآن گھر گھر تک پہنچایا نیز کتب تصنیف کیں، فتاوے جاری کئے، اور حکومت مصر نے ان کی اسلامی خدمات کے اعتراف میں ملک کا اعلیٰ ترین ایوارڈ پیش کیا، ریاست دوبئی کے حکمران نے خصوصی طیارہ قاہرہ مصر بھیج کر شیخ شعراوی کو دبئی منگوا کر ان کے اعزاز میں خاص تقریب منعقد کر کے اس میں انہیں دس لاکھ درہم مالیت کا ''دبئی ایوارڈ'' پیش کرنے کی سعادت حاصل کی، شیخ شعراوی کی نماز جنازہ میں دس لاکھ سے زائد افراد نے شرکت کی، آپ کی رسم چہلم پر حکومت مصر نے خصوصی ڈاک ٹکٹ آپ کی یاد میں جاری کیا اور صدر حسنی مبارک نے آپ کی وفات پر خاص فرمان کے ذریعے ایک خصوصی ایوارڈ منظور کر کے شیخ شعراوی کے ورثاء کو پیش کیا، آپ کے چہلم کے موقع پر قاہرہ کی جامع مسجد سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہم میں تعزیتی اجلاس منعقد ہوا جس میں ڈاکٹر محمد عبدہٗ یمانی مکی سمیت پورے عالم عرب کی اہم شخصیات نے شرکت کی اور آپ کی خدمات کو سراہا۔[۱۳۴]

شیخ شعراوی نے ''انت تسأل والاسلام یجیب'' نامی کتاب کے صفحہ ۳۸ پر ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی نورانیت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق حدیث کو صحیح قرار دیا، ۱۹۹۹ء میں عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موقع پر قاہرہ کے ایک کثیر الاشاعت اخبار نے حدیث نور کی تائید میں شیخ شعراوی کا یہ فتویٰ ''النور المحمدی وبدایۃ الخلق'' کے عنوان سے اپنی معمول کی اشاعت میں نمایاں طور پر شائع کیا۔[۱۳۵]

شیخ شعراوی کے اس فتویٰ کے خلاف شیخ محمد جمیل زینو نے ایک مفصل مضمون لکھا جس کا اُردو ترجمہ ''بعض کفریہ اور باطل عقائد'' کے عنوان سے جدہ کے اخبار میں شائع ہوا، شیخ زینو نے اس تحریر میں عرب دنیا کے اس عالم جلیل جن کی خدمات کا اعتراف خاص و عام نے کیا، انہی شیخ شعراوی کو کافر قرار دیتے ہوئے یہ الفاظ لکھے:

''یہ ایسے گمراہ کن عقائد ہیں جن سے انسان اسلام سے خارج ہو جاتا ہے اور کفر کے دائرہ میں داخل ہو جاتا ہے''۔[۱۳۶]

شیخ شعراوی کا سلسلہ تلمذ وروایت دو واسطوں سے فاضل بریلوی سے جاملتا ہے:

شیخ محمد متولی شعراوی عن عارف باللہ علامہ سید محمد الحافظ تیجانی مصری مالکی حسینی صاحب مجلّہ طریق الحق (۱۳۱۵ھ۔۱۳۹۸ھ) عن محدث حرمین شریفین شیخ عمر حمدان محرسی و مسند العصر علامہ سید محمد عبدالحی کتانی حسنی مراکشی و مفتی مالکیہ محمد علی مالکی مکی عن مولانا احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمہم اللہ تعالیٰ۔[۱۳۷]

مدرسہ دارالحدیث کے قیام پر محض چند ماہ گزرے تھے کہ فاضل بریلوی کے خلیفہ شیخ محمد علی مالکی مکی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک انڈونیشی نژاد شاگرد علامہ سید محسن بن علی المساوی مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ (۱۳۲۳ھ۔۱۳۵۴ھ/ ۱۹۰۵ء۔۱۹۳۵ء) نے ۱۳۵۳ھ میں[۱۳۸] انڈونیشیا کے مہاجر طلباء کے لئے مدرسہ ''دارالعلوم الدینیۃ'' قائم کیا، شیخ محمد علی مالکی ان دنوں محکمہ عدل سے وابستہ تھے، آپ نے علامہ سید محسن کی درخواست پر منصب قضاۃ سے استعفیٰ دے کر دارالعلوم الدینیۃ میں صدر مدرس کی نشست سنبھالی، شیخ محمد علی مالکی نے اپنی وفات تک تقریباً پندرہ برس اس مدرسہ میں بھرپور تدریسی سلسلہ جاری رکھا اور اس دوران آپ سے ۲۲۴ علماء نے اعلیٰ تعلیم مکمل کر کے سند پائی۔[۱۳۹]

مذکورہ بالا تینوں مدارس یعنی النجاح، دارالحدیث اور دارالعلوم الدینیۃ تو افراد نے قائم کئے، ادھر سعودی عہد کے آغاز سے ہی حکومت نے پورے ملک میں نیا نظام تعلیم رائج کرنا شروع کیا، سب سے پہلے ۱۳۴۴ھ/ ۱۹۲۵ء میں ملکی سطح پر نظام تعلیم چلانے کے لئے ایک محکمہ بنام ''المدیریۃ العامۃ للمعارف'' قائم کیا گیا جس نے ۱۳۴۵ھ/ ۱۹۲۶ء کو مکہ مکرمہ میں ایک مدرسہ ''المعہد الاسلامی'' اور ۱۳۴۷ھ/ ۱۹۲۸ء کو دوسرا مدرسہ ''المعہد العلمی'' قائم کئے، پھر ۱۳۶۹ھ/ ۱۹۴۹ء میں شریعت کالج مکہ مکرمہ کا قیام عمل میں آیا، ۱۳۷۳ھ/ ۱۹۵۳ء میں مذکورہ محکمہ کو وزارت تعلیم کا درجہ

دے کر سعودی عرب کے بادشاہ فہد بن عبدالعزیز السعود (۱۳۳۸ھ۔۱۹۲۰ء/ ۱۴۲۶ھ۔۲۰۰۵ء) کو پہلا وزیر تعلیم نامزد کیا گیا، ۱۴۰۱ھ میں اسی کالج کو یونیورسٹی کا درجہ دے کر اس کا نام "ام القریٰ یونیورسٹی" رکھا گیا۔[۱۴۰]

آج جب ہم پندرھویں صدی ہجری کے تیسرے عشرہ میں داخل ہو چکے ہیں، مکہ مکرمہ میں حصول علم کے چار ذرائع رائج ہیں لیکن ان کی نوعیت و اہمیت بدل چکی ہے، سب سے اہم ذریعہ تعلیم سرکاری مدارس، سکول، کالج اور یونیورسٹی ہے جو سعودی حکومت کے مالی مصارف اور علاقہ نجد کے شہر ریاض میں واقع وزارت تعلیم کے فراہم کردہ نصاب پر چل رہے ہیں، دیگر تین ذرائع غیر سرکاری مدارس، مسجد الحرام میں حلقات دروس اور علماء کے گھروں میں قائم تدریسی مجالس ہیں، غیر سرکاری مدارس کا تعارف و کارکردگی کا ذکر گزشتہ صفحات پر آچکا، جہاں تک مسجد الحرام میں تعلیم کا تعلق ہے تو وہاں پر درس و تدریس کا سلسلہ ماند پڑ کر محض ماضی کی روایت کی حد تک باقی رہ گیا، جن حلقات دروس میں تمام اسلامی علوم و فنون میں سیر حاصل تعلیم دی جاتی تھی اب ان حلقات کو ابتدائی دینی معلومات کے بیان تک محدود کر دیا گیا ہے، پروفیسر احمد محمد جمال مکی (۱۳۴۳ھ۔۱۴۱۳ء) غالباً آخری اہم فرد تھے جنہوں نے اپنی تمام تعلیم مسجد الحرام میں علامہ سید علوی بن عباس مالکی رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ درس میں بیٹھ کر مکمل کی، پروفیسر جمال نے عرب دنیا کے علمی حلقوں میں اہم مقام پایا اور مختلف موضوعات پر نظم و نثر میں بتیس سے زائد کتب تصنیف کیں، آپ پنجاب یونیورسٹی کی دعوت پر ایک بین الاقوامی کانفرنس میں شرکت کے لئے لاہور آئے۔[۱۴۱]

اب ان حلقات دروس کی تعداد اور دائرہ عمل مسجد الحرام کی موجودہ انتظامی کمیٹی کے سربراہ شیخ محمد السبیل [۱۴۲] کے تازہ ترین بیان سے بخوبی معلوم ہوتا ہے جس میں آپ نے کہا کہ اس وقت حرم مکی شریف میں بائیس تدریسی حلقے کام کر رہے ہیں، جن میں علمائے دین مختلف زبانوں اردو، عربی، انڈونیشی، ملائیشیا اور انگریزی میں تعلیم دیتے ہیں تا کہ حرمین شریفین آنے

والے زائرین کو دینی امور سے آگاہ کیا جا سکے۔[۱۴۳]

سعودی عہد میں ''کتاتیب'' طریقہ تعلیم تو بالکل معدوم ہو کر رہ گیا، نیز علماء کے گھروں میں درس و تدریس کا سلسلہ بھی تیزی سے کم ہوتا چلا گیا لیکن مقامی علماء نے نامساعد حالات کے باوجود اپنے گھروں کے دروازے تشنگان علم کے لئے بند نہیں کئے، آج محدث حجاز و مسند العصر ڈاکٹر علامہ سید محمد بن علوی مالکی کا گھر ایک بڑے مدرسہ کی شکل اختیار کئے ہوئے ہے، آپ کے والد امام جلیل سید علوی مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۳۹۱ھ میں وفات پائی تو ان کی جگہ آپ مسجد الحرام میں درس دینے لگے، پندرھویں صدی ہجری کا آغاز ہوا تو آپ نے مقام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان نیز عقائد اہل سنت و جماعت کی توضیح و تشریح پر ایک ضخیم کتاب بنام ''الذخائر المحمدیہ''، لکھی جو مصر سے شائع ہوئے، جیسے ہی یہ کتاب منظر عام پر آئی آپ کو علماء نجد کی طرف سے مصائب کا سامنا کرنا پڑا، آپ کو شرعی عدالت میں طلب کر کے اس کتاب کے مندرجات سے رجوع کرنے پر مجبور کیا گیا، پھر آپ کو مسجد الحرام میں درس و تدریس سے الگ کر دیا گیا، اور مفتی شیخ عبداللہ سلیمان المنیع نجدی نے الذخائر المحمدیہ کے خلاف کتاب ''حوار مع المالکی''، لکھی جس میں دارالافتاء ریاض نے سرکاری اخراجات پر متعدد اڈیشن طبع کرا کے مفت تقسیم کئے[۱۴۴]، علامہ سید محمد علوی مالکی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۰۰۴ء) نے الذخائر المحمدیہ نیز عقائد و معمولات اہل سنت کی تائید میں ایک بار پھر قلم اٹھایا اور ''مفاہیم یجب ان تصحح'' کتاب لکھ کر اس پر دنیا بھر کے مشاہیر علماء کی تقریظات حاصل کیں پھر مختلف ممالک سے اس کتاب کے لاتعداد اڈیشن طبع ہوئے، اس پر شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی کی نسل میں سے شیخ صالح بن عبدالعزیز نجدی نے اس کے خلاف کتاب ''ھذہ مفاھیمنا'' لکھ کر سعودی عرب سے شائع کرائی، یہی شیخ صالح اب وزیر مذہبی امور ہیں۔

۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۹ء میں راقم السطور کو حج و زیارت کی سعادت حاصل ہوئی تو مکہ مکرمہ کے محلہ رصیفہ میں شارع مالکی پر واقع علامہ سید محمد بن علوی مالکی کے دولت کدہ پر حاضر ہوا، آپ نے

گھر میں ایک وسیع ہال بنوا رکھا ہے جس میں اس روز آپ نے درس حدیث دیا، جس میں راقم سمیت عرب وعجم کے تقریباً چار سو افراد نے شرکت کی، جس میں تمام حاضرین کی ٹھنڈے زم زم اور عربی قہوہ سے تواضع کی گئی، آپ کے گھر میں قائم اس مدرسہ میں حجاز مقدس، یمن، انڈونیشیا، ملائشیا و دیگر ممالک کے طلباء تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

۱۹۹۴ء میں علامہ سید محمد مالکی کی تصنیفات ۳۷ سے تجاوز کر چکی تھیں، نیز مشرقی ایشیا کے ممالک میں تیس سے زائد مدارس و مساجد آپ کی نگرانی میں کام کر رہی تھیں [۱۴۵]، چند سال قبل آپ ادارہ منہاج القرآن کی دعوت پر لاہور تشریف لائے اور وہاں خطاب فرمایا، ۱۹۹۹ء میں آپ کراچی تشریف لائے اور دار العلوم امجدیہ نیز دار العلوم مجددیہ نعیمیہ میں طلباء اور علماء و مشائخ کے اجتماعات میں درس حدیث دیا۔

سعودی عہد میں اہل مکہ مکرمہ کا مسجد الحرام کی امامت و خطابت سے محروم کیا جانا، پھر انہیں مسجد الحرام میں تدریس سے الگ کرنا، دار الافتاء کی مسجد الحرام سے علاقہ نجد میں منتقلی، علامہ سید محمد بن علوی مالکی کی تصنیفات اور پھر ان کے خلاف سرکاری علماء کی کاروائیاں یہ سب اس کا ثبوت ہیں کہ مکہ مکرمہ جہاں سے اسلام طلوع ہوا اس کے باشندے ماضی کی طرح آج بھی سعودی حکمرانوں اور علماء نجد کے برعکس مسلک اہل سنت و جماعت پر عمل پیرا ہیں۔

حوالہ جات وحواشی

[۱]۔ اعلام الحجاز فی القرن الرابع عشر للھجرۃ، محمد علی مغربی، طبع دوم ۱۴۱۵ھ/۱۹۹۴ء، مطابع دار البلاد جدہ، ج ۲، ص ۳۶

[۲]۔ الحرکۃ الادبیۃ فی المملکۃ العربیۃ السعودیۃ، ڈاکٹر بکری شیخ امین، طبع چہارم ۱۹۸۵ء، دار العلم للملایین بیروت (لبنان)، ص ۱۴۷

[۳]۔ نشر الدرر فی تذییل نظم الدرر فی تراجم علماء مکہ من القرن الثالث عشر الی الرابع عشر، شیخ عبد اللہ غازی مہاجر مکی، مخطوط، ضمیمہ ص ۱۔۵

[۴]۔ الحرکۃ الادبیۃ، ص ۱۴۲

[۵]۔ سیر وتراجم بعض علمائنا فی القرن الرابع عشر للھجرۃ، عمر عبد الجبار مکی، طبع سوم ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۲ء، مکتبہ تھامۃ جدۃ، ص ۲۰

[۶]۔ اعلام الحجاز، طبع دوم ۱۴۰۵ھ/۱۹۸۵ء مطابع دار العلم جدہ، ج ۱ ص ۵۲

[۷]۔ حسین بن علی ھاشمی جو بعد ازاں حجاز میں مملکت ھاشمیہ کے بانی ہوئے ان کے حالات ملاحظہ ہوں:

الاعلام، خیر الدین زرکلی، طبع دہم ۱۹۹۲ء، دار العلم للملایین بیروت، ج: ۲، ص ۲۴۹۔۲۵۰

[۸]۔ الدلیل المشیر، علامہ سید ابوبکر بن احمد حبشی مکی، طبع اول ۱۴۱۸ھ/۱۹۹۷ء مکتبہ المکیۃ مکہ مکرمہ، ص ۳۹۹۔ تجلیات مہر انور، علامہ سید شاہ حسین گردیزی، طبع اول ۱۴۱۲ھ/۱۹۹۲ء، مکتبہ مہریہ گولڑا شریف اسلام آباد، ص ۲۳۰

[۹]۔ شیخ عبد اللہ سراج حنفی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کے لئے دیکھئے:

نشر الدرر، ص ۴۷۔۴۸، اعلام الحجاز، طبع اول ۱۴۱۰ھ/۱۹۹۰ء مطابع المدنی قاہرہ مصر،

ج ۳، ص ۳۷۴۔۳۹۳، سالنامہ معارف رضا شمارہ ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی، ص ۱۷۱۔۱۸۱

[۱۰]۔ اعلام الحجاز، ج ۲، ص ۳۶۔۳۷، نشر الدرر ضمیمہ ص ۵۔۹

[۱۱]۔ علامہ سید احمد زینی دحلان شافعی مکی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات پر ان کے شاگرد علامہ سید بکری شطا مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۶۶ھ۔۱۳۱۰ھ/ ۱۸۴۹ء۔۱۸۹۲ء) نے کتاب ''نفحۃ الرحمٰن فی بعض مناقب السید احمد بن زینی دحلان'' لکھی۔ مزید حالات کے لئے: رجال من مکۃ المکرمۃ ، زہیر محمد جمیل کتبی مکی، طبع اول ۱۴۱۲ھ/ ۱۹۹۲ء مطابع دارالفنون جدہ، ج ۳، ص ۱۸۸۔۱۹۶، فہرس الفھارس والاثبات، علامہ سید عبدالحی کتانی مراکشی، طبع دوم ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۲ء دارالغرب الاسلامی بیروت، ج ۱، ص ۳۹۰۔۳۹۲، الاعلام، ج ۱، ص ۱۲۹، نظم الدرر، ص ۱۵۹۔۱۶۰، ماہنامہ العرب: الریاض، شمارہ مئی ۱۹۷۱ء، ص ۸۶۴۔۸۶۸، سالنامہ معارف رضا کراچی، شمارہ ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء، ص ۱۷۷۔۱۷۸

[۱۲]۔ علامہ سید حسین بن صالح جمل اللیل شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کے لئے دیکھئے:

الشجرۃ الزکیہ فی الانساب وسیر آل بیت النبوۃ، بریگیڈیر سید یوسف جمل اللیل، طبع اول ۱۴۱۲ھ، مطبع دارالحارثی طائف، المختصر من کتاب نشر النور والزہر تراجم افاضل مکۃ من القرن العاشر الی القرن الرابع عشر، شیخ عبداللہ ابوالخیر مرداد، طبع دوم ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۶ء عالم المعرفۃ جدہ، ص ۱۷۷، نظم الدرر، ص ۱۷۳، معارف رضا، شمارہ ۱۹۹۸ء، ص ۱۸۲۔۱۸۹

[۱۳]۔ شیخ عبدالرحمٰن سراج حنفی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات ملاحظہ ہوں:

اعلام الحجاز، ج ۳، ص ۳۳۹۔۳۹۳، مختصر نشر النور، ص ۲۴۳۔۲۴۴، نظم الدرر، ص ۱۸۳۔۱۸۴، معارف رضا ۱۹۹۸ء، ص ۱۶۵۔۱۸۱

[۱۴]۔ علامہ سید ابوبکر البار رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کے لئے دیکھئے:

اھل الحجاز بعبقھم التاریخی، حسن عبدالحی قزاز مکہ، طبع اول ۱۴۱۵ھ/۱۹۹۴ء، مطابع المدینۃ جدۃ، ص ۲۶۸۔۲۷۰، تشنیف الاسماع بشیوخ الاجازۃ والسماع، شیخ محمود سعید ممدوح، سن تصنیف ۱۴۰۳ھ، طبع اول، دارالشباب للطباعۃ قاھرہ، ص ۳۱۔۳۲، الدلیل المشیر، ص ۲۱۔۲۵، سیروتراجم، ص ۲۱۔۲۵، نشر الدرر، ص ۲۴، معارف رضا کراچی ۱۹۹۹ء، ص ۲۰۰۔۲۰۲

[۱۵]۔ علامہ سید ابوبکر شطا رحمۃ اللہ علیہ کے حالات پر آپ کے شاگرد شیخ عبدالحمید قدس رحمۃ اللہ علیہ (م۔۱۳۳۴ھ) نے کتاب ''کنز العطاء فی ترجمۃ العلامۃ السید بکری شطا'' ۱۳۳۰ میں لکھی جو مصر سے شائع ہوئی، نیز دیکھئے: نظم الدرر فی اختصار نشر النور والزھر فی تراجم افاضل مکۃ، شیخ عبداللہ غازی مکی، مخطوط ص ۱۶۹، الاعلام، ج ۴، ص ۲۱۴، سیروتراجم، ص ۸۰۔۸۱، مختصر نشر النور، ص ۱۴۳۔۱۴۵

[۱۶]۔ شیخ احمد ابوالخیر مرداد رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کے لئے دیکھئے:

سیروتراجم، ص ۶۰۔۶۱، مختصر نشر النور، ص ۳۲، نشر الدرر، ص ۲۰، نظم الدرر، ص ۱۶۴۔۱۶۵

[۱۷]۔ شیخ احمد حضراوی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کے لئے دیکھئے:

اعلام الحجاز، ج ۳، ص ۷۳۔۲۰۳، الاعلام، ج ۱، ص ۲۴۹، فہرس الفہارس، ج ۱، ص ۳۴۷۔۳۴۸، سیرو تراجم، ص ۵۷۔۵۸، مختصر نشر انور، ص ۸۴۔۸۵، نظم الدرر، ص ۱۶۶۔۱۶۷، ماہنامہ العرب شمارہ شعبان ۱۳۸۷ھ، ص ۱۱۲۔۱۱۳، نیز شمارہ رمضان ۱۳۸۷ھ، ص ۲۰۰۔۲۰۲، سالنامہ معارف رضا کراچی، شمارہ ۱۹۹۹ء، ص ۲۰۳۔۲۱۵

[۱۸]۔ مولانا احمد بن ضیاء الدین مکی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کے لئے دیکھئے:

مختصر نشر النور، ص ۸۰۔۸۱، نظم الدرر، ص ۱۶۳

[۱۹]۔ مولانا قاری احمد بن عبداللہ مکی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کے لئے دیکھئے:

آپ کی تصنیف '' مجلۃ الاحکام الشرعیۃ'' طبع اول ۱۴۰۱ھ/ ۱۹۸۱ء مطبوعہ جدہ کے ابتدائی ۷۵ صفحات پر ڈاکٹر عبدالوھاب ابراھیم ابوسلیمان مکی و ڈاکٹر ابراھیم احمد علی مکی کا تحریر کردہ

مقدمہ، نیز اعلام الحجاز، ج ۲، ص ۶۔۱۶، اھل الحجاز بعبقھم التاریخی، ص ۲۶۴۔۲۶۶، سیر وتراجم، ص ۴۴۔۴۵، تجلیات مہر انور، ص ۲۳۰۔۲۳۶، ودیگر صفحات

[۲۰]۔شیخ احمد ناضرین رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کے لئے دیکھئے:

اھل الحجاز، ص ۲۵۵۔۲۵۷، تشنیف الاسماع، ص ۵۹۔۶۰، الدلیل المشیر، ص ۴۷۔۵۱، سیر وتراجم، ص ۴۷۔۵۰، نشر الدرر، ص ۲۴

[۲۱]۔شیخ اسد دھان رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کے لئے دیکھئے:

اھل الحجاز، ص ۲۵۸، سیر وتراجم، ص ۲۷۔۳۷، مختصر نشر النور، ص ۱۲۹۔۱۳۰، نظم الدرر، ص ۱۶۷۔۱۶۸، معارف رضا کراچی، ۱۹۹۹ء، ص ۱۹۴۔۱۹۵

[۲۲]۔علامہ سید اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ ۱۳۲۸ھ میں امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے ملنے کے لئے مکہ مکرمہ سے بریلی آئے۔(الملفوظ، مرتبہ مولانا مصطفیٰ رضا خاں بریلوی، مدینہ پبلی کیشنز کراچی، ج ۲، ص ۱۳۹)

[۲۳]۔شیخ جمال مالکی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کے لئے دیکھئے:

سیر وتراجم، ص ۹۰۔۹۲، مختصر نشر النور، ص ۱۶۳، نظم الدرر، ص ۱۷۲

[۲۴]۔شیخ حسن عجیمی رحمۃ اللہ علیہ کے مختصر حالات نشر الدرر، ص ۲۶ پر درج ہیں۔

[۲۵]۔علامہ سید حسین دحلان رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کے لئے دیکھئے:

مختصر نشر النور، ص ۱۷۹، نظم الدرر، ص ۱۷۳، پاک ہند سے شائع ہونے والی کتب میں آپ کا نام علامہ سید عثمان دحلان مذکور ہے جو کہ کتابت کی غلطی ہے۔

[۲۶]۔شیخ خلف بن ابراہیم حنبلی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۱۵ھ تقریباً) کے حالات کے لئے دیکھئے: علماء نجد خلال ثمانیۃ قرون، شیخ عبداللہ بسام، طبع دوم ۱۴۱۹ھ دار العاصمہ ریاض، ج ۲، ص ۱۵۳۔۱۵۷، مختصر نشر النور، ص ۲۲۴، نظم الدرر، ص ۱۴۴

[۲۷]۔شیخ صالح محمد بافضل رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کے لئے دیکھئے:

سیر وتراجم،ص ۱۳۲۔۱۳۴،مختصر نشر النور،ص ۲۱۲۔۲۱۳،نظم الدرر،ص ۱۸۲

[۲۸]۔شیخ صالح کمال حنفی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کے لئے دیکھئے:

اھل الحجاز،ص ۲۸۲، سیر وتراجم،ص ۲۳۳۔۲۳۵، مختصر نشر النور،ص ۲۱۹، نظم الدرر، ص ۱۸۲۔۱۸۳،معارف رضا ۱۹۹۹ء،ص ۱۹۵۔۱۹۶

[۲۹]۔شیخ عبدالحمید قدس رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف لطیف ''الذخائر القدسیۃ فی زیارۃ خیر البریۃ'' کا ایک مطبوعہ نسخہ دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ ضلع سرگودھا (پاکستان) کی مرکزی لائبریری میں موجود ہے۔

[۳۰]۔شیخ عبدالحمید قدس رحمۃ اللہ علیہ کے حالات آپ کی تصنیف ''کنز النجاح والسرور فی الادعیۃ التی تشرح الصدور'' قدیم اڈیشن کا عکس، طبع ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء کے ابتدائی سات صفحات پر دیئے گئے ہیں۔نیز دیکھئے: سیر وتراجم،ص ۱۵۷۔۱۵۹،مختصر نشر النور،ص ۲۳۶۔۲۳۸، نظم الدرر،ص ۱۹۳،الاعلام، ج ۳،ص ۲۸۸۔۲۸۹

[۳۱]۔شیخ عبدالرحمٰن دھان رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کے لئے دیکھئے:

سیر وتراجم،ص ۱۶۰۔۱۶۲،مختصر نشر النور،ص ۲۴۱۔۲۴۲،نظم الدرر،ص ۱۸۴۔۱۸۵

[۳۲]۔علامہ سید عبدالکریم داغستانی مکی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کے لئے دیکھئے

سیر وتراجم،ص ۲۱۲،مختصر نشر النور،ص ۲۷۹،نظم الدرر،ص ۱۹۴۔۱۹۵

[۳۳]۔شیخ عبداللہ ابوالخیر مرداد رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کے لئے دیکھئے:

اعلام الشرقیۃ فی المائۃ الرابعۃ عشرۃ الھجرۃ، طبع دوم ۱۹۹۴ء، دارالغرب الاسلامی بیروت، ج ۲،ص ۹۰۲۔۹۰۳، اھل الحجاز،ص ۲۷۶، سیر وتراجم،ص ۱۹۳۔۱۹۵،مختصر نشر النور، ص ۳۱۔۳۲،نشر الدرر،ص ۴۳،الاعلام، ج ۴،ص ۷۰،معارف رضا ۱۹۹۹ء،ص ۱۹۷۔۱۹۸

[۳۴]۔شیخ عبداللہ بن حُمید رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کے لئے دیکھئے:

الاعلام، ج ۴،ص ۱۰۸، اھل الحجاز،ص ۲۸۷، سیر وتراجم،ص ۲۰۰۔۲۰۱

[۳۵]۔علامہ سید عبداللہ دحلان رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کے لئے دیکھئے:

الاعلام، ج۴، ص۹۳، اھل الحجاز، ص۳۰۱۔۳۰۳، رجال من مکۃ المکرمۃ، ج۳، ص۱۹۸۔۲۱۸، مختصر نشر النور، ص۲۹۴، نثر الدرر، ص۴۸، نظم الدرر، ص۱۹۱، معارف رضا۱۹۹۹ء، ص۱۹۸۔۲۰۰

[۳۶]۔شیخ علی بن صدیق کمال رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کے لئے دیکھئے:

اھل الحجاز، ص۲۷۵، سیر وتراجم، ص۱۳۹، مختصر نشر النور، ص۳۷۲، نظم الدرر، ص۲۰۱۔۲۰۲

[۳۷]۔علامہ سید علوی سقاف شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کے لئے دیکھئے:

الاعلام، ج۴، ص۲۴۹، سیر وتراجم، ص۱۳۷۔۱۳۸، مختصر نشر النور، ص۳۴۳۔۳۴۵، نظم الدرر، ص۱۸۹۔۱۹۰

[۳۸]۔مجموع فتاویٰ ورسائل، امام سید علوی مالکی، ۱۴۱۳ھ میں ۲۶۴ صفحات پر مشتمل یہ کتاب دس ہزار کی تعداد میں شائع ہوئی۔

[۳۹]۔علامہ سید علوی مالکی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات وعلمی اسناد پر ان کے فرزند ڈاکٹر سید محمد علوی مالکی علیہ الرحمہ نے کتاب "العقود اللؤلؤیۃ بالاسانید العلویۃ" لکھی جس کے دو اڈیشن شائع ہوئے، علاوہ ازیں مجموع فتاویٰ ورسائل کے ابتدائی چھ صفحات پر آپ کے حالات قلمبند کئے، نیز دیکھئے الاعلام، ج۴، ص۲۵۰، اعلام الحجاز، ج۲، ص۲۷۴۔۲۸۴، تشنیف الاسماع، ص۳۸۴۔۳۸۷، روز نامہ الندوۃ مکہ مکرمہ، شمارہ ۱۳؍نومبر ۱۹۹۷ء فاروق باسلامۃ کا مضمون بعنوان "شخصیات مکیۃ۔علوی المالکی"، ماہنامہ اعلیٰ حضرت، بریلی، مفتی اعظم ہند نمبر، شمارہ ستمبر، نومبر ۱۹۹۰ء، ص۹۷۔سالنامہ معارف رضا کراچی

[۴۰]۔شیخ عمر بن ابی بکر باجنید رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کے لئے دیکھئے: تشنیف الاسماع، ص۴۲۲۔۴۲۵، الدلیل المشیر، ص۲۹۶۔۲۹۸، سیر وتراجم، ص۱۴۷۔۱۴۸، نثر الدرر،

ص۵۰

[۴۱]۔ شیخ عمر حمدان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی بعض اسناد کے متعلق مختصر کتاب ''اتحاف ذوی العرفان ببعض اسانید عمر حمدان'' لکھی جسے ۱۳۶۷ھ/ ۱۹۴۸ء میں مکتبہ الاقتصاد مکہ مکرمہ نے شائع کیا، بعدازاں آپ کے شاگرد شیخ محمد یاسین فادانی مکی (م۔۱۴۱۱ھ) نے آپ کے حالات و اسناد پر تین ضخیم جلدوں پر مشتمل ''مطمح الوجدان فی اسانید الشیخ عمر حمدان'' لکھی، پھر خود ہی اس کی تلخیص دو جلدوں میں ''اتحاف الاخوان باختصار مطمح الوجدان'' کے نام سے کی جس کی پہلی جلد کا پہلا اڈیشن ۱۳۷۱ھ/۱۹۵۲ء میں قاہرہ سے اور دوسرا ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۵ء میں دارالبصائر دمشق نے شائع کیا، نیز دیکھئے اعلام من ارض النبوۃ، انس یعقوب کتبی مدنی، طبع اول ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۳ء مطابع دارالبلاد جدہ، ج۱، ص۱۶۹۔۱۸۲، تشنیف الاسماع، ص۴۲۶۔۴۳۲، الدلیل المشیر، ص۳۱۰۔۳۲۷، سیر و تراجم، ص۲۰۴۔۲۰۷، نشر الدرر، ص۴۵

[۴۲]۔ شیخ محمد حامد احمد جداوی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات سیر و تراجم، ص۲۳۶ پر درج ہیں

[۴۳]۔ شیخ محمد سعید باصیل رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کے لئے دیکھئے: سیر و تراجم، ص۲۴۴، نشر الدرر، ص۵۶

[۴۴]۔ شیخ محمد عابد مالکی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کے لئے دیکھئے

الاعلام، ج۳، ص۲۴۲، اعلام الحجاز، ج۳، ص۳۴۷۔۳۵۴، سیر و تراجم، ص۱۵۲۔۱۵۳، معارف رضا ۱۹۹۸ء، ص۱۷۹۔۱۸۰

[۴۵]۔ علامہ ڈاکٹر سید محمد بن علوی مالکی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کے لئے مزید دیکھئے:

اھل الحجاز، ص۲۸۹۔۲۹۱، رجال من مکۃ المکرمۃ، ج۲، اُردو میں آپ پر متعدد مضامین پاک و ہند سے طبع ہوئے، مثلاً مفتی محمد خان قادری کا مفصل مضمون ڈاکٹر سید محمد مالکی کی

ایک اوراہم تصنیف ''شفاء الفواد فی زیارۃ خیر العباد'' کے اردو ترجمہ کے آغاز میں نیز ماہنامہ جہان رضالاہور میں شائع ہوا۔

علامہ سید علوی مالکی اوران کے فرزند علامہ ڈاکٹر سید محمد مالکی سعودی عہد میں مسجد الحرام میں مدرس رہے، راقم نے یہاں ان کے اسماء گرامی پوری چودھویں صدی ہجری کے اہم مدرسین مسجد الحرام کی حیثیت سے درج کئے ہیں۔

[۴۶]۔ شیخ محمد علی مالکی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات واسناد پران کے شاگرد شیخ محمد یاسین فادانی نے کتاب ''المسلک الجلی فی اسانید فضیلۃ الشیخ محمد علی'' لکھی جسے دارالطباعۃ المصریۃ الحدیثۃ نے طبع کیا، مزید دیکھئے الاعلام، ج۶، ص۳۰۵، تشنیف الاسماع، ص۳۹۳۔۳۹۷، الدلیل المشیر، ص۲۷۱۔۲۷۷، سیر وتراجم، ص۲۶۰۔۲۶۵، نثر الدرر، ص۴۴، فہرس مخطوطات مکتبۃ مکۃ المکرمۃ، پروفیسر ڈاکٹر عبدالوھاب ابراہیم ابوسلیمان وغیرہ دس اہل علم نے مل کر مرتب کی، طبع اول ۱۴۱۸ھ/ ۱۹۹۷ء، مکتبۃ الملک فھد الوطنیۃ الریاض، ص۵۴۵ و دیگر صفحات، ماہنامہ المنھل جدہ، شمارہ جولائی ۱۹۴۸ء مضمون بعنوان ''علماؤ نا المعاصرون۔ محمد علی مالکی'' ازقلم ایڈیٹر المنھل شیخ عبدالقدوس انصاری مدنی (م۔۱۴۰۳ء)، ص۳۵۵۔۳۵۸

[۴۷]۔ شیخ محمد مراد قازانی رحمۃ اللہ علیہ کا مختصر تعارف الاعلام، ج۷، ص۹۵ پر ملاحظہ ہو۔ مکتوبات امام ربانی کے مکہ مکرمہ اڈیشن کا ایک نسخہ مجلس علمی لائبریری کراچی میں موجود ہے۔

[۴۸]۔ علامہ سید محمد مرزوقی ابوحسین رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کے لئے دیکھئے:

اھل الحجاز، ص۲۸۳۔۲۸۴، تشنیف الاسماع، ص۵۰۷۔۵۰۸،

[۴۹]۔ شیخ محمد بن یوسف خیاط رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کے لئے دیکھئے:

الاعلام، ج۷، ص۱۵۶، سیر وتراجم، ص۱۱۰۔۱۱۱، مختصر نشر النور، ص۴۲۹۔۴۳۰، نثر الدرر، ص۵۷

[۵۰]۔ شیخ محمود شکری رحمۃ اللہ علیہ کے مختصر حالات مختصر نشر النور، ص۴۹۵، نظم الدرر،

ص۲۰۴پر درج ہیں

[۵۱]۔شیخ مختار بن عطارد رحمتہ اللہ علیہ کے حالات کے لئے دیکھئے: تشنیف الاسماع، ص۵۴۲۔۵۴۴، سیر وتراجم،ص۲۴۵،نشر الدرر،ص۵۷

[۵۲]۔منوفی خاندان کے چند اور علماء کرام کے اسماء گرامی یہ ہیں: شیخ محمد بن احمد منوفی (م۔۱۰۴۴ھ)، شیخ محمد بن محمد منوفی (م۔۱۰۹۱ھ)، مفتی شافعیہ شیخ سعید منوفی (م۔۱۱۲۰ھ)، شیخ زین العابدین منوفی (م۔۱۱۵۱ھ)، شیخ تاج الدین منوفی (م۔۱۱۵۷ھ)، شیخ حسین منوفی (م۔۱۱٦۷ھ) اور شیخ ابراہیم منوفی (م۔۱۱۸۷ھ) رحمتہ اللہ علیہم اجمعین، ان سب کے حالات مختصر نشر النور اور نظم الدرر میں درج ہیں۔

[۵۳]۔اھل الحجاز، ص۱۷۷۔۱۷۹، الحرکۃ الادبیۃ، ص۱۴۰، مختصر نشر النور، ص۲۳۰۔۲۳۱، نظم الدرر،ص۳٦

[۵۴]۔اعلام الحجاز، ج۲،ص۲٦، اھل الحجاز،ص۱۷۷۔۱۷۸

[۵۵]۔الحرکۃ الادبیۃ،ص۱۴۵

[۵٦]۔اعلام الحجاز، ج۲،ص۲۸٦۔۳۱۳، المنھل جنوری ۱۹۸۹ء،ص۱۵۲۔۱٦۷

[۵۷]۔الموسوعۃ المیسرۃ فی الادیان والمذاھب والاحزاب المعاصرۃ، ڈاکٹر مانع بن حماد الجھنی، طبع سوم ۱۴۱۸ھ، دار الندوۃ العالمیہ للطباعۃ والنشر والتوزیع الریاض، ج۱،ص۳۱۱

[۵۸]۔اعلام الحجاز، ج۲،ص۲۹۳، سیر وتراجم،ص۱۰۸۔۱۱۲، مہر منیر، مولانا فیض احمد فیض، طبع پنجم ۱۹۸۷ء، دربار عالیہ گولڑا شریف ضلع اسلام آباد،ص۳۹۸۔۴۰۰

[۵۹]۔الموسوعۃ المیسرۃ، ج۱،ص۳۰۸

[٦۰]۔حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمتہ اللہ علیہ کے حالات کے لئے دیکھئے: علماء العرب فی شبہ القارۃ، شیخ یونس ابراہیم السامرائی، طبع اول ۱۹۸٦ء، وزارت اوقاف بغداد (عراق)، ص۲٦۷۔۲۹۷، مختصر نشر النور،ص۱۳۴، نظم الدرر،ص۱٦۸

[۶۱]۔انوار ساطعہ در بیان مولود و فاتحہ، مولانا عبدالسمیع میرٹھی رامپوری، طبع ۱۳۴۶ھ، مطبع مجتبائی دہلی، ص ۲۹۷

[۶۲]۔تجلیات مہر انور، ص ۳۱۰۔۳۳۵

[۶۳]۔مولانا محمد سعید کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کے لئے دیکھئے: نثر الدرر، ص ۴۷، تجلیات مہر انور، ص ۳۲۹

[۶۴]۔مولانا حضرت نور افغانی پشاوری مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات مختصر نشر النور، ص ۵۰۳۔۵۰۴ اور نظم الدرر ۲۱۴ پر درج ہیں

[۶۵]۔مہر منیر، ص ۱۱۸۔۱۱۹

[۶۶]۔الاجازۃ فی الذکر الجھر مع الجنازۃ، مولانا محمد عمر الدین ہزاروی، طبع دوم، مطبع گلزار حسینی بمبئی

[۶۷]۔اعلام الحجاز، ج ۲، ص ۲۱۔۳۰۵۔۳۰۶، الحرکۃ الادبیۃ، ص ۱۴۷۔۱۴۸

[۶۸]۔الحاج محمد علی زینل کے حالات اعلام الحجاز، ج ۱، ص ۳۱۶۔۳۳۰ پر ملاحظہ ہوں

[۶۹]۔علامہ سید ابوبکر حبشی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات ان کی تصنیف الدلیل المشیر کے آغاز میں درج ہیں۔ نیز دیکھئے: الاعلام، ج ۲، ص ۶۲، اھل الحجاز، ص ۲۶۰۔۲۶۲، سیر و تراجم، ص ۲۵۔۲۷، نثر الدرر، ص ۲۳

[۷۰]۔علامہ سید حسین حبشی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات پر آپ کے شاگرد شیخ عبدالحمید قدس نے ''مواھب المعید المنشی فی مآثر السید حسین الحبشی''، لکھی جس کا مخطوطہ مکہ مکرمہ لائبریری میں زیر نمبر ۸۴/ تاریخ موجود ہے، آپ کے دوسرے شاگرد شیخ عبداللہ غازی مکی (م۔۱۳۶۵ھ) نے ''فتح القوی فی ذکر اسانید السید حسین الحبشی العلوی''، لکھی جس کا پہلا اڈیشن ۱۴۱۸ھ/۱۹۹۷ء میں مکہ مکرمہ سے شائع ہوا، نیز دیکھئے: الدلیل المشیر، ص ۹۲۔۹۷، سیر و تراجم، ص ۹۹، فہرس الفہارس، ج ۱، ص ۳۲۰۔۳۲۱، مختصر نشر النور، ص ۱۷۷۔۱۷۹، نظم الدرر،

ص۱۷۲۔۱۷۳

[۷۱]۔علامہ یوسف نبہانی فلسطینی ثم بیروتی رحمتہ اللہ علیہ کے حالات کے لئے دیکھئے ان کی تصنیف ''اتحاف المسلم''، طبع اول ۱۴۱۱ھ/ ۱۹۹۱ء، مرکز جمعۃ الماجد للثقافۃ والتراث دبئی، حالات مصنف از قلم مامون الصاغرجی، ص۴۵۔۵۴،ڈاکٹر عیسیٰ محمد علی الماخی نے علامہ نبہانی پر مقالہ ڈاکٹریٹ لکھ کر ۱۹۷۸ء میں جامعہ ازہر سے ڈگری حاصل کی، الاعلام، ج۸، ص۲۱۸، الدلیل المشیر، ص۴۰۱۔۴۱۲، فہرس الفہارس، ج۱، ص۱۸۴۔۱۸۵، ج۲، ص۱۱۰۷۔۱۱۱۰، محمد صلی اللہ علیہ وسلم فی الشعر الحدیث، ڈاکٹر حلمی قاعود، طبع اول ۱۴۰۸ھ/ ۱۹۸۷ء، دارالوفا منصورہ مصر، ص۱۲۶۔۱۲۸، خلیل احمد رانا نے آپ پر اردو میں مختصر کتاب '' نابغۂ فلسطین'' لکھی جو ادارہ دارالفیض گنج بخش لاہور سے شائع ہوئی، ماہنامہ نعت لاہور نے فروری ۱۹۹۳ء میں آپ کی نعتیہ شاعری پر خصوصی اشاعت پیش کی۔

[۷۲]۔الدلیل المشیر میں آپ نے اپنے ایک سو دو سے زائد اساتذہ ومشائخ کے حالات قلمبند کئے ہیں۔

[۷۳]۔الدلیل المشیر، ص۲۵۴،۳۸۸، ۴۳۷

[۷۴]۔علامہ سید اسحاق عزوز رحمتہ اللہ علیہ کے حالات آپ کی تصنیف ''اطیب الذکریٰ فی مناقب واخبار خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا'' طبع اول ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء کے آغاز میں دیئے گئے ہیں، نیز ش دیکھئے: اھل الحجاز، ص۲۰۲ و دیگر صفحات، رجال من مکۃ المکرمۃ، ج۳، ص۱۲۵۔۱۴۱

[۷۵]۔مدرسہ فلاح مکہ مکرمہ کی مختصر تاریخ اھل الحجاز، ص۱۸۷۔۲۰۱ پر درج ہے، نیز دیکھئے: المنھل شمارہ جنوری ۱۹۸۹ء میں محمود عارف کا مضمون ''مدارس الفلاح''، ص۱۶۸۔۱۷۱

[۷۶]۔علامہ سید محمد عبدالباری رضوان رحمتہ اللہ علیہ کے حالات کے لئے دیکھئے: اھل الحجاز، ص۲۸۵۔۲۸۷، سیر وتراجم، ص۲۸۹۔۲۹۰

[۷۷]۔علامہ سید عباس رضوان مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کے لئے دیکھئے:

اعلام من ارض النبوۃ، ج۲، ص۱۱۳۔۱۱۷، تشنیف الاسماع، ص۲۶۲۔۲۶۵، المنہل، شمارہ اپریل ۱۹۷۰ء، عبدالقدوس انصاری کا مضمون ''تراجم العلماء۔السید عباس رضوان المدنی'' ص۱۳۱۔۱۳۵

[۷۸]۔ علامہ سید عبدالمحسن رضوان رحمۃ اللہ علیہ کے حالات تشنیف الاسماع، ص۳۶۱۔۳۶۲ پر ملاحظہ ہوں۔

[۷۹]۔ماہنامہ اعلیٰ حضرت، بریلی، مفتی اعظم ہند نمبر، ص۷۸

[۸۰]۔شیخ محمد امین سوید دمشقی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کے لئے دیکھئے:

تاریخ علماء دمشق فی القرن الرابع عشر الھجری، محمد مطیع الحافظ و نزار اباظہ، طبع اول ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۶ء دارالفکر دمشق، ج۱، ص۵۰۳۔۵۰۸، الاعلام، ج۶، ص۴۴، الدلیل المشیر، ص۵۹۔۶۴

[۸۱]۔شیخ محمود عطار دمشقی حنفی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کے لئے دیکھئے:

استحباب القیام عند ذکر ولادتہ علیہ الصلوٰۃ والسلام، شیخ محمود عطار، طبع ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء، حالات مصنف، ص۵۔۱۰، الاعلام، ج۷، ص۱۶۹، تاریخ علماء دمشق، ج۲، ص۵۹۶۔۵۹۹

[۸۲]۔اس فتوے کے مکمل متن کے لئے دیکھئے: براھین قاطعہ، مولانا خلیل احمد انبیٹھوی، طبع ۱۹۸۷ء، دارالاشاعت کراچی، ص۱۵۱۔۱۵۲

[۸۳]۔ماہنامہ حقائق، دمشق، شمارہ محرم ۱۳۳۰ھ، ص۲۰۱۔۲۱۲

[۸۴]۔الدلیل المشیر، ص۴۰۳

[۸۵]۔مولانا عبدالحق الہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کے لئے دیکھئے:

علماء العرب فی شبہ القارۃ الھندیہ، ص۶۷۷، فہرس الفہارس والاثبات، ج۲، ص۷۲۸، مختصر نشر النور، ص۲۳۳، نظم الدرر، ص۲۰۲۔۲۰۳، الاعلام، ج۶ ص۱۸۶، الملفوظ، ج۲،

ص ۱۳۶

[۸۶]۔ الاعلام، ج ٦، ص ۱۸٦

[۸۷]۔ مختصر نشر النور، ص ۲۳۳، نظم الدرر، ص ۲۰۳

[۸۸]۔ المسلک الجلی فی اسانید فضیلۃ الشیخ محمد علی، مختلف صفحات، الدلیل المشیر، ص ۴۹، ۳۸۴

[۸۹]۔ خیر الدین زرکلی نے اپنے مختصر حالات زندگی خود تحریر کئے جو الاعلام، ج ۸، ص ۲٦۷۔ ۲۷۰ پر درج ہیں

[۹۰]۔ المسلک الجلی، ص ۸۔ ۱۱

[۹۱]۔ الدلیل المشیر، ص ۲۱۹

[۹۲]۔ مختصر نشر النور، ص ۲۳۳، نظم الدرر، ص ۲۰۲

[۹۳]۔ علامہ سید محمد عبد الحی کتانی مراکشی رحمۃ اللہ علیہ نے فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے خلافت پائی، آپ کے حالات کے لئے دیکھئے: فہرس الفھارس والاثبات، حالات مصنف، ج ۱، ص ۵۔ ۴۴، الاعلام، ج ٦، ص ۱۸۷، الدلیل المشیر، ص ۱۴۸۔ ۱۷۵، تشنیف الاسماع، ص ۲۷۸۔ ۲۸۴، الملفوظ، ج ۲، ص ۱۲۹، علامہ کتانی کی ایک ضخیم تصنیف ''التراتیب الاداریہ'' کا اردو ترجمہ ۱۹۹۱ء میں کراچی سے بنام ''عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا اسلامی تمدن'' شائع ہوا، علامہ شاہ ابو الحسن زید فاروقی مجددی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (م۔ ۱۹۹۴ء) نے علامہ کتانی سے سند روایت پائی۔

[۹۴]۔ فہرس الفھارس والاثبات، ج ۲، ص ۲۸۷

[۹۵]۔ الملفوظ، ج ۲، ص ۱۳٦۔ ۱۳۷

[۹٦]۔ سیر وتراجم، ص ۱۵۲

[۹۷]۔ شیخ ھاشم اشعری انڈونیشی کے حالات تشنیف الاسماع، ص ۵٦۲۔ ۵٦۴ پر

درج ہیں۔روز نامہ اردو نیوز جدہ، شمارہ ۱۶ نومبر ۱۹۹۹ء، ڈاکٹر محمد عبدالخالق کا مضمون بعنوان ''انڈونیشیا کی اسلامی ثقافت میں عربوں کا کردار''، ص ۵

[۹۸]۔ اھل الحجاز، ص ۱۷۴۔۱۷۶، الحرکۃ الادبیۃ فی المملکۃ العربیۃ السعودیۃ، ص ۱۴۳۔۱۴۴، سیر وتراجم، ص ۱۶۵

[۹۹]۔علی پاشا بن عبداللہ ۱۳۲۳ھ سے ۱۳۲۶ھ تک مکہ مکرمہ کے گورنر رہے پھر مصر منتقل ہوگئے اور وہیں وفات پائی (مختصر نشر النور، ص ۳۰۵ حاشیہ)

[۱۰۰]۔الملفوظ، ج ۲، ص ۱۲۸۔۱۳۲ ملخصاً

[۱۰۱]۔الحرکۃ الادبیۃ فی المملکۃ العربیۃ السعودیۃ، ص ۱۰۷۔۱۵۱

[۱۰۲]۔اعلام الحجاز، ج ۲، ص ۳۰۵

[۱۰۳]۔ شیخ ابوبکر خوقیر کے حالات کے لئے دیکھئے: الاعلام، ج ۲، ص ۷۰، سیر وتراجم، ص ۲۲۔۲۴، نشر الدرر، ص ۱۷، مختصر نشر النور، ص ۴۲۴، نظم الدرر، ص ۱۴۴

[۱۰۴]۔معارف رضا، کراچی، شمارہ ۱۹۹۸ء، ص ۱۷۴۔۱۷۵

[۱۰۵]۔ اعلام الحجاز فی القرن الرابع عشر للھجرۃ، محمد علی مغربی، طبع دوم ۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۵ء، مطبوعہ جدہ، ج ۱، ص ۲۸۸۔۲۹۴

[۱۰۶]۔سیر وتراجم، ص ۲۰۹، رجال من مکۃ المکرمہ، ج ۳، ص ۱۹۹

[۱۰۷]۔سیر وتراجم، ص ۲۶۲، الدلیل المشیر، ص ۱۰۸۔۱۰۹

[۱۰۸]۔سیر وتراجم، ص ۲۰۶

[۱۰۹]۔الدلیل المشیر، ص ۲۸۲۔۲۸۴

[۱۱۰]۔سیر وتراجم، ص ۱۴۰۔۱۴۲

[۱۱۱]۔اعلام الشرقیۃ، ج ۲، ص ۹۰۲۔۹۰۳، نشر الدرر، ص ۴۳

[۱۱۲]۔ شیخ عبدالظاہر ابوالسمح مصری کے حالات کے لئے دیکھئے: ائمۃ المسجد الحرام ومؤ

ذنوه فی العهد السعودی، عبداللہ سعید زہرانی (پ۔۱۳۷۹ھ) طبع اول ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء، مطبوعہ مکہ مکرمہ، ص۳۲، سیر وتراجم، ص۲۲۷۔۲۲۸، نثر الدرر، ص۵۱۔۵۴

[۱۱۳] شیخ عبداللہ حمدوہ سوڈانی مکہ (۱۲۸۴ھ۔۱۳۵۰ھ) کے حالات کے لئے دیکھئے:
الدلیل المشیر، ص۱۹۴۔۱۹۶، نثر الدرر، ص۴۱۔۴۲

[۱۱۴]۔ علامہ سید محمد نور کتبی (۱۳۲۷ھ۔۱۴۰۲ھ) کے والد سید ابراہیم کتبی (۱۲۷۵ھ۔۱۳۶۸ھ) ہندوستان کے ضلع فیض آباد (یوپی) سے ہجرت کر کے مکہ مکرمہ جابسے، علامہ سید محمد نور کتبی کی ولادت مکہ مکرمہ میں ہوئی۔ (رجال من مکۃ المکرمۃ، ج۳، ص۱۱۰۔۱۲۳، من اعلام القرن الرابع عشر والخامس عشر، ابراہیم بن عبداللہ حازمی طبع اول ۱۴۱۶ھ/ ۱۹۹۵ء دارالشریف ریاض، ج۱، ص۱۶۱۔۱۶۴) شیخ ابراہیم فیض آبادی کی اولاد آج بھی مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ میں آباد ہے۔ رجال من مکۃ المکرمۃ اور اعلام من ارض النبوۃ کے مصنفین انہی کی نسل میں سے ہیں۔

[۱۱۵]۔ حسن البناء شہید کی ڈائری، اردو ترجمہ و تقدیم خلیل احمد حامدی، طبع ۱۹۹۲ء، اسلامک پبلی کیشنز لاہور، شیخ محمد عبدہٗ مصری کے حالات الاعلام، ج۶، ص۲۵۲۔۲۵۳، اور علامہ رشید رضا مصری کے حالات الاعلام، ج۶، ص۱۲۶ پر دیئے گئے ہیں۔

[۱۱۶]۔ الاعلام، ج۸، ص۲۱۸، الدلیل المشیر، ص۴۰۹

[۱۱۷]۔ الغیث المروی فی ترجمۃ الاستاذ الامام الدجوی، عبدالرافع دجوی الازہری، طبع اول ۱۳۶۵ھ/ ۱۹۴۶ء، مطبعہ اللواء مصر، ص۱۷

[۱۱۸]۔ ''مقالات الکوثری'' مطبع الانوار قاہرہ نے ۵۹۴ صفحات پر طبع کی، اس میں شامل دو مقالات کے عنوان یہ ہیں: ''ابن عبدالوھاب والشیخ محمد عبدہٗ''، ''رای الشیخ محمد عبدہ فی بعض المسائل''۔

[۱۱۹]۔ شیخ عبدالرزاق عفیفی مصری کے حالات پر مسجد الحرام مکہ مکرمہ کے موجودہ امام

شیخ عبدالرحمٰن السدیس نجدی (پ ۱۳۸۲ھ) نے کتاب لکھی، نیز دیکھئے: فتاویٰ اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء ریاض، ج۱ص۳۔۴، الموسوعۃ المیسرۃ فی الادیان والمذاهب والاحزاب المعاصرۃ، ج۱ص۱۸۸۔۱۸۹

[۱۲۰]۔الموسوعۃ المیسرۃ، ج۱ص۱۸۶۔۲۰۱

[۱۲۱]۔ائمۃ المسجد الحرام ومؤذنوہ فی العهد السعودی، ص۸۷

[۱۲۲]۔فتاویٰ اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء، ج۱ص۲۔۱۴

[۱۲۳]۔ماہنامہ التوحید قاہرہ، شمارہ ربیع الاول ۱۴۲۰ھ، شیخ بن باز کی وفات پر خصوصی اشاعت، مختلف صفحات، روزنامہ اردو نیوز جدہ، شمارہ ۲۱ مئی ۱۹۹۹ء، مضمون بعنوان "سعودی عرب کے نئے مفتی اعظم۔ایک تعارف"، ص۴

[۱۲۴]۔مولوی محمد سلیم کیرانوی کے حالات کے لئے دیکھئے: ماہنامہ المنهل جدہ، شمارہ مارچ ۱۹۸۷ء، شیخ سعد عبداللہ الملیص کا مضمون بعنوان "الحفل السنوی لختم الکتب بالمدرسۃ الصولتیۃ"، ص۲۲۲۔۲۲۴، نثر الدرر، ص۵۷

[۱۲۵]۔ماہنامہ المنهل جدہ، شمارہ جنوری ۱۹۸۹ء، ص۱۵۲۔۱۶۶

[۱۲۶]۔اهل الحجاز، ص۱۹۱

[۱۲۷]۔المنهل جنوری ۱۹۸۹ء، ص۱۶۹، اهل الحجاز، ص۱۹۹

[۱۲۸]۔الاعلام، ج۴، ص۲۵۰

[۱۲۹]۔المنهل، شمارہ جنوری ۱۹۸۹ء، ص۱۷۲۔۱۷۳

[۱۳۰]۔نثر الدرر، ص۵۴

[۱۳۱]۔ائمۃ المسجد الحرام ومؤذنوہ فی العهد السعودی، ص۳۵

[۱۳۲]۔شیخ سلیمان الصنیع نجدی کے اساتذہ میں شیخ عبداللہ حمید مفتی حنابلہ مکہ مکرمہ، علامہ سید عبدالحی کتانی مراکشی، شیخ ابوبکر خوقیر، شیخ عبداللہ بن حسن نجدی، شیخ محمد عبدالرزاق حمزہ،

مولوی عبید اللہ سندھی سیالکوٹی (م۔۱۳۶۳ھ)، مولوی عبدالستار دہلوی مکی (م۔۱۳۵۵ھ)، مولوی سیف الرحمٰن افغانی (پ۔۱۲۶۷ھ)، مولوی عبدالغفار دہلوی (پ۔۱۲۷۴ھ)، شیخ محمد بن عبداللطیف نجدی اور مولوی عبدالہادی ہزاروی وغیرہ علماء ہیں، شیخ سلیمان الصنیع سعودی عہد کے مکہ مکرمہ میں امر بالمعروف نامی محکمہ کے صدر، حرم مکی لائبریری کے محافظ اور مجلس شوریٰ کے رکن رہے۔ (علماء نجد خلال ثمانیۃ قرون، ج۲، ص۳۰۱۔۳۰۷، نثر الدرر، ص۳۵۔۳۷)

[۱۳۳]۔ فتاویٰ اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء، ج۱، ص۱۳

[۱۳۴]۔ شیخ محمد متولی شعراوی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کے لئے دیکھئے: جامعۃ الازھر قاہرہ کی طرف سے شائع ہونے والے ماہنامہ الازھر کا شمارہ جولائی ۱۹۹۸ء، نیز وزارت اوقاف دبیٔ کے تحت شائع ہونے والے ماہنامہ الضیاء کا شمارہ جولائی ۱۹۹۸ء

[۱۳۵]۔ روزنامہ الاخبار قاہرہ، شمارہ ۱۱ ربیع الاول ۱۴۲۰ھ/ ۲۵ جون ۱۹۹۹ء، ص ۷

[۱۳۶]۔ روزنامہ اردو نیوز جدہ، شمارہ ۲۴ ستمبر ۱۹۹۹ء، ص۴

[۱۳۷]۔ بلوغ الامانی فی التعریف بشیوخ واسانید مسند العصر الشیخ محمد یاسین بن محمد عیسیٰ الفادانی المکی، جمع وترتیب شیخ محمد مختار الدین بن زین العابدین الفلمبانی دار العلوم الدینیۃ مکۃ، طبع اول ۱۴۰۸ھ/ ۱۹۸۸ء، دار قتیبہ دمشق، ص۱۴۹، تشنیف الاسماع، ص۱۵۰۔۱۵۴، الاجازات المتینۃ لعلماء بکۃ والمدینۃ، ص۱۹، ۲۳، ۲۴

[۱۳۸]۔ علامہ سید محسن علی مساوی رحمۃ اللہ علیہ نے فاضل بریلوی کے دیگر خلفاء شیخ عمر حمدان محرسی و علامہ سید محمد عبدالحی کتانی سے بھی مختلف علوم اخذ کئے، مزید حالات کے لئے دیکھئے: الاعلام، ج۵، ص۲۸۸، سیر وتراجم، ص۲۹۳۔۲۹۴

[۱۳۹]۔ سیر وتراجم، ص۲۶۲

[۱۴۰]۔ اھل الحجاز، ص۲۰۴۔۲۰۷

[۱۴۱]۔ اعلام الحجاز فی القرن الرابع عشر الھجری، محمد علی مغربی، طبع اول ۱۴۱۴ھ، مطبوعہ

جدہ، ج ۴، ص ۲۶۔۴۰ پر پروفیسر احمد محمد جمال مکی کے حالات درج ہیں

[۱۴۲]۔ شیخ محمد بن عبداللہ السبیل نجدی (پ۔ ۱۳۴۵ھ) شاہی فرمان کے ذریعے ۱۳۸۵ھ کو مسجد الحرام کے امام و خطیب مقرر ہوئے اور ۱۴۱۱ھ کو مسجد الحرام نیز مسجد نبوی کی انتظامی کمیٹی کے سربراہ بنائے گئے، علاوہ ازیں ۱۴۱۳ھ میں آپ کے بیٹے شیخ عمر بن محمد السبیل بھی مسجد الحرام کے امام و خطیب تعینات کئے گئے، ان دنوں حرم مکی میں نماز عشاء کی امامت خود شیخ محمد السبیل اور نماز عصر کی امامت شیخ عمر السبیل کے ذمہ ہے۔ (ائمۃ المسجد الحرام ومؤذنوہ فی العہد السعودی، ص ۴۲۔۴۴، ۵۱۔۵۲، ۸۷)

[۱۴۳]۔ روزنامہ اردو نیوز جدہ، شمارہ ۵/اگست ۱۹۹۹ء ص ۲

[۱۴۴]۔ حوارمع المالکی، ۲۰۵ صفحات پر مشتمل ہے، دارالافتاء ریاض نے اس کا پہلا اڈیشن ۱۴۰۳ھ اور پانچواں ۱۴۰۵ھ میں طبع کرایا (دلیل المؤلفات الاسلامیۃ فی المملکۃ السعودیۃ ۱۴۰۰ھ۔۱۴۰۹ھ، محمد خیر رمضان یوسف، طبع اول ۱۴۱۳ھ/۱۹۹۳ء، دارالفیصل ریاض، ص ۱۴۷)

[۱۴۵]۔ اھل الحجاز، ص ۲۹۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دوسرا حصہ

فاضل بریلوی اور مرداد علماء مکہ

مولانا احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۷۲ھ/ ۱۸۵۶ء۔۱۳۴۰ھ/ ۱۹۲۱ء) پہلے سفر حج وزیارت ۱۲۹۶ھ/ ۱۸۷۸ء میں اپنے والدین ماجدین کے ہمراہ حرمین شریفین حاضر ہوئے تو آپ کی عمر کا تیئسواں سال تھا[۱] لیکن حجاز مقدس میں آپ کے تفصیلی تعارف کی ابتداء اس وقت ہوئی جب ۱۳۱۶ھ میں آپ نے ردندوہ پر اٹھائیس سوال و جواب پر مشتمل ایک فتویٰ تیار کر کے بعض حجاج کے ذریعے علمائے حرمین شریفین کو ارسال کیا جس پر انہوں نے گراں بہا تقریظات لکھیں اور آپ کو اعلیٰ درجے کے کلمات دعا وثنا سے یاد کیا، یہ فتویٰ مسمّیٰ بہ ''فتاویٰ الحرمین برجف ندوۃ المین'' مع ترجمہ ۱۳۱۷ھ میں بمبئی سے طبع ہو کر شائع ہوا[۲]۔ اس کے بعد حرمین شریفین کے علمی حلقوں میں آپ کا غائبانہ تعارف پھیلتا چلا گیا[۳] تا آنکہ ۱۳۲۳ھ میں آپ دوسری بار حرمین شریفین حاضر ہوئے اور مکہ مکرمہ میں تقریباً تین ماہ نیز مدینہ منورہ میں اکتیس روز قیام کی سعادت حاصل کی، اس دوران حرمین شریفین اور وہاں پر موجود عرب دنیا کے علماء کرام نے آپ کی شاندار پذیرائی کی، ان عرب علماء کرام نے مختلف علمی موضوعات پر فاضل بریلوی سے تبادلہ خیالات کیا، آپ کی دو اہم کتب پر تقریظات لکھیں، بعض علماء کرام کی خواہش پر آپ نے دو کتب تصنیف کیں نیز بہت سے علماء کرام نے جمیع علوم اسلامیہ آپ سے اجازات خلافت حاصل کیں۔[۴]

فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دوسرے حج کے مختصر واقعات ایک روز بریلی میں مدرسہ منظر اسلام کے مدرس دوم مولانا رحم الٰہی رحمۃ اللہ علیہ اور مدرسہ کے ایک طالب علم مولانا

نجیب الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ وبعض مریدین ومعتقدین کی موجودگی میں بیان فرمائے جنہیں آپ کے فرزند مولانا محمد مصطفیٰ رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مرتب کر کے ''ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت'' میں شامل کیا[۵]۔ان کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مکہ مکرمہ میں جن اکابر علماء کرام نے آپ کی قدردانی کی ان میں سے شیخ احمد ابوالخیر مرداد اور ان کے بیٹے شیخ عبداللہ ابوالخیر مرداد رحمہم اللہ تعالیٰ بطور خاص قابل ذکر ہیں، ان میں سے آخرالذکر کو فاضل بریلوی نے خلافت عطا کی۔آئندہ سطور میں مرداد خاندان کے چند اکابر علماء کرام نیز شیخ عبداللہ مرداد کے حالات اور ان کی ایک انتہائی اہم تصنیف کا تعارف قارئین کی نذر کیا جارہا ہے، حرم مکی میں مختلف ادوار میں خدمات انجام دینے والے مرداد علماء کے اسماء گرامی یہ ہیں:

۱۔شیخ محمد مرداد رحمۃ اللہ علیہ (م۔۱۲۰۵ھ)

۲۔شیخ عبدالرحمٰن مرداد رحمۃ اللہ علیہ (م۔۱۲۰۷ھ)

۳۔شیخ عبداللہ مرداد رحمۃ اللہ علیہ (م۔۱۲۵۷ھ)

۴۔شیخ عبدالمعطی مرداد رحمۃ اللہ علیہ (م۔۱۲۶۲ھ)

۵۔شیخ مصطفیٰ مرداد رحمۃ اللہ علیہ (م۔۱۲۶۴ھ)

۶۔شیخ عبداللہ مرداد رحمۃ اللہ علیہ (م۔۱۲۷۱ھ)

۷۔شیخ عبدالعزیز مرداد رحمۃ اللہ علیہ (م۔۱۲۷۵ھ)

۸۔شیخ محمد صالح مرداد رحمۃ اللہ علیہ (م۔۱۲۸۰ھ)

۹۔شیخ سلیمان مرداد رحمۃ اللہ علیہ (م۔۱۲۹۳ھ)

۱۰۔شیخ محمد علی مرداد رحمۃ اللہ علیہ (م۔۱۲۹۴ھ)

۱۱۔شیخ امین مرداد رحمۃ اللہ علیہ (م۔۱۳۴۲ھ)

۱۲۔شیخ احمد ابوالخیر مرداد رحمۃ اللہ علیہ (م۔۱۳۳۵ھ)

۱۳۔شیخ محمد سعید مرداد رحمۃ اللہ علیہ (م۔۱۳۵۳ھ)

۱۴۔ شیخ عبداللہ ابوالخیر مرداد رحمتہ اللہ علیہ (م۔۱۳۴۳ھ)

ان چودہ مرداد علماء کرام کے حالات و خدمات اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں۔

(۱) امام خطیب مسجد حرم قاری شیخ محمد مرداد (متوفی ۱۲۰۵ھ)

مسجد الحرام مکہ مکرمہ کے امام و خطیب قاری شیخ محمد بن محمد صالح بن محمد مرداد حنفی مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے اور اجلہ علماء و مشائخ سے علوم حاصل کئے، آپ کے اساتذہ میں امام المحد ثین علامہ المسند ابی الحسن سندھی الصغیر حنفی مدنی [۶]، علامہ النحیر شیخ محمد مصیلحی مصری (نابینا) اور ولیٔ کامل علامہ عبدالرحمٰن فتنی حنفی مکی [۷] شامل ہیں، آپ نے ان علماء سے مختلف علوم حاصل کر کے اسناد حاصل کیں، نیز علامۃ العصر شیخ عمر بن البصیر بقلبہ مالکی سے فن قرأت سیکھ کر اس میں درجہ کمال حاصل کیا۔

شیخ محمد مرداد کے بیٹے شیخ عبدالمعطی فرماتے ہیں کہ شیخ عمر حنفی مذہب اور مالکی خاندان سے تعلق رکھتے تھے اور مکہ مکرمہ کے باشندے تھے، جیسا کہ میں نے ان کی طرف سے علامہ جار بن شیخ عبدالرحمٰن ہندی لاہوری کے نام لکھی گئی سند اجازت میں دیکھا۔

شیخ محمد مرداد نے علوم اسلامیہ پھیلانے میں سعی تمام سے کام لیا اور مخلوق خدا نے آپ سے بھرپور استفادہ کیا، آپ نے تقریباً ۱۲۰۵ھ میں مکہ مکرمہ میں وفات پائی [۸]، آپ کی بیٹی کی شادی امام محدث ، مکہ مکرمہ کے مشہور عالم و مدرس، صوفی شیخ حمزہ عاشور رحمتہ اللہ علیہ (م۔۱۲۴۷ھ) سے ہوئی، شیخ حمزہ عاشور حرم مکی میں بخاری و مسلم نیز کتب تصوف کا درس دیا کرتے تھے جہاں پر آپ سے خلق کثیر فیض یاب ہوئی، آپ کی نسل موجود نہیں۔[۹]

(۲) شیخ الخطباء شیخ عبدالرحمٰن مرداد (متوفی ۱۲۰۷ھ)

فاضل، فقیہ، محدث، شیخ الخطباء شیخ عبدالرحمٰن بن محمد صالح بن محمد مرداد حنفی مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے اور اپنے دور کے افاضل علماء کرام سے تعلیم کی تکمیل کی، امیر مکہ شریف سرور [۱۰] آپ

کے علم وفضل اور تقویٰ کا معترف تھا اور آپ امیر کے امام رہے، ۱۱۶۵ھ میں شیخ الخطباء احمد شمس رحمتہ اللہ علیہ [۱۱] نے وفات پائی تو ان کی جگہ شیخ عبدالرحمٰن مرداد "شیخ الخطباء" کے منصب پر تعینات ہوئے اور وصال تک اس پر فائز رہے، مرداد خاندان میں شیخ عبدالرحمٰن مرداد پہلے فرد ہیں جو شیخ الخطباء بنائے گئے، آپ نے تقریباً ۱۲۰۷ھ میں وفات پائی تو آپ کے فرزند جلیل القدر عالم شیخ عبداللہ مرداد اس منصب پر فائز ہوئے اور تقریباً پچاس برس بعد اسی پر رحلت فرمائی، پھر ان کے بیٹے شیخ مصطفیٰ مرداد نے شیخ الخطباء کے منصب جلیل پر سات سال خدمات انجام دے کر ۱۲۶۴ھ میں وفات پائی، اس پر عالم کامل شیخ عبداللہ بن محمد صالح مرداد شیخ الخطباء ہوئے اور اسی منصب پر ۱۲۷۱ھ میں انتقال فرمایا، آپ کے بعد آپ کے بھائی شیخ عبدالعزیز بن محمد صالح مرداد نے اس منصب پر چار سال ساڑھے نو ماہ تعینات رہ کر وفات پائی۔

شیخ عبدالعزیز مرداد کی وفات کے بعد شیخ الخطباء کا عہدہ چالیس روز تک خالی رہا، بالآخر امیر مکہ شریف عبداللہ [۱۲] نے کافی غور وخوض اور مشاورت کے بعد شیخ سلیمان بن شیخ عبدالمعطی مرداد کا تقرر کیا جس پر آپ نے سات سال خدمات انجام دینے کے بعد ۱۲۹۳ھ میں وفات پائی، اس پر شیخ احمد ابوالخیر مرداد کو شیخ الخطباء بنایا گیا تا آنکہ ۱۲۹۹ھ میں امیر مکہ شریف عبدالمطلب [۱۳] کے دور میں آپ مستعفی ہوئے جس پر یہ منصب علامہ سید حسین جمل اللیل شافعی مکی رحمتہ اللہ علیہ [۱۴] کو سونپا گیا۔ [۱۵]

(۳) شیخ الخطباء شیخ عبداللہ مرداد (متوفی ۱۲۵۷ھ)

شیخ عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن محمد صالح بن محمد مرداد حنفی رحمہم اللہ تعالیٰ نے طویل عمر پائی، آپ شیخ الخطباء حرم مکی تھے، علم فرائض میں شہرت تامہ رکھتے تھے، زہد وتقویٰ میں کامل تھے، آپ ۱۱۶۳ھ میں مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے، اپنے والد کے زیر سایہ تعلیم وتربیت حاصل کی، نیز اکابر علماء مکہ مکرمہ سے تمام علوم اسلامیہ اخذ کئے اور درجہ اجتہاد تک پہنچے بالخصوص علم فرائض میں، جس میں دیگر علماء کرام نے آپ سے بطور خاص استفادہ کیا۔

آپ کے والد ماجد شیخ عبدالرحمٰن مرداد نے وصال فرمایا تو ان کی جگہ آپ نے شیخ الخطباء کا منصب سنبھالا اور اس پر تقریباً پچاس برس خدمات انجام دینے کے بعد ۱۲۵۷ھ میں وفات پائی اور المعلیٰ قبرستان میں سپرد خاک ہوئے، آپ کے وصال پر اہل مکہ نے گہرے رنج وغم کا اظہار کیا، آپ نے تین بیٹے شیخ مصطفیٰ، شیخ عبدالملک اور شیخ محمود یادگار چھوڑے۔[۱۶]

(۴) امام حرم شیخ عبدالمعطی مرداد (متوفی ۱۲۶۲ھ)

شیخ عبدالمعطی بن عالم وخطیب قاری شیخ محمد بن شیخ محمد صالح مرداد حنفی مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے، آپ مسجد الحرام کے خطیب وامام اور مدرس ومحدث تھے، اپنے والد ماجد کے علاوہ شیخ عبدالملک قلعی رحمۃ اللہ علیہ [۱۷] اور دیگر اکابر علماء مکہ مکرمہ سے پڑھ کر سند تکمیل حاصل کی، شیخ عبدالمعطی کو جمیع علوم اسلامیہ میں کمال حاصل تھا لیکن علم حدیث سے آپ کو گہرا لگاؤ تھا اور آپ بالعموم اسی کا درس دینے میں منہمک رہتے، آپ عالم جلیل، فاضل، محدث اور ولی کامل تھے، آخری عمر میں ظاہری بصارت جاتی رہی، آپ نے ۱۲۶۲ھ میں وفات پائی اور قبرستان المعلیٰ میں مرداد خاندان کے لئے مخصوص احاطہ میں دفن ہوئے، شیخ عبدالمعطی کی اولاد بھی علم وفضل سے آراستہ تھی، ان میں سے آپ کے بیٹے شیخ سلیمان مرداد، شیخ الخطباء تعینات رہے۔[۱۸]

(۵) شیخ الخطباء شیخ مصطفیٰ مرداد (متوفی ۱۲۶۴ھ)

شیخ مصطفیٰ بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن محمد صالح بن محمد محمد مرداد حنفی مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے، قرآن مجید حفظ کیا اور قرأت سیکھی نیز علماء ومشائخ مکہ سے دیگر علوم پڑھے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو لحن داؤدی سے نوازا تھا جس کا آپ نے قرأت میں خوب اظہار کیا، آپ تواضع میں مشہور اور مکہ مکرمہ کی ہردلعزیز شخصیت تھے، ۱۲۵۷ھ میں اپنے والد کی وفات پر ان کی جگہ شیخ الخطباء والائمہ مقرر کئے گئے جس پر تادم واپسیں ۱۲۶۴ھ تک خدمات انجام دیتے رہے، آپ کی آخری آرام گاہ المعلیٰ میں واقع ہے، شیخ مصطفیٰ مرداد کے دو فرزند عبداللہ وعبدالحفیظ تھے، ان میں اول

الذکر نے ایک بیٹی اور دو بیٹے مصطفیٰ وعبدالحفیظ چھوڑے، جن میں سے مصطفیٰ لاولدر ہے اور ثانی الذکر نے وفات پائی، آپ کی نسل موجود نہیں۔ [۱۹]

(٦) شیخ الخطباء شیخ عبداللہ مرداد (متوفی ۱۲۷۱ھ)

مسجد الحرام کے خطباء وائمہ کے سرپرست، مدرس، علم فرائض کے ماہر شیخ عبداللہ بن محمد صالح بن سلیماابن محمد صالح بن محمد مرداد علم وعرفان اور ریاضت وعبادت میں نمایاں تھے، آپ عالم باعمل، نیک خصلت، مسلمانوں کی بھلائی کے طلب گار، علائق دنیا سے بیزار، قناعت پسند، خوش اخلاق، متواضع، دلوں کو مائل کرنے والے اور ہردلعزیز شخصیت تھے، تقریباً ۱۲۱۰ھ میں مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے، دیگر علوم اسلامیہ کے ساتھ ساتھ قرآن مجید حفظ کیا اور مسجد الحرام میں نماز تراویح کی امامت کی سعادت سے ہمکنار ہوئے، آپ نے متعدد اہم کتب کے متون حفظ کئے اور اپنے مشائخ کو سنائے، آپ نے عمر بھر طلب علم کے لئے دامن پھیلائے رکھا اور اس دور کے اکابر مشائخ سے علوم اخذ کئے، ان میں ولی کامل علامہ سید یاسین میر غنی بن سید عبداللہ محجوب [۲۰] بطور خاص قابل ذکر ہیں، نیز شیخ عبدالرحمٰن جمال الکبیر [۲۱] وغیرھا علماء سے فقہ، حدیث، تفسیر، فرائض، مناسخات، اصول، لغت، معانی، بیان، بدیع، منطق، حروف، اسماء اور اوفاق وغیرہ علوم حاصل کر کے ان سب میں سند تکمیل حاصل کی [۲۲]، آپ کے اساتذہ میں علامہ محقق شیخ محمد بن جی مکی حنفی شامل ہیں [۲۳]، شیخ عبداللہ مرداد نے حصول علم کے بعد مسجد الحرام میں تدریس کا سلسلہ شروع کیا جہاں پر لاتعداد تشنگان علم نے آپ کے حلقہ درس میں شامل ہو کر اپنی علمی پیاس بجھائی، آپ کے تلامذہ میں شیخ عبدالرحمٰن جمال [۲۴]، مفتی سید احمد بن مفتی عید عبداللہ میر غنی [۲۵]، علامہ شیخ عبدالقادر خوقیر [۲٦] شیخ احمد بیت المال [۲۷]، قاضی طائف شیخ بکر کمال، علامہ عبدالقادر جی طائفی اور سید ابراہیم بن مفتی سید عبداللہ میر غنی [۲۸] جیسے جلیل القدر علمائے عصر شامل ہیں،

ان دنوں مفتی سید عبداللہ میر غنی رحمۃ اللہ علیہ [۲۹] ''مفتی مکہ'' اور شیخ عبداللہ مرداد رحمۃ اللہ علیہ ان کے نعاون تھے، اس دوران متعدد بار ایسا ہوا کہ مفتی سید عبداللہ میر غنی زیارت

روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مدینہ منورہ چلے جاتے تو ان کی عدم موجودگی میں شیخ عبداللہ مرداد قائم مقام مفتی ہوتے اور خود فتاوے جاری کرتے، ایک موقع پر گورنر حجاز [۳۰] نے کسی بات پر مفتی سید عبداللہ میرغنی کو معزول کردیا اور یہ منصب شیخ عبداللہ مرداد کے سپرد کرنا چاہا تو آپ نے اسے قبول نہیں کیا جس پر یہ ایک اور عالم شیخ محمد حسین کتبی [۳۱] کے حوالے کردیا گیا۔

شیخ الخطباء مصطفیٰ مرداد رحمتہ اللہ علیہ کے وصال ۱۲۶۴ھ پر شیخ عبداللہ مرداد "شیخ الخطباء والائمۃ" بنائے گئے اور اپنی وفات تک اس پر فائز رہے۔

شیخ عبداللہ مرداد فن خطاطی سے گہرا لگاؤ رکھتے تھے جو آپ نے علامہ سید محمد عثمان میرغنی رحمتہ اللہ علیہ [۳۲] سے سیکھا اور اکابر علماء کرام کی متعدد ضخیم کتب کو انتہائی لگن سے خوبصورت کتابت میں نقل کیا، آپ اعلاء کلمۃ الحق میں کسی لومۃ لائم سے کام نہ لیتے، اور لوگوں کے مسائل و معاملات کے حل میں گہری دلچسپی لیتے، آپ ہمہ اوقات انسانیت کی فلاح و بہبود کے لئے مستعد رہتے، یہی وجہ ہے کہ آپ کے وصال پر اہل مکہ نے شدید رنج الم محسوس کیا، بالخصوص مفتی سید عبداللہ میرغنی نے فرمایا کہ اگر میری اولاد میں سے کوئی فوت ہوجاتا تو یقیناً مجھے اتنا غم نہ ہوتا جتنا عبداللہ مرداد کی وفات سے ہوا، آپ نے ۱۲۷۱ھ ماہ ذی الحجہ کے وسط میں وبائی مرض کے باعث مکہ مکرمہ میں وصال فرمایا، بیماری کے دوران صبر وتحمل سے کام لیا اور اپنے معمولات کو ہر ممکن جاری رکھا، زندگی کے آخری دن نماز ادا کرکے واپس گھر تشریف لائے اور تھوڑی دیر بعد خالق حقیقی سے جا ملے، آپ قبرستان المعلیٰ میں مرداد خاندان کے مخصوص ومشہور احاطہ میں دفن ہیں، آپ کے دو بیٹوں میں ایک شیخ احمد ابوالخیر مرداد رحمتہ اللہ علیہ ہیں۔ [۳۳]

(۷) شیخ الخطباء شیخ عبدالعزیز مرداد (متوفی ۱۲۷۵ھ)

شیخ عبدالعزیز بن محمد صالح بن سلیمان بن محمد صالح بن محمد مرداد حنفی اپنے دور کے ایسے اکابر فضلاء میں سے تھے جنہوں نے ہمیشہ قناعت اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کو اپنائے رکھا، آپ مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے، قرآن مجید حفظ کیا اور اپنے دور کے جید علمائے کرام سے مختلف علوم پڑھے،

نیز عبادات سے متعلق ضروری مسائل کو حفظ کیا اور حروف، اوفاق، اسماء وغیرہ علوم میں بھی کمال حاصل کیا، ۱۲۷۱ھ میں آپ کے بڑے بھائی شیخ عبداللہ مرداد رحمتہ اللہ علیہ نے وفات پائی تو آپ ''شیخ الخطباء والائمہ'' بنائے گئے۔

شیخ عبدالعزیز مرداد رحمتہ اللہ علیہ اولیائے کرام میں سے تھے، آپ عابد وزاہد، رات کو نوافل پڑھنے والے، تہجد گزار اور بکثرت عبادت گزار تھے، پُر وقار اور بارعب شخصیت کے مالک تھے، آپ نے فن خطاطی بھی سیکھا اور متعدد ضخیم کتب کو بڑی سرعت وضبط کے ساتھ نقل کیا، شیخ عبدالعزیز مرداد نے ۱۵ر شوال ۱۲۷۵ھ کو مکہ مکرمہ میں وفات پائی اور المعلیٰ میں آسودۂ خاک ہوئے، آپ نے ایک بیٹا عباس یادگار چھوڑا۔[۳۴]

(۸) امام حرم شیخ محمد صالح مرداد (متوفی ۱۲۸۰ھ)

حرم مکی کے امام ومدرس شیخ محمد صالح بن سلیمان بن محمد صالح بن محمد مرداد رحمہم اللہ تعالیٰ مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے اور حصول تعلیم کے لئے قاضی علامہ عبدالرحمٰن جمال مکی، علامہ عمر عبدالرسول [۳۵] اور قاضی مفتی عبدالحفیظ عجیمی [۳۶] کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا، آپ خداداد ذہانت اور قوی یادداشت کے مالک تھے، آپ کی زندگی کا غالب حصہ اسفار میں گزرا حتیٰ کہ ۱۲۸۰ھ میں دوران سفر ہی انتقال فرمایا، آپ نے نوّے برس سے زائد عمر پائی، شیخ محمد صالح مرداد کے دو جلیل القدر فرزندوں، شیخ الخطباء عبدالعزیز مرداد اور شیخ الخطباء عبداللہ مرداد نے وَپ کی زندگی میں وفات پائی، امیر مکہ شریف یحییٰ بن شریف سرور [۳۷] آپ کا عقیدت مند تھا اور آپ اس کے امام رہے۔

شیخ محمد صالح مرداد رحمتہ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے تقریباً ۳۵ فرزند عطا فرمائے اور ان سب نے آپ کی زندگی میں ہی وفات پائی، شیخ الخطباء عبدالعزیز مرداد رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے بیٹوں میں سب سے آخر میں وصال فرمایا۔[۳۸]

(۹) شیخ الخطباء شیخ سلیمان مرداد (متوفی ۱۲۹۳ھ)

شیخ سلیمان بن عبدالمعطی بن محمد مرداد بن محمد صالح بن محمد مرداد رحمہم اللہ تعالیٰ بھی مکہ مکرمہ کے اکابر علماء کرام میں سے تھے، ۱۲۷۵ھ میں شیخ عبدالعزیز مرداد کی وفات کے چالیس روز بعد امیر مکہ شریف عبداللہ نے ان کی جگہ شیخ سلیمان مرداد کو ''شیخ الخطباء'' مقرر کیا جس پر آپ اپنی وفات ۱۲۹۳ھ تک خدمات انجام دیتے رہے۔[۳۹]

(۱۰) امام حرم شیخ محمد علی مرداد (متوفی ۱۲۹۴ھ)

شیخ محمد علی بن شیخ الخطباء والائمہ سلیمان بن عبدالمعطی بن محمد بن محمد صالح مرداد حنفی مکہ مکرمہ میں ۱۲۵۶ھ میں پیدا ہوئے، اپنے فاضل اجداد کی طرح قرآن مجید حفظ کیا نیز دیگر شرعی علوم میں مہارت تامہ حاصل کی، آپ نے مشائخ کی کثیر تعداد سے پڑھا، ان میں شیخ جمال[۴۰]، مولانا رحمت اللہ کیرانوی مہاجر مکی[۴۱]، شیخ عبدالرحمٰن جمال اور سید عبداللہ کوجک[۴۲] اہم ہیں، جن سے آپ نے بھر پور استفادہ کیا اور سند روایت حاصل کی۔

شیخ محمد علی مرداد جلیل القدر فقیہ تھے، آپ مسجد الحرام میں امام وخطیب اور مدرس رہے، آپ اعلیٰ اوصاف وخصائل سے متصف تھے، ۱۲۹۴ھ میں مکہ مکرمہ میں وفات پائی اور المعلیٰ میں احاطہ مرداد میں آسودۂ خاک ہوئے، آپ کے دو بیٹے تھے، شیخ امین اور شیخ صالح، اول الذکر بلند پایہ عالم دین تھے۔[۴۳]

(۱۱) امام حرم شیخ امین مرداد (متوفی ۱۳۴۲ھ)

شیخ امین بن محمد علی بن سلیمان بن عبدالمعطی بن محمد بن محمد صالح مرداد حنفی رحمہم اللہ تعالیٰ کی ولادت ۱۲۷۷ھ میں مکہ مکرمہ میں ہوئی، یہیں تعلیم وتربیت حاصل کی، قرآن مجید حفظ کیا اور متعدد اکابر علماء وفضلاء مکہ سے مختلف علوم پڑھے، ان میں آپ کے والد ماجد کے علاوہ مولانا رحمت اللہ کیرانوی، شیخ حسن طیب[۴۴]، مولانا حضرت نور پشاوری[۴۵]، ملا یوسف ہندی، حافظ

عبداللہ ہندی (نابینا) اہم اساتذہ میں سے ہیں جن سے آپ نے مسجد الحرام میں تعلیم پائی، جب آپ کے والد ماجد شیخ محمد علی مرداد رحمۃ اللہ علیہ نے وصال فرمایا تو ان کی جگہ آپ کو مسجد الحرام کی امامت وخطابت کی ذمہ داری سونپی گئی جسے آپ نے احسن طریقہ سے انجام دیا، بعدازاں آپ مکہ مکرمہ کے محکمہ عدل میں قاضی مقرر کئے گئے نیز امیر مکہ شریف حسین بن علی نے آپ کو ''مجلس تعزیرات الشرعیہ'' کا رکن نامزد کیا۔[۴۶]

شیخ امین مرداد رحمۃ اللہ علیہ وسیع معلومات کے حامل، متواضع، عابد وزاہد تھے، بالعموم مسجد الحرام میں حاضر رہتے اور فرض نمازیں با جماعت ادا کرنے کی ہر ممکن کوشش کرتے، مسجد میں قیام کے دوران نماز وتلاوت یا طلباء کو درس دینے میں مشغول رہتے، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے چار بیٹے پیچھے چھوڑے[۴۷]۔

محمد امین، حسین، عبداللہ اور یحییٰ، اول الذکر تینوں بیٹے محکمہ تعلیم میں اور آخر الذکر محکمہ عدل میں مصروف عمل ہوئے، مسجد الحرام میں شیخ محمد امین مرداد کا حلقہ درس باب باسطیہ اور باب قطبی کے درمیان برآمدہ میں منعقد ہوتا تھا جس میں آپ فقہ حنفی اور تفسیر وحدیث کا درس دیتے تھے، عمر عبدالجبار نے نماز جمعہ کے موضوع پر دیئے گئے آپ کے ایک درس کو اپنی کتاب میں درج کیا ہے، مسجد حرم کے امام وخطیب اور مدرس شیخ امین مرداد حنفی نے ۱۳۴۲ھ میں وفات پائی۔[۴۸]

(۱۲) شیخ الخطباء شیخ احمد ابوالخیر مرداد (متوفی ۱۳۳۵ھ)

محمد سعید عامودی و احمد علی لکھتے ہیں کہ مرداد خاندان مکہ مکرمہ کا ایک معزز گھرانہ ہے اور اس میں بہت سے افراد نے علم وفضل میں شہرت پائی، اسی خاندان میں شیخ احمد بن عبداللہ بن محمد صالح بن سلیمان بن محمد صالح بن مرداد نے ۱۲۵۹ھ میں پیدا ہوئے، اپنے والد ماجد وغیرہ علماء سے علوم حاصل کئیا در مسجد الحرام میں امام وخطیب اور مدرس مقرر ہوئے، پھر ۱۲۹۳ھ میں شیخ الخطباء بنے اور اس منصب پر ۱۲۹۹ھ تک رہے، آپ نے ۱۳۳۵ھ میں وفات پائی۔[۴۹] آپ کے اساتذہ میں آپ کے ماموں شیخ عبدالرحمن جمال حنفی (م۔۱۲۹۰ھ)، علامہ سید عبداللہ کوجک

حنفی [۵۰] اور مولانا رحمت اللہ کیرانوی [۵۱] شامل ہیں۔

مفتی احناف شیخ عبدالرحمٰن سراج حنفی [۵۲] رحمتہ اللہ علیہ اور شیخ الخطباء احمد ابوالخیر مرداد رحمتہ اللہ علیہ کے درمیان گہرے دوستانہ مراسم تھے، دونوں نے شیخ جمال رحمتہ اللہ علیہ کے حلقہ درس میں اکٹھے تعلیم حاصل کی تھی، شیخ عبالرحمٰن سراج جب کبھی (اپنے وطن) طائف تشریف لے جاتے تو ان کی عدم موجودگی میں ''مفتی احناف'' کی ذمہ داریاں شیخ احمد ابوالخیر انجام دیتے [۵۳]، اور جب ۱۲۹۸ھ میں امیر مکہ شریف عبدالمطلب نے شیخ عبدالرحمٰن سراج حنفی کو معزول کر کے یہ منصب مستقل طور پر شیخ احمد ابوالخیر جو اس وقت ''شیخ الخطباء'' تھے، ان کے سپرد کرنا چاہا تو آپ نے قبول نہ کیا [۵۴] دوسری بار ۱۳۱۱ھ میں امیر مکہ شریف عون [۵۵] نے آپ کو مفتی احناف مقرر کرنا چاہا تو آپ نے پھر معذرت کر دی جس پر امیر مکہ نے شیخ عبداللہ بن عباس صدیق حنفی [۵۶] کو مفتی احناف تعینات کر کے ان پر یہ شرط عائد کی کہ وہ شیخ احمد ابوالخیر مرداد کی رہنمائی میں اس کی ذمہ داریاں انجام دیں گے۔ [۵۷]

آپ کے شاگردوں میں شیخ درویش عجیمی [۵۸]، شیخ علی ابوالخیر شافعی [۵۹] اور شیخ عبداللہ لبنی [۶۰] و شیخ محمد مزمل [۶۱] مکہ مکرمہ کے اہم علماء میں سے ہوئے، دیگر شاگردوں میں شیخ محمد عبدالباقی لکھنوی مہاجر مدنی (م۔۱۳۶۴ھ)، علامہ سید عبدالحیٔ کتانی مراکشی (م۔۱۳۸۲ھ) اور شیخ عمر حمدان محرسی مدنی (م۔۱۳۶۸ھ) شامل ہیں۔

حرمین شریفین میں نظام تعلیم

خلافت عثمانیہ کے دور میں مسجد نبوی مدینہ منورہ اور مسجد حرم مکہ مکرمہ میں درس و تدریس کا منظم طریقہ کار تھا، مدینہ منورہ کے ایک باشندے سید علی حافظ [۶۲] جنہوں نے خود مسجد نبوی میں بیٹھ کر تعلیم مکمل کی اور ادب، شاعری، صحافت و سیاست وغیرہ میں اہم خدمات انجام دیں، ایک کتاب میں لکھتے ہیں کہ مسجد نبوی نے ایک طویل عرصے تک اسلامی یونیورسٹی کا کردار ادا کیا،

جہاں اسلامیات، عربی زبان، تاریخ، فلکیات، ریاضی، فلسفہ اور دوسرے مضامین پڑھائے جاتے تھے، بہت سے عالم، سائنس دان، فلاسفر، ریاضی دان، ہیئت دان، ادیب اور شاعر اس مسجد سے فارغ التحصیل ہو کر نکلے، عام طور سے یہ مضمون پانچوں وقت کی نماز یا ان کے درمیانی وقفوں میں پڑھائے جاتے تھے، کہا جاتا ہے کہ امام مالک رضی اللہ عنہ جو سوائے حج کے لئے مکہ معظمہ جانے کے علاوہ کبھی مدینہ منورہ سے باہر نہیں نکلے فلکیات پر ایک کتاب لکھی تھی، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ مضمون مسجد نبوی میں پڑھایا جاتا تھا، ترکی دور حکومت کے آخری سالوں میں باقاعدہ اسکول کھولے گئے اور لوگ رفتہ رفتہ تعلیم کے لئے مسجد سے ان اسکولوں کی طرف منتقل ہوتے گئے، اس طرح مسجد نبوی کا کام تعلیم کی طرف رہنمائی کرنے والی یونیورسٹی کی حیثیت سے کم ہوتا چلا گیا۔[۶۳]

مسجد الحرام مکہ مکرمہ میں بھی خلافت عثمانیہ بلکہ ھاشمی عہد تک نظام تعلیم اسی طرز ومعیار کا تھا، مکہ مکرمہ کے ایک باشندے حسین عرب[۶۴] جنہوں نے حرم مکی سے تعلیم کا آغاز کیا، اس کے تعارف پر ایک مضمون ''الکراسی الدینیہ فی المسجد الحرام'' کے عنوان سے اور وہاں کے ایک اور باشندے عمر عبدالجبار نے ایک مستقل کتاب'' صور من ماضی التدریس فی المسجد الحرام'' لکھی[۶۵]۔ ماضی قریب تک حرم مکی میں درس وتدریس کے معیار کا اندازہ اس سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ مکہ مکرمہ کے ایک باشندے شیخ احمد محمد جمال (۱۳۴۳ھ۔۱۴۱۳ھ) نے پرائمری اسکول تک تعلیم پائی پھر حرم مکی میں علامہ سید علوی مالکی[۶۶] کے حلقہ درس میں شامل ہوئے، جہاں سالہا سال ان کے شاگرد خاص رہیاور تمام علوم اسلامیہ میں کمال حاصل کیا اور ملک عبدالعزیز یونیورسٹی جدہ میں ثقافت اسلامیہ کے پروفیسر تعینات ہوئے، پھر ام القریٰ یونیورسٹی مکہ مکرمہ میں علم تفسیر کے استاد ہوئے، مختلف اسلامی تنظیموں کے رکن بنے اور متعدد ممالک میں عالمی کانفرنسوں میں شرکت کی، ۱۳۷۷ھ میں پنجاب یونیورسٹی لاہور میں اسلامیات کے موضوع پر منعقد ہونے والی عالمی کانفرنس میں شرکت لے لئے پاکستان آئے، شیخ احمد محمد جمال کی بتیس

تصانیف شائع ہو چکی ہیں اور ابھی کچھ غیر مطبوع ہیں [٦٧]، آپ کے حالات پر زہیر محمد جمیل کتبی مکی نے ایک ضخیم کتاب لکھی جو شائع ہو چکی ہے۔

مرداد خاندان کے افراد نے حرم مکی میں قائم اس اسلامی یونیورسٹی سے نہ صرف خود علوم حاصل کئے اور اکابر علماء میں شمار ہوئے، بلکہ انہوں نے لگ بھگ دو صدیوں تک اس میں مدرسین کی حیثیت سے خدمات انجام دیں اور ساتھ ہی ساتھ امامت و خطابت کی سعادت حاصل کی۔

علمائے کرام کے مناصب

مرداد خاندان کے زیر تذکرہ علماء کرام کے دور میں حجاز مقدس ترکوں کی قائم کردہ خلافت عثمانیہ کا ایک حصہ تھا اور حکومت نے حرمین شریفین میں نظام تعلیم اور دیگر مذہبی امور کو احسن طریقے سے جاری رکھنے کے لئے علماء کرام کی ذمہ داریوں کو مختلف مناصب کے تحت تقسیم کر رکھا تھا، اور خلیفہ عثمانی کی طرف سے امیر مکہ (گورنر مکہ)، اعلیٰ عہدیداران اور مذہبی شخصیات سے مشورے کے بعد ان پر علماء کرام کا تقرر کرتا تھا، ان مناصب کے نام یہ تھے، شیخ السادۃ، شیخ العلماء، شیخ الخطباء، امام حرم، خطیب حرم، مدرس حرم، مفتی احناف، مفتی مالکیہ، مفتی شافعیہ، مفتی حنابلہ، مفتی مکہ اور قاضی مکہ وغیرہ، ان تمام مناصب کی اہمیت وفضیلت محتاج بیان نہیں، خلافت عثمانیہ جو بوسینیا سے مصر تک آج کے متعدد ممالک پر محیط تھی، صرف مفتی احناف مکہ مکرمہ کے منصب کو ہی دیکھا جائے تو بقول محمد علی مغربی خلافت عثمانیہ میں فقہ حنفی نافذ تھی اور سرکاری احکامات اسی کے تحت جاری کئے جاتے تھے، اس بنا پر مکہ مکرمہ کے مفتی احناف کا منصب خاص اہمیت وعظمت رکھتا تھا [٦٨]۔

مرداد علماء کرام مذکورہ بالا مناصب میں سے متعدد پر فائز رہے جن میں '' شیخ الخطباء والائمہ '' سب سے اہم منصب ہے جو حرم شریف کے تمام ائمہ وخطباء کے نگران وسرپرست ہوتے تھے، جو مرداد علماء کرام اس منصب جلیل پر مامور رہے ان کے اسماء گرامی کی ترتیب وار فہرست اس طرح ہے۔

شیخ عبدالرحمن مرداد رحمۃ اللہ علیہ، ١١٦٥ سے ١٢٠٧ھ تک شیخ الخطباء رہے

شیخ عبداللہ مرداد، ۱۲۰۷ھ۔۱۲۵۷ھ

شیخ مصطفیٰ مرداد، ۱۲۵۷ھ۔۱۲۶۴ھ

شیخ عبداللہ مرداد، ۱۲۶۴ھ۔۱۲۷۱ھ

شیخ عبدالعزیز مرداد، ۱۲۷۱ھ۔۱۲۷۵ھ

شیخ سلیمان مرداد، ۱۲۷۵ھ۔۱۲۹۳ھ

شیخ احمد ابوالخیر، ۱۲۹۳ھ۔۱۲۹۹ھ

ماضی میں حرمین شریفین، پورے عالم عرب اور اسلامی دنیا میں مرداد علماء کرام کے علم و فضل میں نمایاں مقام کی یہ بیّن دلیل ہے کہ اس کے یہ سات علماء کرام ۱۱۶۵ھ سے ۱۲۹۹ھ تک مسلسل ۱۳۳ برس تک مکہ مکرمہ مسجد الحرام کے اعلیٰ ترین منصب ''شیخ الخطباء والائمہ'' پر خدمات انجام دیتے رہے، رحمہم اللہ تعالیٰ

فاضل بریلوی اور شیخ احمد ابوالخیر مرداد

۱۳۲۳ھ میں مولانا احمد رضا خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ حرمین شریفین حاضر ہوئے تو محدث کبیر مولانا وصی احمد محدث سورتی رحمتہ اللہ علیہ (م۔۱۳۳۴ھ/ ۱۹۱۶ء) کے صاحبزادے مولانا عبدالاحد سورتی رحمتہ اللہ علیہ (م۔۱۳۵۲ھ/ ۱۹۳۳ء) آپ کے ہمراہ تھے، ان ایام میں احمد راتب پاشا گورنر حجاز اور شریف علی پاشا امیر مکہ تھے [۶۹] ترک کمزور پڑ چکے تھے اور خلافت عثمانیہ آخری سانس لے رہی تھی، یاد رہے کہ حجاز مقدس میں خلافت عثمانیہ کا خاتمہ ۱۳۳۴ھ/ ۱۹۱۶ء میں ہوا اور وہاں پر ھاشمی مملکت قائم ہوگئی جو ۱۳۴۴ھ/ ۱۹۲۵ء میں ختم ہوگئی اور پھر سعودی دور کا آغاز ہوا۔

فاضل بریلوی جب مکہ مکرمہ پہنچے تو ان ایام میں شیخ احمد ابوالخیر مرداد اس شہر مقدس کے تین اکابر علماء کرام میں سے ایک تھے، مقامی علماء کرام سے آپ کی ملاقاتیں ہوئیں، ان کے ساتھ

علمی مجالس اور پھر تصنیف وتالیف کا سلسلہ شروع ہوا، اسی دوران بعض سائلین کے سوالات اور وہاں کے اکابر علماء کی خواہش پر آپ نے ۲۵/ذوالحجہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب پر عربی میں ایک کتاب ''الدولتہ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ'' کے تاریخ نام سے لکھنا شروع کی، اسی روز فاضل بریلوی اور شیخ احمد ابوالخیر مرداد کے درمیان ایک ملاقات ہوئی جس کی تفصیل فاضل بریلوی نے خود یوں بیان فرمائی:

''میں نے اس رسالہ (الدولتہ المکیہ) میں غیوب خمسہ [۷۰] کی بحث نہ چھیڑی تھی کہ سائلوں کے سوال میں نہ تھی اور مجھے بخار کی حالت میں بکمال تعجیل قصد تکمیل کہ آج ہی ہو، میں لکھ رہا ہوں، حضرت شیخ الخطباء کبیر العلماء مولانا شیخ احمد ابوالخیر مرداد کا پیام آیا کہ میں پاؤں سے معذور ہوں اور تیرا رسالہ سننا چاہتا ہوں، میں اسی حالت میں جتنے اوراق لکھے گئے تھے لے کر حاضر ہوا، رسالہ کی قسم اول ختم ہو چکی تھی جس میں اپنے مسلک کا ثبوت ہے، قسم دوم لکھی جارہی تھی جس میں وہابیہ کا رد اور ان کے سوالوں کا جواب ہے، حضرت شیخ الخطباء نے اول تا آخر سن کر فرمایا! اس میں علم خمس کی بحث نہ آئی، میں نے عرض کی کہ سوال میں نہ تھی، فرمایا! میری خواہش ہے کہ ضرور زیادہ ہو، میں قبول کیا، رخصت ہوتے وقت ان کے زانوئے مبارک کو ہاتھ لگایا تو حضرت نے باآں فضل وکمال و باآں کبر سال کہ عمر شریف ستر برس سے متجاوز تھی، یہ لفظ فرمائے کہ:

انا اقبل ارجلکم ، انا اقبل انعالکم

میں تمہارے قدموں کو بوسہ دوں، میں تمہارے جوتوں کو بوسہ دوں۔

یہ میرے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت کہ ایسے اکابر کے قلوب میں اس بے وقعت کی یہ وقعت ، میں واپس آیا اور شب ہی میں بحث خمس کو

بڑھایا''۔[۷۱]

الدولتہ المکیہ مکمل ہونے پر حرمین شریفین اور دیگر اسلامی دنیا کے جن اکسٹھ سے زائد علماء کرام[۷۲] نے اس پر تقاریظ لکھیں ان میں شیخ احمد ابوالخیر رحمتہ اللہ علیہ کا اسم گرامی سرفہرست ہے، آپ نے تقریظ میں کتاب کے مندرجات کی بھرپور تائید کی اور اس کے مصنف کو ان القاب سے یاد کیا:

''العلامة الامام النبیل الذکی الھمام ورأس المؤلفین فی زمانه وامام المصنفین بحکم اقرانه......[۷۳]

اس طرح شیخ احمد ابوالخیر نے فاضل بریلوی کو لقب ''امام'' سے ملقب کیا اور تقریظ کے آخر میں آپ کی سلامتی کے لئے دعائیہ کلمات لکھے۔

اور جب فاضل بریلوی نے خطہ ہند میں پیدا ہونے والے بعض نئے فرقوں کے عقائد کو قلم بند کر کے ''المعتمد المستند'' کے نام سے کتابی صورت میں اسی سفر حرمین شریفین کے دوران عرب علماء کرام کے سامنے پیش کیا تو اس پر وہاں کے جن ۳۳ جلیل القدر علماء کرام نے جدید فرقوں کے بارے میں فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے موقف کی تائید کرتے ہوئے تقاریظ لکھیں ان میں احمد ابوالخیر مرداد علیہ الرحمہ بھی شامل ہیں، آپ نے مقفیٰ و مسجع عربی میں تقریظ لکھتے ہوئے فاضل بریلوی کو بھرپور خراج تحسین پیش کیا اور فرمایا کہ! احمد رضا خاں اسم بامسمیٰ ہیں، یعنی احمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احمد رضا خاں پر راضی وخوش ہیں۔[۷۴]

(۱۳) مدرس حرم شیخ محمد سعید ابوالخیر مرداد (متوفی ۱۳۵۳ھ)

علامۃ العصر شیخ الخطباء شیخ احمد ابوالخیر مرداد کے چھوٹے فرزند شیخ محمد سعید مرداد ۱۲۸۳ھ میں پیدا ہوئے، اپنے والد ماجد سے قرآن مجید حفظ کرنے کے علاوہ اخلاق وشائستگی کی اعلیٰ تربیت پائی، پھر مدرسہ صولتیہ میں داخل ہوئے اور تعلیم مکمل کی[۷۵]، آپ کے دیگر اساتذہ میں مولانا رحمت اللہ کیرانوی کا اسم گرامی اہم ہے[۷۶]، شیخ محمد سعید مرداد ھاشمی وسعودی عہد میں حکومت

کے اہم ادارے ''ھیئۃ التدقیقات'' جو اَب ''ھیئۃ التمیز'' کہلاتا ہے کے رکن رہے بعد ازاں سعودی عہد میں وزارت اوقاف کے مینجر ہوئے، آپ نے ۱۳۵۳ھ میں وفات پائی اور چار بیٹے شیخ یحییٰ، شیخ حسین، شیخ عبدالقادر اور شیخ محمد یادگار چھوڑے۔

شیخ محمد سعید طویل قد اور نحیف جسامت کے مالک تھے، آپ مربیانہ مزاج، صاف گو، سنتوں کے محافظ، سلام کا گرمجوشی سے جواب دینے والے، چلنے میں بردبار، عیادت کرنے والے اور بکثرت جنازہ کے ساتھ جانے والے وغیرہ اوصاف میں نمایاں تھے، آپ نے قرآن مجید کے علاوہ مختلف اہم کتب کے متون بھی حفظ کر رکھے تھے جو اس عہد میں طالب علم کے لئے ضروری اور بنیاد تھے، چنانچہ آپ درس دے رہے ہوتے تو طلباء کے ہاتھوں میں کتاب موجود ہوتی لیکن دوران تدریس آپ متن دیکھنے کے محتاج نہ تھے، آپ صبح کی نماز مسجد حرام کے باب صفا کے قریب برآمدہ میں ادا کرتے، اس کے بعد خوش الحانی سے تلاوت قرآن مجید میں مشغول ہو جاتے، پھر طلباء آجاتے اور آپ درس دینا شروع کر دیتے، عمر عبدالجبار نے آپ سے سنے ہوئے دروس میں سے ایک درس اپنی کتاب میں درج کیا ہے، شیخ محمد سعید اپنے درس کے ذریعے طلباء میں مومن کی صفات اجاگر کرنے کی ہر ممکن سعی کرتے اور اس پہلو پر بطور خاص توجہ دیتے۔

اللہ تعالیٰ شیخ محمد سعید ابوالخیر پر رحمتیں نازل فرمائے اور آپ کی نسل کو سلامت رکھے اور اسے توفیق دے کہ وہ اس کریم گھرانہ کو جو کہ زہد وتقویٰ، علم وفضل اور رشد وہدایت میں نمایاں ہے، اپنے آباء کی اقتداء کرتے ہوئے جہالت کے اندھیروں کو ختم کرنے میں اپنا کردار جاری رکھے۔[۷۷]

(۱۴) قاضی مکہ شیخ عبداللہ ابوالخیر مرداد (متوفی ۱۳۴۳ھ)

شیخ عبداللہ ابوالخیر ۱۲۸۵ھ کو مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے اور اپنے والد ماجد شیخ احمد ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ نیز مدرسہ صولتیہ کے بانی مولانا رحمت اللہ کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ ودیگر علمائے مکہ سے علوم اسلامیہ پڑھے [۷۸]، تکمیل تعلیم کے بعد مسجد الحرام میں مدرس مقرر ہوئے جہاں باب صفا

کے قریب برآمدہ میں آپ کا حلقہ درس قائم ہوا، آپ اہم علوم دینیہ کے علاوہ تاریخ اور شخصیات کے حالات سے گہرا لگاؤ اور وسیع معلومات رکھتے تھے، شریف حسین بن علی کے آخری عہد میں مکہ مکرمہ کے قاضی بنائے گئے جس پر آپ اپنی وفات ۱۳۴۳ھ تک فرائض انجام دیتے رہے [۷۹] آپ نے طائف میں وفات پائی۔

فقہ حنفی پر آپ کی گہری نظر تھی، آپ مفتی احناف شیخ عبداللہ بن عباس صدیق حنفی کے گہرے دوست اور معاون تھے، ۱۳۲۵ھ میں امیر مکہ شریف علی نے علماء مکہ مکرمہ کا جو وفد یمن روانہ کیا تھا ان میں شیخ عبداللہ بھی شامل تھے، ان کی عدم موجودگی میں مفتی احناف کی ذمہ داریاں شیخ عبداللہ ابوالخیر کے سپرد کی گئیں۔ [۸۰]

فضیلۃ العلامۃ الشیخ عبداللہ ابوالخیر مکہ مکرمہ کے ان چند علماء کرام میں سے تھے جنہیں مذاہب اربعہ کے مطابق حج کی ادائیگی کے ارکان و واجبات اور سنن مستحضر تھے، موسم حج کے دوران مسجد الحرام میں درس وتدریس کا سلسلہ عام طور پر روک دیا جاتا تھا تاکہ طلباء و مدرسین اور حجاج اطمینان سے عبادت کر سکیں، لیکن شیخ عبداللہ ابوالخیر تنگ جگہ اور ازدحام کے باوجود باب صفا کے برآمدہ میں اپنا حلقہ درس حسب معمول منعقد کرتے، صرف اس لئے کہ حجاج کرام کو مسائل دریافت کرنے کی سہولت میسر رہے اور لوگ رہنمائی حاصل کر کے حج اور دیگر دینی امور کو صحیح طریقہ سے ادا کر سکیں، عمر عبدالجبار نے حج سے متعلق آپ کا ایک درس شامل کتاب کیا ہے، اللہ تعالیٰ شیخ عبداللہ ابوالخیر پر رحمت نازل فرمائے اور دین پر ان کی استقامت و دعوت کو نفع بخش بنائے، بے شک اللہ تعالیٰ نے شیخ احمد ابوالخیر مرداد کی دعا قبول فرمائی اور انہیں شیخ عبداللہ ابوالخیر مرداد جیسا لائق فرزند عطا کیا، جس نے اسلاف کے کام کو آگے بڑھایا۔ [۸۱]

آپ کے شاگردوں میں سے شیخ عرابی سجینی نے نام پایا [۸۲] علاوہ ازیں آپ نے ''نشر النور والزھر'' کے نام سے ایک ضخیم وعظیم تصنیف یادگار چھوڑی، جو متعدد وجوہات کی بنا پر غیر معمولی اہمیت رکھتی ہے، اس لئے اس کتاب کا تفصیلی تعارف اس تحریر کے آخر میں دیا گیا ہے۔

فاضل بریلوی اور شیخ عبداللہ ابوالخیر مرداد

فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے قیام مکہ مکرمہ کے دوران شیخ عبداللہ ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے، الدولۃ المکیہ کی تصنیف کے دوران آپ کے درمیان رابطہ رہا، پھر ایک روز شیخ عبداللہ مرداد اور شیخ محمد احمد حامد جداوی [۸۳] نے کاغذی نوٹ کے بارے میں بارہ سوالات پر مشتمل ایک استفتاء تیار کر کے آپ کی خدمت میں پیش کیا، جس کے جواب میں فاضل بریلوی نے کتاب ''کفل الفقیہ الفاھم فی احکام قرطاس الدراھم'' تصنیف کی [۸۴]۔

اسلاف کے زمانہ میں اشیاء کی خرید وفروخت کے لئے سونا، چاندی اور پیتل وغیرہ کے سکے رائج تھے، کاغذی نوٹ بعد کی صدیوں میں زیر گردش آئے، لہذا قدیم فقہاء اسلام کو کاغذی نوٹ کے استعمال اور اس کے جزوی مسائل پر غور وفکر کی ضرورت پیش نہیں آئی تھی، اس موضوع پر کام کی ابتداء امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (م۔۹۱۱ھ) نے رسالہ ''قطع المجادلۃ فی تغیر المعاملۃ'' لکھ کر کی جو آپ کی کتاب ''الحاوی للفتاویٰ'' میں شامل ہے، پھر ۱۲۱۶ھ میں علامہ حسینی حنفی نے ایک رسالہ ''تراجع سعر النقود بالامر السلطانی'' لکھ کر اس موضوع کو آگے بڑھایا، ان کے بعد علامہ ابن عابدین شامی حنفی رحمۃ اللہ علیہ (م۔۱۲۵۲ھ) نے رسالہ ''تنبیہ الرقود علی مسائل النقود'' قلمبند کیا جو ''رسائل ابن عابدین'' میں شامل ہے [۸۵]، پھر مکہ مکرمہ کے علامہ سید بکری شطا شافعی رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۴۴ھ۔۱۳۱۰ھ) نے ایک رسالہ بنام ''القول المنقح المظبوط فی صحۃ التعامل ووجوب الزکاۃ فی الورق النوط'' لکھا [۸۶]۔

فاضل بریلوی کے دور تک کاغذی نوٹ کا استعمال عام ہوا تو اس سے متعلق مسائل پوری شدومد سے فقہاء اسلام کے سامنے آئے، متحدہ ہندوستان میں مولانا عبدالحی لکھنوی فرنگی محلی رحمۃ اللہ علیہ (م۔۱۳۰۴ھ) اور مولوی رشید احمد گنگوھی کے سامنے یہ موضوع آیا تو انہوں نے اس پر فتاوے جاری کئے، لیکن تشنگی باقی رہی، ادھر مکہ مکرمہ میں یہ موضوع فاضل بریلوی کے استاذ

الاستاذ مفتی احناف شیخ جمال عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ (م۔۱۲۸۴ھ) کی خدمت میں پیش ہوا تو آپ نے فرمایا مجھے اس کے جزیہ کا کوئی پتہ نہیں چلتا کہ کچھ حکم دوں [۸۷]۔ دور جدید میں پورے عالم اسلام کے فقہاء کرام کو درپیش اس اہم موضوع سے متعلق تمام سوالات کے جواب میں پہلی جامع کتاب، علمائے مکہ مکرمہ بالخصوص عبداللہ ابوالخیر کی تحریک سے فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے قلم سے وجود میں آئی۔

صفر ۱۳۲۴ھ میں فاضل بریلوی نے امام حرم مولانا شیخ عبداللہ ابوالخیر مرداد کو جمیع علوم اسلامیہ میں سند اجازت وخلافت عطا فرمائی [۸۸]۔

نشر النَّوْرُ والزَّہر

یہ کتاب مکہ مکرمہ میں خدمات انجام دینے والے پانچ صدیوں کے علماء کرام کے حالات پر مشتمل ہے، حجاز مقدس کے نامور ادیب وشاعر، صحافی ومؤرخ شیخ محمد علی مغربی [۸۹] لکھتے ہیں کہ تاریخی اعتبار سے یہ بہت ہی اہم کتاب ہے اور یہ بجا طور پر علامہ تقی الدین فاسی (م۔۸۳۲ھ) کی کتاب ''العقد الثمین فی تاریخ البلد الامین'' (مطبوعہ ۱۳۷۹ھ/ ۱۹۵۹ء مصر) جس میں مکہ مکرمہ کے تقریباً آٹھ سو علماء کے حالات درج ہیں، اس کے بعد اہم ترین کتاب ہے، علامہ فاسی نے ابتدائے اسلام سے اپنے دور تک کے علماء کے حالات قلمبند کئے اور شیخ عبداللہ مرداد نے گویا اسی کام کو آگے بڑھایا اور اپنی کتاب میں دسویں تا چودھویں صدی ہجری تک کے چھ سو سے زائد علماء کے حالات جمع کئے، دونوں کتب میں ایک اور یکساں خوبی یہ ہے کہ ان میں بلد الحرام کی بہت سی خواتین عالمات کے حالات دیئے گئے ہیں جس سے یہ بات اجاگر ہوتی ہے کہ ماضی میں مکہ مکرمہ کی خواتین نے بھی دینی علوم میں کمال حاصل کیا اور پھر ان کے فروغ میں بھرپور حصہ لیا۔

شیخ عبداللہ ابوالخیر مرداد نے اس موضوع سے متعلق تمام اہم ماخذ تک رسائی حاصل کی

اور عام مؤرخین کے برعکس کتاب میں اپنے مصادر کا ذکر کیا.............نشر النور مصنف کی ایک انتہائی کامیاب کوشش ہے جس پر ہم ان کے شکر گزار ہیں۔[۹۰]

محمد سعید عامودی[۹۱] و احمد علی [۹۲] رقمطراز ہیں: یہ کتاب علماء و ادباء کے حالات پر گوہر آب کی حیثیت رکھتی ہے، اس کے مؤلف جلیل شیخ عبداللہ ابوالخیر مرداد رحمۃ اللہ علیہ نے اس میں گزشتہ صدیوں کے جلیل القدر علماء کے حالات جمع کر دیئے ہیں، جنہوں نے مختلف مناصب، قضاۃ، تدریس، امامت و خطابت پر عظیم خدمات انجام دیں، نیز دسیوں کتب و رسائل تالیف کئے، ان علماء میں متعدد ادیب و شاعر تھے، مؤلف نے ان کے مفصل حالات فراہم کرنے کے علاوہ ان کی شاعری کے نمونے بھی ہم تک پہنچائے، بے شک یہ کتاب ہمارے علمی، ادبی و تاریخی سرمائے میں ایک اہم اضافہ ہے جو انسائیکلوپیڈیا کا درجہ رکھتی ہے۔

حق بات یہ ہے کہ یہ کتاب بہت سے فوائد کی حامل ہے، مصنف نے موضوع سے متعلق تمام اہم مطبوعہ و غیر مطبوعہ مواد تک رسائی حاصل کی.............اور پھر سب سے بڑھ کر یہ کہ انہوں نے یہ کتاب کثرت مشاغل، قضاۃ، خطابت اور تدریس کو جاری رکھتے ہوئے کمال اطمینان سے تصنیف کی۔[۹۳]

عبدالقدوس انصاری[۹۴] کی رائے میں یہ ایک جامع، گراں قدر اور نفیس کتاب ہے، اللہ تعالیٰ مؤلف کو جزائے خیر عطا فرمائے۔[۹۵]

المختصر من کتاب نشر النور والزھر

۱۳۶۷ھ میں مکہ مکرمہ میں وزارت تعلیم کے منیجر شیخ شیخ محمد بن مانع کی سرپرستی میں ایک کمیٹی تشکیل پائی تاکہ حرمین شریفین کی تاریخ پر لکھی گئی اہم غیر مطبوعہ کتب کے مخطوطات پر کام کر کے انہیں جدید انداز میں شائع کیا جائے، اس کمیٹی کے ارکان یہ ہیں: شیخ محمد حسین نصیف [۹۶]، محقق و ادیب رشدی صالح ملحس [۹۷]، حرم مکی لائبریری کے انچارج و مجلس شوریٰ کے رکن سلیمان صنیع، شیخ عبدالوہاب دہلوی کمیٹی کے خازن، شیخ عمر عبدالجبار [۹۸]، عبدالقدوس

انصاری، عبداللہ عبدالجبار [۹۹] محمد سعید عامودی کمیٹی کے سیکرٹری جنرل۔

شیخ محمد حسین نصیف اور دیگر اراکین کی رائے سے شیخ عبداللہ مرداد کی کتاب ''نشر النور'' کو بھی طباعت کے لئے منتخب کرلیا گیا، اس کتاب کا واحد قلمی نسخہ بخط مصنف مکہ مکرمہ کے معروف عالم و محقق شیخ عبدالوھاب دہلوی جن کا گھر جبل صفا کے قریب واقع تھا، کے ذاتی ذخیرہ کتب میں موجود تھا، شیخ عبدالوھاب نے یہ مخطوط کمیٹی کے حوالے کیا، جس پر حرم مکی لائبریری کے محافظ شیخ عبدالرحمٰن معلمی کی نگرانی میں اسے نقل کیا گیا، پھر شیخ محمد حسین نصیف اور شیخ سلیمان صنیع وغیرہ نے اس منصوبہ پر غور وخوض کیا اور بالآخر اس پر اتفاق ہوا کہ اس کتاب کا مخطوط من وعن شائع کرنے کی بجائے اس کا خلاصہ تیار کر کے اسے شائع کیا جائے۔

چنانچہ ۱۳۷۱ھ میں محمد سعید عامودی و احمد علی نے مل کر اس کتاب پر کام شروع کیا جو سات برس میں مکمل ہوا، یہ دونوں قلم کار اپنے مخصوص نظریات کے تناظر میں اعتراف کرتے ہیں کہ ہم نے اس میں سے ایسا مواد جو غیر مفید یا تکرار پر مبنی تھا، نیز اس میں درج ایسی حکایات و اقوال جو بلا سند تھے اور اس میں موجود بکثرت مواد جو مبالغہ آمیز تھا، سب نکال دیا ہے اور پھر ہم نے اس کتاب کو نئے سرے سے مرتب کیا، اس پر تحقیق کی، حواشی لکھے اور ارقام درج کئے۔ [۱۰۰]

نشر النور پر ابھی کام جاری تھا کہ شیخ نصیف، شیخ صنیع اور شیخ دہلوی اس دنیا سے چل بسے اور یہ کام رک گیا، تا آنکہ ایک روز رابطہ عالم اسلامی کی لائبریری واقع مکہ مکرمہ میں اس موضوع پر ہماری گفتگو شیخ محمد سرور صبان [۱۰۱] سے ہوئی تو انہوں نے ہمیں اس پر کام جاری رکھنے کا حکم دیا اور اس کی طباعت میں تعاون کا یقین دلایا، چنانچہ ہم نے اسے مکمل کیا، پھر اس پر مؤرخ محقق شیخ عبدالقدوس انصاری نے تقدیم لکھی اور ۱۳۹۸ھ میں اس کا پہلا ایڈیشن طائف میں واقع ادبی کلب ''نادی الطائف الادبی'' کی طرف سے شائع ہوا، یہ کلب امیر فیصل بن شاہ فہد بن عبدالعزیز آل سعود کی سرپرستی و تعاون سے ادبی خدمات کے لئے قائم ہے۔ [۱۰۲]

اس کا دوسرا ایڈیشن ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۶ء میں استاذ سید محسن احمد باروم نے اپنے اشاعتی

ادارہ عالم المعرفہ جدہ کی طرف سے شائع کیا جو اس وقت راقم السطور کے پیش نظر ہے، نشر النور کا یہ اختصار تقدیم و اشاریہ سمیت کل ۶۴۰ صفحات پر مشتمل ہے اور کمپیوٹر کمپوزنگ، اعلیٰ کاغذ و جلد سے آراستہ ہے، پوری کتاب میں جہاں کہیں دو نام ''عبدالرسول وعبدالنبی'' آئے کتاب کا اختصار کرنے والوں نے انہیں قوسین میں ''عبدرب الرسول وعبدرب النبی'' میں بدل دیا، اور جہاں جہاں یہ عبارت آئی کہ مکہ مکرمہ کے کسی عالم نے ''روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے مدینہ منورہ کا سفر کیا'' اسے ''مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے مدینہ منورہ کا سفر کیا'' میں قوسین کا سہارا لے کر بدل دیا گیا۔

علامہ سید احمد زینی دحلان مکی شافعی اور مولانا رحمت اللہ کیرانوی رحمہم اللہ تعالیٰ دونوں علماء مکہ مکرمہ میں نمایاں مقام رکھتے ہیں، اکابر علماء کی بڑی تعداد نے ان سے تعلیم پائی، لیکن حیرت ہے کہ نشر النور کے اختصار میں ان کے حالات زندگی درج نہیں جب کہ اس کے مصنف نے ان علماء کا زمانہ پایا اور نشر النور کی تصنیف کے دوران علامہ سید احمد زینی دحلان کی ایک کتاب سے استفادہ کیا اور ان کے دو بھتیجوں علامہ سید حسین دحلان (پ ۔۱۲۹۴ھ) و علامہ سید عبداللہ دحلان (پ ۱۲۸۸ھ) کے حالات شامل کتاب کئے، جب کہ مولانا کیرانوی علیہ الرحمہ نہ صرف مصنف بلکہ ان کے بھائی شیخ محمد سعید ابوالخیر اور والد شیخ احمد ابوالخیر مرداد تینوں کے استاد ہیں، پھر اندریں صورت حال کہ کتاب میں ان دونوں جلیل القدر علماء کے متعدد شاگردوں کے حالات موجود ہیں اس بنا پر علامہ زینی دحلان اور مولانا کیرانوی کا نام اس مطبوعہ اختصار میں بالترتیب ۶۳ اور ۷ امقامات پر مذکور ہے، جب تک نشر النور کے اصل مخطوط بخط مصنف سے آگاہی نہ ہو اس ضمن میں حتمی طور پر یہ کہنا مشکل ہے کہ مصنف نے ان دونوں علماء کے حالات شامل کتاب ہی نہیں کئے یا یہ کہ انہیں کتاب شائع کرنے والی کمیٹی کے اراکین نے حذف کر دیا، لیکن ایک بات واضح ہے اور وہ یہ کہ علامہ زینی دحلان، مولانا کیرانوی اور شیخ عبداللہ مرداد عقیدہ وفکر کے اعتبار سے آپس میں یگانگت رکھتے ہیں اور اس پر ان کی اپنی تحریریں شاہد ہیں۔

نظم الدرر فی اختصار نشر النور والزھر

نشر النور کا پہلا اختصار مکہ مکرمہ کے ایک عالم ومؤرخ شیخ عبداللہ غازی نے ''نظم الدرر فی اختصار نشر النور والزھر'' کے نام سے تنہا تیار کیا تھا[۱۰۳] جس پر مکہ مکرمہ وحجاز کے علمی حلقے نیز مذکورہ کمیٹی کے اراکین بخوبی آگاہ تھے لیکن انہوں نے اس کی اشاعت کی بجائے سالہا سال کی ''محنت'' سے محمد سعید عامودی واحمد علی سے اس اہم کتاب کا دوسرا اختصار تیار کرا کے اسے شائع کیا۔

نشر الدرر فی تذییل الدرر

شیخ عبداللہ غازی نے ایک اور کتاب ''نشر الدرر فی تذییل الدرر'' کے نام سے تصنیف کی جس میں ان علماء مکہ مکرمہ کے حالات درج کئے جو شیخ عبداللہ مرداد کی کتاب میں شامل ہونے سے رہ گئے تھے، محمد علی مغربی نشر الدرر کے مخطوط کے مطالعہ کے بعد لکھتے ہیں کہ شیخ عبداللہ غازی نے اس کتاب میں زیادہ تر تیرھویں وچودھویں صدی ہجری نیز ہم عصر علماء مکہ مکرمہ کے حالات قلمبند کئے ہیں۔[۱۰۴]

نشر النور کا اصل مخطوط مفقود الخبر قرار دیا جا چکا ہے اور اس کا کوئی دوسرا قلمی نسخہ ابھی تک دریافت نہیں ہوا، نظم الدرر اور نشر الدرر بلکہ شیخ عبداللہ غازی کی جملہ تصانیف ابھی تک شائع نہیں ہوئیں اور ان کے مخطوطات یا ان کی فوٹوسٹیٹ کاپی، شیخ عبدالوھاب دہلوی، شیخ محمد حسین نصیف، محمد علی مغربی اور ڈاکٹر عبدالوھاب ابوسلیمان کے ذاتی کتب خانوں میں موجود ہیں۔

علامہ عبداللہ بن محمد غازی مکی (متوفی ۱۳۶۵ھ)

نظم الدرر اور نشر الدرر کے مصنف شیخ عبداللہ غازی کے والدین ہندوستان سے ہجرت کر کے مکہ مکرمہ جا بسے جہاں ۱۲۹۱ھ میں ان کی ولادت ہوئی[۱۰۵] جب کہ دوسرے قول کے

مطابق آپ ہندوستان میں پیدا ہوئے اور جب آپ کے والدین مکہ مکرمہ پہنچے تو شیخ عبداللہ کی عمر سات برس تھی، قرآن مجید حفظ کیا اور مسجد الحرام میں نماز تراویح پڑھائی جب کہ آپ کی عمر بارہ برس تھی، پھر مدرسہ صولتیہ میں داخلہ لیا جہاں شیخ عبدالسبحان بن شیخ خادم علی[۱۰۶]، شیخ حضرت نور افغانی[۱۰۷]، شیخ تفضل الحق خیاط مرشد آبادی[۱۰۸] اور مولانا رحمت اللہ کیرانوی سے پڑھا[۱۰۹]، حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے دست اقدس پر بیعت کی، شیخ عبداللہ غازی نے مکہ مکرمہ حاضر ہونے والے عالم اسلام کے متعدد اکابر علماء ومشائخ سے علوم اخذ کئے، الدلیل المشیر میں آپ کے تیس سے زائد اساتذہ ومشائخ کے نام دیئے گئے ہیں ان میں محدث شام سید محمد بدرالدین حسنی دمشقی[۱۱۰]، سید بہاء الدین بن علامہ سید داؤد نقشبندی بغدادی، شیخ عبدالحق الٰہ آبادی مہاجر مکی[۱۱۱]، علامہ سید محمد عبدالحی کتانی[۱۱۲]، شیخ عمر حمدان[۱۱۳] اور علامہ محمد بن عبدالرحمٰن سہارنپوری شامل ہیں، شیخ عبداللہ غازی نے انتہائی سادہ زندگی بسر کی اور عمر بھر تصنیف وتالیف سے وابستہ رہے، مزید تصانیف کے نام یہ ہیں:

افادۃ الانام بذکر اخبار بلد اللہ الحرام، سات جلدوں میں، اس کا مخطوط بخط مصنف شیخ محمد حسین نصیف کے ذخیرہ کتب میں موجود ہے، محمد علی مغربی نے اس کتاب کا تفصیلی تعارف اور اس کے طویل اقتباسات اپنی کتاب میں دیئے ہیں۔

۱۔ مجموع الاذکار من احادیث النبی المختار

۲۔ کشف مایجب من احتراز اللھو واللعب

۳۔ بیان الفرائض شرح بدیع الفرائض

۴۔ فتح القوی فی ذکر اسانید السید حسین حبشی علوی (۱۲۵۸ھ۔۱۳۳۰ھ)

۵۔ تنشیط الفؤاد من تذکار الاسناد وارشاد العباد الی طریق الاسناد، ۲ جلد

شیخ عبداللہ غازی نے ۵/شعبان ۱۳۶۵ھ کو وفات پائی اور شیخ ابی بکر بن سالم البار[۱۱۴] نے حرم مکی میں آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔[۱۱۵]

نَشرُ النّورُ والزّہر ایک نظر

کتاب کا مکمل نام جو مصنف نے مقدمہ میں لکھا ہے وہ یہ ہے ''نشر النور والزہر فی تراجم افاضل مکۃ من القرن العاشر الی القرن الرابع عشر'' اور دوسرا نام '' الدر الفاخر المکنون فی تراجم افاضل الخمس القرون'' تاہم کتاب پہلے نام سے معروف ہوئی، فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے خلیفہ شیخ عبداللہ مرداد علیہ الرحمہ کی یہ عظیم تصنیف متعدد وجوہات کی بنا پر بڑی اہمیت کی حامل ہے، جن میں سے چھ یہ ہیں:

۱۔اس کی سب سے بڑی اہمیت تو یہی ہے جو سابقہ سطور میں آ چکی کہ یہ چودہ صدیوں میں علماء مکہ مکرمہ کے حالات پر لکھی گئی تمام کتب میں علامہ فاسی کی ''العقد الثمین'' کے بعد دوسری اہم کتاب ہے۔

۲۔ ماضی میں پاک وہند اور بنگلہ دیش سے جو علماء ومشائخ ہجرت کر کے مکہ مکرمہ جا بسے، ہمارے یہاں برصغیر میں لکھی گئی کتب میں ان کے حالات بہت ہی کم یا سرے سے موجود ہی نہیں، شیخ عبداللہ مرداد نے ان علماء کے حالات نہ صرف حجاز کے باشندوں سے جمع کئے نیز اس کے لئے عرب دنیا میں لکھی گئی کتب مطبوعہ وغیر مطبوعہ کو کھنگالا بلکہ برصغیر میں اس موضوع پر لکھی گئی دو کتب غلام علی آزاد بلگرامی (م۔۱۲۰۰ھ/ ۶۔۱۷۸۵ء) کی '' سبحۃ المرجان فی آثار ھندوستان'' اور مولانا عبدالحی فرنگی محلی (م۔۱۳۰۴ھ) کی ''الفوائد البھیہ فی تراجم الحنفیہ'' سے بھی استفادہ کیا، نشر النور کے مطبوعہ اختصار میں ایسے متعدد علماء کے حالات درج ہیں جو برصغیر سے ہجرت کر گئے، ان کے اسماء گرامی کی ایک سرسری فہرست یہ ہے:

☆۔شیخ احمد بن ضیاء الدین بنگالی (مولانا رحمت اللہ کیرانوی کے شاگرد)

☆۔شیخ احمد حکیم ہندی حنفی (م۔۱۳۰۲ھ)

☆۔شیخ احمد عطار (پ۔۱۲۸۰ھ)

☆ ۔شیخ احمد معصوم حیدر آبادی (۱۰۲۷ھ۔۱۰۸۶ھ)

☆ ۔شیخ محمد اسحاق دھلوی (۱۱۹۷ھ۔۱۲۶۲ھ)

☆ ۔حاجی شیخ امداد اللہ ہندی (۱۲۳۰ھ۔۱۳۱۷ھ)

☆ ۔شیخ جان سلیمانی نقشبندی (م۔۱۲۶۷ھ)

☆ ۔حافظ عبد اللہ بن شیخ حسین (م۔۱۳۱۰ھ)

☆ ۔شیخ حسن عرب سندھی (م۔۱۳۱۶ھ)

☆ ۔شیخ کاظم کرم گنجی (پ۔۱۲۷۴ھ)

☆ ۔شیخ حسن مدراسی (م۔۱۲۸۵ھ)

☆ ۔شیخ حمودۃ بن عطیہ سندھی (م۔۱۲۶۷ھ)

☆ ۔علامہ حمید الدین بن عبد اللہ سندھی (م۔۱۰۰۹ھ)

☆ ۔شیخہ خدیجہ بنت شیخ اسحاق دھلوی (۱۲۳۰ھ۔۱۳۱۰ھ)

☆ ۔شیخ رحمت اللہ سندھی (۹۳۰ھ۔۹۹۳ھ)

☆ ۔شیخ شمس الدین بن (وزیر) آصف خاں (م۔۹۸۶ھ)

☆ ۔شیخ صدیق سندھی (م۔۱۳۲۲ھ)

☆ ۔شیخ صلاح بن عطیہ سندھی (م۔۱۲۸۶ھ)

☆ ۔شیخ صنع اللہ ہندی (م۔۱۲۳۷ھ)

☆ ۔شیخ عبد الحق الہٰ آبادی (۱۲۵۲ھ۔۱۳۳۳ھ)

☆ ۔شیخ عبد الحمید بخش (مولانا رحمت اللہ کیرانوی کے شاگرد)

☆ ۔شیخ عبد الحمید بن عبد اللہ بن ابراہیم فاروقی سندھی (م۔۱۰۰۹ھ)

☆ ۔شیخ عبد الرحمٰن مفتی (م۔۱۱۲۲ھ)

☆ ۔شیخ عبد الرحمٰن محدث (م۔۱۱۳۳ھ)

☆۔شیخ عبدالکریم قاضی خان احمد آبادی (۹۶۱ھ۔۱۰۱۴ھ)

☆۔شیخ عبدالکریم بن خضر (م۔۱۱۴۳ھ)

☆۔شیخ عبداللطیف عطیہ بن عبداللہ بن حمود بن عطیہ (۱۲۷۹ھ۔۱۳۲۰ھ)

☆۔شیخ عبداللہ بن اسعد سندھی (م۔۹۸۴ھ)

☆۔شیخ عبداللہ عبدالشکور (م۔۱۲۵۷ھ)

☆۔شیخ عبداللہ فروغ مفتی مکہ (م۔۱۰۹۰ھ)

☆۔شیخ عبداللہ ہندی (م۔۱۲۶۰ھ)

☆۔شیخ عبدالملک بن عبداللہ بن عبدالشکور (م۔۱۲۶۰ھ)

☆۔شیخ عبدالوھاب بن عبدالغنی فتنی (م۔۱۱۱۷ھ)

☆۔شیخ علاء الدین میر خواجہ حسینی (م۔۹۸۵ھ)

☆۔شیخ علی بن عبداللہ بن عبدالشکور (م۔۱۲۶۰ھ)

☆۔شیخ قطب الدین دہلوی (م۔۱۲۸۹ھ)

☆۔شیخ محب الدین پشاوری (پ۔۱۲۶۸ھ)

☆۔شیخ محمد بن عبداللہ بن عبدالشکور (م۔۱۲۷۰ھ)

☆۔شیخ محمد مراد بنگالی (۱۲۸۰ھ)

☆۔شیخ سید یحیٰ بن احمد زکریا بہاری (م۔۱۰۹۰ھ)

☆۔شیخ سید یحیٰ بن سید احمد معصوم نظام الدین حسینی (۱۰۴۸ھ۔۱۰۹۲ھ)

☆۔شیخ یعقوب دہلوی (م۔۱۲۸۳ھ)

☆۔شیخ یوسف بنگالی (مدرس مدرسہ صولتیہ)

۳۔اس کتاب میں ''رسالہ فی الطریقۃ النقشبندیہ'' کے مصنف شیخ محمود شکری حنفی نقشبندی المعروف کتب خانہ (۱۲۳۳ھ۔۱۳۰۴ھ) نیز ''رسالہ فی دفع المطاعن عن الشیخ احمد

فاروقی سرھندی نقشبندی و مریدیہ'' کے مصنف شیخ عبداللہ عتاقی زادہ (پ ۱۰۴۵ھ) کے حالات درج ہیں۔

۴۔ فاضل بریلوی کے عرب اساتذہ کے حالات زندگی اس سے قبل دست یاب نہیں ہورہے تھے، اس کتاب میں آپ کے دو اساتذہ علامہ سید حسین بن صالح جمل اللیل شافعی (م۔۱۳۰۵ھ) اور شیخ عبدالرحم سراج حنفی مکی کے حالات موجود ہیں۔

۵۔ پاک و ہند میں قائم علمی ادارے اور عالمی یونیورسٹیوں میں ''رضویات'' پر کام کرنے والے محققین فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے عرب خلفاء کے احوال و آثار کے متلاشی تھے، اس کے صفحات پر آپ کے حسب ذیل سات خلفاء کے حالات ہیں:

☆۔ شیخ احمد حضراوی (۱۲۵۲ھ۔۱۳۲۷ھ)

☆۔ شیخ اسعد دھان (م۔۱۳۳۸ھ)

☆۔ شیخ جمال بن محمد الامیر بن حسین مالکی (۱۲۸۵ھ۔۱۳۴۹ھ)

☆۔ شیخ صالح کمال حنفی (۱۲۶۳ھ۔۱۳۳۲ھ)

☆۔ شیخ عبدالرحمٰن دھان (۱۲۸۳ھ۔۱۳۳۷ھ)

☆۔ شیخ عبداللہ دحلان (۱۲۸۸ھ۔۱۳۶۳ھ)

☆۔ شیخ ابوحسین محمد مرزوقی (۱۲۸۴ھ۔۱۳۶۵ھ)

۶۔ اس کتاب نے جن ہاتھوں سے گزر کر طباعت کے مراحل طے کئے اس بنا پر مطبوعہ نسخہ میں مصنف کے مرشد فاضل بریلوی کا کسی بھی حوالے سے تفصیلی ذکر نہ ہونا تعجب کی بات نہیں، لیکن اس کے باوجود اس میں ایک مقام پر صرف ایک سطر میں آپ کا ذکر آ گیا ہے، جس سے مصنف اور فاضل بریلوی کے درمیان تعلق اور اس کی نوعیت بخوبی عیاں ہے، شیخ عبداللہ ابوالخیر مرداد لکھتے ہیں! ''شیخنا العلامہ احمد رضا خان بریلوی'' یعنی ہمارے شیخ علامہ احمد رضا خان بریلوی [۱۱۶] رحمہم اللہ تعالیٰ۔

نسب نامہ مرداد خاندان
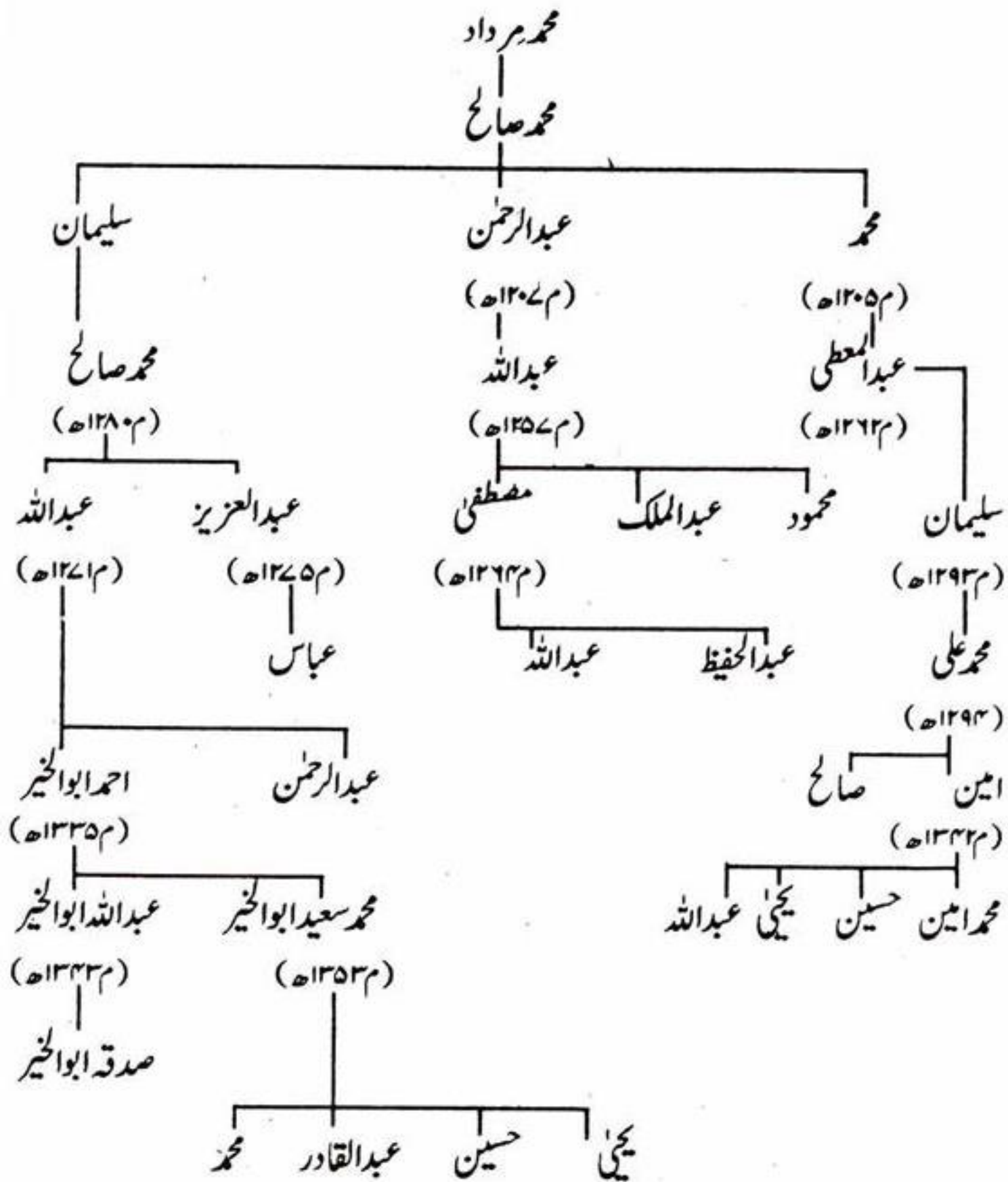
حوالہ جات وحواشی

[۱]۔ الملفوظ (۱۳۳۸ھ)، مولانا احمد رضا خاں بریلوی، مرتب مولانا مصطفیٰ رضا خاں بریلوی، مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی، حصہ دوم، ص ۱۲۰

[۲]۔ ایضاً، ص ۱۲۶

[۳]۔ ''فتاویٰ الحرمین برجف ندوۃ المین'' نئی کتابت کے ساتھ مکتبہ حامدیہ لاہور نے شائع کی، بعدازاں ترکی استنبول سے شیخ حسین حلمی ایشیق نے اس کتاب کے متعدد ایڈیشن طبع کرا کے دنیا بھر میں مفت تقسیم کئے اور یہ سلسلہ جاری ہے۔

[۴]۔ حرمین شریفین میں جن عرب علماء کرام نے فاضل بریلوی سے اجازتیں حاصل کیں، مولانا حامد رضا خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے ان اسناد کو جمع کر کے کتابی صورت دی اور اس پر مفصل عربی مقدمہ لکھا جسے ''الاجازات المتینہ لعلماء بکہ والمدینۃ'' (۱۳۲۴ھ) کے تاریخی نام سے مکتبہ حامدیہ لاہور نے شائع کیا، اس کا تازہ ایڈیشن منظمہ الدعوۃ الاسلامیہ جامعہ نظامیہ لاہور نے شائع کر رکھا ہے۔

[۵]۔ ملاحظہ ہو: الملفوظ، حصہ دوم، ص ۱۲۰ وبعد

[۶]۔ حرمین شریفین میں ایک ہی دور میں دو عظیم عالم ''ابوالحسن سندھی'' نام کے موجود تھے، دونوں میں تفریق کے لئے ایک شیخ ابوالحسن سندھی الصغیر (چھوٹے) اور دوسرے شیخ ابوالحسن سندھی الکبیر (بڑے) کہلائے۔

[۷]۔ شیخ عبدالرحمٰن بن حسن فتنی حنفی (م۔۱۱۶۲ھ) مکہ مکرمہ کے اکابر علماء میں سے تھے، آپ سے بکثرت علماء نے کسب فیض کیا، ان میں شیخ طاہر سنبل، شیخ محمد بن صالح مرداد، شیخ الاسلام عبدالملک قلعی اور شیخ مصطفیٰ رحمتی رحمہم اللہ تعالیٰ شامل ہیں، شیخ عبدالرحمٰن فتنی اور آپ کی نسل میں سے امام حرم شیخ عبدالملک فتنی (۱۲۵۵ھ۔۱۳۳۲ھ) بن شیخ عبدالوھاب بن صالح بن

عید بن شیخ عبدالرحمٰن کے حالات کے لئے ملاحظہ ہو:

المختصر من کتاب نشر النور والزھر فی تراجم افاضل مکہ، شیخ عبداللہ مرداد، اختصار وترتیب: محمد سعید عامودی واحمد علی، ناشر عالم المعرفہ جدہ، طبع دوم ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۶ء، ص ۲۴۹، ۳۲۷

[۸]۔ نشر النور، ص ۴۹۰۔۴۹۱

[۹]۔ ایضاً، ص ۱۸۲۔۱۸۳

[۱۰]۔ شریف سرور بن مساعد ۱۱۹۵ھ سے اپنی وفات ۱۲۰۲ھ تک امیر رہے۔ (نشر النور حاشیہ ص ۲۵۵)

[۱۱]۔ شیخ احمد شمس ۱۱۶۱ھ سے ۱۱۶۵ھ اپنی وفات تک شیخ الخطباء رہے، فضائل زمزم اور مناسک پر آپ کی مؤلفات موجود ہیں، آپ کی اولاد میں سے شیخ محمد اور شیخ عثمان مسجد الحرام کے امام وخطیب ہوئے (نشر النور، ص ۹۲۔۹۳)

[۱۲]۔ شریف عبداللہ پاشا بن محمد ولی ۱۲۷۴ھ میں اپنے والد کی وفات پر امیر مکہ بنے جس پر اپنی وفات ۱۲۹۴ھ تک متمکن رہے۔ (نشر النور، حاشیہ ص ۲۵۶)

[۱۳]۔ شریف عبدالمطلب تین بار امیر مکہ رہے، ۱۲۴۳ھ میں پانچ ماہ، دوسری بار ۱۲۶۷ھ سے ۱۲۷۲ھ اور تیسری بار ۱۲۹۷ھ سے ۱۲۹۹ھ تک۔ (نشر النور، حاشیہ ص ۲۵۶)

[۱۴]۔ علامہ سید حسین بن صالح جمل اللیل شافعی رحمۃ اللہ علیہ فاضل بریلوی کے استاد ہیں، آپ کے حالات حسب ذیل کتب میں دیئے گئے ہیں:

۱۔ نشر النور، ص ۱۷۷

۲۔ الامرۃ القرشیہ اعیان مکۃ المحمیہ، ابوھشام عبداللہ عباس بن صدیق، مکتبہ تھامہ جدہ، طبع اول

۳۔ الشجرۃ الزکیہ فی الانساب وسیر آل بیت النبوۃ، ابوسہل یوسف بن عبداللہ جمل اللیل، دار الحارثی للطباعۃ والنشر پوسٹ بکس نمبر ۱۲۸۱ طائف، طبع اول ۱۴۱۴ھ، ص ۱۶۵

[۱۵]۔نشر النور، ص۲۵۵۔۲۵۶

[۱۶]۔ایضاً، ص۳۲۱

[۱۷]۔شیخ عبدالملک قلعی حنفی رحمۃ اللہ علیہ مسجد الحرام کے امام وخطیب نیز مفتی مکہ مکرمہ تھے، آپ ۳۷ برس اس منصب پر تعینات رہے، قبل ازیں آپ کے والد اور دادا بھی اس پر فائز رہ چکے تھے، آپ نے متعدد کتب تصنیف کیں، چند کے نام یہ ہیں: (۱) شرح الاجرومیہ، (۲) حل الرمز شرح کنز الدقائق، (۳) فتاویٰ تین جلدوں میں، شیخ عبدالملک قلعی نے ۱۲۲۸ھ میں وفات پائی۔ (نشر النور، ص۳۲۹۔۳۳۰)

[۱۸]۔نشر النور، ص۳۲۴۔۳۲۵

[۱۹]۔ایضاً، ص۵۰۰

[۲۰] ولی کامل سید محمد یاسین حسنی مکی حنفی رحمۃ اللہ علیہ مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے، اپنے والد کے علاوہ فقیہ مکہ شیخ طاہر سنبل رحمۃ اللہ علیہ (م۔۱۲۱۸ھ)، شیخ عثمان شامی، مفتی عبدالملک قلعی (م۔۱۲۲۸ھ)، شیخ مصطفےٰ رحمتی، سید احمد جمل اللیل اور علامہ محدث محمد صالح فلانی عمری مدنی سے تعلیم حاصل کی، امیر مکہ نے عارف باللہ سید محمد یاسین کو مفتی احناف کا منصب پیش کیا جسے آپ نے قبول نہیں فرمایا اور یہ آپ کے بھتیجے سید عبداللہ بن ابراہیم میر غنی کے سپرد کیا گیا، سید محمد یاسین نے ۱۲۵۱ھ یا ۱۲۵۵ھ میں وفات پائی اور قبرستان المعلیٰ میں اپنے خاندان کے مخصوص احاطہ میں جو کہ طبری خاندان کے احاطہ سے قریب ہے، دفن ہوئے، آپ کی متعدد تصانیف ہیں ان میں، شرح علیٰ منسک ملتقی الابحر، شرح علی الجوھر المکنون فی الثلاثۃ فنون للعلامۃ الاخضری اور شرح علیٰ النقایۃ للحافظ السیوطی شامل ہیں۔ (نشر النور، ص۴۹۲۔۴۹۳ ملخصاً)

[۲۱]۔شیخ عبدالرحمٰن جمال الکبیر (م۔۱۲۴۹ھ) مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے، سید محمد تونسی ودیگر علماء سے تعلیم حاصل کی، شریف غالب امیر مکہ کے دور میں قاضی جدہ رہے، شیخ عبداللہ مرداد کی شادی آپ کی دختر سے ہوئی اور شیخ احمد ابوالخیر مرداد آپ کے نواسے ہیں۔ (نشر النور، ص۲۴۰)

[۲۲]۔ نشر النور، ص ۳۲۰

[۲۳]۔ شیخ محمد بن جی رحمتہ اللہ علیہ مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے، شیخ طاہر سنبل، شیخ عبدالحفیظ عجیمی (م۔۱۲۴۵ھ) وعلامہ شیخ عبدالملک قلعی وغیرہ اکابر علماء کرام کے ہاں تعلیم پائی، مسجد الحرام میں مدرس رہے اور ۱۲۵۰ھ میں وفات پائی (نشر النور، ص ۴۱۶۔۴۱۷)

[۲۴]۔ شیخ عبدالرحمن جمال رحمتہ اللہ علیہ (م۔۱۲۹۰ھ) حنفی عالم وفقیہ تھے، حرم مکی میں مدرس رہے، آپ کے اساتذہ میں مفتی احناف شیخ کتبی اور علامہ سید احمد دحلان رحمتہ اللہ علیہ (م۔۱۳۰۴ھ) بھی شامل ہیں، آپ سے اکابر علماء مکہ نے پڑھا، ان میں شیخ محمد علی مرداد، شیخ احمد بیت المال اور شیخ احمد ابوالخیر مرداد اہم ہیں۔ (نشر النور، ص ۲۴۰۔۲۴۱)

[۲۵]۔ مفتی سید احمد میرغنی رحمتہ اللہ علیہ ۱۲۴۰ھ میں پیدا ہوئے، دیگر اساتذہ کے علاوہ شیخ محمد مراد بنگالی رحمتہ اللہ علیہ سے علم حدیث، تصوف اور فقہ پڑھی، ۱۲۹۸ھ میں شریف عبدالمطلب امیر مکہ نے مفتی سید احمد میرغنی کو مفتی احناف کا منصب پیش کیا تو آپ نے اس شرط کے ساتھ قبول کیا کہ میں سرکاری مجالس میں حاضر ہونے کی پابندی نہیں کروں گا۔ (نشر النور، ص ۱۱۸۔۱۱۹)

[۲۶]۔ شیخ عبدالقادر خوقیر حنفی کے تلامذہ میں شیخ صالح کمال حنفی (م۔۱۳۳۲ھ)، شیخ عبدالقادر صابر (م۔۱۳۲۳ھ) اور شیخ عبداللہ زبیر حنفی (م۔۱۳۲۲ھ) شامل ہیں۔ (نشر النور، ص ۵۷۲)

انہی شیخ عبدالقادر خوقیر کے ہوتے شیخ ابوبکر (۱۲۸۴ھ۔۱۳۴۹ھ) بن شیخ محمد عارف امام مسجد الحرام بن علامہ عبدالقادر خوقیر کتبی نے حجاز مقدس کے ھاشمی عہد میں مکہ مکرمہ میں کھلے عام وھابیت کی دعوت دینا شروع کی، اس سلسلے میں وہ ہندوستانی وھابیہ سے حصول مدد کے لئے ۱۳۱۲ھ میں ہندوستان آئے، مکہ مکرمہ میں شیخ ابوبکر خوقیر کی ان سرگرمیوں کی بنا پر شاہ حجاز حسین بن علی نے ۱۳۳۹ھ میں انہیں جیل میں ڈال دیا، جب حجاز پر آل سعود خاندان کی حکمرانی قائم ہوئی تو

۱۳۴۳ھ میں شاہ عبدالعزیز ال سعود نے انہیں رہا کیا۔(تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: سیر و تراجم، عمر عبدالجبار، ص۲۲۔۲۴)

[۲۷]۔ شیخ احمد امین بیت المال (م۔۱۳۲۳ھ) کے دیگر اساتذہ میں شیخ محمد سعید بشارۃ (م۔۱۲۸۲ھ)، شیخ جمال مفتی (م۔۱۲۸۴ھ) اور علامہ سید احمد دحلان شامل ہیں، شیخ احمد امین نے چند کتب بھی تصنیف کیں۔(سیر و تراجم، ص۶۴، نشر النور، ص۱۰۳)

[۲۸]۔سید ابراہیم میر غنی (۱۲۳۵ھ۔۱۳۰۲ھ) نے قرآن مجید حفظ کیا، اپنے والد کے علاوہ اپنے چچا سید محمد عثمان میر غنی (م۔۱۲۶۸ھ) سے بھی علوم اخذ کئے، سید ابراہیم میر غنی رحمتہ اللہ علیہ نے مکہ مکرمہ میں وفات پائی اور قبرستان المعلیٰ میں مختص خاندان میر غنی کے احاطہ میں دفن ہوئے۔(نشر النور، ص۶۰)

[۲۹]۔مفتی سید عبداللہ بن محمد بن سید عبداللہ محجوب میر غنی حنفی مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے، جن اکابر علماء کرام کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا ان میں آپ کے چچا سید محمد یاسین میر غنی، ولی کامل شیخ عمر عبدالرسول (۱۱۸۵ھ۔۱۲۴۷ھ)، مفتی شیخ عبدالحفیظ عجیمی اہم ہیں، مفتی سید عبداللہ اپنے استاد شیخ عبدالحفیظ عجیمی حنفی کی وفات پر ۱۲۴۵ھ میں ان کی جگہ ''مفتی مکہ'' ہوئے اور اپنی وفات ۱۲۷۳ھ تک اس پر تعینات رہے، آپ نے دو عالم و فاضل فرزند یادگار چھوڑے، علامہ سید ابراہیم میر غنی اور مفتی سید احمد میر غنی۔(نشر النور، ص۳۲۲۔۳۲۳)

[۳۰]۔ان ایام میں خلافت عثمانیہ کی طرف سے حسیب پاشا گورنر حجاز تھے، جو ۱۲۶۴ھ کو گورنر ہوئے اور ۱۲۶۶ھ میں معزول کئے گئے۔(نشر النور، حاشیہ ص۳۲۲)

[۳۱]۔مفتی سید محمد حسین کتبی حنفی ۱۲۵۵ھ میں اپنے وطن سے ہجرت کر کے مکہ مکرمہ پہنچے، آپ علامہ سید احمد طحطاوی حنفی رحمتہ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں، مفتی سید محمد حسین کتبی ۱۲۰۲ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۲۸۱ھ میں مکہ مکرمہ میں وفات پائی، آپ ایک سال تک ''مفتی مکہ'' رہے بعد ازاں استنبول سے خلیفہ عثمانی کے حکم پر مفتی سید عبداللہ میر غنی پھر سے اس منصب پر بحال کئے گئے اور اپنی

وفات تک اس پر موجود رہے، سید محمد کتبی کی متعدد تصنیفات ہیں جن میں ''حاشیہ علی شرح العینی علی الکنز'' وغیرہ کتب شامل ہیں۔ (اهل الحجاز بعبقهم التاریخی، حسن عبدالحیٔ قزاز مکی (پ۔۱۳۳۸ھ) طبع اول ۱۴۱۵ھ/۱۹۹۴ء، مطبع موسسۃ المدینۃ للصحافۃ جدہ، ص ۳۱۸)

[۳۲]۔علامہ سید محمد عثمان بن عبداللہ بن سید محمد ابی بکر میر غنی ۱۲۰۸ھ میں مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے اور ۱۲۶۸ھ میں طائف میں وفات پا کر مکہ مکرمہ میں سپرد خاک ہوئے، آپ کے اساتذہ میں آپ کے چچا سید یاسین میر غنی وغیرہ اکابر مشائخ شامل ہیں، سید محمد عثمان مکہ مکرمہ میں تصوف وصوفیاء کے سلسلہ میر غنیۃ کے شیخ طریقت تھے، جب ولی کامل علامہ سید احمد بن ادریس رحمۃ اللہ علیہ مکہ مکرمہ حاضر ہوئے تو انہوں نے سلسلہ شاذلیہ میں بھی سید محمد عثمان میر غنی کو اجازت عطا فرمائی، آپ کی متعدد تصانیف ہیں ان میں اورادو ازکار پر ایک کتاب اور ''شرح منظومۃ البیقونیہ فی مصطلح الحدیث'' وغیرہ شامل ہیں۔ (نشر النور، ص ۴۹۲)

[۳۳]۔نشر النور، ص ۳۱۹۔۳۲۱

[۳۴]۔ایضاً، ص ۲۶۰۔۲۶۱

[۳۵]۔علامہ ابو حفص عمر بن عبدالکریم بن عبدالرسول رحمہم اللہ تعالیٰ، خاتم المحققین تھے، آپ کے مناقب پر آپ کے ایک شاگرد شیخ ابوبکر زرعہ (م۔۱۲۶۲ھ) نے ایک کتاب لکھی، شیخ عمر ۱۱۸۵ھ میں مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے، آپ نے مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ اور حرمین شریفین حاضر ہونے والے مصر وشام کے بکثرت علماء سے فیض پایا، آپ نو برس مدینہ منورہ مقیم رہے اور وہاں کے فضلاء سے استفادہ کیا، آپ حرم مکی میں مدرس اور کچھ عرصہ قاضی مکہ رہے، آپ اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شدید محبت کرتے تھے، علامہ عمر عبدالرسول نے ۲۱ ربیع الاول ۱۲۴۷ھ کو وصال فرمایا اور طبعی عمر میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت پائی، مسجد الحرام میں علامہ سید یاسین میر غنی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور المعلیٰ میں سادات باعلوی کے احاطہ میں قبر بنی، آپ کے شاگردوں میں حمزہ عاشور، شیخ العلماء شیخ عبداللہ سراج (پ۔۱۲۰۰ھ)، علامہ

سید محمد سنوسی مالکی مراکشی مکی (م۔۱۲۷۶ھ)، مفتی سید عبداللہ میر غنی، مفتی شافعیہ مکہ محمد حبشی (م۔۱۲۸۱ھ)، شیخ محمد خضر بصری مکی شافعی (م۔۱۲۶۰ھ تقریباً)، شیخ صدیق کمال حنفی مکی (م۔۱۲۸۴ھ)، شیخ جمال حنفی مکی (م۔۱۲۸۴ھ) اور استنبول میں خلافت عثمانیہ کے شیخ الاسلام شیخ احمد عارف بیگ نیز محدث ہند ارتضیٰ علی عمری صوفی وغیرہ شامل ہیں۔ (نشر النور، ص ۳۷۸۔۳۸۰)

[۳۶]۔ شیخ عبدالحفیظ عجیمی حنفی مکہ مکرمہ کے ایسے گھرانے سے تعلق رکھتے تھے جو علم و فضل میں ممتاز تھا، آپ کے دادا مسند حجاز شیخ حسن عجیمی رحمۃ اللہ علیہ (م۔۱۱۱۳ھ) مکہ مکرمہ کے کثیر التصانیف علماء میں سے ہیں، جن میں متعدد کتب تصوف اور صوفیاء پر ہیں، شیخ عبدالحفیظ عجیمی ۱۲۲۱ھ میں قاضی مکہ بنے پھر مفتی بنائے گئے، آپ کی چند تصانیف ہیں جن پر معاصر علماء مکہ مکرمہ نے تقاریظ لکھیں، آپ نے ۲ ربیع الاوّل ۱۲۴۶ھ یا ۱۲۴۵ھ میں وفات پائی، اس موقع پر مفتی سید عبداللہ میر غنی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا! آج فقہ، ابوحنیفہ صغیر کے ساتھ دفن ہوگئی۔ (نشر النور، ص ۲۳۱۔۲۳۲)

[۳۷]۔ شریف یحیٰی بن سرور بن مساعد ۱۲۲۸ھ سے ۱۲۴۲ھ تک امیر مکہ رہے۔ (نشر النور، حاشیہ ص ۴۹۰)

[۳۸]۔ نشر النور، ص ۴۸۹۔۴۹۰

[۳۹]۔ ایضاً ص ۲۵۶

[۴۰]۔ شیخ جمال (م۔۱۲۸۴ھ) بن عبداللہ بن شیخ عمر حنفی، محدث، مفسر، فقیہ، عالم باعمل تھے، آپ اپنے دور کے بے نظیر فقیہ تھے، اپنے استاد شیخ عبداللہ سراج کی وفات کے بعد ان کی جگہ ''شیخ العلماء مکہ'' مقرر ہوئے، بعد ازاں ''مفتیٔ احناف'' کا منصب بھی آپ کے سپرد ہوا، آپ نے یہ دونوں ذمہ داریاں احسن طریقے سے نبھائیں، آپ کی وفات کے بعد علامہ سید احمد دحلان مکی مفتی شافعیہ (م۔۱۳۰۴ھ) کو ''شیخ العلماء'' اور شیخ عبدالرحمٰن سراج (م۔۱۳۱۴ھ) کو''

مفتی احناف'' بنایا گیا، جس روز شیخ جمال نے وفات پائی تو شہر مکہ مکرمہ کے تمام بازار بند ہو گئے اور امیر مکہ شریف عبداللہ سمیت خلق کثیر نے آپ کی نماز جنازہ میں شرکت کی سعادت حاصل کی، آپ کی تصانیف کے نام یہ ہیں:

۔فتاویٰ علیھا العمل والمعمول ببلد اللہ الامین

۔الفتاویٰ الجمالیہ

۔رسالہ فی فضائل لیلۃ النصف من شعبان

۔مناقب السادۃ البدرین

۔مناقب سیدنا عبدالرحمٰن بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنھم

۔مناقب سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ (نشر النور، ص ۱۶۱۔۱۶۲)

شیخ جمال حنفی رحمۃ اللہ علیہ، فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے استاد شیخ عبدالرحمٰن سراج حنفی رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ میں سے ہیں۔ (الملفوظ، ج ۲، ص ۱۳۷)

[۴۱]۔مولانا رحمت اللہ کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ (م۔۱۳۰۸ھ) ہندوستان سے ہجرت کر کے ۱۲۷۰ھ میں مکہ مکرمہ پہنچے جہاں علامہ سید احمد دحلان رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی قدردانی سے کام لیا اور آپ کو حرم مکی میں مدرس تعینات کیا، بعد ازاں مولانا رحمت اللہ کیرانوی نے ۱۲۹۰ھ میں وہاں پر مدرسہ صولتیہ قائم کیا اور اس میں درس دینے لگے، آپ سے علماء مکہ کی کثیر تعداد نے مختلف علوم اسلامیہ حاصل کئے، مولانا کیرانوی کے مفصل حالات کے لئے ملاحظہ ہو:

۔اعلام الحجاز فی القرن الرابع عشر للھجرۃ، محمد علی مغربی، مطبع دار البلاد جدہ، جلد دوم، ص ۲۸۶۔۳۱۳

۔ماہنامہ المنھل جدہ، شمارہ دسمبر ۱۹۸۸ء۔ جنوری ۱۹۸۹ء، ص ۱۵۲۔۱۶۶، مضمون بعنوان ''المدرسۃ الصولتیہ وجھاد قرن من الزمان'' از قلم مسعود سلیم رحمت اللہ۔

مولانا رحمت اللہ کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ نے علمائے دیوبند کے نظریات کی تردید میں

لکھی گئی دو کتب مولانا عبدالسمیع میرٹھی (رام پور منہاراں۔ میرٹھ، یوپی) کی ''انوار ساطعہ'' کے دوسرے ایڈیشن اور مولانا غلام دستگیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ کی ''تقدیس الوکیل'' پر تقریظات لکھیں۔

[۴۲]۔ علامہ سید عبداللہ بن علامہ سید محمد عبداللہ بخاری المشہور بہ کوجک حنفی اپنے وطن سے ہجرت کر کے مکہ مکرمہ پہنچے، بعد ازاں مدینہ منورہ حاضر ہوئے اور وہاں پر علامہ محدث شیخ محمد عابد سندھی (م۔۱۲۵۲ھ) صاحب ''طوالع الانوار شرح الدر المختار'' (آٹھ جلدوں میں) کے حلقہ درس میں شامل ہوئے، پھر واپس مکہ مکرمہ آ کر مسجد الحرام میں درس دینا شروع کیا جہاں بہت سے اہل علم نے آپ سے استفادہ کیا، سید عبداللہ کوجک نے ۱۲۹۷ھ کو وفات پائی، آپ کے بیٹے سید حسن حرم مکی میں احناف کے امام تھے۔ (نشر النور، ص ۳۱۶۔۳۱۷)

[۴۳]۔ نشر النور، ص ۴۹۰

[۴۴]۔ شیخ حسن (م۔۱۳۱۰ھ) بن عبدالقادر طیب حنفی مکہ مکرمہ میں موجود احناف کے اکابر علماء میں سے تھے، آپ کے اساتذہ میں شیخ العلماء شیخ جمال مکی، سید محمد کتبی الکبیر اور عالم جلیل شیخ رحمت اللہ کیرانوی اہم ہیں، شیخ حسن طیب کی تصانیف میں شرح علی منظومۃ بدء الامالی، شرح علی الاجرومیہ، شرح علی الرسالۃ الجامعۃ وغیرہ کتب شامل ہیں۔ (نشر النور، ص ۱۶۶۔۱۶۷)

[۴۵]۔ مولانا غلام دستگیر قصوری کی کتاب ''تقدیس الوکیل'' پر مولانا حضرت نور افغانی (وفات ۱۳۲۱ھ بمقام مکہ مکرمہ) مدرس اوّل مدرسہ صولتیہ کی تصدیق موجود ہے۔

[۴۶]۔ نشر النور، ص ۱۳۴۔۱۳۵

[۴۷]۔ اہل الحجاز بعبقہم التاریخی، ص ۲۶۶

[۴۸]۔ سیر وتراجم بعض علمائنا فی القرن الرابع عشر للھجرۃ، عمر عبدالجبار، مکتبہ تہامہ پوسٹ بکس ۵۴۵۵ جدہ، طبع سوم ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۲ء، ص ۷۴۔۷۵

[۴۹]۔ نشر النور، مقدمہ ص ۳۲

[۵۰]۔ ایضاً، ص ۳۱۷

[۵۱]۔ ماہنامہ المنہل جدہ، شمارہ دسمبر ۸۸ء، جنوری ۱۹۸۹ء، ص ۱۶۴

[۵۲]۔ شیخ عبدالرحمٰن سراج مکی حنفی رحمتہ اللہ علیہ (۱۲۴۹ھ۔۱۳۱۴ھ) فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے استاد ہیں، آپ دو بار مفت احناف رہے، پہلی بار ۱۲۸۴ھ سے ۱۲۹۸ھ تک، تھوڑے ہی عرصہ بعد پھر یہ ذمہ داری سنبھالی اور ۱۳۱۰ھ تک اس کے فرائض بڑی خوش اسلوبی سے انجام دیئے، آپ کی تصانیف یہ ہیں، ضوء السراج علی جواب المحتاج فی الفتاویٰ (چار جلدوں میں)، مجموعہ فی الفقہ تشتمل علی غرائب المسائل، شیخ عبدالرحمٰن سراج حنفی کے حالات کے لئے ملاحظہ ہوں:

۔نشر النور، ص ۲۴۳۔۲۴۴

۔معجم المؤلفین، عمر رضا کحالہ، ج ۵، ص ۱۴۹۔۱۵۰

۔ہدیۃ العارفین، اسماعیل پاشا بغدادی، ص ۵۵۸

۔اعلام الحجاز، محمد علی مغربی، ج ۳، ص ۲۳۸۔۲۷۲

''الدولتہ المکیہ'' پر شیخ عبدالرحمٰن سراج مکی کے بیٹے شیخ عبداللہ سراج مکی رحمتہ اللہ علیہ (م۔۱۳۶۸ھ) کی تقریظ موجود ہے۔

[۵۳]۔ نشر النور، ص ۲۴۴

[۵۴]۔ ایضاً، ص ۶۰، ۱۶۱

[۵۵]۔ شریف عون رفیق پاشا بن محمد بن عبدالمعین ۱۲۹۹ھ سے اپنی وفات ۱۳۲۳ھ تک امیر مکہ رہے۔ (نشر النور، حاشیہ ص ۲۰۷)

[۵۶]۔ مفتیٔ احناف شیخ عبداللہ بن عباس بن جعفر بن عباس بن محمد بن صدیق حنفی ۱۲۷۰ھ میں پیدا ہوئے، ۱۳۱۱ھ میں مفتی احناف بنے اور اسی دوران ۱۳۲۵ھ میں دورہ یمن پر گئے اور وہاں کے شہر صنعاء میں وفات پائی، شیخ عبداللہ نیز ان کے والد ماجد شیخ عباس حنفی کے حالات نشر النور، ص ۳۰۴۔۳۰۵، ۲۲۸۔۲۲۹ پر دیئے گئے ہیں۔

۴؍صفر ۱۳۲۴ھ کو حرم مکی کے کتب خانہ میں فاضل بریلوی اور مفتی احناف شیخ عبداللہ کے درمیان ملاقات ہوئی۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: الملفوظ، حصہ دوم، ص ۱۳۷۔۱۳۸

[۵۷]۔نشر النور، ص ۳۰۴

[۵۸]۔شیخ درویش بن حسن عجیمی حنفی مکی ۱۲۷۶ھ میں پیدا ہوئے، قرآن مجید حفظ کیا اور مسجد الحرام میں نماز تراویح پڑھائی، متعدد فضلاء مکہ سے علوم اخذ کئے، آپ کے دیگر اساتذہ میں شیخ عبدالقادر شمس (پ۔۱۲۵۵ھ)، سید البکری شطا شافعی مکی (م۔۱۳۱۰ھ) اور شیخ عبدالرحمٰن سراج شامل ہیں، شیخ درویش مسجد الحرام میں امام وخطیب اور مدرس رہے، آپ نے ۱۳۴۶ھ میں وفات پائی۔(نشر النور، ص ۱۹۴)

[۵۹]۔شیخ ابوالخیر حضرمی مکی مسجد الحرام میں مدرس اور شوافع کے امام رہے۔(نشر النور، ص ۳۴۶)

[۶۰]۔شیخ عبداللہ لبنی حنفی مکی مسجد الحرام میں مدرس تھے، آپ کے دیگر اساتذہ یہ ہیں، علامہ سید بکری شطا، شیخ محمد خیاط شافعی، نیز آپ کے بھائی شیخ جعفر لبنی (م۔۱۳۴۰ھ)، تکمیل تعلیم کے بعد شیخ عبداللہ لبنی حرم مکی میں مدرس رہے۔(نشر النور، ص ۳۱۷)

[۶۱]۔شیخ محمد مرزل حنفی (م۔۱۳۳۲ھ) حرم مکی میں فقہ کا درس دینے پر مامور تھے جسے وفات تک جاری رکھا۔(نشر النور، ص ۴۸۲)

[۶۲]۔علی حافظ (۱۳۲۷ھ۔۱۴۰۸ھ) مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم مدینہ منورہ کے اسکولوں میں حاصل کی، پھر مسجد نبوی شریف میں داخلہ لیا جو اس زمانے میں ایک یونیورسٹی کی حیثیت رکھتی تھی اور یہاں سے علماء فارغ التحصیل ہو کر نکلتے تھے، کئی سال بعد وہاں سے معلم کا سرٹیفکیٹ حاصل کیا، آپ عملی زندگی میں مدینہ منورہ میونسپلٹی کے چیئرمین رہے، اپنے بھائی عثمان حافظ کے ساتھ مل کر ۱۳۵۶ھ میں مدینہ منورہ سے پہلا روزنامہ اخبار ''المدینۃ المنورہ'' کے نام سے جاری کیا جو بعد ازاں جدہ منتقل کیا گیا اور وہاں سے اب تک شائع ہو رہا ہے، علی حافظ نے

نظم ونثر میں چند تصنیفات چھوڑیں، متعدد انعامات حاصل کئے، ۱۳۶۰ھ/ ۱۹۴۱ء میں شاہ عبدالعزیز ال سعود نے حجاز کے مختلف شہروں کی نمائندگی کرنے والے وفود کو ریاض آنے کی دعوت دی، اس پر مدینہ منورہ سے بارہ رکنی نمائندہ وفد ریاض گیا، علی حافظ اس کے رکن تھے۔ (اعلام الحجاز، محمد علی مغربی، مطبع موسئہ المدنی عباسیہ قاھرہ، جلد سوم، طبع اول ۱۴۱۰ھ/ ۱۹۹۰ء، ص ۴۰۰، نیز ، فصول من تاریخ المدینہ المنورہ، علی حافظ، ملخص اردو ترجمہ بنام "ابواب تاریخ المدینۃ المنورۃ" مترجم آل حسن صدیقی، مطبع شرکۃ المدینۃ المنورہ، للطباعۃ والنشر جدہ، طبع اول ۱۴۱۷ھ/ ۱۹۹۶ء، آخری صفحہ)

[۶۳]۔ ابواب تاریخ المدینۃ المنورۃ، ص ۱۶۳

[۶۴]۔ حسین عرب ۱۳۳۸ھ/ ۱۹۱۹ء میں مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے، مسجد الحرام سے تعلیم کا آغاز کیا، نظم ونثر میں متعدد تصانیف ہیں، ۱۹۶۱ء۔ ۱۹۶۳ء تک سعودی عرب کے وزیر حج و اوقاف رہے۔ (الحرکۃ الادبیۃ فی المملکۃ العربیۃ السعودیۃ، ڈاکٹر بکری شیخ امین، دار العلم للملایین بیروت لبنان، طبع چہارم، ص ۲۱۱)

[۶۵]۔ ماہنامہ المنھل جدہ، شمارہ دسمبر ۱۹۸۸ء، جنوری ۱۹۸۹ء، ص ۴۶۔ ۴۸

[۶۶]۔ سید علوی مالکی رحمۃ اللہ علیہ (۱۳۲۸ھ۔ ۱۳۹۱ھ) مولانا مصطفٰے رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ہیں نیز آپ کے جلیل القدر فرزند پروفیسر ڈاکٹر سید محمد بن علوی مالکی رحمۃ اللہ علیہ مولانا ضیاء الدین احمد قادری مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ہیں۔ سید علوی مالکی کے حالات کے لئے ملاحظہ ہو: اعلام الحجاز، ج ۲، ص ۲۷۴۔ ۲۸۴

[۶۷]۔ اعلام الحجاز، ج ۴، ص ۲۶۔ ۴۰

[۶۸]۔ اعلام الحجاز، ج ۳، ص ۳۵۰

[۶۹]۔ شریف علی بن شریف عبداللہ ۱۳۲۳ھ سے ۱۳۲۶ھ تک امیر مکہ رہے۔ (نشر النور، حاشیہ ص ۳۰۵)

[۷۰]۔غیوب خمسہ سے مراد وہ پانچ علوم ہیں جن کا ذکر قرآن مجید میں ہے یعنی قیامت کب آئے گی، بارش کب برسے گی، حمل میں کیا ہے، کل کیا ہوگا، موت کہاں آئے گی۔ (سورۃ لقمان، پارہ ۲۱، آخری آیت)

[۷۱]۔الملفوظ، حصہ دوم، ص ۱۲۸۔۱۲۹

[۷۲]۔یاد رہے کہ الدولۃ المکیہ کے مطبوعہ نسخہ پر اکسٹھ علماء کرام کی تقاریظ دی گئی ہیں اور ابھی بہت سے عرب علماء کرام کی کی تقاریظ غیر مطبوعہ صورت میں دار العلوم امجدیہ کراچی میں موجود ہیں (الدولۃ المکیہ، طبع اول کراچی، صفحہ آخری)

[۷۳]۔الدولۃ المکیہ، (عربی اردو) لاہور ایڈیشن، ص ۲۰۶۔۲۰۷

[۷۴]۔حسام الحرمین، مولانا احمد رضا خاں بریلوی، مکتبہ نبویہ لاہور، ص ۳۵۔۳۹

[۷۵]۔سیر و تراجم، ص ۲۳۸

[۷۶]۔ماہنامہ المنہل، جدہ، شمارہ دسمبر ۸۸ء، جنوری ۱۹۸۹ء، ص ۱۶۵

[۷۷]۔سیر و تراجم، ص ۲۳۸۔۲۳۹

[۷۸]۔اھل الحجاز بعبقھم التاریخی، ص ۲۷۶

[۷۹]۔نشر النور، حالات مصنف از قلم محمد سعید عامودی و احمد علی، ص ۳۱

[۸۰]۔نشر النور، ص ۳۰۴۔۳۰۵

[۸۱]۔سیر و تراجم، ص ۱۹۳۔۱۹۵

[۸۲]۔شیخ عرابی بن محمد صالح سجینی (۱۲۹۶ھ۔۱۳۷۹ھ) کے حالات کے لئے ملاحظہ ہوں: سیر و تراجم، ص ۱۹۰۔۱۹۲، اھل الحجاز بعبقھم التاریخی، ص ۲۷۶۔۲۷۹، نیز رجال من مکۃ المکرمہ، زھیر محمد جمیل کتبی مکہ (پ۔۱۳۷۵ھ)، مطبع دار الفنون للطباعۃ والنشر جدہ، طبع اول ۱۴۱۲ھ/۱۹۹۲ء، جلد سوم، ص ۵۵

[۸۳]۔شیخ محمد حامد جداوی رحمۃ اللہ علیہ مولانا رحمت اللہ کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ کے

شاگرد اور مسجد الحرام میں مدرس تھے۔ (ماہنامہ المنہل، جدہ، شمارہ دسمبر ۸۸ء جنوری ۱۹۸۹ء، ص ۱۶۵) حسام الحرمین پر آپ کی تقریظ موجود ہے۔

[۸۴]۔ الملفوظ، حصہ دوم، ص ۱۳۷

[۸۵]۔ ماہنامہ منار الاسلام، ابوظہبی، شمارہ اکتوبر ۱۹۸۷ء، ص ۱۰۶۔۱۱۳، ڈاکٹر رفیق مصری کا مضمون بعنوان "کیف عالج الفقہاء مشکلۃ تدھور النقود"

[۸۶]۔ نشر النور، ص ۱۴۴

[۸۷]۔ الملفوظ، حصہ دوم، ص ۱۳۸

[۸۸]۔ الاجازات المتینہ بعلماء بکہ والمدینۃ، (۱۳۲۴ھ)، مولانا احمد رضا خان بریلوی، منظمہ الدعوۃ الاسلامیہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور، ص ۴۹

[۸۹]۔ محمد علی مغربی ۱۳۳۳ھ/ ۱۹۱۵ء کہ جدہ میں پیدا ہوئیا ور ۱۴۱۷ھ/ ۱۹۹۶ء میں وفات پائی، اخبار "صوت الحجاز" (سن اجراء ۱۳۵۰ھ/ ۱۹۳۲ء) مکہ مکرمہ کے ایڈیٹر رہے، تاریخ، ادب، ثقافت، سوانح وغیرہ موضوعات پر پندرہ کے قریب مطبوعہ تصانیف ہیں، ایک نعتیہ دیوان شائع ہوا، آپ نے چودہویں صدی ہجری کے مشاہیر حجاز پر ۱۵۵۰ صفحات اور چار جلدوں پر مشتمل استی مشاہیر کے حالات پر کتاب "اعلام الحجاز" لکھی، جس میں فاضل بریلوی کے استاد شیخ عبدالرحمٰن سراج مکی حنفی، الدولۃ المکیہ کے مقرظ شیخ عبداللہ سراج حنفی (م۔۱۳۶۸ھ)، فاضل بریلوی کے خلیفہ شیخ احمد حضراوی (م۔۱۳۲۷ھ) اور مولانا مصطفٰے رضا خان بریلوی کے خلیفہ شیخ سید علوی بن عباس مالکی کے حالات درج ہیں۔

[۹۰]۔ اعلام الحجاز، ج ۴، ص ۲۳۸۔۲۳۹ ملخصا

[۹۱]۔ محمد سعید عامودی ۱۳۲۳ھ/ ۱۹۰۵ء میں مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے، مدرسہ الفلاح مکہ مکرمہ (سن تاسیس ۱۳۳۰ھ) میں تعلیم پائی، شاعر وادیب، مورخ وصحافی تھے، مجلس شوریٰ کے رکن رہے، متعدد عالمی ادبی کانفرنسوں میں سعودی عرب کی نمائندگی کی، اخبار صوت الحجاز، ماہنامہ

الحج (سن اجراء ۱۳۶۶ھ/ ۱۹۴۷ء) اور ماہنامہ رابطہ العالم الاسلامی (سن اجراء ۱۳۸۳ھ/ ۱۹۶۳ء) مکہ مکرمہ کے ایڈیٹر رہے، ۲؍شعبان ۱۴۱۱ھ کو وفات پائی، متعدد تصانیف ہیں جن میں اکثر مطبوع ہیں، تفصیلی تعارف کے لئے ملاحظہ ہوں: روزنامہ الندوہ مکہ مکرمہ، شمارہ ۲۷؍نومبر ۱۹۹۷ء، ص ۷ پر فاروق باسلامہ کا مضمون '' شخصیات مکیہ۔محمد سعید العامودی''، نیز الحرکۃ الادبیہ فی المملکۃ العربیۃ السعودیہ، ص ۱۰۳۔۱۰۴ اور اعلام الحجاز، ج ۴، ص ۲۳۲۔۲۴۰

[۹۲]۔احمد علی ۱۳۲۵ھ/ ۱۹۰۷ء میں ہندوستان میں پیدا ہوئے، مکہ مکرمہ تعلیم پائی، فارسی، انگریزی اور عربی زبانوں پر عبور حاصل کیا، سعودی عرب میں متعدد سرکاری عہدوں پر تعینات رہے، شریعت کالج مکہ مکرمہ کے صدر رہے، متعدد تصنیفات ہیں جن میں آل سعود خاندان پر بھی ایک تصنیف شامل ہے۔ (الحرکۃ الادبیہ، ص ۴۵۷)

[۹۳]۔نشر النور، ص ۵

[۹۴]۔عبدالقدوس انصاری ۱۳۲۴ھ/ ۱۹۰۶ء میں مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے، پانچ سال کی عمر میں والد نے وفات پائی، پھر اپنے خاندان کے ایک بزرگ مسجد نبوی کے مدرس شیخ محمد طیب انصاری نے پرورش کی نیز ابتدائی تعلیم دی، ۱۳۴۱ھ میں عبدالقدوس انصاری نے مولوی حسین احمد فیض آبادی (۱۲۹۶ھ۔۱۳۷۷ھ) کے بڑے بھائی مولوی احمد فیض آبادی (۱۲۹۳ھ۔۱۳۵۸ھ) کے قائم کردہ مدرسہ العلوم الشرعیہ (سن تاسیس ۱۳۴۰ھ) میں داخلہ لے لیا اور مولوی احمد فیض آبادی سے تعلیم مکمل کی، سرکاری ملازمت سے عملی زندگی کا آغاز کیا بعد ازاں صحافت سے وابستہ ہو گئے اور ۱۳۵۵ھ میں مدینہ منورہ سے ماہنامہ ''المنھل'' جاری کیا جواب جدہ سے شائع ہو رہا ہے، عبدالقدوس انصاری نے ۱۴۰۳ھ میں وفات پائی، نظم ونثر میں متعدد تصانیف ہیں، ان میں مدینہ منورہ کے آثار قدیمہ پر ایک کتاب، اپنے استاد مولوی احمد فیض آبادی، نیز شاہ عبدالعزیز ال سعود پر کتب وغیرہ شامل ہیں۔ (اعلام الحجاز، ج ۲، ص ۱۸۶۔۲۴۰، نیز اعلام من ارض النبوۃ، انس یعقوب کتبی مدنی (پ ۱۳۹۳ھ)، جلد دوم، طبع اول ۱۴۱۵ھ ۱۹۹۴ء، مطبع

دار البلاد للطباعۃ والنشر جدہ، ص ۴۲)

مولوی احمد فیض آبادی کے قائم کردہ اس مدرسہ کو ھاشمی حکومت نے بند کرادیا تھا، سعودی عہد میں دوبارہ کھولا گیا، اس مدرسہ پر ڈاکٹر محمد عید خطراوی نے کتاب بنام ''مدرسۃ العلوم الشرعیۃ'' لکھی جو مطبوع ہے، اس میں جن مقامی لوگوں نے تعلیم پائی ان میں ایک نام محمد علی حرکان ہے، جو بعدازاں رابطہ عالم اسلامی کے سیکرٹری جنرل رہے اور اس دعران فاضل بریلوی کے اردو ترجمہ قرآن کنزالایمان و دیگر تصانیف کے چند عرب ممالک میں داخلہ پر پابندی کی مہم میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

[۹۵]۔ نشر النور، ص ۱۳،۱۴، ۲۹

[۹۶]۔ محمد حسین نصیف ۱۳۰۲ھ میں جدہ میں پیدا ہوئے، ۱۳۹۱ھ میں طائف میں وفات پائی اور جدہ میں دفن ہوئے، یہ جدہ کے اہم تاجر، سیاسی وعلمی شخصیت تھے، شاہ عبدالعزیز آل سعود (م ۱۳۷۳ھ/۱۹۵۳ء) حجاز پر اپنی حکمرانی قائم کرنے کے بعد ۱۳۴۴ھ میں پہلی بار جدہ آئے تو انہی محمد حسین نصیف کے محل نما گھر میں بیٹھ کر اہل حجاز کے وفود سے اطاعت کی بیعت لی۔ (اعلام الحجاز، ج ۲، ص ۲۳۲)

[۹۷]۔ رشدی صالح مَلْحَس نامور ادیب وصحافی تھے، سعودی عہد میں مکہ مکرمہ سے شائع ہونے والے پہلے اخبار ''ام القریٰ'' (سن اجراء ۱۳۴۳ھ) کے ایڈیٹر رہے، متعدد تصنیفات ہیں، ان میں ''تاریخ الطباعۃ والصحافۃ فی الحجاز'' اہم ہے (الحرکۃ الادیبیہ، ص ۱۰۳)

[۹۸]۔ عمر عبدالجبار ۱۳۲۰ھ میں مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے، مسجد الحرام میں تعلیم پائی، ھاشمی عہد میں عسکری کالج سے ڈگری حاصل کر کے فوج میں افسر بھرتی ہو کر عملی زندگی کا آغاز کیا، حجاز کے نامور ادیب، صحافی و ماہر تعلیم تھے، ۱۳۹۱ھ میں مکہ مکرمہ میں وفات پائی، متعدد تصنیفات ہیں جن میں ''سیر وتراجم'' اہم ہے، جس میں چودھویں صدی ہجری کے ۱۱۸ سے زائد علمائے مکہ مکرمہ کے حالات درج ہیں، اس کتاب پر عبدالقدوس انصاری نے مقدمہ لکھا، عمر عبدالجبار سعودی

عہد میں مکہ مکرمہ میں مختلف عہدوں، حرم مکی پولیس کے افسر اعلیٰ اور پاسپورٹ آفس مکہ مکرمہ کے ڈائریکٹر وغیرہ تعینات رہے۔ (سیر وتراجم، ص آخر)

[۹۹] ۔عبداللہ عبدالجبار مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے، وہیں تعلیم پائی پھر مزید حصول علم کے لئے مصر کی ایک یونیورسٹی میں داخلہ لیا اور سند حاصل کی، سعودی وزارت تعلیم میں متعدد اعلیٰ عہدوں پر متمکن رہے، پانچ سے زائد تصنیفات ہیں، ان میں ''قصة الادب فی الحجاز'' اہم ہے جو ڈاکٹر محمد عبدالمنعم خفاجی کے ساتھ مل کر تصنیف کی اور ۱۹۵۸ء میں قاہرہ سے شائع ہوئی۔ (الحرکة الادبیہ، ص ۴٦۷، ٦۵)

[۱۰۰] ۔نشر النور، مقدمہ ص ٦

[۱۰۱] ۔محمد سُرُور صبان ۱۳۱٦ھ/ ۱۸۹۸ء میں جدہ میں پیدا ہوئے، جدہ و مکہ مکرمہ میں تعلیم پائی، ادیب و شاعر تھے، شاہ فیصل (م ۔۱۳۹۵ھ/ ۱۹۷۵ء) کے دور میں وزیر مالیات اور پھر رابطہ عالم اسلامی کے سیکرٹری جنرل رہے، چند تصانیف ہیں جن میں ''ادب الحجاز'' اہم ہے، جس کا دوسرا ایڈیشن ۱۹۵۸ء میں مصر سے شائع ہوا، مکہ مکرمہ کے ذاتی کتب خانوں محمد سرور صبان کا ذخیرہ کتب سب سے اہم ہے، ۱۳۹۱ھ میں وفات پائی۔ (اعلام الحجاز، ج ۱، ص ۲۴۰ ۔ ۲۵۲)

[۱۰۲] ۔نشر النور، مقدمہ ص ۸ ۔ ۱۱ ملخصاً

[۱۰۳] ۔اعلام الحجاز، ج ۴، ص ۹۸، الدلیل المشیر، ص ۲۲۲

[۱۰۴] ۔ایضاً

[۱۰۵] ۔الدلیل المشیر، ابی بکر حبشی علوی (م ۱۳۷۴ھ)، مکتبہ المکیہ مکہ مکرمہ، طبع اول ۱۴۱۸ھ/ ۱۹۹۷ء، ص ۲۱۷، نیز اعلام الحجاز، ج ۴، ص ۸۹

[۱۰٦] ۔مولانا غلام دستگیر قصوری کی ''تقدیس الوکیل'' پر مولانا عبدالسبحان مدرس دوم مدرسہ کی تصدیق موجود ہے۔

[۱۰۷] ۔مولانا حضرت نور افغانی تقریباً ۱۲۵۰ھ میں اپنے آبائی وطن میں پیدا ہوئے

اور ۱۲۹۱ھ میں مکہ مکرمہ ہجرت کر گئے جہاں مولانا رحمت اللہ کیرانوی سے متعدد علوم حاصل کئے، بعد ازاں مدرسہ صولتیہ و مسجد الحرام میں مدرس رہے، ۱۳۲۱ھ میں وفات پائی۔(نشر النور، ص ۵۰۳۔۵۰۴)

[۱۰۸]۔سیر وتراجم، ص ۲۰۲

[۱۰۹]۔ماہنامہ المنہل جدہ، شمارہ دسمبر ۸۸ء، جنوری ۱۹۸۹ء، ص ۱۶۵

[۱۱۰]۔محدث شام سید بدرالدین دمشقی رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۶۷ھ۔۱۳۵۴ھ) سے خلق کثیر فیض یاب ہوئی، مولانا ضیاء الدین قادری مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے تلامذہ میں شامل ہیں، علماء دیوبند کے سرخیل مولوی رشید احمد گنگوہی و مولوی خلیل احمد انبیٹھوی نے محافل میلاد و قیام کو فعل ہنود مثل کنھیا کے جنم دن وغیرہ سے تشبیہ دی جس کی تفصیل ''براھین قاطعہ'' میں درج ہے، ۱۳۲۹ھ میں مدینہ منورہ میں مقیم ہندوستان کے دو علماء مولانا احمد علی قادری رامپوری و مولانا محمد کریم اللہ پنجابی نے قول گنگوہی کا عربی ترجمہ کر کے استفتاء کی صورت میں دمشق (شام) میں محدث سید بدرالدین حسنی کی خدمت میں بھیجا، آپ نے اس کے مفصل جواب کے لئے اپنے شاگرد خاص علامہ محمود آفندی عطار رحمۃ اللہ علیہ کو حکم دیا، علامہ عطار نے قول گنگوہی کا مفصل رد لکھا جو ''استحباب القیام عند ذکر ولادۃ علیہ الصلوٰۃ والسلام'' کے عنوان سے دمشق کے ماہنامہ ''الحقائق'' شمارہ محرم ۱۳۳۰ھ میں شائع ہوا۔

فاضل بریلوی کی کتاب ''الدولۃ المکیہ'' پر محدث شام کے فرزند علامہ سید تاج الدین دمشقی رحمۃ اللہ علیہ نے تقریظ لکھی، محدث شام اور ان کے جلیل القدر فرزند کا ذکر خیر مولانا شہاب الدین رضوی ایڈیٹر ماہنامہ ''سنی آواز'' بریلی کی کتاب ''علماء عرب کے خطوط فاضل بریلوی کے نام'' ناشر رضا اکیڈمی بمبئی طبع اول ۱۹۹۶ء میں موجود ہے، عربی میں محدث شام کے مفصل حالات کے لئے حسب ذیل دو کتب ملاحظہ ہوں:

۔شیخ محمد بدرالدین حسنی کما عرفتہ، تالیف شیخ محمد صالح فرفور دمشقی، دارالامام ابی حنیفہ

دمشق، طبع اول ۱۹۸۶ء

۔محدث الشام العلامہ السید بدرالدین حسنی، شیخ محمد عبداللہ الرشید، مکتبہ الامام الشافعی الریاض، طبع اول ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء

[۱۱۱]۔فاضل بریلوی اور مولانا عبدالحق الٰہ آبادی کے درمیان مکہ مکرمہ میں متعدد ملاقاتیں ہوئیں، حسام الحرمین پر آپ کی تقریظ موجود ہے۔

[۱۱۲]۔علامہ سید عبدالحی کتانی مراکشی رحمۃ اللہ علیہ (۱۳۰۳ھ۔۱۳۸۲ھ) وہ پہلے عرب عالم ہیں جنہیں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے خلافت عطا فرمائی، آپ نے متعدد موضوعات پر کتب تصنیف کیں، ان میں ''فہرس الفہارس'' کو عالمگیر پذیرائی ملی۔(الدلیل المشیر، ص ۱۴۸۔۱۷۵)

[۱۱۳]۔شیخ عمر حمدان محرسی تیونسی رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۹۱ھ۔۱۳۶۸ھ) ''محدث الحرمین'' کے لقب سے مشہور ہیں، الدولۃ المکیہ، حسام الحرمین پر تقاریظ لکھیں، شیخ عمر حمدان، فاضل بریلوی کے خلیفہ ہیں، الدلیل المشیر، سیر وتراجم اور اعلام من ارض النبوۃ جلد اول میں آپ کے حالات درج ہیں، نیز آپ کی علمی اسناد پر شیخ ابی الفیض فادانی نے کتاب ''اتحاف الاخوان باختصا مطمع الوجدان فی اسانید الشیخ عمر حمدان'] مرتب کی جس کا پہلا ایڈیشن ۱۳۷۱ھ میں قاہرہ سے اور دوسرا ۱۴۰۶ھ میں دمشق سے شائع ہوا۔

[۱۱۴]۔سید ابوبکر سالم البار حضرمی رحمۃ اللہ علیہ (۱۳۰۱ھ۔۱۳۸۴ھ) اور آپ کے والد ماجد سید سالم بن عیدروس البار علوی حضرمی رحمۃ اللہ علیہ دونوں فاضل بریلوی کے خلفاء میں سے ہیں، اول الذکر کے حالات الدلیل المشیر، سیر وتراجم اور اھل الحجاز بعبقھم التاریخی میں دئے گئے ہیں۔

[۱۱۵]۔الدلیل المشیر، ص ۲۲۳

[۱۱۶]۔نشر النور، ص ۴۰۳

ماخذ

(۱)۔قرآن حکیم

(۲)۔الاجازات المتینۃ لعلما بکۃ والمدینۃ (۱۳۲۴ھ)، مولانا احمد رضا خاں بریلوی، منظمہ الدعوۃ الاسلامیہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور، سن اشاعت درج نہیں۔

(۳)۔اعلام الحجاز، محمد علی مغربی، جلد اول، مطبع دار العلم للطباعۃ والنشر جدہ، طبع دوم ۱۴۰۵ھ/۱۹۸۵ء

(۴)۔اعلام الحجاز، جلد دوم، مطبع دار البلاد جدہ، طبع دوم ۱۴۱۵ھ/۱۹۹۴ء

(۵)۔اعلام الحجاز، جلد سوم، مطبع المدنی المؤسسۃ السعودیہ شارع عباسیہ قاہرہ، طبع اول ۱۴۱۰ھ/۱۹۹۰ء

(۶)۔اعلام الحجاز، جلد چہارم، مطبع دار البلاد جدہ، طبع اول ۱۴۱۴ھ

(۷)۔اعلام من ارض النبوۃ، سید انس یعقوب کتبی مدنی، جلد اول، مطبع دار البلاد جدہ، طبع اول ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۳ء

(۸)۔اعلام من ارض النبوۃ، جلد دوم، مطبع دار البلاد جدہ، طبع اول ۱۴۱۵ھ/۱۹۹۴ء

(۹)۔اھل الحجاز بعبقھم التاریخی، حسن عبدالحی قزاز، مطبع مؤسسۃ المدینۃ للصحافۃ جدہ، طبع اول ۱۴۱۵ھ/۱۹۹۴ء

(۱۰)۔الحرکۃ الادبیہ فی المملکۃ العربیۃ السعودیہ، ڈاکٹر بکری شیخ امین، دار العلم للملایین بیروت لبنان، طبع چہارم ۱۹۸۵ء

(۱۱)۔حسام الحرمین، مولانا احمد رضا خان بریلوی، مکتبہ نبویہ لاہور (عربی، اردو)

(۱۲)۔الدلیل المشیر الی فلک اسانید الاتصال بالحبیب البشیر ﷺ، شیخ ابی بکر حبشی علوی، مکتبہ المکیہ مکہ مکرمہ، طبع اول ۱۴۱۸ھ/۱۹۹۷ء

(۱۳)۔الدولۃ المکیہ ،مولانا احمد رضا خاں بریلوی، کراچی ایڈیشن، طبع اول، (عربی، اردو)

(۱۴)۔الدولۃ المکیہ ،لاہور ایڈیشن، طبع اول، (عربی، اردو)

(۱۵)۔رضال من مکۃ المکرمہ، زہیر محمد جمیل کتبی مکی، جلد سوم، مطبع دار الفنون للطباعۃ جدہ، طبع اول ۱۴۱۲ھ/۱۹۹۲ء

(۱۶)۔سیر وتراجم بعض علمائنا فی القرن الرابع عشر للھجرۃ، عمر عبد الجبار، مکتبہ تھامہ جدہ، طبع سوم ۱۴۰۳ھ ۱۹۸۲ء

(۱۷)۔المختصر من کتاب نشر النور والزھر، اختصار محمد سعید عامودی واحمد علی، عالم المعرفہ جدہ، طبع دوم ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۶ء

(۱۸)۔ماہنامہ الحقائق، دمشق، شمارہ محرم ۱۳۳۰ھ

(۱۹)۔ماہنامہ منار الاسلام، ابوظہبی، شمارہ ربیع الاول ۱۴۰۸ھ/ اکتوبر ۱۹۸۷ء

(۲۰)۔ماہنامہ المنھل جدہ، شمارہ دسمبر ۸۸ء جنوری ۱۹۸۹ء

(۲۱)۔روزنامہ الندوۃ مکہ مکرمہ، شمارہ ۲۷ نومبر ۱۹۹۷ء

(۲۲)۔ابواب تاریخ المدینۃ المنورۃ (فصول من تاریخ المدینۃ المنورۃ)، علی حافظ، مترجم آل حسن صدیقی، مطبع شرکۃ المدینۃ المنورہ للطباعۃ والنشر جدہ، طبع اول ۱۴۱۷ھ/ ۱۹۹۶ء

(۲۳)۔انوار ساطعہ در بیان مولود و فاتحہ، مولانا عبد السمیع رامپوری، مطبع مجتبائی دہلی، طبع ۱۳۴۶ھ

(۲۴)۔ براھین واطعہ، مولوی رشید احمد گنگوھی و مولوی خلیل احمد انبیٹھوی، دار الاشاعت اردو بازار کراچی، طبع ۱۹۸۷ء

(۲۵)۔تقدیس الوکیل عن توھین الرشید والخلیل، مولانا غلام دستگیر قصوری، نوری بک ڈپو لاہور

(۲۶)۔علماء عرب کے خطوط فاضل بریلوی کے نام، مولانا شہاب الدین رضوی، رضا

اکیڈمی بمبئی، طبع اول   ۱۹۹۶ء

(۲۷)۔ الملفوظ (۱۳۳۸ھ) مولانا احمد رضا خاں بریلوی، مرتب مولانا مصطفیٰ رضا خاں بریلوی، مدینہ   پبلشنگ کمپنی کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تیسرا حصہ

فاضل بریلوی اور مفتی مالکیہ شیخ حسین مکی الازہری کا خاندان

تیرھویں صدی ہجری کے مکہ مکرمہ میں ''شیخ حسین مالکی'' نام کے دو جلیل القدر علماء موجود تھے، جو مسجد الحرام کے امام، خطیب، مدرس اور مفتی مالکیہ کے یکساں مناصب پر فائز رہے، ان میں ایک گورنر مکہ، شریف غالب کے دور میں مفتی مالکیہ رہے اور انہوں نے تقریباً ۱۲۲۸ھ یا اس کے بعد وفات پائی[۱]، جبکہ دوسرے شیخ حسین مالکی رحمۃ اللہ علیہ گورنر مکہ، شریف محمد بن عون کے دور میں ہجرت کر کے مکہ مکرمہ آئے، ذیل کی سطور میں انہی ثانی الذکر شیخ حسین مالکی اور ان کی اولاد میں سے چند اکابر علماء کرام کے حالات پیش کئے جا رہے ہیں۔

مفتی مالکیہ شیخ حسین مکی الازہری رحمۃ اللہ علیہ

شیخ حسین بن ابراہیم بن حسین بن محمد بن عامر مالکی، مراکشی الاصل تھے [۲] لیکن آپ مصر میں پیدا ہوئے[۳]، آپ کا سلسلہ نسب طرابلس کے نواح میں آباد ایک ایسے خاندان سے جا ملتا ہے جو صدیوں وہاں آباد رہا، شیخ حسین مالکی ایک ماہر فقیہ، عقلی ونقلی علوم کے سمندر اور شیخ الشیوخ تھے، آپ ۱۲۲۲ھ میں پیدا ہوئے اور قرآن مجید حفظ کرنے کے بعد جامعہ الازہر میں تعلیم مکمل کی [۴]، شیخ احمد حضراوی [۵] لکھتے ہیں کہ شیخ حسین مالکی ۱۲۴۰ھ کے بعد گورنر مکہ شریف محمد بن عون [۶] کے توسط سے مکہ مکرمہ آئے اور مسجد الحرام میں مالکیہ کے امام وخطیب تعینات ہوئے، آپ اخلاق عظیمہ کے مالک اور علم وفضل، زہد وتقویٰ میں مشہور تھے، ۱۲۶۲ھ میں آپ کو ''مفتی مالکیہ''

کے اہم منصب پر تعینات کیا گیا[۷]، مسند افتاء کی ذمہ داریاں انجام دیتے ہوئے آپ نے کسی مصلحت کو پاس نہیں بھٹکنے دیا اور فتویٰ جاری کرتے ہوئے کسی فرد کے اثر ورسوخ کو خاطر میں نہیں لائے اور ہر فتویٰ میں پوری آزادی سے شرعی حکم بیان کیا، اسی باعث آپ نے عدل وانصاف میں شہرت پائی۔[۸]

شیخ حسین مالکی الازہری رحمتہ اللہ علیہ فن کتابت سے گہرا لگاؤ رکھتے تھے، آپ نے اکابرین کی لاتعداد کتب انتہائی خوبصورت خطاطی میں نقل کیں، حرم مکی لائبریری میں صحیح بخاری کا ایک مکمل نسخہ زیر نمبر ۱۰۵/ حدیث موجود ہے جو آپ نے ایک ہی قلم سے نقل کیا، تیس جلدوں پر مشتمل اس نسخہ کے آخری صفحہ پر شیخ حسین مالکی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ میں نے اس کی کتابت بروز جمعۃ المبارک ۷/رجمادی الاول ۱۲۸۴ھ کو کعبہ مشرفہ کے سائے میں مکمل کی[۹]، اسی لائبریری میں شیخ نجم الدین غیطی (م۹۸۱ھ) کی تصنیف ''الابتھاج فی الکلام علی الاسراء والمعراج'' زیر نمبر ۴۳/ تاریخ موجود ہے جسے شیخ حسین مالکی نے ۱۲۶۸ھ میں نقل کیا[۱۰]۔

حرم مکی میں شیخ حسین مالکی سے جن طلبان علم نے تعلیم پائی ان میں آپ کے فرزندان کے علاوہ چند مشہور علماء کرام کے نام یہ ہیں:

☆ امام حرم شیخ عبدالقادر مشاط مالکی[۱۱]

☆ مدرس حرم شیخ خلیفہ بن حمد نبھانی[۱۲]

☆ مدرس حرمین شریفین شیخ محمد بن سلیمان حسب اللہ شافعی[۱۳]

☆ مفتی مالکیہ وخطیب حرم شیخ ابوبکر بن حجی بسیونی[۱۴]

شیخ حسین مالکی رحمتہ اللہ علیہ نے مسجد الحرام کی امامت وخطابت، مدرس اور مفتی جیسی اہم ذمہ داریاں انجام دینے کے ساتھ ساتھ تصنیف وتالیف جیسے اہم کام پر بھی توجہ دی اور متعدد تصنیفات یادگار چھوڑیں جن کے نام یہ ہیں:

۔ رسالہ فی قرأۃ الامام حفص، اس کتاب کا ایک قلمی نسخہ حرم مکی لائبریری میں زیر نمبر

۱۴۳/لغۃ عربیہ موجود ہے جسے احمد محمد سرور جعلی نے ۱۲۸۳ھ میں نقل کیا۔[۱۵]

۔رسالۃ فی مصطلح الحدیث، زیرنمبر ۴۶/ حدیث، کاتب شیخ عبداللہ بن شیخ حسین مالکی۔

دوسرا نسخہ بخط شیخ محمد علی بن شیخ حسین مالکی، سن کتابت ۱۳۰۳ھ، زیرنمبر ۱۰۲/ حدیث۔[۱۶]

۔توضیح المناسک علی مذھب الامام مالک، سن کتابت ۱۲۶۸ھ، زیرنمبر ۵/ فقہ مالکی۔[۱۷]

۔تقییدات علی کتاب توضیح المناسک، سن کتابت ۱۲۶۸ھ، زیرنمبر ۵۲/ فقہ مالکی۔[۱۸]

۔شرح منسک الحطاب المسمی ھدایۃ السالک، بخط مصنف، سن کتابت ۱۲۶۵ھ، زیرنمبر ۵۲/ فقہ مالکی۔[۱۹]

۔قرۃ العین فی فتاوی الحسین، زیرنمبر ۴۸/ فتاوی۔[۲۰]

۔شفاء السقم وجلاء الظلم علی متن الحکم (العطائیہ)، زیرنمبر ۸۲/ تصوف۔[۲۱]

۔شرح بانت سعاد

۔حاشیہ علی العلامہ الدردیر[۲۲]۔غالباً یہ حاشیہ شیخ احمد بن محمد الدردیر (م ۱۲۰۱ھ) کی کتاب ''شرح اقرب المسالک لمذھب الامام مالک'' پر لکھا گیا۔

مفتی شیخ حسین مالکی نے اتوار کی رات ۱۰ ربیع الثانی ۱۲۹۲ھ کو وفات پائی اور قبرستان المعلیٰ مکہ مکرمہ میں سپرد خاک ہوئے، آپ نے پانچ عالم وفاضل فرزند یادگار چھوڑے، شیخ محمد، شیخ عبداللہ، شیخ امیر، شیخ عابد اور شیخ علی رحمہم اللہ تعالیٰ جمعیاً۔[۲۳]

مولانا احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۷۲ھ/ ۱۸۵۶ء۔۱۳۴۰ھ/ ۱۹۲۱ء) اور شیخ حسین مالکی الازھری رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان ملاقات نہیں، اس لئے کہ شیخ حسین مالکی، فاضل بریلوی کے پہلے سفر حج ۱۲۹۶ھ/ ۱۸۷۸ء سے چار سال قبل وصال فرما چکے تھے۔

مفتی مالکیہ شیخ محمد بن حسین مالکی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ حسین بن ابراہیم مالکی رحمتہ اللہ علیہ ۱۲۴۰ھ کے بعد یا ۱۲۵۵ھ میں مصر سے ہجرت کر کے مکہ مکرمہ پہنچے تو شیخ محمد کی عمر تقریباً تین سال تھی، آپ نے مکہ مکرمہ میں قرآن مجید حفظ کیا اور اپنے والد ماجد شیخ حسین مالکی کے علاوہ علامہ سید احمد زینی دحلان [۲۴] وغیرہ حرم مکی کے اکابر علماء کرام سے دیگر علوم اخذ کئے، شیخ حسین مالکی نے وفات پائی تو مفتی مالکیہ کا منصب آپ کے فرزند شیخ محمد کو سونپا گیا، شیخ محمد بن حسین مالکی رحمتہ اللہ علیہ بلند پایہ عالم دین، ادیب نیز اخلاق حسنہ کے مالک تھے، محرم ۱۳۰۹ھ میں مکہ مکرمہ میں طاعون کی وبا پھوٹ پڑی اور شیخ محمد نے اسی باعث وفات پائی [۲۵]، حرم مکی میں خانہ کعبہ کے دروازہ کے پاس آپ کی نماز جنازہ ادا کی گئی اور المعلیٰ قبرستان میں تدفین عمل میں آئی، آپ کی نسل باقی نہیں، آپ کے شاگردوں میں آپ کے بھائی شیخ علی مالکی اہم ہیں۔ [۲۶]

فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ جب پہلی بار حرمین شریفین حاضر ہوئے تو شیخ محمد بن حسین مالکی رحمتہ اللہ علیہ حرم مکی میں مالکیہ کے امام، خطیب اور مفتی جیسے تین اہم مناصب پر خدمات انجام دے رہے تھے، دونوں کے درمیان متعدد ملاقاتیں ہوئی ہوں گی، لیکن مطبوعہ کتب میں ان ملاقاتوں کی تفصیلات موجود نہیں۔

شیخ عبداللہ بن حسین مالکی رحمتہ اللہ علیہ

شیخ حسین بن ابراہیم مالکی رحمتہ اللہ علیہ کے فرزند دوم شیخ عبداللہ مالکی رحمتہ اللہ علیہ بھی مکہ مکرمہ کے اہم علماء میں سے تھے، علمائے حجاز سے متعلق راقم کی پیش نظر کتب میں آپ کے حالات وخدمات کی تفصیلات کہیں درج نہیں لیکن علم وفضل سے آپ کے گہرے تعلق کا ثبوت اس سے ملتا ہے کہ حرم مکی لائبریری میں آپ کی نقل کردہ دو کتب آج بھی موجود ہیں، مذکورہ لائبریری میں شیخ حسین مالکی کی تصنیف ''رسالۃ فی مصطلح الحدیث'' شیخ عبداللہ مالکی کی کتابت شدہ زیر نمبر ۴۶/ حدیث اور شیخ ابی بکر بن محمد ملا حنفی (م ۱۲۷۰ھ) کی تصنیف ''مسلک الثقات فی نصوص

الصفات" کا ایک نسخہ زیر نمبر ۳/۷ توحید موجود ہے جسے شیخ عبداللہ مالکی رحمتہ اللہ علیہ نے ۱۲۶۹ھ میں نقل کیا۔[۲۷]

مفتی مالکیہ شیخ محمد عابد بن حسین مالکی رحمتہ اللہ علیہ

آپ کا اصل نام عابد ہے[۲۸] لیکن محمد عابد کے نام سے معروف ہوئے[۲۹] بعض تحریروں میں آپ کا نام محمد بن عابد حسین مالکی درج ہے جو کہ درست نہیں[۳۰]، آپ بروز اتوار بوقت عصر ۱۷ / رجب ۱۲۷۵ھ کو مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے، آپ کے والد ماجد مفتی مالکیہ علامہ شیخ حسین مالکی نے آپ کی ظاہری وروحانی تربیت کرنے میں تمام ترجہد سے کام لیا تا آنکہ آپ نے اس فرزند کی کامل تربیت فرما کر وفات پائی[۳۱]، شیخ محمد عابد مالکی کے دیگر اساتذہ میں مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ (سن تاسیس ۱۲۹۰ھ) کے بانی مولانا رحمت اللہ کیرانوی رحمتہ اللہ علیہ [۳۲]، علامہ سید احمد دحلان شافعی[۳۳] اور علامہ سید احمد زواوی[۳۴] اہم ہیں، خلافت عثمانیہ کے دور میں حرمین شریفین میں رائج نظام کی رو سے فتویٰ جاری کرنے والے علماء کے لئے ضروری تھا کہ وہ اہلیت کا امتحان دیں، جو حکومت کے مقرر کردہ اکابر علماء مکہ پر مشتمل بورڈ کی نگرانی میں لیا جاتا اور اس میں کامیابی حاصل کرنے والے علماء کو سند جاری کی جاتی جس پر بورڈ کے صدر کے علاوہ گورنر مکہ کے دستخط ثبت ہوتے، اور اس کے بعد ہی علماء مختلف موضوعات پر فتاویٰ جاری کرنے کے مجاز ہوتے، حسام الحرمین میں درج شیخ محمد عابد مالکی کے فتویٰ کے آخر میں دی گئی آپ کی مہر کے عکس سے معلوم ہوتا ہے کہ شیخ محمد عابد رحمتہ اللہ علیہ نے ۱۳۰۰ھ میں فتویٰ جاری کرنا شروع کیا [۳۵] جب کہ آپ کی عمر پچیس برس تھی، ۱۳۰۹ھ میں آپ کے بڑے بھائی شیخ محمد مالکی رحمتہ اللہ علیہ نے وفات پائی تو ان کی جگہ شیخ محمد عابد "مفتی مالکیہ" کے منصب پر تعینات کئے گئے[۳۶]، آپ نے اس اہم منصب کی ذمہ داریاں انجام دیتے ہوئے ہمیشہ کلمہ حق بلند کیا اور کسی مصلحت، خوف اور اثر و رسوخ کو خاطر میں نہیں لائے[۳۷]، حرم مکی کے مدرس شیخ زکریا

بیلا (۱۳۲۹ھ۔۱۴۱۳ھ) جنہوں نے آپ کو دیکھا ہوا تھا، اپنی کتاب ''الجواہر الحسان فی تراجم الفضلاء والاعیان'' میں لکھتے ہیں کہ شیخ عابد بن حسین مالکی پر اللہ تعالیٰ کا خاص کرم تھا، آپ حکمت و دانائی میں ممتاز اور حق بات کہنے میں جری تھے، ان اوصاف میں آپ مشہور علماء پر فضیلت رکھتے تھے [۳۸]۔

شریف عون رفیق پاشا بن محمد بن عبدالمعین جو ۱۲۹۹ھ سے اپنی وفات ۱۳۲۳ھ تک خلیفہ عثمانی کی طرف سے مکہ مکرمہ کا گورنر رہا [۳۹] ایک عجیب الاطوار اور منتقم مزاج حکمران تھا، اس نے اپنی عجیب وغریب عادات اور احکامات سے اہل مکہ کا سانس لینا دوبھر کر دیا، جس پر تنگ آ کر اعیان مکہ نے اس کے بارے میں شکایات پر مشتمل ایک درخواست تیار کی اور اس پر شہر کے دیگر زعماء کے علاوہ پانچ جلیل القدر علماء کرام جو اہم سرکاری مناصب، شیخ السادۃ، مفتی احناف، مفتی مالکیہ، مفتی شافعیہ اور مفتی حنابلہ پر تعینات تھے، انہوں نے تصدیقی دستخط ثبت کئے اور یہ درخواست خلیفہ عثمانی سلطان عبدالحمید کی طرف استنبول روانہ کر دی گئی، جس پر خلیفہ نے اہل مکہ کی شکایات کی تفصیلات جاننے کے لئے گورنر حجاز احمد راتب پاشا کی نگرانی میں ایک تحقیقی کمیٹی تشکیل دے دی، ادھر گورنر مکہ کو جب اس درخواست کا علم ہوا تو اس نے اپنے سیاسی اثر ورسوخ سے کام لیتے ہوئے درخواست گزاروں اور اس کی تصدیق کرنے والے علماء کرام کے خلاف انتقامی کاروائی کرتے ہوئے ان میں سے متعدد کو جیل میں بند کر دیا اور ان پانچ علماء کو ان مناصب سے معزول کر کے مکہ بدر کر دیا، مفتی مالکیہ شیخ محمد عابد مالکی رحمتہ اللہ علیہ مکہ بدر کئے جانے والے ان پانچ علماء میں سے ایک تھے [۴۰]، گورنر مکہ شریف عون کے دور کے حالات اور اس واقعہ کی تفصیلات شیخ احمد سباعی مکہ (۱۳۲۳ھ۔۱۴۰۴ھ) کی کتاب'' تاریخ مکہ'' اور محمد علی مغربی (۱۳۳۳ھ۔۱۴۱۷ھ) کی ''اعلام الحجاز'' میں درج ہیں [۴۱]، ان علماء کرام کی معزولی اور مکہ مکرمہ سے اخراج کا واقعہ ۱۳۱۰ھ میں پیش آیا (۴۲)۔ الغرض ان علماء کرام نے نئی منزلوں کی تلاش میں اپنی راہ لی اور شیخ محمد مالکی رحمتہ اللہ علیہ یمن پہنچے جہاں کے علماء کرام نے آپ کے

استقبال اور احترام میں کوئی کسر باقی نہ رکھی، آپ کچھ عرصہ یمن میں مقیم رہے، پھر خلیجی ریاستوں میں تشریف لے گئے اور ایک کے بعد دوسری ریاست سے ہوتے ہوئے بالآخر دبئی پہنچے اور وہاں طویل عرصہ قیام فرمایا، حتیٰ کہ آپ کو وطن، اولاد اور اہل خاندان کی یاد ستانے لگی، جس پر آپ حجاج کے ایک قافلہ میں شامل ہو کر دبئی سے مکہ مکرمہ پہنچے جہاں آپ کے احباب نے خوشی کا اظہار کیا اور سجدہ شکر بجالائے، شیخ محمد عابد خفیہ طور پر گھر سے مسجد الحرام میں داخل ہوتے، اللہ تعالیٰ نے آپ کی حفاظت فرمائی اور آپ گورنر مکہ شریف عون سے محفوظ رہے تا آنکہ گورنر نے وفات پائی اور شیخ محمد عابد رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے گھر میں پھر سے درس و تدریس کا سلسلہ شروع کر دیا اور عمر کا باقی حصہ طلباء کی خدمت اور تصنیف و تالیف میں گزارا۔ [۴۳]

نشر النور سے معلوم ہوتا ہے کہ نئے گورنر مکہ شریف علی بن شریف عبداللہ نے شیخ محمد عابد مالکی کو پھر سے ''مفتی مالکیہ'' کے منصب پر بحال کر دیا [۴۴] قبل ازیں آپ مسجد الحرام میں مدرس رہ چکے تھے اور آپ کا گھر بھی ایک بڑے مدرسہ کی حیثیت رکھتا تھا، آپ سے بکثرت تشنگان علم نے پیاس بجھائی اور آپ کے متعدد شاگرد اپنے دور کے مشہور علماء میں شمار ہوئے [۴۵] جن میں سے چند نام یہ ہیں:

☆ شیخ محمد علی مالکی (آپ کے چھوٹے بھائی)

☆ شیخ جمال بن محمد امیر مکی (آپ کے بھتیجے)

☆ مدرس حرم علامہ سید عباس مالکی حسنی مکی [۴۶]

☆ علامہ قاری سید محمد مالکی حسنی مکی [۴۷]

☆ محدث الحرمین شیخ عمر حمدان محرسی [۴۸]

☆ قاضی مکہ شیخ محمد نور فطانی [۴۹]

☆ مدرس حرم شیخ علی بنجر [۵۰]

☆ شیخ محمد حبیب اللہ جکنی شنقیطی مہاجر مدنی [۵۱]

☆ شیخ محمد خضر جکنی شنقیطی مہاجر مدنی [۵۲]

حضرت شیخ محمد عابد مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے درس وتدریس، مسند افتاء کی ذمہ داریاں اور پھر طویل عرصہ جلا وطنی میں بسر کرنے کے باوجود مختلف موضوعات پر متعدد کتب تصنیف کیں، حرم مکی لائبریری میں آپ کی تین تصنیفات کے مخطوطات موجود ہیں، جن کے نام یہ ہیں:

☆ اعذب المقال فی دلیل الارسال، زیر نمبر ۴۹/ فقہ مالکی [۵۳]

☆ رفع البدع والفساد عن حدیقۃ الذکر والاوراد، زیر نمبر ۱۲۴/ تصوف [۵۴]

☆ نھایۃ العدل فی ادلۃ السدل، زیر نمبر ۴۷/ فقہ مالکی، بخط مصنف [۵۵]

آپ کی مزید تصنیفات کے نام یہ ہیں:

☆ رسالۃ فی التوسل

☆ ھدایۃ الناسک علی توضیح المناسک، اپنے والد گرامی کی کتاب پر شرح لکھی۔ [۵۶]

حضرت علامہ شیخ محمد عابد مالکی رحمۃ اللہ علیہ کا حلقہ احباب پورے عالم اسلام تک پھیلا ہوا تھا، مختلف ممالک کے اکابر علماء ومشائخ کے ساتھ آپ کے قریبی روابط تھے، عرب دنیا کے جلیل القدر عالم دین، مشہور پیر طریقت وولی کامل حضرت علامہ امام سید احمد بن حسن عطاس حضرمی رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۵۷ھ۔۱۳۳۴ھ) آپ کے اہم احباب میں سے تھے، امام سید احمد عطاس اپنے وطن حریضہ علاقہ حضر موت جنوبی یمن سے حصول علم کے لئے مکہ مکرمہ پہنچے اور وہاں پانچ سال سے زائد مقیم رہ کر علامہ سید احمد دحلان شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر اکابر علماء مکہ کے علاوہ حرمین شریفین حاضر ہونے والے اہم علماء سے بھرپور استفادہ کیا اور درجہ کمال پر پہنچے، آپ علامہ سید دحلان کے محبوب شاگرد تھے، علامہ دحلان نے آپ کا عقد اپنی بھتیجی سے کیا اور آپ کو مکہ مکرمہ میں اپنا خلیفہ وقائم مقام قرار دیا، امام سید احمد عطاس کے شاگردوں میں علامہ شیخ یوسف بن اسماعیل نبھانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۵۰ھ) جیسے علماء وصوفیاء شامل ہیں، علامہ سید احمد عطاس ۱۳۲۵ھ میں مکہ مکرمہ حاضر ہوئے تو مفتی شافعیہ شیخ محمد سعید بابصیل رحمۃ اللہ علیہ [۵۷] کے ہاں قیام فرمایا جہاں شیخ محمد عابد

مالکی اور دیگر علماء مکہ مکرمہ کے علاوہ حج وزیارت کے لئے عالم اسلام سے آئے ہوئے اکابر علماء کرام دن رات آپ کے ہاں آتے اور علمی مجالس منعقد ہوتیں[۵۸]۔

پنجاب کے مایہ ناز عالم مولانا غلام دستگیر قصوری رحمتہ اللہ علیہ بھی شیخ محمد عابد رحمتہ اللہ علیہ کے احباب میں سے تھے، ان دونوں عظیم وجلیل علماء اہل سنت کے درمیان ملاقات وقربت کا پس منظر یہ ہے کہ ۱۳۰۲ھ میں دہلی کے تین علماء غیر مقلد اور علماء دیوبند وگنگوہ وسہارنپور کی طرف سے اور مطبع ھاشمی میرٹھ کی سعی سے ایک فتویٰ چار ورق پر چھپ کر اکثر اطراف میں تشہیر کیا گیا جس کا عنوان تھا ''فتویٰ مولود وعرس وغیرہ'' اور خلاصہ مضمون اس کا یہ تھا کہ محفل مولد شریف علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام بدعت ضلالت، اور اسی طرح اموات کی فاتحہ ودرود جو ہندوستان میں رائج ہے یہ سب حرام اور رسم بد اور معصیت ہے، کچھ دن گزرے تھے کہ دوسرا فتویٰ چوبیس صفحہ کا اسی مطبع ھاشمی میں چھپ کر مشتہر ہوا جس کا عنوان تھا ''فتویٰ مولود شریف یعنی مولود معہ دیگر فتاویٰ'' جس میں زیادہ تر میلاد شریف کی مذمت کی گئی اور پہلا چار ورقہ فتویٰ بھی اس میں چھپا[۵۹]، چوبیس صفحات کے اس کتابچہ میں مولوی رشید احمد گنگوھی (م ۱۳۲۳ھ) کا ایک فتویٰ شامل تھا، جس میں انہوں نے محفل میلاد کو کنھیا کے جنم دن سے تشبیہ دیتے ہوئے فعل ہنود قرار دیا، یہ فتاویٰ جیسے ہی شائع ہوا ہندوستان بھر کے اہل سنت میں تشویش وافسوس کی لہر دوڑ گئی، حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمتہ اللہ علیہ[۶۰] کے خلیفہ اور مولانا رحمت اللہ کیرانوی رحمتہ اللہ علیہ کے شاگرد مولانا عبدالسمیع رامپوری میرٹھی رحمتہ اللہ علیہ (م ۱۳۱۸ھ/۱۹۰۰ء) نے اس فتویٰ کے تعاقب میں فوراً قلم اٹھایا اور ''انوار ساطعہ دربیان مولود وفاتحہ'' کے نام سے ایک ضخیم کتاب لکھی جو ۱۳۰۲ھ میں چھپ کر منظر عام پر آگئی، مولانا عبدالسمیع کی یہ کتاب قرآن مجید، احادیث مبارکہ، اقوال سلف صالحین اور علمائے عرب وعجم کی تحریروں سے مزین تھی، جن میں میلاد شریف کو سلف سے لے کر خلف تک ثابت کیا گیا تھا، لیکن مولوی رشید احمد گنگوھی اور ان کے ہمنوا بدستور اپنی رائے پر بضد رہے اور مولوی گنگوھی نے انوار ساطعہ کے جواب میں ''براھین قاطعہ'' لکھی جو ان کے مرید مولوی خلیل احمد انبیٹھوی

(م۱۳۴۶ھ) کے نام سے ۱۳۰۴ھ/ ۱۸۸۷ء میں مطبع ھاشمی میرٹھ میں چھپی [۶۱]، گنگوہی کے مذکورہ بالا فتویٰ کا مکمل متن اس کتاب میں شامل کیا گیا۔[۶۲]

براھین قاطعہ طبع ہو کر جیسے ہی مولانا عبدالسمیع رامپوری رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچی، آپ نے ''انوار ساطعہ'' کے دوسرے ایڈیشن کی تیاری شروع کر دی اور اس میں براھین قاطعہ کی بعض عبارات کا رد شامل کیا نیز اپنے مرشد گرامی حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ اور استاد جلیل مولانا رحمت اللہ کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ سمیت ہندوستان بھر کے چوبیس اکابر علماء کرام کی تقریظات وتصدیقات شامل کر کے اسے ۱۳۰۷ھ میں مکمل کیا۔[۶۳]

ادھر جب براھین قاطعہ مولانا غلام دستگیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ کے مطالعہ میں آئی تو آپ کو بڑا صدمہ ہوا، مولوی خلیل احمد انبیٹھوی ان دنوں ریاست بہاولپور میں مقیم تھے جہاں ۳/ شوال ۱۳۰۶ھ کو مولانا قصوری اور انبیٹھوی کے درمیان ان مسائل پر مناظرہ ہوا جو انوار ساطعہ اور براھین قاطعہ میں زیر بحث آ چکے تھے، اس مناظرہ میں مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کو شکست فاش ہوئی، مولانا قصوری نے اس مناظرہ کی روداد کتابی صورت میں قلمبند کی، مگر علمائے دیوبند نے بعض اشتہارات میں اپنے ہم خیال عوام کو یہ تاثر دینے کی کوشش کی کہ یہ نظریات تو محض علمائے بر صغیر کے ہاں ہی پائے جاتے ہیں، علمائے حرمین شریفین تو ان کے ہم نوا نہیں، اس پر حضرت مولانا غلام دستگیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ ۱۳۰۷ھ میں اس کتاب کو لے کر عازم حجاز ہوئے تاکہ وہاں کے مشاہیر علماء سے رائے لی جائے۔[۶۴]

مولانا غلام دستگیر قصوری نے براھین قاطعہ میں توحید باری تعالیٰ اور مقام رسالت کے منافی چھ عبارات کا رد لکھ کر ان کا عربی ترجمہ کیا اور یہ سارا قضیہ جو گزشتہ پانچ سال سے ہندوستان بھر کے علمی حلقوں میں وجہ نزاع بنا ہوا تھا، اسے علمائے حرمین شریفین نیز مکہ مکرمہ میں مقیم علمائے ہند کی خدمت میں پیش کیا جسے پڑھ کر وہاں کے چھ اہم عرب علماء کرام نیز مولانا رحمت اللہ کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ و حاجی امداد اللہ رحمۃ اللہ علیہ سمیت وہاں پر مقیم ہندوستان کے تیرہ علماء کرام نے اپنی

آراء کا اظہار کیا اور مولانا قصوریؒ کے دلائل کی تائید میں تقریظات وتصدیقات لکھیں، مولانا قصوری ایک ہفتہ کم ایک سال حرمین شریفین میں مقیم رہنے کے بعد وطن واپس آئے اور مناظرہ بہاولپور نیز اس پر لکھے گئے جواب الجواب اور علمائے حرمین شریفین کی تقاریظ وتصدیقات کو مرتب کر کے ''تقدیس الوکیل عن توھین الرشید والخلیل'' کے نام سے کتابی صورت میں شائع کیا، مفتی مالکیہ شیخ محمد عابد مالکی رحمۃ اللہ علیہ اس کتاب پر تقریظ لکھنے والے چھ اکابر علمائے حرمین شریفین میں سے ایک ہیں۔[۶۵]

مولانا قصوری نے خطہ ہند پر موجود اہل سنت کو انتشار سے بچانے کے لئے ہر ممکن سعی سے کام لیا اور یہاں کے اہل سنت کے عقائد ومعمولات کی علمائے حرمین شریفین سے تائید وتصدیق کرالائے، لیکن علماء دیوبند بدستور ''براھین قاطعہ'' کے مندرجات پر مصر رہے تا آنکہ فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کام کو آگے بڑھایا، آپ نے براھین قاطعہ وغیرہ علماء دیوبند کی چند اور کتب کی متنازع عبارات اور قادیانیوں کے عقائد کو عربی میں ترجمہ کر کے ان کی تردید کی، اور جب آپ ۱۳۲۳ھ/ ۱۹۰۵ء میں دوسرے حج سفر حج وزیارت کے لئے حرمین شریفین حاضر ہوئے تو یہ سارا قضیہ تمام تر تفصیلات کے ساتھ علمائے حرمین شریفین کی مجالس میں پیش کرتے ہوئے فیصلہ ان پر چھوڑا، جس پر وہاں کے تینتیس اکابر علماء کرام نے فاضل بریلوی اور یہاں کے علماء اہل سنت کے موقف کی تائید کرتے ہوئے اس پر تقاریظ قلمبند کیں جو ''حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین'' کے نام سے کتابی صورتمیں عربی واُردو میں شائع ہو چکی ہیں، اور اس میں شیخ محمد عابد مالکی رحمۃ اللہ علیہ کی تقریظ سرفہرست ہے،[۶۶] اور جب اسی قیام مکہ کے دوران فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب پر کئے گئے اعتراضات کے جواب میں ''الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ'' کے تاریخی نام سے عربی میں کتاب لکھی تو اس پر عالم اسلام کے اکابر علماء کرام کی بڑی تعداد نے تقریظات لکھیں[۶۷]، مفتی مالکیہ ومدرس حرم شیخ محمد عابد مالکی رحمۃ اللہ علیہ اس کتاب پر تقریظ لکھنے والے اولین علماء مکہ میں سے ہیں۔[۶۸]

حضرت علامہ شیخ محمد عابد مالکی رحمتہ اللہ علیہ خلافت عثمانیہ کی طرف سے مکہ مکرمہ میں "مفتی مالکیہ" رہے، قبل ازیں آپ کے والد ماجد اور بڑے بھائی اس منصب پر فائز رہے، آپ خود حرم شریف میں مدرس رہے اور استاذ العلماء ہوئے، اعلاء کلمۃ الحق میں کسی لیت ولعل سے کام نہیں لیا اور وقت کے حکمرانکے جاہ وجلال سے خوف زدہ نہ ہوئے، سالہا سال جلا وطنی میں بسر کئے، جہاں اور جس حال میں رہے علم کے چراغ جلاتے رہے، مولانا رحمت اللہ کیرانوی رحمتہ اللہ علیہ، مولانا شاہ عبدالحق الہٰ آبادی مہاجر مکی رحمتہ اللہ علیہ، حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمتہ اللہ علیہ اور مولانا غلام دستگیر قصوری رحمتہ اللہ علیہ جیسے اکابر علماء ہند سے آپ کے قریبی روابط ومراسم رہے، متعدد کتب تصنیف کیں، فاضل بریلوی سے عمر میں محض تین سال چھوٹے تھے، لیکن اس تمام تر علم وفضل کے باوجود آپ نے فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کی عظمت کا اعتراف کیا اور بروز بدھ ۹ رصفر ۱۳۲۴ھ کو مکہ مکرمہ میں شیخ محمد عابد مالکی رحمتہ اللہ علیہ نے آپ سے سند اجازت وخلافت حاصل کی۔[۶۹] حضرت شیخ محمد عابد مالکی رحمتہ اللہ علیہ نے اتوار کی رات ۲۲ رشوال ۱۳۴۰ھ یا ۱۳۴۱ھ کو وصال فرمایا۔[۷۰]

مفتی مالکیہ وسیبویۃ العصر شیخ محمد علی بن حسین مالکی رحمتہ اللہ علیہ

الامام العلامۃ التقی الجلیل الشیخ محمد علی بن حسین بن ابراہیم مالکی رمضان المبارک ۱۲۸۷ھ میں مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے، آپ کا اصل نام علی ہے[۷۱] لیکن محمد علی کے نام سے شہرت پائی[۷۲]، آپ کی عمر پانچ برس تھی کہ آپ کے والد ماجد نے وفات پائی، آپ کے بڑے بھائی نے آپ کی پرورش کی اور آپ کی شادی کی، ۱۳۱۰ھ میں ان کی وفات ہوئی تو دوسرے بڑے بھائی العلامۃ والقدوۃ الفہامہ شیخ عابد بن حسین مالکی نے آپ کی سرپرستی فرمائی اور آپ کو مختلف علوم دینیہ، عربی لغت اور فقہ مالکی کی تعلیم دے کر سند عطا کی[۷۳]، شیخ محمد علی مالکی رحمتہ اللہ علیہ نے خاتمۃ الفقہاء والمحدثین فی بلد اللہ الامین سید ابوبکر شطا شافعی رحمتہ اللہ علیہ [۷۴] سے فقہ

شافعی، علامہ شیخ عبدالحق الہٰ آبادی مہاجر مکی رحمتہ اللہ علیہ [۷۵] سے تفسیر، فقہ حنفی، اور علامہ محدث شیخ عبداللہ شیخ عبداللہ قدومی حنبلی نابلسی مدنی رحمتہ اللہ علیہ (۱۲۴۷ھ۔۱۳۳۱ھ) سے صحیح بخاری وفقہ حنبلی پڑھی۔[۷۶]

شیخ محمد علی مالکی رحمتہ اللہ علیہ کے دیگر اساتذہ میں شیخ محمد عبدالباقی فرنگی محلی مہاجر مدنی [۷۷]، شیخ محمد ابی الخضیر بن ابراہیم دمیاطی مدنی، علامہ سید محمد عبدالحی کتانی مراکشی [۷۸]، علامہ سید حسین بن محمد بن حسین شافعی حبشی علوی مکی [۷۹]، علامہ سید محمد سالم سری تریمی حضرمی [۸۰]، مفتی شافعیہ محمد سعید بابصیل مکی، علامہ سید عمر بن محمد شطا مکی [۸۱]، شیخ المعمر شیخ عبدالغنی بن صبیح بیماوی، علامہ سید علی بن ظاہر وتری مدنی [۸۲]، علامہ سید احمد بن اسماعیل برزنجی [۸۳] اور شیخ فالح ظاہری مدنی [۸۴] وغیرہ اپنے دور کے متعدد اکابر علماء شامل ہیں۔[۸۵]

حضرت شیخ محمد علی مالکی رحمتہ اللہ علیہ کی زندگی میں حجاز مقدس تین حکومتوں کے دور سے گزرا، پہلے وہاں صدیوں سے ترکوں کی حکومت تھی جس کا خاتمہ ۱۳۳۴ھ/ ۱۹۱۶ء میں ہوا اور وہاں پر آج کے شاہ اُردن حسین بن طلال کے دادا شریف حسین بن علی ھاشمی نے اپنی بادشاہت قائم کرلی، ۱۳۴۳ھ/۱۹۲۴ء میں اس ھاشمی مملکت کا خاتمہ ہوا اور پھر سعودی دور کا آغاز ہوا، شیخ محمد علی مالکی ان تینوں ادوار میں مختلف اہم مناصب پر تعینات رہے، تقریباً ۱۳۱۵ھ میں آپ مفتی مالکیہ شیخ محمد عابد مالکی رحمتہ اللہ علیہ کے معاون بنے اور ۱۳۴۰ھ میں ان کی وفات پر ''مفتی مالکیہ'' کی ذمہ داری مکمل طور پر آپ کے سپرد ہوئی، شیخ محمد علی مالکی نے فتویٰ جاری کرنے میں کبھی کسی سفارش یا جاہ منصب کی پرواہ نہیں کی [۸۶]، آپ عثمانی عہد میں ہی محکمہ عدل کے اہم اداروں ''مجلس التمیز'' کے رکن اور ''مجالس التعزیرات الرسمیہ'' کے صدر رہے، اور ھاشمی عہد میں محکمہ تعلیم کے ڈائریکٹر، پھر پارلیمنٹ اور مجلس شوریٰ کے رکن بنائے گئے، ۱۳۴۰ھ میں آپ نے محکمہ تعلیم کے منصب سے استعفیٰ دے دیا جس پر آپ کی جگہ علامہ سید عباس مالکی حسنی رحمتہ اللہ علیہ تعینات کئے گئے، شیخ محمد علی

مالکی سعودی عہد میں عدالتی نظام کی سپریم کونسل کے رکن رہے۔ [۸۷]

۱۳۴۳ھ میں آپ انڈونیشیا تشریف لے گئے اور وہاں اٹھارہ ماہ تک مقیم رہے، ۱۳۴۵ھ میں آپ دوسری بار وہاں گئے اور چھ ماہ قیام فرمایا اور اسی سفر کے دوران ملائیشیا تشریف لے گئے، ان دنوں ملائیشیا میں سلطان سکندر شاہ بن سلطان ادریس شاہ کی بادشاہت تھی، جو علماء و مشائخ کا قدردان تھا، سلطان نے آپ سے ملاقات کی اور لطف واحسان سے پیش آیا، انہی ایام میں جمعیۃ الشبان المسلمین قاہرہ کی طرف سے شائع ہونے والے رسالہ میں ایک مضمون شائع ہوا تھا جس میں مسلمانوں کے لئے انگریزی ہیٹ پہننے نیز غیر مسلم کے ساتھ مسلمان عورت کے نکاح کو جائز قرار دیا گیا، یہ موضوع ملائیشیا میں تشویش کا باعث بنا ہوا تھا، چنانچہ سلطان کی درخواست پر شیخ محمد علی مالکی رحمتہ اللہ علیہ نے اس بارے میں شرعی حکم بیان کرنے کے لئے ایک کتاب لکھی جس میں مسلمانوں کو انگریزی ہیٹ کے استعمال سے باز رہنے کی تلقین کی اور غیر مسلم سے نکاح کی حرمت قرآنی آیات نیز احادیث مقدسہ سے ثابت کی اور اس موضوع سے متعلق ملحدین کے دعاوی واعتراضات کا بھرپور رد کیا، انڈونیشیا و ملائیشیا میں قیام کے دوران آپ وہاں کے تمام اہم شہروں میں تشریف لے گئے اور ہر مقام پر آپ کا شاندار استقبال کیا گیا، وہاں پر موجود آپ کے تلامذہ نے آپ کے اعزاز میں محفل کا اہتمام کیا اور آپ کے مواعظ حسنہ سے خلق کثیر فیض یاب ہوئی۔ [۸۸]

دوسری صدی ہجری کے شیخ ابو بشر عمرو بن قنبر حارثی الملقب سیبویہ علم نحو کے موجد وشارح تسلیم کئے جاتے ہیں، شیخ محمد علی مالکی نے امام النحاۃ سیبویہ کی کتاب ''کتاب الامام الکبیر سیبویہ'' شیخ محمد عابد مالکی سے پڑھی اور علم بلاغت کے امام علامہ ابی یعقوب بن ابی بکر سکا کی خوارزمی حنفی (۵۵۵ھ۔۶۲۶ھ) کی کتاب ''مفتاح العلوم'' علامہ شیخ محمد عبدالحق الہٰ آبادی سے پڑھی اور پھر شیخ محمد علی مالکی نے ان علوم میں اہم مقام حاصل کیا، آپ مسجد الحرام میں درس دیا کرتے تھے، عمر عبدالجبار نے آپ سے سماعت کئے گئے دروس میں سے ایک کا خلاصہ اپنی کتاب

میں درج کرتے ہوئے لکھا کہ شیخ محمد علی مالکی علم لغت میں شہرت خاصہ رکھتے تھے اور ''سیبویہ العہد الماضی''، ''سیبویہ زمانہ وسکا کی اَوانہ'' کے لقب سے مشہور تھے۔[۸۹]

شیخ محمد علی مالکی رحمتہ اللہ علیہ کا گھر ایک بڑے مدرسہ کی حیثیت رکھتا تھا، جہاں آپ خود اور دیگر مدرسین علم کی خدمت کے لئے ہمہ اوقات مستعد رہتے ،فقیہہ مکہ شیخ ابراہیم داؤ دفطانی شافعی سالہا سال یہاں پر طلباء کی علمی پیاس بجھاتے رہے[۹۰]،علاوہ ازیں ۱۳۵۳ھ میں شیخ محمد علی مالکی کے شاگرد شیخ محسن بن علی مساوی نے مکہ مکرمہ میں انڈونیشیا کے مہاجر طلباء کے لئے مدرسہ دارالعلوم الدینیہ کی بنیاد رکھی تو شیخ محمد علی مالکی رحمتہ اللہ علیہ عدالتوں کی اعلیٰ کمیٹی کی رکنیت سے مستعفی ہو کر اس مدرسہ ہو گئے، آپ اس کے صدر مدرس نیز مدرسہ کی مشاورتی کمیٹی کے رکن بنائے گئے اور آپ نے منتہی طلباء کو پڑھانا شروع کیا، آپ یہاں دن میں چار بار حلقہ درس قائم کرتے اور یہ سلسلہ آپ کی وفات تک جاری رہا، اس دوران ۲۲۴ طلباء نے آپ سے تعلیم مکمل کر کے سند پائی[۹۱]، شیخ محمد علی مالکی کے شاگرد اپنے دور کے اکابر علماء کرام میں شمار ہوئے اور انہوں نے مسجد الحرام، حجاز مقدس اور دیگر مقامات کے مدارس میں بھر پور تدریسی خدمات انجام دیں، نیز ان میں سے بڑی تعداد منصب قضاء پر فائز رہی اور انہوں نے علم کے فروغ نیز اشاعت اسلام کے لئے اہم خدمات انجام دیں، آپ کے مشہور شاگردوں کے اسماء گرامی یہ ہیں:

☆ مدرس دارالعلوم دینیہ و وزارت خزانہ کے افسر شیخ عبدالطیف مالکی (آپ کے فرزند)

☆ شیخ محمود بن شیخ عبدالطیف مالکی (آپ کے پوتے)

☆ شیخ اسعد بن جمال بن محمد امیر مالکی (آپ کے بھائی کے پوتے)

☆ علامہ سید علوی بن عباس مالکی مکی حسنی[۹۲]

☆ علامہ سید محمد صالح فرفور حسنی دمشقی حنفی[۹۳]

☆ مفتی مالکیہ علامہ سید محمد مکی کتانی حسنی مراکشی[۹۴]

☆ فقیہ مکہ شیخ ابراہیم بن داؤد فطانی مکی شافعی [۹۵]

☆ شیخ محمد ابراہیم ختنی مدنی حنفی [۹۶]

☆ شیخ محمد علی ترکی عنزی حنبلی [۹۷]

☆ قاضی مکہ شیخ حسین عبدالغنی [۹۸]

☆ محدث حرمین شریفین شیخ عمر حمدان محرسی مدنی

☆ شیخ محمد امین بن ابراہیم فودہ [۹۹]

☆ شیخ محسن بن علی مساوی [۱۰۰]

☆ قاضی مکہ و مشہور فقیہ شیخ احمد بن عبداللہ ناضرین مکی شافعی [۱۰۱]

☆ وزیر خزانہ علامہ سید محمد طاہر دباغ مکی [۱۰۲]

☆ علامہ شیخ سید ابوبکر حبشی علوی مکی شافعی (مصنف "الدلیل المشیر") [۱۰۳]

☆ مدرس حرم شیخ زکریا بن عبداللہ بیلا مکی [۱۰۴]

☆ مدرس حرم شیخ ابوالفیض محمد یاسین فادانی مکی شافعی [۱۰۵]

☆ شیخ حسن بن محمد مشاط مکی (رکن مجلس شوریٰ) [۱۰۶]

☆ شیخ الاسلام شیخ محمود زہدی بن عبدالرحمٰن [۱۰۷]

☆ مفتی قطنا علامہ سید ابراہیم غلایینی دمشقی گیلانی نقشبندی مجددی [۱۰۸]

☆ مفتی شافعیہ علامہ سید محمد بدرالدین بن علامہ سید ابراہیم غلایینی [۱۰۹]

☆ مدرس حرم مکی شیخ احمد بن یوسف قستی [۱۱۰]

☆ قاضی شیخ احمد ھرسانی

☆ قاضی مکہ شیخ یحییٰ امان

☆ مدرس حرم مکی علامہ سید محمد امین کتبی مکی حنفی (م ۱۴۰۴ھ)

☆ شیخ زبیر احمد (صدر مدرس مدرسہ ادریسیہ سلطانیہ بمقام فریق)

☆ شیخ عبداللہ بن زید مراکشی (مشہور فقیہہ)

☆ شیخ مختار بالی (رکن مجلس منتظمہ دار العلوم دینیہ)

☆ شیخ صالح بن ادریس کلنتنی (مدرس دار العلوم دینیہ)

☆ شیخ یعقوب بن عبدالقادر مندیلی (مدرس دار العلوم دینیہ)

☆ شیخ زین بن عبداللہ باویان (صدر مدرس دار العلوم دینیہ)

☆ شیخ عبدالعزیز بن احمد قدحی (مدرس دار العلوم دینیہ)

☆ شیخ محمد نوح اشعری (مدرس مدرسہ خیریہ بمقام فلفلان)

☆ شیخ عبدالقادر بن طالب (مدرس دار العلوم شرعیہ مدینہ منورہ)

☆ شیخ عصمت اللہ فرغانی (مدرس مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ)[۱۱۱]

امام جلیل شیخ محمد علی مالکی رحمتہ اللہ نے کتب احادیث، علوم حدیث، تفسیر، اصول تفسیر وقرأت، توحید وعقائد، فقہ مذاہب اربعہ، فرائض وحساب، فلک ومیقات، اصول فقہ وقواعد فقیہہ، بلاغت، معانی، بدیع، نحو، صرف، لغت، اصول لغت، منطق، تصوف، مواعظ، سیر ومغازی وشمائل، تاریخ، مناقب وطبقات وغیرہ موضوعات پر اہم کتب اساتذہ سے پڑھیں اور پھر عمر بھر درس وتدریس سے وابستہ رہے، اس بنا پر آپ وسیع الاطلاع مصنفین میں سے ہیں، آپ جب کسی کتاب کی شرح لکھنے کا ارادہ کرتے تو پہلے اس کتاب کا صحیح ترین نسخہ تلاش کرتے اور پھر اسے بنیاد بنا کر کام شروع کرتے، اس لئے آپ کے حواشی وتحقیقات نیز تقریرات خصوصی اہمیت کی حامل اور وافر معلومات کی آئینہ دار ہیں۔[۱۱۲]

آپ تصوف سے گہرا لگاؤ رکھتے تھے، آپ کے اساتذہ میں سے متعدد اپنے دور کے کاملین میں سے تھے، شیخ محمد علی مالکی نے تصوف کی اہم کتب میں سے سیدنا محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کی ''غنیۃ الطالبین'' اور امام شہاب الدین سہروردی رحمتہ اللہ علیہ کی ''عوارف المعارف'' نیز شیخ الاسلام ہروی کی ''منازل السائرین'' اور شیخ الاکبر محی الدین ابن عربی رحمتہ اللہ

علیہ کی ''فتوحات مکیہ اور فصوص الحکم'' وغیرہ اپنے بھائی شیخ محمد عابد مالکی رحمتہ اللہ علیہ سے اور امام الکبیر شیخ ابوالقاسم نیشاپوری رحمتہ اللہ علیہ کی ''قوت القلوب'' اور امام یافعی رحمتہ اللہ علیہ کی ''روض الریاحین فی حکایت الصالحین''، نیز امام بوصیری رحمتہ اللہ علیہ کا قصیدہ ہمزیہ وقصیدہ بُردہ اور علامہ ابن فارض رحمتہ اللہ علیہ کا دیوان نیز امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ کی احیاء العلوم الدین، منہاج العابدین ومکاشفۃ القلوب وغیرہ کتب علامہ سید ابوبکر شطا شافعی رحمتہ اللہ علیہ سے پڑھیں، علاوہ ازیں علامہ شاہ عبدالحق الہٰ آبادی مہاجر مکی رحمتہ اللہ علیہ سے علامہ ابوالحسن شاذلی رحمتہ اللہ علیہ کی ''حزب البحر'' وغیرہ اور علامہ شیخ عبدالکریم جیلی رحمتہ اللہ علیہ کی ''الانسان الکامل'' وغیرہ ، نیز علامہ شیخ عبدالوھاب شعرانی مصری رحمتہ اللہ علیہ کی ''الانوار القدسیہ'' ودیگر کتب پڑھ کر سند روایت حاصل کی[۱۱۳] اور جب تصنیف وتالیف کے لئے قلم اٹھایا تو تصوف کی مشہور کتاب ''التعرف'' کی شرح لکھی۔[۱۱۴]

شیخ محمد علی مالکی رحمتہ اللہ علیہ نے عقائد ومعمولاتِ اہل سنت کی توضیح وتشریح اور دفاع میں متعدد کتب لکھیں، محافل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، میں ذکر ولادت پر قیام تعظیمی پر اعتراضات کے جوابات اور مسئلہ کی وضاحت پر آپ نے کتاب ''الھدی التام فی موارد المولد النبوی وما اعید فیہ من القیام'' لکھی، غالباً یہ کتاب مولوی رشید احمد گنگوھی ومولوی خلیل احمد انبیٹھوی کی تحریروں کے پس منظر میں لکھی گئی، نیز ایمان والدین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر'' سعادۃ الدارین بنجاۃ الابوین'' نامی کتاب لکھی اور مکہ مکرمہ ومدینہ منورہ کے فضائل، زیارت روضہ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے جواز اور آثار سے حصول فیض وبرکت پر ایک کتاب تالیف کی، علاوی ازیں اوراد ووظائف ، فتنہ قادیانیت، تقلید آئمہ، حدیث لولاک کے موضوع پر آپ کی مؤلفات موجود ہیں۔

آپ مفتی مالکیہ کے علاوہ مختلف مناصب پر تعینات رہے اور درس وتدریس کے ساتھ بھی عمر بھر وابستگی قائم رکھی، لیکن ان گوناگوں مصروفیات کے باوجود آپ نے مختلف موضوعات پر

ساٹھ سے زائد کتب تصنیف کیں[۱۱۵]، ان میں سے اب تک صرف چند کتب شائع ہوئیں اور متعدد کے مخطوطات آپ کے فرزند شیخ عبدالطیف مالکی کے ذخیرہ کتب[۱۱۶] نیز حرم مکی لائبریری میں محفوظ ہیں، اس لائبریری میں سینکڑوں مخطوطات موجود ہیں اور کسی ایک مصنف کی کتب کے اعتبار سے شیخ محمد علی مالکی کی تصنیفات تعداد میں سب سے زیادہ ہیں اور ان میں سے متعدد آپ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہیں، حرم مکی لائبریری کے شعبہ مخطوطات میں آپ کی ۳۳ تصنیفات موجود ہیں، جن کے نام اور لائبریری نمبر نیز ان کے بارے میں دیگر معلومات حسب ذیل ہیں:

☆ رسالة فی حکم روایة السنة بالمعنی، سن کتابت ۱۳۶۲ھ، ۱۱۶/ حدیث[۱۱۷]

☆ تکملة العوائد تمیم الفوائد، عقود الفرائد پر حاشیہ، ۲۷/ حدیث[۱۱۸]

☆ الجواھر السنیة فی تبیین حکمة الدین العلیه، سن کتابت ۱۳۶۶ھ، ۱۳۷/ توحید[۱۱۹]

☆ کشف اللبس بیان حکمة بناء الاسلام علی خمس، سن کتابت ۱۳۵۳ھ، بخط مصنف، ۴۷/ توحید[۱۲۰]

☆ اظہار الحق المبین ...... علی تحریم مس وحمل القرآن لغیر المطھرین، سن کتابت ۱۳۵۱ھ، ۶۱/ فقہ مالکی[۱۲۱]

☆ انوار الشروق فی احکام الصندوق، سن کتابت ۱۳۲۷ھ، کاتب عبدالرحیم بن محمد صالح بن سیمان میمن، ریڈیو کے بارے میں شرعی حکم، اس پر شیخ عبداللہ نابلسی اور علامہ سید محمد عبدالحی کتانی کی تقریظات موجود ہیں، ۲/ فقہ مالکی[۱۲۲] مطبوعہ ۱۳۲۹ھ[۱۲۳]

☆ ایضاح المناسک علی مذھب الامام مالک، ۵۱/ فقہ مالکی[۱۲۴]

☆ بلوغ المأمول من غایة الوصول شرح لب الاصول، علامہ ابن نجیم حنفی کی لب الاصول پر شیخ زکریا انصاری کی شرح پر حاشیہ، ۱۳۴/ تصوف[۱۲۵]

☆ تنبیه الزکی وایقاظ الغبی، سن کتابت ۱۳۵۵ھ، بخط مصنف، نابالغ کی طرف سے دی گئی طلاق کے بارے میں، ۵۷/ فتاویٰ[۱۲۶]

☆ الحجۃ المرضیۃ فی النصیحۃ ورد بعض شبہ الخشیۃ، سن کتابت ۱۳۲۴ھ، بخط مصنف، ۲۱/ فقہ مالکی[۱۲۷]

☆ شرح قوانین ابن جزی، دو جلد، ۳۴۔۳۵/ فقہ مالکی[۱۲۸] تذکرہ نگاروں نے اس کا نام ''الحواشی السنیۃ علی قوانین ابن جزی المالکی'' لکھا ہے[۱۲۹] نامکمل رہی[۱۳۰]

☆ الصارم المبید لمنکر حکمۃ التقلید، بخط مصنف، ۵۰/ فقہ مالکی[۱۳۱]

☆ طوالع الهدی والفصل بتحذیر المسلمین بضرب الناقوس والطبل، ۵۳/ فتاویٰ[۱۳۲]، شیخ احمد بن یوسف قستی نے اس کتاب کا ترجمہ ملاوی زبان میں کیا۔[۱۳۳]

☆ فتح المتعال فی بیان ضعف القول بسنیۃ الصلاۃ فی النعال، سن کتابت ۱۳۶۴ھ، ۶۰/ فقہ مالکی[۱۳۴]

☆ اللمعۃ فی بیان ما هو الراجح فی اول وقت الجمعۃ، سن کتابت ۱۳۵۰ھ، بخط مصنف، ۶۴/ فتاویٰ[۱۳۵]

☆ مجموعۃ فوائد ونقول، دو جلد، بخط مصنف، فقہ و دیگر موضوعات پر، ۵۴/ مجامیع[۱۳۶]

☆ مکنون الجواہر فیما ینتفع بہ المسافر، مجموعہ تقاریر، ۵۵/ فتاویٰ[۱۳۷]

☆ منهل الاسعاف فی بیان وجوب العمل بخبر التلغراف، سن کتابت ۱۳۵۲ھ، بخط مصنف، کتاب کے آخر میں حکم شراء اولاد الکفار کے موضوع پر ایک فتویٰ درج ہے[۱۳۸]

☆ طوالع الاسرار العطائیہ فی مطالع سماء مراضی الحضرۃ الالهیۃ، ۱۳۶۰ھ کو مدینہ منورہ میں لکھی گئی، ۱۲۹/ تصوف[۱۳۹]

☆ نیل الامنیہ علی مقدمۃ العزیہ، بخط مصنف، ۲۲/ فقہ مالکی[۱۴۰]

☆ عین الحقیقۃ فی بیان المقصود بالطریقۃ، سن کتابت ۱۳۳۲ھ، بخط مصنف، ۱۳۱/ تصوف[۱۴۱]

☆ مفاتیح کنز المھمات لفتح ابواب المطالب المرتجات، بخط مصنف، ۱۳۶/ تصوف [۱۴۲]

☆ المقاصد الباسطہ لبیان تنوع العالم الی ملک وملکوت وواسطۃ، سن کتابت ۱۳۵۸ھ، بخط مصنف، ۱۲۹/ تصوف [۱۴۳]

☆ مناھل الریاسۃ والکیاسۃ فی بیان موارد عذب الفراسۃ، بخط مصنف، ۱۳۵/ تصوف [۱۴۴]

☆ منھاج الفوز الصحیح لبیان سبیل التوبۃ النصوح، سن کتابت ۱۳۶۲ھ، بخط مصنف، ۱۴۰/ تصوف [۱۴۵]

☆ الھدی التام فی موارد المولد النبوی وما اعتید فیہ من القیام، لائبریری ہذا میں اس کتاب کے تین مخطوطات موجود ہیں جن میں سے ایک بخط مصنف ہے جو ۱۳۶۰ھ میں لکھا گیا، ۱۳۲/ تصوف [۱۴۶]

☆ حاشیہ علی شرح الدمنھوری علی السلم فی المنطق، ۱۴۰/ علوم عربیہ [۱۴۷]

☆ السوانح الفاخرۃ فی علم المناظرۃ، سن کتابت ۱۳۵۵ھ، ۴۶/ فقہ مالکی [۱۴۸]

☆ تحفۃ الخلان بتھذیب البیان، بخط مصنف، ۱۴۰/ علوم عربیہ [۱۴۹]، الدلیل المشیر میں اس کتاب کا نام یوں لکھا ہے ''تحفۃ الخلان فی علم البیان علی شرح الشیخ عباس علی متن الشیخ عابد'' [۱۵۰] اس کا ایک اور قلمی نسخہ بڑی تقطیع کے ۲۹۶ صفحات پر مشتمل صاحب المسلک الجلی کے پیش نظر تھا۔ [۱۵۱]

☆ تدریب الطلاب فی قواعد الاعراب، سن کتابت ۱۳۳۰ھ، بخط مصنف، ۱۵۱/ علوم عربیہ [۱۵۲] بقول فادانی یہ کتاب سوال وجواب کے انداز میں لکھی گئی اور دو جلدوں پر مشتمل ہے۔ [۱۵۳]

☆ الفتوحات المکیہ فی القواعد النحویہ، ۱۵۶/ علوم عربیہ [۱۵۴]

☆ھدیۃ المنان الی تھذیب البیان، بخط مصنف، ۱۴۰/علوم عربیہ [۱۵۵]

☆رسالۃ فی الخیل، اس کتاب کے دو مخطوطات ہیں اور دونوں ہی ۱۳۳۳ھ میں لکھے گئے، ۴۰/ادب [۱۵۶]

حرم مکی لائبریری میں موجود مذکورہ بالا کتب کے علاوہ شیخ محمد علی مالکی رحمۃ اللہ علیہ کی مزید تصنیفات کے نام یہ ہیں:

☆السوانح الجازمۃ فی التعاریف الملازمہ، منطق کے موضوع پر

☆السادات الی سبیل الدعوات

☆انارۃ الدجا شرح تنویر الحجا نظم سفینۃ النجا

☆بلوغ الامنیۃ بفتاوی النوازل العصریہ

☆عقود الفرائد، عقائد کے موضوع پر

☆المقصد السدید فی بیان اخطاء الشوکانی فیما افتتح بہ رسالۃ القول المفید، قاضی شوکانی کا رد نیز مسئلہ تقلید و اجتہاد پر بحث

☆بوارق انواء الحج وفضائلہ وآدابہ ومافیہ من حکم واسرار وفضائل مکۃ والمدینۃ وما جاء فی فضل زیارۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم واھل بیتہ والتبرک بالآثار

☆سعادۃ الدارین بنجاۃ الابوین

☆شمس الاشراق فی حکم التعامل بالأوراق

☆فرائد النحو الوسیمۃ شرح الدرۃ الیتیمۃ

☆تقریرات علی حاشیۃ الخضری علی الفیہ ابن مالک

☆ھمع الھوامع شرح جمع الجوامع

☆تقریرات علی کتاب العقد الفرید فی علم الوضع

☆الحوشی النقیہ علی کتاب البلاغۃ لنخبۃ من علماء الازھر الذین ھم الشیخ محمد طموم وزملاؤہ

☆تقریرات علی شرح المحلی بجمع الجوامع

☆ حاشیه علی کتاب التلطف شرح التعرف ،علم اصول اور تصوف پر

☆ تھذیب الفروق والقواعد السنیه فی الاسرار الفقیه ،امام شہاب الدین احمد بن ادریس قرانی کی ''الفروق'' کی تلخیص

☆حواشی علی کتاب الاشباہ والنظائر للسیوطی

☆انتصار الاعتصام بمعتمد کل مذھب من مذاھب الائمة الاعلام ، ۱۳۴۲ھ میں شائع ہوئی

☆ردع الجھلة واھل الفرہ فی اتباع قول من یرد المطلقه ثلاثاً فی مرة،مطبوعہ ۱۳۳۰ھ

☆ توضیح احسن ما یقتفی وبه تعلیل المیتوته یکتفی،مطبوعہ ۱۳۴۲ھ

☆ التنقیح لحکم التلقیح

☆ رسالہ بذیل التنقیح فی الفتویٰ عن ثلاث مسائل

☆تحذیر المسلمین من لبس البر نیطه وزی الکافرین،مطبوعہ ۱۳۵۷ھ

☆فصول البدائع فی ردما اوردہ علی الھدی المنازع

☆الوردالعلوی،اورادووظائف کے موضوع پر

☆ القواطع البرھانیه فی بیان افک غلام احمد واتباعه القادیانیه [۱۵۷] فتنہ قادیانیت کے رد میں پورے عالم عرب میں سے کسی عرب عالم کی یہ پہلی تصنیف ہے۔

امام النحو شیخ محمد علی مالکی رحمتہ اللہ علیہ کی تصانیف کے ناموں پر غور کیا جائے تو یہ بات بخوبی عیاں ہوتی ہے کہ آپ مختلف علوم اسلامیہ میں درجہ کمال پر فائز تھے،اسی باعث آپ نے حدیث ،اصول فقہ،فقہ مذاہب اربعہ،عقائد،تصوف ،مواعظ،منطق ،لغت ،بلاغت ،نحو،علم الاصول اور شعر وادب وغیرہ علوم کی اہم کتب پر حواشی لکھے یا ان موضوعات پر کتب تصنیف کیں ، نیز

وھابیت، دیوبندیت، غیر مقلدیت، قادیانیت ودہریت وغیرہ کے رد میں قلم کا بھرپور استعمال کیا، آپ کے شاگرد شیخ محمد یاسین بن عیسیٰ فادانی مکی عرب دنیا کے علمی حلقوں میں نمایاں مقام رکھتے تھے، دارالعلوم دیوبند کے سابق مفتی اور دارالعلوم کراچی کے بانی مفتی محمد شفیع دیوبندی (م۱۳۹۶ھ/ ۱۹۷۶ء) کے بیٹے جسٹس محمد تقی عثمانی (پ۱۳۶۲ھ/ ۱۹۴۳ء) وغیرہ علماء نے شیخ فادانی کی شاگردی حاصل کی اور اسے اپنے لئے اعزاز سمجھا[۱۵۸]، یہی شیخ محمد یاسین فادانی اپنے استاد شیخ محمد علی مالکی رحمۃ اللہ علیہ کے علم وفضل کو مختصر الفاظ میں یوں متعارف کراتے ہیں:

" شیخنا الامام العلامه المتفنن سیبویه زمانه وفرید عصره وأوانه فضیلة الشیخ محمد علی بن حسین مالکی المدرس بالمسجد الحرام ورئیس الاساتذه بمدرسة دار العلوم الدینیه"[۱۵۹]

دوسرے مقام پر آپ یوں رقمطراز ہیں:

"شیخنا و شیخ مشیخه دار العلوم الدینیه وشیخ مشائخ اهل العصر بالحجاز الامام العلامة المدقق الفهامه الجامع بین علمی المنقول والمعقول والحاوی لعلم الفروع وعلوم الاصول صاحب الفضیلة الشیخ محمد علی المالکی بن العلامة مفتی المالکیه بمکه فی عصره الشیخ حسین بن ابراهیم المغربی الازهری"[۱۶۰]

فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ۱۳۲۳ھ میں مکہ مکرمہ حاضر ہوئے اور وہاں تقریباً تین ماہ قیام کی سعادت حاصل کی تو ان دنوں شیخ محمد علی مالکی رحمۃ اللہ علیہ اپنے بھائی مفتی مالکیہ شیخ محمد عابد مالکی رحمۃ اللہ علیہ کے معاون نیز مسجد الحرام میں مدرس اور مالکیہ کے امام تھے اور متعدد کتب تصنیف کر چکے تھے، اس دوران فاضل بریلوی اور سیبویۃ العصر شیخ محمد علی مالکی کے درمیان متعدد ملاقاتیں

ہوئیں اور آپ نے فاضل بریلوی کی دو اہم کتب ''الدولۃ المکیہ'' اور ''حسام الحرمین'' پر تقاریظ لکھیں نیز ۹ رصفر ۱۳۲۴ھ کو شیخ محمد علی مالکی نے فاضل بریلوی سے مختلف علوم وفنون اور تصوف کے جمیع سلاسل میں اجازت وخلافت حاصل کی۔[۱۶۱]

حضرت شیخ محمد علی مالکی رحمۃ اللہ علیہ کا عمر بھر معمول رہا کہ آپ ماہ رمضان المبارک میں بخاری شریف کا ختم فرمایا کرتے۔[۱۶۲]

زندگی کے آخری چند سالوں میں آپ شدید گرمی کے دنوں میں اہل وعیال سمیت طائف چلے جاتے جہاں کا موسم معتدل تھا، چنانچہ ۱۳۶۷ھ میں آپ مکہ مکرمہ سے زیارت روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے حاضر ہوئے اور پھر شعبان کے اوائل میں وہیں سے طائف چلے گئے، چند دن بعد مرض میں مبتلاء ہوئے اور اسی باعث پیر کی صبح ۲۸ رشعبان ۱۳۶۷ھ کو وفات پائی[۱۶۳]، اسی دن بوقت عصر آپ کی نماز جنازہ ادا کی گئی جس میں جم غفیر نے شرکت کی اور طائف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم کے مزار کے قریب آسودۂ خاک ہوئے، **تغمده برحمته ورضوانه وأسكنه فسيح جناته**۔[۱۶۴]

حضرت شیخ محمد علی مالکی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات الدلیل المشیر، سیر وتراجم اور خیر الدین زرکلی کی کتاب ''الاعلام'' جلد ششم، صفحہ ۳۰۵ میں درج ہیں، نیز شیخ محمد یاسین فادانی نے ''**بغية المريد من علوم الاسانيد**'' میں قلمبند کئے لیکن یہ کتاب تا حال شائع نہیں ہوئی، شیخ فادانی نے ہی آپ کے حالات اور اسناد ومرویات پر ''**المسلک الجلی فی اسانید فضيلة الشيخ محمد علی**'' کے نام سے ایک متاب تصنیف کی جو بڑی تقطیع کے ۶۲ صفحات پر مشتمل ہے اور اس کا ایک ایڈیشن طبع ہو کر کم یاب ہو چکا ہے۔

جسٹس شیخ جمال بن امیر مالکی رحمۃ اللہ علیہ

العالم النبیہ الفاضل النحوی النجیب الکامل شیخ جمال بن محمد امیر مالکی رحمۃ اللہ علیہ

۱۲۸۵ھ کو مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے اور اپنے چچا مفتی مالکیہ شیخ عابد و دیگر اکابر علماء مکہ سے تعلیم پائی [۱۶۵] بالخصوص شیخ عابد مالکی رحمۃ اللہ علیہ سے علوم نقلی وعقلی، فروع واصول اخذ کیے، آپ کے دیگر اساتذہ میں علامہ سید بکری شطا شافعی، علامہ شیخ عبدالوھاب شافعی بصری مہاجر مکی [۱۶۶] اور علامہ سید عبدالکریم داغستانی [۱۶۷] اہم ہیں، شیخ جمال مالکی تعلیم مکمل کرنے کے بعد مسجد الحرام میں مدرس مقرر ہوئے، جہاں بکثرت طلباء نے آپ سے استفادہ کیا، آپ محکمہ تعلیم مکہ مکرمہ کی اعلیٰ کمیٹی کے رکن رہے، پھر گورنر مکہ شریف حسین بن علی نے آپ کو اعلیٰ شرعی عدالت ''محکمۃ التعزیرات الشرعیہ'' کا چیف جج تعینات کیا۔[۱۶۸]

شیخ جمال مالکی معتدل جسامت، کشادہ سینہ، متحمل و بردبار، خوش اخلاق، متواضع، علائق دنیا سے بیزار، اشاعت دین کے لئے ہمہ اوقات مستعد وغیرہ اوصاف کے مالک تھے، آپ مسجد الحرام میں باب داؤدیہ و باب ابراہیم کے درمیان حلقہ درس قائم کیا کرتے تھے، آپ امیر و فقیر، عربی و عجمی اور گورے و کالے کے درمیان کوئی امتیازی سلوک روا نہ رکھتے اور تمام طلباء سے یکساں شفقت سے پیش آتے، کسی طالب علم کی عیادت یا ان کی طرف سے دی گئی دعوت طعام میں شرکت کے لئے آپ مکہ مکرمہ کے دور دراز محلوں تک تشریف لے جاتے جب کہ ان دنوں ذرائع آمد و رفت محدود تھے، آپ طلباء کے ساتھ بیٹھ کر ہر طرح کے کھانے بلا تکلف تناول فرماتے اور ہر ممکن طریقہ سے ان کی حوصلہ افزائی فرماتے، نتیجۃ طلباء آپ کی طرف کھنچے چلے آتے اور آپ ''امام مالکی'' کے لقب سے مشہور ہوئے۔

شیخ جمال مالکی رحمۃ اللہ علیہ فقہ اور نحو کا درس دیا کرتے جن میں الفیہ ابن مالک، المتممۃ اور الثمرات الجنیہ وغیرہ کتب کا درس اہم ہے، اور آپ کے حلقہ درس میں اہل حجاز، یمن نیز انڈونیشیا کے طلباء کی بڑی تعداد شامل ہوتی، عمر عبدالجبار نے آپ سے سماعت کردہ دروس میں سے ایک کا خلاصہ اپنی کتاب میں درج کیا ہے [۱۶۹]، آپ کے تلامذہ میں علامہ سید محمد طاہر دباغ [۱۷۰] اور علامہ سید علوی مالکی حسنی [۱۷۱] جیسے علماء شامل ہیں۔

جسٹس شیخ جمال مالکی المعروف بہ امام مالکی رحمتہ اللہ علیہ نے مولانا احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کی دو کتب ''الدولۃ المکیہ'' اور ''حسام الحرمین'' پر تقاریظ لکھیں جو مطبوع ہیں، اور ۹ رصفر ۱۳۲۴ھ بروز بدھ کو ہی فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے مفتی مالکیہ شیخ حسین بن ابراہیم الازہری رحمتہ اللہ علیہ کے دو فرزندان شیخ محمد عابد مالکی، شیخ محمد علی مالکی کے علاوہ ان کے ایک پوتے شیخ جمال مالکی رحمہم اللہ تعالیٰ کو بھی جمیع علوم اسلامیہ میں اجازت وخلافت عطا کی[۱۷۲]

حضرت شیخ جمال مالکی رحمتہ اللہ علیہ نے ۱۳۴۹ھ میں وفات پائی اور چار فرزندان عبدالعزیز، عبدالرحمٰن، عبدالغنی اور اسعد اپنی نسبی یادگار چھوڑے[۱۷۳]، بقول شیخ حسن مشاط مکی یہ ایک کھلی حقیقت ہے کہ مکہ مکرمہ میں شیخ جمال مالکی اور پھر علامہ سید علوی مالکی حسنی کی تجہیز وتکفین نیز نماز جنازہ میں لوگوں کی بکثرت شمولیت کے باعث پوری چودہویں صدی ہجری کے دو سب سے بڑے اجتماع تھے۔[۱۷۴]

تیرھویں و چودھویں صدی ہجری کے حجاز مقدس کی درس وتدریس، تصنیف وتالیف، مسند افتاء، امامت وخطابت، شعروادب اور اشاعت عقائد اسلامیہ جیسے اہم موضوعات کی تاریخ مرتب کرتے ہوئے مفتی مالکیہ شیخ حسین بن ابراہیم الازہری رحمتہ اللہ علیہ اور ان کی اولاد کی خدمات کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا، بلکہ آج بھی جب ہم پندرھویں صدی ہجری کے تیسرے عشرہ میں داخل ہونے والے ہیں، مکہ مکرمہ میں اس خاندان سے تعلیم حاصل کرنے والے سادات علماء کرام کی اولاد میں سے پروفیسر ڈاکٹر سید محمد بن علوی مالکی حسنی علیہ الرحمہ نے اسی لگن سے دینی علوم کی خدمت کا سلسلہ جاری رکھا اور آج کی دنیا کا کوئی گوشہ ڈاکٹر سید محمد بن علوی کی علمی خدمات اور اثرات سے خالی نہیں۔

خاندان شیخ حسین مالکی الازہری رحمۃ اللہ علیہ
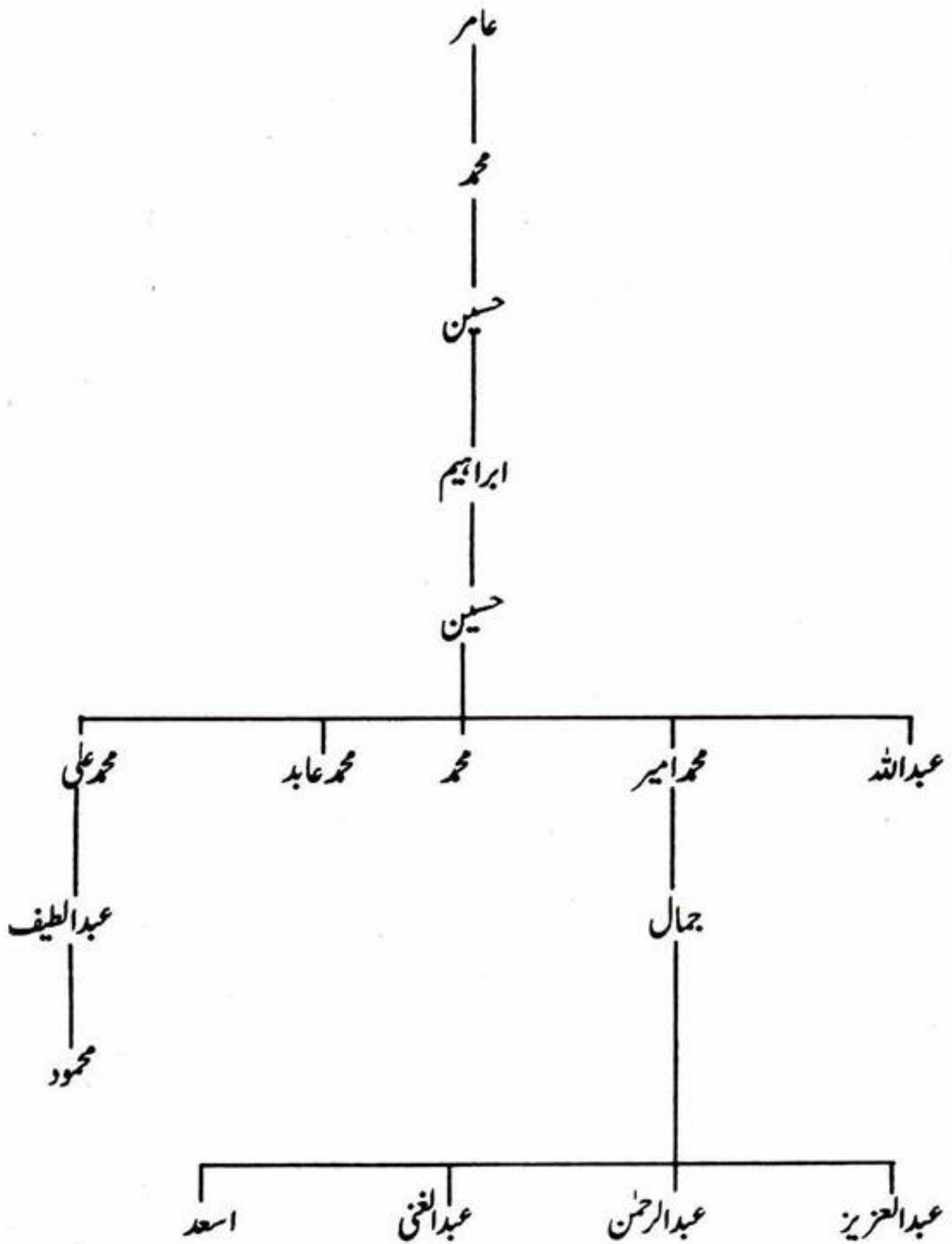
حوالے وحواشی

[۱]۔ المختصر من کتاب نشر النور والزھر، شیخ عبداللہ ابوالخیر مکی (م ۱۳۴۳ھ)، اختصار وترتیب وحواشی شیخ محمد سعید عامودی (م ۱۴۱۱ھ) وشیخ احمد علی بھوپالی مہاجر مکی (م ۱۴۱۳ھ)، طبع دوم ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۶ء، عالم المعرفہ جدہ، ص ۱۸۲

[۲]۔ ایضاً، ص ۱۸۰

[۳]۔ الدلیل المشیر، علامہ شیخ ابوبکر حبشی علوی مکی (م ۱۳۷۴ھ)، مکتبہ المکیہ مکہ مکرمہ، طبع اول ۱۴۱۸ھ/ ۱۹۹۷ء، ص ۲۷۶

[۴]۔ نشر النور، ص ۱۸۰۔۱۸۱

[۵]۔ علامہ شیخ احمد حضراوی شافعی ھاشمی مکی (۱۲۵۲ھ۔۱۳۲۷ھ) اٹھارہ سے زائد کتب کے مصنف تھے، آپ مؤرخ حجاز کہلائے، آپ کے شاگردوں میں سید محمد زمزمی کتانی (م ۱۳۷۱ھ/ ۱۹۵۱ء) مدفون دمشق وغیرہ اپنے دور کے اکابر علماء مشائخ شامل ہیں، شیخ احمد حضراوی رحمتہ اللہ علیہ، فاضل بریلوی کے خلفاء میں سے ہیں، آپ کے مفصل حالات نشر النور، سیر وتراجم اور اعلام الحجاز جلد سوم میں درج ہیں۔

[۶]۔ شریف محمد بن عبدالمعین بن عون ۱۲۴۳ھ سے ۱۲۶۷ھ تک اور دوبارہ ۱۲۷۲ھ سے اپنی وفات ۱۲۷۴ھ تک گورنر مکہ رہے۔ (نشر النور، حاشیہ ص ۲۹۸)

[۷]۔ نشر النور، ص ۱۸۰۔۱۸۱

سیر وتراجم میں ہے کہ آپ ۱۲۲۶ھ میں ''مفتی مالکیہ'' بنائے گئے، لیکن یہ درست نہیں، اس لئے کہ سن مذکور میں آپ کی عمر محض چار برس تھی، یقیناً یہ اندراج کتابت کی غلطی ہے۔ (سیر وتراجم بعض علمائنا فی القرن الرابع عشر للھجرۃ، عمر عبدالجبار مکی (م ۱۳۹۱ھ)، مکتبہ تھامہ جدہ، طبع سوم ۱۴۰۳ھ/ ۱۹۸۲ء، ص ۱۰۰)

[۸]۔ سیر وتراجم، ص ۱۰۰

[۹]۔ فہرس مخطوطات مکتبہ مکۃ المکرمہ، ناشر مکتبہ ملک فہد الوطنیہ ریاض، طبع اول ۱۴۱۸/ ۱۹۹۷ء، یہ فہرست حرم مکی لائبریری کے محافظ شیخ عبدالمالک بن شیخ عبدالقادر طرابلسی کی نگرانی میں پروفیسر ڈاکٹر عبدالوھاب ابراہیم ابوسلیمان وغیرہ ام القریٰ یونیورسٹی مکہ مکرمہ کے دس اساتذہ نے مل کر تیار کی، ص ۵۷، نیز نشر النور رحاشیہ ص ۱۸۱

[۱۰]۔ فہرس مخطوطات مکتبہ مکۃ المکرمۃ، ص ۴۵۵

[۱۱]۔ امام حرم شیخ عبدالقادر مشاط مالکی رحمتہ اللہ علیہ (۱۲۴۸ھ۔۱۳۰۲ھ) کے والد ماجد مکہ مکرمہ کے بڑے تاجر تھے، شیخ عبدالقادر مشاط نے حرم مکی کے علاوہ جامعہ الازہر میں تعلیم پائی، آپ شیخ حسین مالکی اور علامہ سید احمد دحلان شافعی (م ۱۳۰۴ھ) کے اہم اور خاص شاگردوں میں سے ایک ہیں، علامہ مشاط مسجد الحرام کے امام، خطیب اور مدرس تھے، چند تصنیفات ہیں نیز اپنے استاد علامہ سید احمد دحلان رحمتہ اللہ علیہ کی ایک کتاب پر حواشی لکھے، شیخ عبدالقادر کے شاگردوں میں علامہ سید احمد زواوی مالکی مکی (۱۲۶۲ھ۔۱۳۱۶ھ)، شیخ حسن بن زہیر مالکی مکی (م ۱۳۰۱ھ)، شیخ عبداللہ بن عثمان حنفی مکی (م ۱۳۲۴ھ)، شیخ محمد صباغ مصری مہاجر مکی (م ۱۳۲۱ھ) اور شیخ یاسین بیسونی شافعی مکی (۱۲۷۳ھ۔۱۳۵۴ھ) وغیرہ اپنے دور کے اکابر علماء مکہ شامل ہیں۔ (نشر النور، ص ۲ ۵۷)

[۱۲]۔ شیخ خلیفہ بن حمد نبھان (۱۲۷۰ھ۔۱۳۶۲ھ) بحرین میں پیدا ہوئے اور سترہ برس کی عمر میں حصول تعلیم کے لئے مکہ مکرمہ پہنچے، جہاں مفتی مالکیہ شیخ حسین بن ابراہیم کے علاوہ شیخ عبدالقادر مشاط، شیخ عبدالرحمٰن دھان (۱۲۸۳ھ۔۱۳۳۷ھ)، شیخ محمد یوسف خیاط شافعی وغیرہ متعدد اکابر علماء سے مختلف علوم وفنون حاصل کئے، بعد ازاں علماء مدینہ منورہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور علامہ سید احمد بن اسماعیل برزنجی شافعی (۱۲۵۹ھ۔۱۳۳۵ھ) وغیرہ اکابر علماء سے اسناد حاصل کیں، شیخ خلیفہ نبھان نے ایشیا وافریقہ کے متعدد ممالک کی سیاحت کی، شیخ خلیفہ نے علم

فلکیات وتوقیت کے موضوعات پر سات سے زائد کتب تصنیف کیں جن میں سے ایک کتاب مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ وغیرہ مدارس کے نصاب میں شامل رہی، آپ مسجد الحرام میں مدرس تعینات تھے، اہم تلامذہ میں مولوی عبدالرحمٰن کریم بخش، علامہ سید احمد عبداللہ دحلان، شیخ حسن مشاط (۱۳۱۷ھ۔۱۳۹۹ھ) اور شیخ محمد یاسین بن عیسیٰ فادانی (م۱۴۱۰ھ) کے نام شامل ہیں۔(سیر وتراجم،ص۱۰۱۔۱۰۴)

شیخ خلیفہ کے بیٹے شیخ محمد نبہان (م۱۳۷۰ھ) بھی مشہور عالم اور صاحب تصانیف تھے، آپ کی ایک تصنیف ''سورج زمین کے گرد چکر کاٹ رہا ہے'' کے نظریہ پر ہے۔(سیر وتراجم، ص۲۷۵۔۲۷۷)

[۱۳]۔شیخ محمد بن سلیمان حسب اللہ شافعی رحمتہ اللہ علیہ (۱۲۴۴ھ۔۱۳۳۵ھ) نے مکہ مکرمہ میں شیخ حسین مالکی کے علاوہ جن علماء سے تعلیم پائی ان میں مفتی شافعیہ شیخ احمد دمیاطی (م۱۲۷۰ھ)، علامہ سید احمد نحراوی شافعی (م۱۲۹۱ھ) وغیرہ شامل ہیں، بعد ازاں آپ مزید حصول علم کے لئے عازم مصر ہوئے، نیز مدینہ منورہ میں شیخ عبدالغنی دہلوی نقشبندی سے پڑھا، شیخ محمد حسب اللہ ہر سال ماہ رمضان میں روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کا سفر کرتے اور اس ماہ مبارک میں وہاں مقیم رہ کر مسجد نبوی میں قاضی عیاض رحمتہ اللہ علیہ کی کتاب ''الشفاء'' کا درس دیا کرتے، آپ مسجد الحرام مکہ مکرمہ میں مدرس تھے، مفتی شافعیہ علامہ سید احمد دحلان رحمتہ اللہ علیہ ۱۳۰۴ھ میں منصب افتاء سے الگ ہوئے تو گورنر حجاز عثمان پاشا نے یہ منصب شیخ محمد حسب اللہ کے سپرد کرنا چاہا لیکن آپ نے قبول نہیں کیا، آپ کے تلامذہ میں شیخ عثمان بن عبداللہ تمبوسی (م۱۳۶۹ھ) اور شیخ ابوبکر بن شہاب الدین تمبوسی اہم ہیں، شیخ محمد حسب اللہ کی تصنیفات کے نام یہ ہیں:

حاشیہ علی منسک الخطیب الشربینی الکبیر، الریاض البدیعہ فی اصول الدین وبعض فروع الشریعہ، فیض المنان شرح فتح الرحمان، حاشیہ علی فتح المعین، ھدایۃ العوام الی معرفۃ الایمان

والاسلام وغیرہ، حرم مکی لائبریری میں آپ کی چار تصنیفات کے مخطوطوت موجود ہیں۔ (سیر وتراجم، ص ۲۲۹۔۲۳۲، نشر النور، ص ۴۱۹۔۴۲۰، فہرس مخطوطات مکتبہ مکۃ المکرمۃ، ص ۵۴۲)

[۱۴]۔ شیخ ابوبکر بن حجی بیسونی رحمتہ اللہ علیہ کے والد مصر سے ہجرت کر کے مکہ مکرمہ جا بسے، وہیں پر شیخ ابوبکر پیدا ہوئے اور شیخ حسین مالکی کے علاوہ شیخ احمد دمیاطی، شیخ العلماء شیخ جمال (م ۱۲۸۴ھ) سے تعلیم پائی اور گورنر مکہ شریف محمد بن عون نے شیخ ابوبکر کو مسجد الحرام کا امام وخطیب مقرر کیا، بعد ازاں آپ گورنر شریف عبدالمطلب کے دور میں ''مفتی مالکیہ'' تعینات کئے گئے، شیخ ابوبکر نے ۱۳۰۰ھ کے بعد مکہ مکرمہ میں وفات پائی۔ (نشر النور، ص ۶۲۔۶۳)

[۱۵]۔ فہرس مخطوطات مکتبہ مکۃ المکرمۃ، ص ۳۶

[۱۶]۔ ایضاً، ص ۶۱

[۱۷]۔ ایضاً، ص ۱۴۴

[۱۸]۔ ایضاً، ص ۱۴۰

[۱۹]۔ ایضاً، ص ۱۸۹۔۱۹۰

[۲۰]۔ ایضاً، ص ۲۱۸

[۲۱]۔ ایضاً، ص ۲۹۰

[۲۲]۔ سیر وتراجم، ص ۱۰۰، نشر النور، ص ۱۸۱

[۲۳]۔ نشر النور، ص ۱۸۰۔۱۸۱

[۲۴]۔ علامہ سید احمد بن زینی دحلان شافعی رحمتہ اللہ علیہ (م ۱۳۰۴ھ) کا اسم گرامی کسی تعارف کا محتاج نہیں، آپ ''شیخ العلماء'' اور ''مفتی شافعیہ'' کے مناصب پر تعینات رہے، متعدد تصنیفات ہیں، حجاز مقدس اور پورے عالم اسلام کے لاتعداد اکابرین نے آپ سے استفادہ کیا، آپ کے شاگردوں میں حجاز مقدس میں مملکت ھاشمیہ کے بانی حسین بن علی، پاک وہند کے علماء میں سے مولانا عبدالحلیم فرنگی محلی (م ۱۲۸۵ھ) اور ان کے فرزند مولانا ابوالحسنات عبدالحی

لکھنوی (۱۳۰۴ھ)، مولانا نقی علی خاں بریلوی اور ان کے فرزند مولانا احمد رضا خاں بریلوی، مولانا احمد الدین چکوالی اور مولوی خلیل احمد انبیٹھوی وغیرہ علماء شامل ہیں، علامہ سید احمد دحلان کے حالات وخدمات پر آپ کے شاگرد علامہ سید ابوبکر شطا شافعی مکی رحمتہ اللہ علیہ (۱۲۶۶ھ۔۱۳۱۰ھ) نے ''نفحۃ الرحمٰن فی بعض مناقب السید احمد بن زینی دحلان'' کے نام سے کتاب لکھی جو عرصہ دراز قبل شائع ہوئی تھی اور اس کا قلمی نسخہ بخط مصنف آج بھی حرم مکی لائبریری میں زیر نمبر ۴۵/ تاریخ موجود ہے۔ (فہرس مخطوطات مکتبہ مکۃ المکرمۃ، ص ۴۸۱)، علاوہ ازیں علامہ سید احمد دحلان کی ایک اہم تصنیف ''الفتوحات الاسلامیہ بعد مضٰی الفتوحات النبویہ'' کا تازہ ایڈیشن دو جلدوں میں کل ۱۰۳۲ صفحات پر مشتمل کمپیوٹر کمپوزنگ کے ساتھ دار البصائر دمشق اور دار صیاد بیروت کے اشتراک سے ۱۴۱۷ھ/ ۱۹۹۷ء میں شائع ہوا، اس ایڈیشن کے آغاز میں مصنف کے مختصر حالات دیئے گئے ہیں۔

علامہ سید احمد دحلان شافعی کی نسل آگے نہیں چلی، لیکن آپ کے بھائی کی اولاد آج کے حجاز کے بڑے تاجروں اور اہم شخصیات میں سے ہے، چنانچہ آپ کے بھائی کے پڑپوتے ڈاکٹر سید عبداللہ بن صادق (پ ۱۳۳۸ھ) بن عبداللہ (۱۲۹۱ھ۔۱۳۶۰ھ) بن صادق (م ۱۲۹۷ھ) بن زینی دحلان ۱۹۸۸ء سے ۱۹۹۸ء تک ایوان صنعت وتجارت جدہ کے سیکرٹری جنرل رہے، نیز روزنامہ ''البلاد'' جدہ (سن اجراء ۱۳۵۰ھ) کے ایڈمنسٹریشن چیئر مین ہیں، ڈاکٹر موصوف کے چھوٹے بھائی سید عماد دحلان سول انجینئر ہین اور بین الاقوامی نمائش گاہ جدہ کے ڈائریکٹر ہیں، ڈاکٹر سید عبداللہ دحلان کے دادا علامہ سید عبداللہ دحلان رحمتہ اللہ علیہ فاضل بریلوی کے خلفاء میں سے ہیں۔

[۲۵]۔ آپ کا سن وصال نشر النور میں ۱۳۰۹ھ اور سیر وتراجم میں ۱۳۱۰ھ درج ہے، اول الذکر کتاب کے مصنف آپ کے ہم عصر علماء مکہ میں سے ہیں، اس بنیاد پر ان کا درج کردہ سن وصال درست معلوم ہوتا ہے۔

[۲۶]۔نشر النور، ص ۴۲۱، سیر وتراجم، ص ۲۶۰

[۲۷]۔فہرس مخطوطات مکتبہ مکۃ المکرمۃ، ص ۶۱، ۱۱۰

[۲۸]۔نشر النور، ص ۱۶۳، ۱۸۱، سیر وتراجم، ص ۱۵۲

[۲۹]۔اعلام الحجاز فی القرن الرابع عشر للھجرۃ، محمد علی مغربی (م ۱۹۹۶ھ)، جلد سوم، مطبع المدنی عباسیہ قاھرہ، طبع اول، ص ۳۴۷، نیز فہرس مخطوطات مکتبہ مکۃ المکرمۃ، ص ۱۲۳، حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین، مولانا احمد رضا خاں بریلوی، مکتبہ نبویہ لاہور، ص ۶۵

[۳۰]۔مثلاً فہرس مخطوطات مکتبہ مکۃ المکرمۃ، ص ۵۴۳

[۳۱]۔سیر وتراجم، ص ۱۵۲

[۳۲]۔مولانا رحمت اللہ کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۰۸ھ) کی ہندوستان، مکہ مکرمہ اور ترکی میں گراں قدر خدمات ہیں، ۱۲۹۰ھ میں آپ نے کلکتہ کی ایک صاحب ثروت خاتون صولت النساء بیگم کے مالی تعاون سے مکہ مکرمہ میں مدرسہ صولتیہ قائم کیا، جس نے امت مسلمہ کے علمی زوال کو روکنے میں کسی بڑی اسلامی یونیورسٹی کا کردار ادا کیا، آپ کی خدمات کے اعتراف میں خلیفہ عثمانی نے آپ کو ''پایۂ حرمین شریفین'' کا خطاب دیا، مولانا رحمت اللہ کے حالات متعدد کتب ورسائل میں درج ہیں، جن میں سے چند کے نام یہ ہیں۔

۔تجلیات مہر انور، علامہ مفتی سید شاہ حسین گردیزی گولڑوی نقشبندی، مکتبہ مہریہ گولڑا شریف اسلام آباد، طبع اول ۱۴۱۲ھ/۱۹۹۲ء، ص ۳۱۰۔۳۳۵

۔اعلام الحجاز، محمد علی مغربی، جلد دوم، مطابع دار البلاد جدہ، طبع دوم ۱۴۱۵ھ/۱۹۹۴ء، ص ۲۸۶۔۳۱۳

۔اھل الحجاز بعبقھم التاریخی، حسن عبدالحیؒ قزاز، مطابع المدینہ للصحافۃ جدہ، طبع اول ۱۴۱۵ھ/۱۹۹۴ء، ص ۱۷۹۔۱۸۷

۔علماء العرب فی شبہ القارۃ الھندیۃ، شیخ یونس ابراہیم سامرائی، طبع اول ۱۹۸۶ء،

وزارت اوقاف عراق، ص ۷۵۰

۔ماہنامہ منار الاسلام ابوظہبی، شمارہ مارچ ۱۹۸۷ء، ص ۹۰۔۹۸

۔ماہنامہ المنھل جدہ، شمارہ دسمبر ۸۸ء جنوری ۱۹۸۹ء، ص ۱۵۲۔۱۶۶

[۳۳]۔الدلیل المشیر، ص ۲۷۱

[۳۴]۔الدلیل المشیر، ص ۲۷۱، علامہ سید احمد زواوی مالکی رحمتہ اللہ علیہ (۱۲۶۲ھ۔۱۳۱۶ھ) مکہ مکرمہ کے جلیل القدر علماء میں سے تھے، آپ نے علامہ سید احمد دحلان، شیخ محمد بیسونی شافعی مکی (م ۱۳۰۲ھ) اور شیخ عبدالقادر مشاط کے علاوہ مکہ مکرمہ حاضر ہونے والے دیگر اکابر علماء کرام سے مختلف علوم پڑھے، آپ کے دو فرزندان علامہ سید عبداللہ زواوی مالکی (م ۱۳۴۳ھ) اور سید محمد زواوی مالکی بھی اہم علماء مکہ میں سے ہوئے، علامہ سید عبداللہ زواوی ہندوستان تشریف لائے تھے۔ (نشر النور، ص ۹۱، سیر و تراجم، ص ۵۹، ۱۴۰)

[۳۵]۔حسام الحرمین، ص ۶۵

[۳۶]۔نشر النور، ص ۱۸۱، سیر و تراجم میں ہے کہ شیخ عابد مالکی اپنے والد کی وفات پر مفتی مالکیہ بنائے گئے، یہ صحیح نہیں، نشر النور میں واضح طور پر لکھا ہے کہ شیخ عابد مالکی نے ۱۳۰۹ھ میں یہ منصب سنبھالا اور یہی درست ہے، یاد رہے کہ مکہ مکرمہ میں مذاہب اربعہ کے اکابر علماء میں سے بیک وقت ایک ایک عالم ''مفتی'' مقرر ہوتے تھے۔

[۳۷]۔سیر و تراجم، ص ۱۵۲

[۳۸]۔سیر و تراجم، ص ۱۵۲

[۳۹]۔نشر النور، حاشیہ ص ۲۰۷

[۴۰]۔اس درخواست پر دستخط اور پھر مکہ بدر کئے جانے والے دیگر چار علماء کرام کے اسماء گرامی یہ ہیں: شیخ السادۃ سید علوی سقاف (م ۱۳۳۵ھ)، مفتی احناف شیخ عبدالرحمٰن سراج حنفی (م ۱۳۱۴ھ)، مفتی شوافع سید عبداللہ زواوی (م ۱۳۴۳ھ)، مفتی حنابلہ و نائب حرم سید ابراہیم۔

[۴۱]۔ تاریخ مکہ، احمد سباعی، ناشر نادی مکہ الثقافی مکہ مکرمہ، طبع چہارم ۱۳۹۹ھ، بحوالہ اعلام الحجاز، ج ۳، ص ۳۴۷۔۳۷۱

[۴۲]۔ محمد علی مغربی نے احمد سباعی کے حوالے سے لکھا کہ ان علماء کے ساتھ یہ واقعہ ۱۳۱۴ھ میں پیش آیا (اعلام الحجاز، ج ۳، ص ۳۵۳) لیکن یہ درست نہیں، جبکہ نشر النور میں ہے کہ یہ سانحہ ۱۳۱۰ھ میں پیش آیا (نشر النور، ص ۱۸۱) اور یہی صحیح ہے۔

[۴۳]۔ سیر وتراجم، ص ۱۵۲۔۱۵۳

[۴۴]۔ نشر النور، ص ۱۸۱

[۴۵]۔ سیر وتراجم، ص ۱۵۲

[۴۶]۔ علامہ سید عباس بن عبدالعزیز مالکی حسنی رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۷۰ھ۔۱۳۵۳ھ) کے دیگر اساتذہ میں شیخ محمد یوسف خیاط اہم ہیں، علامہ سید عباس مالکی نے علم البیان، علم الوضع اور فقہ کے موضوعات پر چند کتب تصنیف کیں۔ آپ مسجد الحرام میں مدرس تھے، باب محکمہ اور باب باسطیہ کے درمیانی برآمدہ میں آپ کا حلقہ درس منعقد ہوتا جہاں خلق کثیر آپ سے فیض یاب ہوئی، آپ کے شاگردوں میں آپ کے فرزند علامہ سید علوی مالکی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۹۱ھ) اہم ہیں، علامہ سید عباس مالکی حافظ قرآن اور مسجد الحرام میں مالکیہ کے امام وخطیب تھے۔ (نشر النور، ص ۲۲۹، سیر وتراجم، ص ۱۴۴۔۱۴۶، ۱۵۲، اھل الحجاز بعبقھم التاریخی، ص ۲۵۸۔۲۶۰)

علامہ سید عباس مالکی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے فرزند علامہ سید علوی مالکی رحمۃ اللہ علیہ، مفتی اعظم ہند مولانا محمد مصطفیٰ رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ (۱۳۱۰ھ۔۱۴۰۲ھ) کے خلفاء میں سے ہیں۔ (ماہنامہ اعلیٰ حضرت، مقام اشاعت بریلی، شمارہ اکتوبر نومبر ۱۹۹۰ء، مفتی اعظم ہند نمبر، ص ۷۹)

[۴۷]۔ علامہ سید محمد بن عبدالعزیز مالکی حسنی مکی رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۸۷ھ۔۱۳۱۲ھ) بھی اپنے بھائی علامہ عباس مالکی کی طرح شیخ محمد عابد مالکی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے، آپ کے والد

ماجد سید عبدالعزیز بن عباس مالکی رحمۃ اللہ علیہ مسجد الحرام کے خطیب اور مالکیہ کے امام تھے، علامہ سید محمد مالکی نے مکہ مکرمہ میں وباء پھیلنے کے باعث عین عالم شباب میں وفات پائی، آپ عالم وفاضل، حافظ قرآن اور صالحین میں سے تھے۔ (نشر النور، ص ۴۸۰)

[۴۸]۔ محدث الحرمین شیخ عمر حمدان محرسی رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۹۱ھ۔۱۳۶۸ھ) نے شیخ محمد عابد مالکی کے علاوہ علامہ یوسف بن اسماعیل نبھانی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ سید عبدالحی کتانی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ الخطباء شیخ احمد ابوالخیر مرداد مکی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۳۵ھ) اور شیخ محمد امین سوید دمشقی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۵۵ھ) سمیت سینکڑوں علماء سے استفادہ کیا، آپ ''محدث الحرمین الشریفین'' کے لقب سے مشہور ہیں، مدینہ منورہ میں وفات پائی، الدلیل المشیر کے مصنف آپ کے اہم تلامذہ میں سے ہیں، شیخ عمر حمدان رحمۃ اللہ علیہ فاضل بریلوی نیز مفتی اعظم ہند کے خلفاء میں سے ہیں، آپ کے حالات اور اسانید ومرویات پر آپ کے شاگرد شیخ محمد یاسین فادانی مکی (م ۱۴۱۱ھ) نے تین ضخیم جلدوں میں کتاب ''مطمح الوجدان فی اسانید الشیخ عمر حمدان'' تالیف کی، پھر خود ہی اس کا خلاصہ ''اتحاف الاخوان باختصار مطمح الوجدان فی اسانید الشیخ عمر حمدان'' کے نام سے دو جلدوں میں تیار کیا جس کی پہلی جلد کا پہلا ایڈیشن ۱۳۷۱ھ میں قاہرہ سے اور دوسرا ۱۴۰۶ھ میں دمشق سے شائع ہوا، شیخ عمر حمدان کے حالات الدلیل المشیر، ص ۳۱۰۔۳۲۷، اعلام من ارض النبوۃ، ج ۱، ص ۱۶۹۔۱۸۲۔ سیر وتراجم، ص ۲۰۴۔۲۰۷، نیز قاہرہ کے مشہور عالم شیخ محمود سعید ممدوح مقیم دبئی کی کتاب ''تشنیف الاسماع'' مطبوعہ قاہرہ ۱۹۸۴ء، ص ۴۲۶۔۴۳۲ کے علماء مدینہ منورہ کے حالات پر محمد سعید دفتر دار مدنی (پ ۱۳۲۲ھ/۱۹۰۴ء) کے مرتب کردہ تذکرے میں بھی درج ہیں۔

[۴۹]۔ شیخ محمد نور فطانی (م ۱۳۶۳ھ) نے مکہ مکرمہ میں شیخ محمد عابد مالکی رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ الازہر یونیورسٹی قاہرہ میں شیخ محمد عبدہٗ مصری وغیرہ علماء سے تعلیم پائی اور وہاں شیخ محمد عبدہٗ کے مکتب فکر سے گہری وابستگی اختیار کرلی، شیخ محمد نور فطانی مکہ مکرمہ کی اعلیٰ عدالت کے جج رہے

جبکہ علامہ سید محمد مرزوقی ابو حسین رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۸۴ھ۔۱۳۶۵ھ) انہی ایام میں اس عدالت کے چیف جسٹس تھے۔ (سیر وتراجم، ص۲۶۹۔۲۷۲، اھل الحجاز بعبقھم التاریخی، ص۲۹۳۔۲۹۴) علامہ سید محمد مرزوقی رحمۃ اللہ علیہ فاضل بریلوی کے اہم خلفاء میں سے ہیں۔

[۵۰]۔ شیخ علی بنجر ۱۲۸۵ھ میں مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے، قرآن مجید حفظ کیا اور سید ابوبکر شطا المعروف بہ سید بکری شطا، شیخ عابد مالکی، شیخ سعید یمانی (م ۱۳۵۲ھ)، شیخ محمد یوسف خیاط اور شیخ صالح سروجی (م ۱۳۲۹ھ) سے تعلیم پائی، پھر مسجد الحرام میں مدرس مقرر ہوئے اور ۱۲؍ ذوالحجہ ۱۳۷۰ھ کو وفات پائی۔ (سیر وتراجم، حاشیہ ص ۱۳۱)

[۵۱]۔ شیخ محمد حبیب اللہ جکنی شنقیطی مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۹۵ھ۔۱۳۶۳ھ) موریطانیہ کے علاقہ شنقیط میں آباد قبیلہ جکنی میں پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم مقامی علماء سے حاصل کی پھر ترک وطن کر کے مراکش پہنچے اور وہاں کے علماء سے استفادہ کیا، بعد ازاں وہیں پر تدریس کا سلسلہ شروع کیا، ۱۳۳۱ھ میں مراکش کے بادشاہ نے مسجد اقصیٰ، مسجد خلیل اور حج وزیارت کے لئے سفر اختیار کیا تو آپ بھی ہمراہ تھے اور آپ نے حج ادا کرنے کے بعد مدینہ منورہ میں قیام کر لیا اور حرمین شریفین، دمشق، قاہرہ، مراکش وغیرہ کے لاتعداد علماء ومشائخ سے ملاقاتیں کیں، نیز ان سے استفادہ کیا، آپ کے اساتذہ میں شیخ محمد عابد مالکی، علامہ شیخ احمد سنوسی مدنی (م ۱۳۵۱ھ)، علامہ شیخ سید محمد عبدالحیؒ کتانی مراکشی اور علامہ شیخ یوسف بن اسماعیل نبہانی فلسطینی وغیرہ اپنے دور کے اکابرین شامل ہیں، شیخ محمد حبیب اللہ شنقیطی نے بکثرت حج اور عمرے ادا کئے اور مسجد نبوی شریف میں بارہا معتکف رہے، آخر عمر میں آپ مکہ مکرمہ مقیم رہے پھر قاہرہ تشریف لے گئے اور وہیں وفات پا کر حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ کے مزار کے قریب آسودۂ خاک ہوئے، آپ کی تصنیفات کی تعداد ۳۸ سے زائد ہے جو نظم ونثر میں ہیں، چند کے نام یہ ہیں: دلیل السالک الی موطا مالک (منظوم)، تبیین المدارک لنظم دلیل السالک، اضاءة الحالک من الفاظ دلیل السالک، زبدة المسالک للاجازة فی روایات موطا

مالک، فتح القدیر المالک فی شرح الفاظ موطا مالک، شرح علی کافیه ابن مالک، البهجة المرضیه حاشیه علی شرح الالفیه للسیوطی، الجواب المقنع المحرر فی اخبار عیسیٰ والمهدی المنتظر، زادالمسلم فیما اتفق علیه البخاری والمسلم، فتح المنعم ببیان مااحتج لبیانه من زاد المسلم (پانچ جلدوں میں طبع ہوئی)۔

شیخ محمد حبیب اللہ شنقیطی کے شاگردوں میں الدلیل المشیر کے مصنف علامہ سید ابوبکر علوی شافعی، محدث حرمین شریفین شیخ عمر حمدان اور امام محمد زاہد الکوثری رحمۃ اللہ علیہ (م۱۳۷۱ھ) وغیرہ اکابر علماء وصوفیاء شامل ہیں، علامہ سید محمد عبدالحیٔ کتانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہور کتاب ''فهرس الفهارس والاثبات'' شیخ محمد حبیب اللہ شنقیطی کی تحریک پر تصنیف کی۔ (دلیل المشیر، ص۷۲۔۸۳، **التحریر الوجیز فیما یبتغیه المستجیز**، شیخ محمد زاہد الکوثری، مکتب المطبوعات الاسلامیہ حلب شام، طبع اول ۱۴۱۳ھ/۱۹۹۳ء، ص۷۔۹)

[۵۲]۔ حافظ الوقت شیخ محمد خضر جکنی شنقیطی مہاجر مدنی اپنے بڑے بھائی علامہ شیخ محمد حبیب اللہ شنقیطی کے ساتھ آبائی وطن ترک کر کے پہلے مراکش اور بعد ازاں مدینہ منورہ میں مقیم ہوئے، آپ ۱۳۴۳ھ میں زندہ تھے، آپ کے شاگردوں میں امام محمد زاہد الکوثری مصری وغیرہ علماء شامل ہیں۔ (الدلیل المشیر، ص۷۳، ۲۱۲، نیز التحریر الوجیز، ص۷، ۹) شیخ محمد خضر شنقیطی کے مفصل حالات محمد سعید دفتر دار مدنی نے لکھے۔ (فصول من تاریخ المدینۃ المنورۃ، علی حافظ مدنی، اردو ترجمہ بنام ''ابواب تاریخ المدینۃ المنورۃ'' مترجم آل حسن صدیقی، طبع اول مطبوعہ جدہ ۱۴۱۷ھ/ ۱۹۹۶ء، ص۴۵۔۴۶

[۵۳]۔ فہرس مخطوطات مکتبہ مکۃ المکرمۃ، ص۱۲۳

[۵۴]۔ ایضاً ص۲۸۱۔۲۸۲

[۵۵]۔ ایضاً ص۲۵۳

[۵۶]۔ سیر و تراجم، ص ۱۵۳

[۵۷]۔ مفتی شافعیہ شیخ محمد سعید بابصیل رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۳۰ھ) اکابر علماء مکہ میں سے تھے، ۱۳۲۵ھ میں گورنر مکہ نے خلافت عثمانیہ اور امام یمن کے ذرمیان مفاہمت کے لئے علماء مکہ مکرمہ کا پانچ رکنی وفد یمن کے دارالحکومت صنعاء روانہ کیا تو شیخ محمد سعید بابصیل اور ان کے فرزند عالم جلیل شیخ علی بابصیل اس میں شامل تھے (سیر و تراجم، ص ۲۴۴) الدولۃ المکیہ اور حسام الحرمین پر شیخ محمد سعید بابصیل کی تقاریظ موجود ہیں۔

[۵۸]۔ سیر و تراجم، ص ۶۷۔۶۹، الدلیل المشیر ،ص ۴۱۶۔۴۲۰

[۵۹]۔ انوار ساطعہ در بیان مولود و فاتحہ، مولانا عبدالسمیع رامپوری، مطبع مجتبائی دہلی، ۱۳۴۶ھ، ملخصاً

[۶۰]۔ حاجی امداداللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۳۰ھ۔۱۳۱۷ھ) سے عرب و عجم کے اکابر علماء و مشائخ کی کثیر تعداد نے فیض پایا، شیخ یوسف بن اسماعیل نبھانی رحمۃ اللہ علیہ نے سلسلہ نقشبندیہ میں آپ سے بیعت کی، استنبول میں مدفون ترکی کے مشہور عالم مولوی محمد اسعد دَدَہ (م ۱۳۲۹ھ) حاجی امداداللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں میں سے ہیں۔ (نشرالنور، ص ۱۳۴، الدلیل المشیر ،ص ۴۰، التحریر الوجیز، ص ۶۳)، آپ کی تصنیف ''فیصلہ ہفت مسئلہ'' اسم بامسمیٰ اور اہل سنت کو انتشار سے بچانے کی ایک بھرپور کوشش ہے۔

حاجی امداداللہ چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ نے مکہ مکرمہ میں وفات پائی اور جنت المعلیٰ میں مولانا رحمت اللہ کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ کے پہلو میں تدفین عمل میں آئی۔ (علماء العرب فی شبہ القارۃ الھندیہ، ص ۷۲۸۔۷۲۹)

[۶۱]۔ مولوی سید ابوالحسن علی ندوی لکھنوی (پ ۱۳۳۲ھ) لکھتے ہیں کہ براھین قاطعہ اصل میں مولوی رشید احمد گنگوہی کی تصنیف ہے جو مولوی خلیل احمد سہارنپوری کے نام سے چھپی۔ (نزھۃ الخواطر، علامہ سید عبدالحی حسنی (م ۱۳۴۱ھ/۱۹۲۳ء)، حواشی سید ابوالحسن علی ندوی،

ناشر نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی، جلد ہشتم ۱۳۹۶ھ/ ۱۹۷۶ء، ص ۱۴۸۔۱۵۲)

[۶۲]۔ براھین قاطعہ، مولوی خلیل احمد سہارنپوری ثم انبیٹھوی، ضمیمہ از قلم مولوی محمد منظور نعمانی لکھنوی (۱۴۱۸ھ/ ۱۹۹۷ء)، دارالاشاعت اردو بازار کراچی، ۱۹۸۷ء، ص ۱۵۱۔۱۵۲

[۶۳]۔ انوار ساطعہ، ص ۳۰۴

[۶۴]۔ روئیداد تاریخی مناظرہ بہاولپور المسمٰی بہ تقدیس الوکیل عن توھین الرشید والخلیل، مولانا غلام دستگیر قصوری، حالات مصنف از قلم علامہ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی، نوری بک ڈپو لاہور

[۶۵]۔ تقدیس الوکیل میں درج عبارات کے مقرظ دیگر پانچ علماء حرمین شریفین کے اسماء گرامی یہ ہیں:

۔ مفتی احناف مکہ مکرمہ شیخ محمد صالح کمال رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۶۳ھ۔ ۱۳۳۲ھ)

۔ مفتی شافعیہ مکہ مکرمہ شیخ محمد سعید بابصیل رحمۃ اللہ علیہ

۔ مفتی حنابلہ مکہ مکرمہ شیخ خلف بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ

۔ مفتی احناف مدینہ منورہ شیخ عثمان بن عبدالسلام داغستانی رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۶۹ھ۔ ۱۳۳۵ھ)

۔ رئیس المدرسین مدینہ منورہ شیخ محمد بن علی بن ظاہر السید رحمۃ اللہ علیہ

[۶۶]۔ حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین (۱۳۲۴ھ)، مولانا احمد رضا خاں بریلوی، اردو ترجمہ بنام مبین احکام وتصدیقات اعلام (۱۳۲۵ھ)، مترجم مولانا حسنین رضا خاں بریلوی، مکتبہ نبویہ لاہور، سن طباعت ۱۳۹۵ھ/ ۱۹۷۵ء، ص ۶۳۔ ۶۵

[۶۷]۔ پاک و ہند اور ترکی سے الدولۃ المکیہ کے متن اور اردو ترجمہ کے متعدد ایڈیشن شائع ہوئے لیکن ان سب میں اہم وہ ایڈیشن ہے جو دارالعلوم امجدیہ کے تعاون سے ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی کے موجودہ نائب صدر الحاج محمد شفیع محمد قادری

حامدی (پ ۱۳۲۶ھ) نے اپنے قائم کردہ اشاعتی ادارہ ''المکتبہ'' (۱۹۵۶ء۔۱۹۵۸ء) کراچی کی طرف سے شائع کیا، الدولتہ المکیہ پر عالم اسلام کے اکابر علماء کی لکھی گئی تمام تقاریظ تا حال (۱۹۹۸ء) شائع نہیں ہوئیں۔(اب جامعہ نظامیہ لاہور سے مکمل تقاریظ کے ساتھ اغلاط سے پاک ایڈیشن شائع ہو چکا ہے، خلیل رانا)

[۶۸]۔الدولتہ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ، مولانا احمد رضا خاں بریلوی، نذیر سنز پبلشرز لاہور، بنام علوم مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم، ص ۲۰۳۔۲۰۴

[۶۹]۔الاجازات المتینہ لعلماء بکۃ والمدینۃ، مولانا احمد رضا خاں بریلوی، منظمہ الدعوۃ الاسلامیہ نظامیہ رضویہ لاہور، ص ۲۳، ۴۹

[۷۰]۔سیر وتراجم، ص ۲۶۱ نیز المسلک الجلی فی اسانید فضیلۃ الشیخ محمد علی، از قلم شیخ محمد یاسین فادانی، طبع اول، مطبع دارالطباعۃ المصریہ الحدیثہ، ص ۵۸ پر آپ کا سن وصال ۱۳۴۰ھ جب کہ سیر وتراجم، ص ۱۵۲۔۱۵۳ نیز الدلیل المشیر، ص ۲۷۵۔۲۷۶، خیر الدین زرکلی کی الاعلام، ج ۳، ص ۲۴۲ پر ۱۳۴۱ھ درج ہے۔

[۷۱]۔نشر النور، ص ۱۸۱

[۷۲]۔سیر وتراجم، ص ۲۶۰، ادلیل المشیر، ص ۲۷۱، المسلک الجلی فی اسانید فضیلۃ الشیخ محمد علی، کتاب کے نام سے ظاہر ہے

[۷۳]۔الدلیل المشیر، ص ۲۷۱، المسلک الجلی، ص ۵۵

[۷۴]۔علامہ سید ابو بکر بن محمد زین العابدین شطا شافعی مکی (۱۲۶۶ھ۔۱۳۱۰ھ) مکہ مکرمہ کے علم وفضل میں معروف خاندان میں پیدا ہوئے، آپ اپنے جد امجد ولی کامل شیخ شطا رحمتہ اللہ علیہ جن کا مزار دمیاط میں واقع ہے، ان کی نسبت سے شطا کہلاتے ہیں، آپ کا سلسلہ نسب حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ سے ہوتا ہوا سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سے ملتا ہے، علامہ سید ابو بکر شطا رحمتہ اللہ علیہ، علامہ سید احمد زینی دحلان مکی رحمتہ اللہ علیہ کے اہم شاگردوں میں سے ہیں،

علامہ سید ابوبکر نے تصوف، سوانح اولیاء، فقہ، سیرت، تفسیر اور حدیث وغیرہ موضوعات پر متعدد کتب تصنیف کیں، آپ کی عمر کا زیادہ حصہ درس وتدریس، تصنیف وتالیف، اوراد واذکار پڑھنے، تہجد ادا کرنے اور تلاوت قرآن مجید میں بسر ہوا، آپ نے مناسک حج ادا کرنے کے بعد وبائی مرض کے باعث تیرہ ذوالحجہ کو حالت احرام میں وفات پائی، آپ کے حالات پر آپ کے شاگرد شیخ عبدالحمید قدس (م ۱۳۳۴ھ) نے کتاب ''کنز العطائی ترجمۃ العلامہ السید بکری شطا'' لکھی، آپ کی اولاد میں سے تین بیٹے علامہ سید احمد شطا (۱۳۰۰ھ۔۱۳۳۲ھ)، علامہ سید صالح شطا (۱۳۰۲ھ۔۱۳۶۹ھ) اور علامہ سید حسین شطا (۱۳۰۷ھ۔۱۳۵۵ھ) اہم علماء مکہ سے ہوئے۔ (نشر النور، ص ۱۴۳۔۱۴۵، الدلیل المشیر، ص ۲۸۲، سیر وتراجم، ص ۸۰۔۸۱)

[۷۵]۔ امام، محدث، مفسر، جامع بین العلم والعمل، زہد وتقویٰ میں معروف، شیخ عبدالحق الٰہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۳۳ھ) ہندوستان سے ہجرت کر کے مکہ مکرمہ جابسے اور حرمین شریفین میں متعدد علماء کرام سے استفادہ کیا، بعد ازاں آپ دُرود شریف کی مشہور کتاب '' دلائل الخیرات'' کی اجازت دینے کے سبب شیخ الدلائل کے لقب سے مشہور ہوئے اور عرب وعجم کے بکثرت علماء آپ سے فیض یاب ہوئے، آپ نے تفسیر نسفی اور درمختار پر سیر حاصل حواشی لکھے اور تقریباً پچاس برس مکہ مکرمہ میں مقیم رہنے کے بعد وہیں پر وفات پائی۔ (نشر النور، ص ۲۳۳، الدلیل المشیر، ص ۲۷۶، علماء العرب فی شبہ القارہ الھندیہ، ص ۷۷۶) فاضل بریلوی اور شیخ عبدالحق الٰہ آبادی رحمہم اللہ تعالیٰ کے درمیان متعدد ملاقاتیں ہوئیں اور آپ نے حسام الحرمین نیز الدولۃ المکیہ پر تقریظات لکھیں جو مطبوع ہیں۔

[۷۶]۔ سیر وتراجم، ص ۲۶۰۔۲۶۱، المسلک الجلی، ص ۵۶

[۷۷]۔ علامہ عبدالباقی لکھنوی مہاجر مدنی (۱۲۸۶ھ۔۱۳۶۴ھ)، علامہ ابوالحسنات محمد عبدالحی لکھنوی (م ۱۳۰۴ھ) کے شاگرد اور مولانا فضل رحمٰن گنج مراد آبادی (م ۱۳۱۳ھ) کے مرید تھے، ۱۳۲۱ھ میں علامہ محمد عبدالباقی بغداد حاضر ہوئے اور خانقاہ جیلانیہ کے سجادہ نشین ونقیب

الاشراف مولانا سید عبدالرحمٰن قادری رحمۃ اللہ علیہ، نیز مزار حضرت غوث اعظم کے کنجی بردار مرشد کامل مولانا سید مصطفےٰ قادری جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے خلافت پائی، بعدازاں آپ مدینہ منورہ میں قیام پذیر ہوئے اور عالم عرب وحرمین شریفین کے اکابر علماء ومشائخ سے مختلف علوم اسلامیہ اخذ کئے، آپ کے دیگر شاگردوں میں علامہ سید محمد عبدالحیؒ کتانی مراکشی، علامہ سید احمد صدیق غماری مراکشی (م ۱۳۸۰ھ)، شیخ عبداللہ غماری (م ۱۴۱۳ھ)، شیخ عبدالعزیز غماری (م ۱۴۱۸/ ۱۹۹۷ء)، علامہ سید علوی مالکی حسنی مکی، علامہ سید ابوبکر حبشی علوی مکی (م ۱۳۷۴ھ) اور شیخ محمد سعید دفتر دار حنفی مدنی وغیرہ مشہور علماء عرب کے نام اہم ہیں، علامہ محمد عبدالباقی لکھنوی نے مدینہ منورہ میں وفات پائی، آپ نے تیس سے زائد کتب تصنیف کیں جن میں سے چند نام یہ ہیں: الاسعاد بالاسناد، المناھل السلسلہ فی الاحادیث المسلسلۃ، نشر الغوالی فی الاحادیث العوالی، اظہار الحق فی بیعۃ مولانا انوار الحق، الحقیقہ فی العقیقہ، ازالۃ الخطاء عن حکم کتابۃ النساء، بدایۃ المیزان فی المنطق، موازین الصرف، آخرالذکر دونوں کتب ہندوستان سے اور بعض مدینہ منورہ، مکہ مکرمہ اور مصر سے شائع ہوئیں۔ (اعلام من ارض النبوۃ، سید انس یعقوب مدنی (پ ۱۳۹۳ھ)، مطبع دارالبلاد جدہ، جلد اول ۱۴۱۴ھ/ ۱۹۹۳ء، ص ۱۹۸۔۲۰۳، الدلیل المشیر، ص ۱۱۸۔۱۴۷، علماء العرب فی شبہ القارہ الہندیہ، ص ۷۷۵)

[۷۸]۔علامہ سید محمد عبدالحیؒ کتانی مراکشی رحمۃ اللہ علیہ (۱۳۰۳ھ۔۱۳۸۲ھ) اپنے دور کے عظیم محدث، سلسلہ کتانیہ کے مشہور پیر طریقت، مؤرخ کبیر اور صاحب تصانیف کثیرہ تھے، آپ نے عالم اسلام کے سینکڑوں علماء ومشائخ سے استفادہ کیا، ان میں فاضل بریلوی کے علاوہ علامہ یوسف بن اسماعیل نبھانی، مفتی دمشق شیخ محمد ابوالخیر عابدین (م ۱۳۴۴ھ)، مؤرخ مکہ شیخ احمد حضراوی شافعی (م ۱۳۲۷ھ)، شیخ الدلائل بالمدینہ منورہ علامہ سید محمد امین بن احمد رضوان، علامہ محمد سعید زمان سندھی، شیخ شرف الدین احمد آبادی، علامہ شاہ محمد عبدالحق الہٰ آبادی مہاجر مکی، مولانا ہدایت اللہ ہندی وغیرہ اکابرین شامل ہیں (الدلیل المشیر، ص ۱۴۸۔۱۷۵)، علامہ سید عبدالحیؒ

کتانی کے شاگردوں میں امام جلیل شیخ محمد زاہد الکوثری، امام علامہ سید علوی مالکی حسنی مکی اور فقیہ العصر شیخ عبدالفتاح ابوغدہ حلبی (۱۴۱۷ھ/ ۱۹۹۷ء) اہم نام ہیں۔ (التحریر الوجیز، ص ۷، مجموع فتاویٰ ورسائل، امام سید علوی مالکی حسنی، جمع وترتیب، علامہ محمد بن علوی مالکی حسنی، طبع اول، ص ۷، محدث الشام العلامہ السید بدرالدین الحسنی، جمع وترتیب شیخ محمد بن عبداللہ آل الرشید، دارالحنان دمشق، طبع اول ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء، حاشیہ ص ۹۔۱۰)

[۷۹]۔ شیخ الاسلام سید حسین بن محمد بن حسین حبشی علوی شافعی (م ۱۳۳۰ھ) رحمۃ اللہ علیہ، علامہ سید احمد دحلان شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد اور سلسلہ عیدروسیہ کے مشہور پیر طریقت تھے، اپنے استاد علامہ دحلان کی وفات پر مکہ مکرمہ میں ان کی جگہ ''مفتی شافعیہ'' کے منصب پر تعینات ہوئے، علامہ سید حسین شافعی کے حالات اور اسناد ومرویات پر ان کے شاگرد شیخ عبداللہ غازی ہندی مہاجر مکی (م ۱۳۶۵ھ) نے کتاب ''فتح القوی فی اسانید السید حسین الحبشی العلوی'' لکھی، علاوہ ازیں عرب علماء کرام کے حالات پر لکھی گئی متعدد کتب میں آپ کے حالات درج ہیں۔ (ادلیل المشیر، ص ۹۲۔۹۷، سیر وتراجم، ص ۹۹، نشر النور، ص ۱۷۷۔۱۷۹) الدلیل المشیر کے مصنف آپ کے پوتے اور شاگرد ہیں۔

[۸۰]۔ علامہ سید محمد سالم سری رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۶۴ھ۔۱۳۴۶ھ) مدفون تریم شہر علاقہ حضر موت جنوبی یمن کے والد گرامی اپنے دور کے اکابر اولیاء کرام میں سے تھے، علامہ سید محمد سالم نے قرآن مجید حفظ کیا، تجوید سیکھی نیز اپنے والد ماجد کے علاوہ حضر موت، حجاز مقدس اور عالم اسلام کے دیگر علماء سے تعلیم حاصل کی، اور ولی کامل امام سید احمد بن حسن عطاس رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۳۴ھ) سے خلافت پائی، آپ کے دیگر اساتذہ میں علامہ سید ابوبکر شطا شافعی مکی، شیخ عبدالجلیل برادہ مدنی (۱۲۴۲ھ۔۱۳۲۷ھ)، شاہ عبدالحق الہٰ آبادی مہاجر مکی، علامہ سید محمد علی بن ظاہر وتری مدنی (۱۲۶۱ھ۔۱۳۲۲ھ)، مفتی حضر موت وصاحب الفتاویٰ شیخ عبدالرحمٰن بن محمد، صاحب عقد الیواقیت شیخ عیدروس بن عمر حبشی رحمہم اللہ تعالیٰ وغیرہ اکابر علمائے عصر شامل

ہیں۔(الدلیل المشیر ،ص۳۴۰۔۳۴۴)

[۸۱]۔علامہ سید عمر بن محمد شطا شافعی مکی رحمۃ اللہ علیہ(م۱۳۳۱ھ) عالم باعمل تھے، آپ علامہ سید احمد دحلان شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اہم تلامذہ میں سے ہیں، علامہ سید عمر شطا نے طویل عرصہ مسجد حرم میں درس دیا، آپ کے حلقہ درس میں ہمیشہ طالبان علم کا جم غفیر حاضر رہتا، آپ حرم مکی میں جن کتب کا درس دیتے ان میں آپ کے استاد علامہ سید احمد دحلان کی تصنیفات شرح علی الاجرومیہ، شرح الکفراوی اور منھل العطشان علی فتح الرحمٰن بطور خاص قابل ذکر ہیں، علامہ سید عمر شطا نے آخر عمر میں تدریس کا سلسلہ ترک کر دیا اور خانہ نشین ہو گئے اور نماز جمعہ کی ادائیگی کے علاوہ گھر سے باہر نہ نکلتے، آپ نے اسی سال سے زائد عمر پائی اور جنت المعلیٰ میں آخری آرام گاہ بنی۔(نشر النور،ص۳۷۷۔۳۷۸)

[۸۲]۔علامہ سید ابوالحسن علی ظاہر وتری مدنی حنفی رحمۃ اللہ علیہ(۱۲۶۱ھ۔۱۳۲۲ھ) مدینہ منورہ کے اکابر علماء میں سے تھے، آپ عرب دنیا میں رائج تصوف کے سلاسل خلوتیہ، ناصریہ، شاذلیہ، بقالیہ، مختاریہ وغیرہ میں اکابر مشائخ سے مجاز تھے، آپ کے اساتذہ میں علامہ سید احمد دحلان، شیخ عبدالغنی دہلوی، شیخ صدیق کنال حنفی مکی(م۱۲۸۴ھ)، شیخ احمد دھان حنفی مکی(م۱۲۹۴ھ)، شیخ حبیب الرحمٰن کاظمی ردولوی مہاجر مدنی(۱۲۵۰ھ۔۱۳۲۲ھ)، علامہ سید جعفر بن ادریس کتانی مراکشی(م۱۳۲۳ھ) وغیرہ شامل ہیں، علامہ سید علی وتری کی تصنیفات میں ''تحفۃ المدنیۃ فی المسلسلات الوتریۃ'' اہم ہے(الدلیل المشیر ،ص۴۲۳۔۴۲۵)

[۸۳]۔علامہ سید احمد اسماعیل برزنجی رحمۃ اللہ علیہ(۱۲۵۹ھ۔۱۳۳۵ھ) مسجد نبوی کے خطیب اور مدینہ منورہ میں شوافع کے مفتی تھے، نظم ونثر میں آپ کی دس سے زائد تصنیفات ہیں، ''فتکۃ البراض بالترکزی المحترض علی القاضی عیاض'' ان میں سے ایک ہے، پہلی جنگ عظیم کے دوران جنگ کی تباہ کاریوں کے باعث اہل مدینہ کا معتدبہ حصہ ہجرت کر گیا، اس دوران علامہ سید احمد برزنجی نے دمشق کو نیا مستقر بنایا اور وہیں وفات پائی۔(اعلام من ارض النبوۃ، ج۱،ص۱۰۹۔

۱۱۰، تاریخ علماء دمشق فی القرن الرابع عشرالہجری، محمد مطیع الحافظ ونزار باظہ، دارالفکر دمشق، جلداول،طبع اول ۱۴۰۶ھ/۱۹۸۶ء،ص ۳۴۴)

فاضل بریلوی کی کتاب ''حسام الحرمین'' پر علامہ برزنجی کی وقیع تقریظ موجود ہے، ۱۳۲۹ھ میں علامہ برزنجی نے مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کے بعض افکار کی تردید میں ایک کتاب ''کمال التشقیف والتقویم تعوج الافہام عما یجب لکلام اللہ القدیم'' لکھی۔

[۸۴]۔شیخ سید صالح ظاہری مالکی مدنی (۱۲۵۸ھ۔۱۳۲۸ھ) اپنے دور کے محدث جلیل اور شیخ العصر تھے،آپ نے مسجد نبوی میں تعلیم پائی، پھر جامعی الازہر مصر کے علماء کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا،آپ کے اساتذہ میں شاہ عبدالغنی دہلوی، علامہ سید عبدالرحمٰن بن سلیمان الاہدال یمنی، مسند دمیاط شیخ شمس محمد شریف دمیاطی اہم ہیں، علاوہ ازیں امام الکبیر سید محمد بن علی سنوسی مراکشی نے آپ کو خرقہ خلافت عطا فرمایا، ۱۳۰۹ھ عثمانی خلیفہ سلطان بدالحمید کے دور میں علامہ سید فالح ظاہری دارالخلافہ استنبول تشریف لے گئے اور شاہی محل میں درس حدیث دینے پر مامور ہوئے ،لیکن چند ہی سال میں آپ ملوک وامراء کے درمیان موجودگی سے گھٹن محسوس کرنے لگے، چنانچہ شیخ الاسلام کے توسط سے خلیفہ عثمانی نے آپ کو مسجد نبوی میں درس حدیث کے لئے مقرر کردیا اور ۱۳۱۴ھ میں شیخ سید فالح ظاہری استنبول سے مدینہ منورہ حاضر ہوئے ،آپ عالی اسناد کے مالک تھے اور مسند مدینہ کہلائے ، مسجد نبوی میں آپ کے حلقہ درس میں ہر عمر کے طلباء کی کثیر تعداد موجود رہتی،آپ کی تصنیفات کی تعداد آٹھ سے زائد ہے، ان میں آپ کی اسناد ومرویات پر ''حسن الوفا لاخوان الصفا'' کے علاوہ تعلیقات علی منھل العذب فی تاریخ طرابلس الغرب، منظومہ مصطلح الحدیث اور آپ کے شعری مجموعہ وغیرہ شامل ہیں۔ (اعلام من ارض النبوۃ، سید انس یعقوب کتبی، جلد دوم، طبع اول، مطبع دارالبلاد جدہ، ۱۴۱۵ھ/۱۹۹۴ء، ص ۱۶۵۔۱۷۰، الدلیل المشیر ،ص ۴۲۵۔۴۲۷)

[۸۵]۔رجال من مکۃ المکرمۃ ،سید زہیر محمد جمیل کتبی مکی (پ ۱۳۷۵ھ)، جلد سوم،

مطبع دارالفنون للطباعۃ والنشر والتغلیف جدہ، طبع اول ۱۴۱۲ھ/۱۹۹۲ء، ص ۴۸

[۸۶]۔ سیر وتراجم، ص ۲۶۱، المسلک الجلی، ص ۵۸

[۸۷]۔ سیر وتراجم، ص ۲۶۱، الدلیل المشیر، ص ۲۷۴، المسلک الجلی، ص ۵۸

[۸۸]۔ سیر وتراجم، ص ۲۶۲، الدلیل المشیر، ص ۲۷۴

[۸۹]۔ سیر وتراجم، ص ۲۶۱، المسلک الجلی، ص ۳۶، ۳۸، ۵۸

[۹۰]۔ من اعلام القرن الرابع عشر والخامس عشر، ابراہیم بن عبداللہ حازمی، دارالشریف للنشر والتوزیع الریاض، طبع اول ۱۴۱۶ھ/ ۱۹۹۵ء، ج۱، ص ۱۰، رجال من مکۃ المکرمۃ، ج ۳، ص ۳۷

[۹۱]۔ سیر وتراجم، ص ۲۶۲، الدلیل المشیر، ص ۲۷۴، المسلک الجلی، ص ۵۶

[۹۲]۔ امام سید علوی بن عباس مالکی حسنی مکی رحمۃ اللہ علیہ (۱۳۲۸ھ۔۱۳۹۱ھ) کی عمر دس برس تھی کہ آپ نے قرآن مجید حفظ کرنے کے بعد مسجد الحرام میں نماز تراویح پڑھانا شروع کی، آپ مفتی اعظم ہند مولانا شاہ محمد مصطفےٰ رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے اہم عرب خلفاء میں سے ہیں، آپ کے اساتذہ ومشائخ میں شیخ عمر حمدان محرسی، شیخ محمد حبیب اللہ شنقیطی، شیخ محمد خضر شنقیطی، شیخ محمد امین سوید دمشقی، شیخ محمود عطار دمشقی (م ۱۳۶۲ھ/۱۹۴۴ء)، شیخ احمد ناضرین مکی، شیخ عمر باجنید (م ۱۳۵۴ھ)، علامہ سید عیدروس بن سالم البار (م ۱۳۸۴ھ)، علامہ سید عبدالحی کتانی، شیخ محمد زاہد الکوثری، علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی، علامہ سید محمد مکی کتانی اور شیخ عبدالقادر شلبی حنفی مدنی (م ۱۳۶۹ھ) وغیرہ اکابرین شامل ہیں۔

علامہ سید علوی مالکی کے حالات محمد علی مغربی نے اعلام الحجاز، جلد دوم، ص ۲۷۴۔۲۸۴ پر درج کئے ہیں جن کا ملخص اُردو ترجمہ مولانا افتخار احمد قادری مصباحی نے کیا جو سالنامہ ''معارف رضا'' کراچی میں شائع ہوا، علاوہ ازیں علامہ سید علوی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند ڈاکٹر سید محمد بن علوی مالکی نے آپ کے جاری کردہ فتاوے اور چھ رسائل جمع کر کے انہیں ''مجموع فتاویٰ ورسائل'' کے

نام سے کتابی صورت دی اور اس کے آغاز میں آپ کے مختصر حالات قلمبند کر کے شائع کئے، نیز آپ نے اپنے والد گرامی کے حالات وخدمات پر ایک مستقل کتاب لکھی، اور مکہ مکرمہ کے ایک صحافی فاروق باسلامہ نے آپ پر ''شخصیات مکیہ۔علوی المالکی'' کے عنوان سے ایک مضمون لکھا جو روز نامہ'' الندوة'' مکہ مکرمہ کے شمارہ ۱۳ر نومبر ۱۹۹۷ء میں شائع ہوا، علامہ سید علوی مالکی مسجد الحرام میں درس دیا کرتے تھے، آپ کے شاگردوں میں آپ کے فرزند ڈاکٹر سید محمد مالکی، بیت اللہ کے موجودہ کنجی بردار شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ شیبی، شیخ عبدالفتاح ابوغدہ حلبی اور پروفیسر احمد محمد جمال مکی (م ۱۴۱۳ھ) کے نام اہم ہیں۔

[۹۳]۔علامہ سید محمد صالح فرفور حسنی دمشقی رحمتہ اللہ علیہ (۱۳۱۸ھ۔۱۴۰۷ھ) کا اسم گرامی اُردو دنیا میں کسی تعارف کا محتاج نہیں، مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری نے آپ کی ایک کتاب ''من نفحات الخلود'' کا اُردو ترجمہ کیا جس کی چند اقساط ماہنامہ ضیائے حرم لاہور وغیرہ پاک وہند کے بعض رسائل کے مختلف شماروں میں شائع ہوئیں اور بعد ازاں یہ ترجمہ'' زندہ جاوید خوشبوئیں'' کے نام سے لاہور اور مبارکپور انڈیا سے کتابی صورت میں شائع ہوا، مولانا شرف قادری ہی کے قلم سے علامہ فرفور کے حالات وخدمات پر ایک مضمون ضیائے حرم کے شمارہ فروری ۱۹۹۶ء کے صفحات ۶۷۔۷۳ پر شائع ہوا، علامہ سید محمد صالح فرفور نے تعلیم کے فروغ کے لئے ۱۳۷۶ھ/۱۹۵۶ء کو دمشق میں ایک تنظیم ''جمعیۃ الفتح الاسلامی'' قائم کی اور اس کا اپنا نصاب تیار کیا جس میں تصوف کو بطور مضمون شامل کیا اور اس میں رسالہ القشیریہ، احیاء علوم الدین، الیواقیت والجواھر پڑھائی جاتی تھیں (تاریخ علماء دمشق، ج ۳، ص ۵۰۷۔۵۲۰) دمشق کے محلّہ باب نہاما کے مشرق میں عارف باللہ شیخ ارسلان دمشقی رحمتہ اللہ علیہ (م ۵۵۰ھ) کا مزار واقع ہے جس پر عظیم الشان گنبد اور مسجد تعمیر کی گئی ہے اسی مزار کے احاطہ میں شیخ محمد صالح فرفور کی آخری آرام گاہ بنی (مشیدات دمشق ذوات الاضرحۃ وعناصرھا الجمالیۃ، ڈاکٹر قتیبہ شہابی، طبع اول ۱۹۹۵ء، وزارت ثقافت دمشق شام، ص ۲۷۵۔۲۷۹)

آپ کے فرزندان میں سے ڈاکٹر سید عبدالطیف فرفور شام کے اکابر علماء میں سے ہیں، آپ ان دنوں المجمع الفقھی العالمی جدۃ کے رکن ہیں، آپ نے ''ابن عابدین واثرہ فی الفقہ'' کے عنوان سے تین ضخیم جلدوں میں مقالہ لکھ کر پی ایچ ڈی کی، آپ کی دوسری اہم کتاب ''اعلام دمشق فی القرن الرابع عشر الھجر ی'' ہے جو دارالملاح اور دارحسان کے اشتراک سے ۱۹۸۷ء میں دمشق سے شائع ہوئی، علاوہ ازیں مختلف اسلامی موضوعات پر ڈاکٹر عبدالطیف فرفور کے مضامین ومقالات عرب دنیا کے اہم اخبارات میں آئے دن شائع ہوتے رہتے ہیں مثلاً کثیر الاشاعت عربی روزنامہ ''الشرق الاوسط'' جس کا صدر دفتر لندن میں ہے اور یہ مشرق وسطیٰ، یورپ وامریکہ کے گیارہ بڑے شہروں سے بیک وقت شائع ہوتا ہے، اس اخبار کے شمارہ ۲۱ رستمبر ۱۹۹۸ء کے صفحہ ۱۶ پر آپ کا ایک مضمون بعنوان ''ای اسلام نرید؟ الاسلام لایعرف الانغلاق۔ والعنف اکبر خصر علی الدعوۃ'' شائع ہوا جو راقم السطور کے پیش نظر ہے، شامی ٹیلی ویژن اپنے پروگراموں میں ڈاکٹر موصوف کی تقاریر نشر کرتا رہتا ہے، جولائی ۱۹۹۸ء کی ہر جمعرات کو نشر ہونے والی آپ کی تقاریر راقم نے بچشم خود دیکھیں، علامہ سید محمد صالح فرفور رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند دوم علامہ سید حسام الدین فرفور بھی اہم علماء شام میں سے ہیں، آپ ان دنوں جمعیۃ الفتح الاسلامی کے قائم کردہ ایک ادارے کے مدیر اور ''دائرۃ الافتاء السوریہ دمشق'' میں مدرس ہیں، ۱۹۹۸ء کے اوائل میں علامہ سید حسام الدین فرفور نے دبئی کا دورہ کیا تو وہاں کے مشہور اہل سنت عالم، محکمہ اوقاف دبئی کے ڈائریکٹر جنرل وماہنامہ ''الضیاء'' کے سرپرست اعلیٰ شیخ عیسیٰ بن عبداللہ بن مانع الحمیر ی نے اپنے دفتر میں آپ کا استقبال کیا اور اشاعت اسلام کے لئے باہم تعاون کے امکانات پر تبادلہ خیالات کیا (ماہنامہ الضیاء، وزارت اوقاف دبئی، شمارہ ربیع الاول ۱۴۱۹ھ/ جولائی ۱۹۹۸ء، ص ۶)

[۹۴]۔ علامہ سید محمد مکی بن محمد بن جعفر کتانی حسنی رحمۃ اللہ علیہ (۱۳۱۲ھ۔۱۳۹۳ھ)

مراکش کے شہر فاس میں پیدا ہوئے، قرویین یونیورسٹی فاس میں تعلیم پائی، مراکش ان دنوں فرانس کے زیر تسلط تھا، علامہ سید محمد مکی کے والد ماجد فرانسیسی حکمرانوں سے کراہت ونفرت کے باعث

اپنے بیٹوں شیخ محمد کتانی و شیخ محمد زمزمی کے ساتھ ہجرت کر کے ۱۳۲۵ھ میں مدینہ منورہ چلے گئے، شیخ محمد مکی کتانی نے حرمین شریفین میں شیخ محمد علی مالکی، خاتمۃ المحدثین بالدیار الحجازیہ مولانا عمر حمدان محرسی، شیخ عبد الباقی لکھنوی اور شیخ عبد القادر طرابلسی مدنی سے علوم اسلامیہ حاصل کئے، جنگ عظیم کے دوران یہ خانوادہ دمشق ہجرت کر گیا جہاں شیخ محمد مکی کتانی نے شیخ امین سوید دمشقی رحمۃ اللہ علیہ سے تصوف کی مختلف کتب بالخصوص شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی فتوحات مکیہ وغیرہ پڑھیں، نیز محدث شام علامہ سید محمد بدر الدین حسنی دمشقی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۵۴ھ) کی شاگردی اختیار کی، بعد ازاں شام کے مفتی مالکیہ کے منصب پر تعینات ہوئے، علامہ سید محمد مکی کتانی کے دیگر اساتذہ میں علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ شامل ہیں، علامہ کتانی نے رابطہ عالم اسلامی نیز شام و مراکش میں متعدد اسلامی تنظیموں کے قیام میں اہم کردار ادا کیا، مراکش کی آزادی کے بعد ۱۳۸۲ھ میں شاہ حسن ثانی کی دعوت پر آپ وطن تشریف لے گئے جہاں آپ کا سرکاری سطح پر استقبال کیا گیا، علامہ سید محمد کتانی تصوف کے سلاسل شاذلیہ وقادریہ وغیرہ میں اپنے والد ماجد اور دیگر مشائخ کے خلیفہ تھے، آپ ہندستان بھی تشریف لائے تھے، آپ کا مزار دمشق میں واقع ہے، (تاریخ علماء دمشق، ج ۲، ص ۹۰۹۔۹۱۳، الدلیل المشیر، ص ۳۹۴۔۳۹۷)

[۹۵]۔ شیخ ابراہیم بن داؤد فطانی مکی (۱۳۲۰ھ۔۱۴۱۴ھ) فقیہ مکہ، مفسر اور ادیب کہلائے، آپ نے زیادہ تر تعلیم شیخ محمد علی مالکی کے گھر میں قائم مدرسہ میں پائی اور کتب صحاح ستہ بتمام وکمال آپ سے پڑھیں، علاوہ ازیں مدرسہ ہاشمیہ میں تعلیم پائی، آپ کے دیگر اساتذہ میں شیخ احمد بن عبد اللہ قاری (م ۱۳۵۹ھ)، شیخ یحییٰ امان (م ۱۳۸۷ھ)، شیخ عمر حمدان، شیخ سعید یمانی (م ۱۳۵۲ھ) اور علامہ سید محمد عبد الحی کتانی کے نام اہم ہیں، شیخ ابراہیم فطانی مکہ مکرمہ میں شیخ محمد علی مالکی کے مدرسہ سمیت مختلف مدارس میں تدریسی خدمات انجام دیتے رہے، بعد ازاں محکمہ عدل سے منسلک ہو گئے اور اعلیٰ عدالتوں کے جج بن کر ریٹائرڈ ہوئے، نظم و نثر میں آپ کی متعدد تصنیفات ہیں: [illegible] مجید کے آخری دس پاروں کی تفسیر نیز ریاض الصالحین کی شرح لکھی جو نا مکمل

رہی، آپ کے نعتیہ مجموعے "نھج البردہ"، "الھمزیہ" اور "طیبۃ الطیبۃ" نام کے ہیں، ڈاکٹر حلمی قاعود نے جدید عربی نعت کے مطالعہ پر لکھی گئی اپنی ضخیم کتاب میں شیخ ابراہیم فطانی کے نعتیہ مجموعہ طیبۃ الطیبۃ کا تعارف کرایا ہے، میلاد مصطفےٰ ﷺ کی مناسبت سے لکھی گئی آپ کی ایک نعت کے چند اشعار سید زہیر کتبی نے اپنی کتاب میں نقل کئے ہیں، شیخ ابراہیم فطانی نے ملائشیا اور ہندوستان کے علمی دورے کئے تھے۔ (رجال من مکۃ المکرمہ، ج ۳، ص ۳۳۔۵۰، من اعلام القرن الرابع عشر والخامس عشر، ج ۱، ص ۷۔۱۲، محمد ﷺ فی الشعر الحدیث، ڈاکٹر حلمی قاعود، دار الوفاء للطباعۃ والنشر والتوزیع مصر، طبع اول ۱۴۰۸ھ/ ۱۹۸۷ء، ص ۱۸۱۔۱۸۲)

[۹۶]۔ شیخ محمد ابراہیم ختنی مدنی حنفی ۱۳۱۴ھ میں مشرقی ترکستان کے شہر خُتن میں پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم اپنے خاندان کے علماء سے حاصل کی بعد ازاں لکھنؤ، عراق، شام، ترکی وغیرہ ممالک کے سفر کرکے وہاں کے علماء سے استفادہ کیا اور ۱۳۴۸ھ میں حرمین شریفین پہنچ کر مدینہ منورہ میں سکونت اختیار کی، حجاز مقدس میں آپ نے شیخ محمد علی مالکی کے علاوہ شیخ عبدالقادر شلبی طرابلسی مدنی، محدث حرمین شریفین شیخ عمر حمدان محرسی مدنی، شیخ عمر باجنید مکی اور علامہ سید عیدروس بن سالم البار وغیرہ علماء سے علوم اخذ کئے، شیخ محمد ابراہیم ختنی مدینہ منورہ کے مختلف مدارس اور مسجد نبوی میں مدرس رہے، آپ کے شاگردوں میں شیخ محمد سعید دفتر دار، شیخ محمد یاسین فادانی، شیخ حامد مرزا خان (م ۱۳۹۳ھ) اور شیخ عمر محمد فلاتہ اہم ہیں، شیخ محمد ابراہیم کی متعدد تصنیفات ہیں، آپ نے ۱۳۸۹ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ (اعلام من ارض النبوۃ، ج ۱، ص ۱۹۔۲۷)

[۹۷]۔ شیخ محمد بن علی الترکی ۱۲۹۹ھ میں موجودہ سعودی عرب کے صوبہ القصیم کے صدر مقام عنیزہ میں پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم اپنے شہر کے علماء سے پائی بعد ازاں ۱۳۳۵ھ میں مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ میں داخلہ لیا نیز حرم مکی کے دیگر علماء سے استفادہ کیا، ان میں شیخ عبدالرحمٰن دھان (م ۱۳۳۷ھ)، مفتی شافعیہ شیخ عبداللہ زواوی، شیخ صالح ابا الفضل اور شیخ محمد علی مالکی اہم ہیں، پھر شیخ محمد الترکی نے ہندوستان آکر دہلی، بمبئی اور حیدرآباد کے اہل حدیث علماء سے پڑھا اور

واپس جا کر مدینہ منورہ میں مدرسہ دار العلوم الشرعیہ (سن تاسیس ۱۳۴۰ھ) اور مسجد نبوی میں مدرس مقرر ہوئے اور عقائد اہل سنت کے خلاف متعدد کتب لکھیں، موصوف کے مزاج میں شدت کی انتہا تھی، مشہور تلامذہ میں شیخ محمد منصور خطاب، شیخ عبید اللہ کردی، شیخ سلیمان الصنیع، شیخ محمد بن سیف، شیخ عبدالعزیز بسام، شیخ عبدالعزیز الفھید اور شیخ عبدالعزیز الفریح کے نام شامل ہیں، شیخ محمد بن علی الترکی نے ۱۳۸۰ھ کو مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ (اعلام من ارض النبوۃ، جلد دوم، مطبع دار البلاد جدہ، طبع اول ۱۴۱۵ھ/۱۹۹۴ء، ص ۱۷۹۔۱۸۵)

[۹۸]۔ شیخ حسین عبدالغنی (۱۳۰۸ھ۔۱۳۶۶ھ) نے مدرسہ صولتیہ اور مسجد الحرام میں مکہ مکرمہ کے اکابر علماء سے تعلیم پائی، آپ کے دیگر اساتذہ میں شیخ محمد مرزوقی ابوحسین (م ۱۳۶۵ھ)، علامہ سید عبداللہ زواوی، شیخ محمد علی ابوالخیور (م ۱۳۳۸ھ) اور شیخ خلیفہ نبھان اہم ہیں، جب حجاز مقدس میں سعودی عہد کا آغاز ہوا تو شیخ حسین عبدالغنی نے شیخ محمد بن عبدالوھاب وغیرہ کی تصانیف کا مطالعہ کرنے کے بعد انہی کا عقیدہ اختیار کرلیا، بعدازاں تعلیم اور عدل کے محکموں میں متعدد اعلیٰ عہدوں پر تعینات رہے، اکیس برس تک مکہ مکرمہ کے جج اور پھر اعلیٰ عدالتوں کی کمیٹی کے رکن رہے نیز حرم مکی میں مدرس رہے، شیخ حسین عبدالغنی کی ''ارشاد الساری الی مناسک ملاعلی القاری'' وغیرہ چھ تصانیف ہیں۔ (سیر وتراجم، ص ۹۶۔۹۸)

[۹۹]۔ شیخ محمد امین بن ابراہیم احمد فودۃ (۱۳۰۷ھ۔۱۳۶۵ھ) کے اساتذہ میں ان کے علاوہ شیخ محمد علی مالکی اور شیخ عمر باجنید اہم ہیں، شیخ محمد امین فودۃ کو ترکی زبان پر عبور حاصل تھا، آپ عثمانی عہد میں مدرسہ الفلاح (سن تاسیس ۱۳۳۰ھ/۱۹۱۱ء) اور مدرسہ الرشدیۃ (نویں صدی ہجری میں عثمانی سلاطین نے قائم کیا) مکہ مکرمہ نیز مسجد الحرام میں مدرس رہے، اور سعودی عہد میں مکہ مکرمہ شعبہ تعلیم کے ڈائریکٹر، محکمہ عدل کے چیف جج وغیرہ متعدد اہم انتظامی عہدوں پر تعینات رہے، شیخ محمد امین فودۃ کے شاگردوں میں ان کے بیٹے شیخ ابراہیم امین فودۃ (م ۱۴۱۵ھ) کے علاوہ علامہ سید اسحاق عزوز مکی (۱۳۳۰ھ۔؟)، خطہ حجاز کے مشہور شاعر و ادیب محمد حسن فقی (۱۳۳۱ھ۔؟)

اور شیخ محمد نور سیف اہم ہیں۔ (سیر وتراجم، ص ۲۷۸۔۲۸۱، من اعلام القرن الرابع عشر والخامس عشر، ج۱، ص ۱۳۔۱۸)

[۱۰۰]۔ علامہ سید محسن بن علی مساوی ۱۳۲۳ھ میں فلمبان نامی شہر میں پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد سے پائی پھر مدرسہ نورالاسلام و مدرسہ سعادۃ الدارین میں پڑھا، ۱۳۴۰ھ میں آپ حجاز ہجرت کر گئے اور ۱۳۴۱ھ میں مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ میں داخلہ لیا نیز مسجد الحرام میں تعلیم حاصل کی، ۱۳۴۸ھ میں حضر موت کا سفر کیا اور وہاں سیوؤن وتریم میں علوی علماء سے علوم اخذ کئے، پھر واپس مکہ مکرمہ پہنچے اور مدرسہ صولتیہ میں مدرس مقرر ہوئے۔ آپ کے اساتذہ میں شیخ محمد علی مالکی، شیخ عمر باجنید، شیخ محمد سعید یمانی، شیخ عبداللہ غازی (م۱۳۶۵ھ)، شیخ عبدالقادر شلبی، شیخ محمد عبدالباقی لکھنوی، علامہ سید زکی بن احمد برزنجی مدنی (۱۲۹۴ھ۔۱۳۶۵ھ)، علامہ سید محمد عبدالحی کتانی وغیرہ اکابر علماء حرمین شریفین شامل ہیں، علامی سید محسن بن علی مساوی کی بعض تصنیفات حجاز مقدس اور ملائیشیا کے مدارس مین بطور نصاب شامل ہیں، ۱۳۵۳ھ میں آپ نے مکہ مکرمہ میں انڈونیشیا کے مہاجر طلباء کے لئے مدرسہ دارالعلوم الدینیہ قائم کیا، آپ کے تلامذہ میں شیخ محمد یاسین فادانی مشہور ہیں، علامہ سید محسن مساوی نے ۱۳۵۴ھ میں وفات پائی۔ (سیر وتراجم، ص ۲۹۳۔۲۹۴)

[۱۰۱]۔ شیخ احمد بن عبداللہ ناضرین مکی شافعی (۱۲۹۹ھ۔۱۳۷۰ھ) فاضل بریلوی کے خلفاء میں سے ہیں، حالات کے لئے ملاحظہ ہوں: الدلیل المشیر، ص ۴۷۔۵۱، سیر وتراجم، ص ۴۷۔۵۰، اھل الحجاز بعبقہم التاریخی، ص ۲۵۵۔۲۵۷

[۱۰۲]۔ علامہ سید محمد طاہر دباغ مکی (۱۳۰۸ھ۔۱۳۷۸ھ) نے مکہ مکرمہ کے علاوہ اسکندریہ میں تعلیم پائی، دیگر اساتذہ میں شیخ عمر حمدان، مدرسہ صولتیہ کے مدرس مولانا مشتاق احمد ہندی (انبیٹھوی)، محدث شام علامہ سید بدرالدین حسنی دمشقی اہم ہیں، علامہ سید محمد طاہر دباغ حجاز مقدس کے ھاشمی عہد میں ۱۳۴۳ھ سے ۱۳۴۴ھ تک شریف علی بن حسن کے وزیر خزانہ رہے اور

اسی دوران آپ ایک وفد لے کر ہندوستان آئے، جب حجاز پر آل سعود خاندان کی حکمرانی قائم ہوئی تو بہت سے حجازی باشندوں کی طرح آپ بھی ترک وطن کر گئے اور یمن، مصر، عراق، انڈونیشیا وغیرہ ممالک میں مقیم رہے، ۱۳۵۳ھ میں ابن سعود حجازی رعایا کے لئے عام معافی کا اعلان کیا تو آپ واپس مکہ مکرمہ آگئے، بعدازاں آپ مختلف اہم عہدوں پر فائز رہے، آپ کی تصنیفات میں ''السیرۃ النبویہ'' اہم ہے۔ (الدلیل المشیر، ص۱۱۲۔۱۱۴، سیر وتراجم، ص۲۸۲۔۲۸۵، اعلام الحجاز، محمد علی مغربی، جلد اول، مطبع دار العلم جدہ، طبع دوم ۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۵ء، ص۲۸۸۔۲۹۴)

[۱۰۳]۔علامہ سید ابوبکر بن احمد حبشی علوی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (۱۳۲۰ھ۔۱۳۷۴ھ) کا نسبی تعلق مکہ مکرمہ کے ایک علمی گھرانہ سے ہے، آپ کے دادا علامہ سید حسین حبشی (م۱۳۵۲ھ) بھی عالم جلیل اور صوفی کامل تھے، علامہ سید ابوبکر حبشی نے علماء ومشائخ کی کثیر تعداد سے ظاہری وباطنی علوم حاصل کئے، اور ھاشمی عہد میں مجلس شوریٰ کے رکن رہے، ۱۳۴۱ھ میں آپ مدرسہ الفلاح مکہ مکرمہ میں مدرس مقرر ہوئے اور ۱۳۵۳ھ سے ۱۳۶۱ھ تک اس کے مہتمم رہے، اسی دوران تقریباً چھ ماہ تک مدرسہ الفلاح جدہ میں مدرس رہے، ۱۳۶۲ھ میں محکمہ عدل سے وابستہ ہوئے اور اپنی وفات تک شہر مکہ مکرمہ کے جج رہے، علامہ سید ابوبکر علوی رحمۃ اللہ علیہ صوفیاء کے متعدد سلاسل میں مختلف مشائخ سے مجاز تھے، آپ نے فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ علامہ سید ابوبکر بن سالم البار رحمۃ اللہ علیہ (۱۳۰۱ھ۔۱۳۸۴ھ) سے سلسلہ علویہ عیدروسیہ میں خلافت پائی، علامہ سید ابوبکر علوی ۱۳۴۸ھ میں بسلسلہ علاج بمبئی تشریف لائے اور وہاں تین ماہ مقیم رہے، آپ کی تصنیفات کی تعداد پانچ ہے، آپ کا زندہ جاوید کارنامہ آپ کی تصنیف ''الدلیل المشیر'' ہے جس میں آپ نے اپنے ایک سو پانچ اساتذہ ومشائخ کے حالات اور اسناد ومرویات درج کئے ہیں، بڑی تقطیع کے ۶۳۱ صفحات پر مشتمل کمپیوٹر کمپوزنگ سے آراستہ اس اہم کتاب کا پہلا ایڈیشن ۱۹۹۷ء میں مکہ مکرمہ سے شائع ہوا، اس کتاب کے متعدد صفحات پر فاضل بریلوی کا ذکر ضمنی طور پر کیا گیا ہے مثلاً ایک مقام پر آپ کا اسم گرامی ان القاب کے ساتھ درج ہے:

''مولانا برکۃ الوجودوزینۃ الدنیا، تاج العلماء الاعلام، صاحب التالیف الکثیر ۃ، والفضائل الشھیر ۃالمولوی الحاج احمد رضا خان البریلوی رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ'' (ص ۳۸۸)

نیز اس کتاب میں فاضل بریلوی کی تصنیفات کے مقرظین میں سے شیخ محمد امین سوید دمشقی، شیخ محمد سعید یمانی، شیخ عمر ابی بکر باجنید مکی، شیخ عبدالقادر طرابلسی شلبی مدنی، علامہ یوسف بن اسماعیل نبھانی اور آپ کے عرب خلفاء میں سے علامہ سید ابوبکر بن سالم البار، شیخ احمد بن عبداللہ ناضرین، علامہ سید محمد مرزوقی ابوحسین مکی، شیخ محمد علی مالکی، شیخ عمر حمدان محرسی اور علامہ سید محمد عبدالحی کتانی رحمہم اللہ تعالیٰ کے حالات درج ہیں۔ (الدلیل المشیر)

[۱۰۴]۔ شیخ زکریا عبداللہ بیلا مکی (۱۳۲۹ھ۔۱۴۱۳ھ) نے مکہ مکرمہ کے محلہ المعلاۃ میں واقع مدرسہ ھاشمیہ (ھاشمی عہد میں قائم ہوا) نیز مدرسہ صولتیہ اور مسجد الحرام میں تعلیم پائی، آپ کے دیگر اساتذہ میں شیخ حسن بن مشاط، شیخ عبداللہ نمنقانی بخاری (م ۱۳۶۳ھ)، شیخ عمر حمدان محرسی، شیخ مختار بن عثمان مخدوم سمرقندی بخاری (م ۱۳۶۷ھ)، علامہ سید ھاشم بن عبداللہ شطات (م ۱۳۸۰ھ)، شیخ عمر بن ابی بکر باجنید مکی، علامہ سید ابوبکر بن سالم البار، شیخ محمد عبداللہ بافیل حضرمی مکی (م ۱۳۵۱ھ)، مولوی زکریا کاندھلوی اور علامہ سید عبدالحی کتانی وغیرہ علماء شامل ہیں۔

شیخ زکریا بیلا مدرسہ صولتیہ اور مسجد الحرام میں مدرس رہے نیز بارہ سے زائد کتب تصنیف کیں جن میں چند کے نام یہ ہیں: **الجواھر الحسان فی تراجم الفضلاء والاعیان، اعلام ذوی الاحتشام باختصار افادۃ الانام بجواز القیام لاھل الفضل والاحترام، التعلیق الزین علی کتاب المسح علی الجوربین، تعلیق علی رسالۃ فی سنۃ الجمعۃ القبلیہ۔** (من اعلام القرن الرابع عشر والخامس عشر، ج ۱، ص ۴۹۔۵۳)

[۱۰۵]۔ شیخ ابوالفیض محمد یاسین عیسیٰ فادانی شافعی انڈونیشی مکی (۱۳۳۵ھ۔۱۴۱۱ھ)

نے ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد کے علاوہ چچا شیخ محمود فادانی سے پائی، بعدازاں مدرسہ صولتیہ میں داخلہ لیا نیز مسجد الحرام اور مکہ مکرمہ میں علماء کے گھروں میں قائم مدارس میں تعلیم پائی، آپ کے اساتذہ کی تعداد چار سو سے زائد ہے، ان میں شیخ محمد سعید یمانی مکی شافعی، شیخ عیسیٰ رواس مکی (م ۱۳۶۵ھ)، مفتی حلب شیخ محمد اسعد عجی، مفتی سعید احمد لکھنوی، علامہ جمیل صدقی زھاوی عراقی اور شیخ طاہر بن عاشور تیونسی (۱۲۹۶ھ۔۱۳۹۵ھ) کے نام شامل ہیں۔

شیخ محمد یاسین فادانی مسجد الحرام میں حلقہ درس قائم کرتے نیز مدرسہ دارالعلوم الدینیہ میں علم حدیث اور اسناد کے استاد رہے، پاک و ہند اور بنگلہ دیش سمیت متعدد مما لک میں آپ کے لاتعداد شاگرد موجود ہیں، آپ کی متعدد تصنیفات میں سے چند کے نام یہ ہیں: **مطمح الوجدان فی اسانید الشیخ عمر حمدان، المسلک الجلی فی اسانید الشیخ محمد علی، بغیة المرید من علوم الاسانید** (چار ضخیم جلدوں میں)، **الوصل الراتی فی اسانید و ترجمة الشهاب احمد المخللاتی، العجالة المکیه فی اسانید سعید سنبل، النفحةالمسکیه فی الاسانید المتصله بالاوائل السنبلیه** ۔(من اعلام القرن الرابع عشر والخامس عشر، ج ا، ص ۱۶۹ تا ۱۷۴، المسلک الجلی، ص، اول)

[۱۰۶]۔ شیخ محمد حسن بن محمد مشاط (۱۳۱۷ھ۔۱۳۹۹ھ) مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم کے بعد ۱۳۲۹ھ میں مدرسہ صولتیہ میں داخلہ لیا اور وہاں سے ۱۳۳۶ھ میں سند تکمیل پائی، علاوہ ازیں حرمین شریفین کے دیگر علماء نیز وہاں پر حاضر ہونے والے عالم اسلام کے اکابر علماء کرام سے استفادہ کیا، آپ کے اہم اساتذہ و مشائخ کے نام یہ ہیں، شیخ عبدالرحمٰن دھان مکی (م ۱۳۳۷ھ)، علامہ محقق محدث شیخ حمدان بن محمد الجزائری الونیسی المدنی (م ۱۳۳۸ھ)، علامہ شیخ محمد ھاشم فوتی مدنی (م ۱۳۴۹ھ)، شیخ عبدالستار صدیقی کتبی مکی (م ۱۳۵۴ھ)، فقیہ شافعی علامہ شیخ ابوحفص عمر بن ابی بکر باجنید مکی، علامہ محدث شیخ علی بن طیب مصری مہاجر مدنی (م ۱۳۵۹ھ)، علامہ محمد عبدالباقی لکھنوی مہاجر مدنی، علامہ شیخ محمد حبیب اللہ شنقیطی جکنی،

علامہ شیخ عیسیٰ بن علامہ محمد رواس (م ۱۳۶۵ھ)، شیخ عبداللہ غازی مکی، شیخ محمد علی مالکی، علامہ سید عیدروس بن علامہ سید سالم البار، نعمان وقتہ و محدث عصرہ شیخ عبدالقادر شلبی مدنی، علامہ محدث شیخ ابوحفص عمر حمدان محرسی مدنی، علامہ مصطفیٰ بن علامہ احمد محھار حضرمی قویری، علامہ سید ابوالحسن علی بن سید عبدالرحمٰن حبشی اور علامہ سید محمد عبدالحی کتانی مراکشی، شیخ حسن مشاط بطن مادر میں تھے کہ آپ کے والد ماجد نے نذر مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے فرزند عطا تو میں اسے حرم شریف کی خدمت کے لئے وقف کروں گا، آپ کی یہ دعا قبول ہوئی اور آپ کے ہاں شیخ حسن مشاط پیدا ہوئے، دینی علوم میں کمال حاصل کیا اور مدرسہ صولتیہ و مسجد الحرام میں تدریس کی نیز تصنیف و تالیف کا سلسلہ شروع کیا اور تمام عمر خدمت علم میں گزار دی، آپ سرکاری مناصب کے حصول سے گریزاں رہے لیکن سعودی حکومت نے بہ اصرار ۱۳۶۴ھ میں مکہ مکرمہ کی اعلیٰ عدالت کے جج علامہ سید زکی بن احمد برزنجی مدنی کی وفات پر اس منصب پر آپ کو تعینات کیا اور ۱۳۷۲ھ میں آپ مجلس شوریٰ کے رکن بنائے گئے، لیکن ان تمام تر مناصب کے باوجود آپ نے مدرسہ صولتیہ میں تدریس کو برابر اہمیت دی اور مسلسل تیس برس تک بلا ناغہ پڑھاتے رہے، علاوہ ازیں مسجد الحرام میں بھی آپ باقاعدگی سے حلقہ درس قائم کرتے، حج کے ایام کا ازدھام یا آپ کی دیگر مصروفیات آپ کے اس معمول میں کبھی آڑے نہ آسکیں، آپ نے علم کی یہ خدمت بلا معاوضہ انجام دی، حرمین شریفین اور انڈونیشیا و ملائشیا میں آپ کے شاگردوں نے مدارس اور اسلامی تنظیمیں قائم کیں، شیخ حسن مشاط کے مشہور تلامذہ کے نام یہ ہیں: علامہ سید محسن بن علی مساوی، شیخ زکریا بن عبداللہ بیلا، مسجد الحرام کے مدرس اور ام القریٰ یونیورسٹی مکہ مکرمہ کے استاد شیخ علی بن بکر سلیمان کنوی، شیخ محمد یاسین بن عیسیٰ فادانی، حرمین شریفین کے بڑے علماء میں سے ایک شیخ عبداللہ احمد دردوم، مدرسہ صولتیہ کے مدرس شیخ عثمان بن محمد سعید تنکل، قاری مکہ مکرمہ شیخ زین عبداللہ باویان، پروفیسر ڈاکٹر سید محمد بن علوی مالکی حسنی مکی، مسجد الحرام کے مدرس الدعوۃ کالج ریاض کے استاد اور دارالافتاء الریاض کے رکن شیخ اسمٰعیل بن محمد انصاری تنبکی (م ۱۴۱۷ھ)، حجاز کے مشہور محقق پروفیسر ڈاکٹر عبدالوھاب ابوسلیمان

مکی، شیخ علامہ سید طاہر بن محمد مراکشی ادریسی، انڈونیشیا میں جمعیۃ نہضۃ الوطن کے بانی اور متعدد کتب کے منصف شیخ محمد زین الدین انمختانی (انڈونیشیا بھر میں مذکورہ تنظیم کے تحت چار سو سے زائد مدارس قائم ہو چکے ہیں اور ان میں شیخ حسن مشاط کے متعدد شاگرد خدمات انجام دے رہے ہیں)، جمعیۃ نہضۃ العلماء انڈونیشیا کے دو اہم رہنما شیخ زین العابدین اور شیخ عبدالرحمٰن۔

شیخ حسن مشاط کے متعدد تصنیفات میں سے چودہ کے نام یہ ہیں: **الجواهر الثمينه في ادله اهل المدينة، انارة الدجىٰ في مغازى خير الورى ﷺ، رفع الاستار على طلعة الانوار، التقريرات السنية في شرح المنظومة البيقونيه، التحفةالسنيه في احوال الورثة الاربعينيه، اسعاف اهل الايمان بوظائف شهر رمضان، اسعاف اهل الاسلام بوظائف الحج الى بيت الله الحرام، اربعون حديثاً في الترغيب والترهيب ، نصائح دينيه ووصايا هامة، بغية المسترشدين بترجمة الائمة المجتهدين، حكم الشريعة المحمدية في تعليم المسلمين اولادهم بالمدارس الاجنبية، الحدود البهيه في القواعد المنطقيه، تعليقات شريفة على لب الاصول، الارشاد بذكر بعض مالي الاجازة والاسناد** ،ڈاکٹر عبدالوہاب ابوسلیمان نے آپ کی تصنیف ''الجواہر الثمینہ'' پر تحقیق کی اور اس کے آغاز میں شیخ محمد حسن مشاط نیز آپ کے اہم شاگردوں کے حالات قلمبند کئے اور آپ کے فرزند شیخ احمد مشاط کی مساعی سے یہ کتاب ۱۴۰۶ھ میں شائع ہوئی۔(الارشاد بذکر بعض مالی من الاجازۃ والاسناد، شیخ محمد حسن مشاط، مطبع وناشر کا نام اور سن اشاعت درج نہیں، اعلام الحجاز، محمد علی مغربی، جلد سوم، طبع اول، مطبع مدنی شارع عباسیہ قاہرہ، ۱۴۱۰ھ/۱۹۹۰ء، ص ۳۰۸-۳۳۵)

[۱۰۷]۔ شیخ محمود زہدی بن عبدالرحمٰن (۱۳۰۲ھ-۱۳۷۶ھ) مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے، تعلیم مکمل کرنے کے بعد مسجد الحرام اور مدرسہ صولتیہ میں مدرس مقرر ہوئے، ۱۳۴۴ھ یا اس کے بعد آپ ملائیشیا چلے گئے اور وہاں سلانقور نامی علاقہ کے ''شیخ الاسلام'' قرار پائے، ۱۳۷۴ھ

میں آپ واپس مکہ مکرمہ آ گئے اور وفات تک مدرسہ صولتیہ میں تدریس سے وابستہ رہے، آپ کی تصنیفات کے نام یہ ہیں: تدرج الصبیان فی البیان، جنیة الثمرات فی النحو۔ (سیر وتراجم حاشیہ، ص ۱۲۲، الارشاد، ص ۵۷)

[۱۰۸]۔ مفتی قطنا علامہ سید ابراہیم غلایینی گیلانی نقشبندی مجددی دمشقی رحمۃ اللہ علیہ (۱۳۰۰ھ/۱۸۸۲ء۔ ۱۳۷۷ھ/ ۱۹۵۸ء) دمشق کے مقام قطنا میں پیدا ہوئے اور جن مقامی علماء ومشائخ سے تعلیم مکمل کی ان میں ''الاقوال المرضیۃ فی الرد علی الوھابیۃ'' نامی کتاب کے مصنف ومفتی شام شیخ محمد عطاء اللہ کسم حنفی (۱۲۶۰ھ/۱۸۴۴ء۔ ۱۳۵۷ھ/ ۱۹۳۸ء)، قول گنگوہی کی تردید میں'' استحباب القیام عند ذکر ولاته علیه الصلوٰة والسلام '' نامی مقالہ کے مصنف شیخ محمود عطار دمشقی، محدث کبیر علامہ سید محمد بدرالدین حسنی، قطب شام شیخ سلیم بن خلیل مسوتی حنفی خلوتی دمشقی ارناؤطی (۱۲۴۸ھ/۱۸۳۲ء۔ ۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء) اور ''النفحة الزكيه فی الرد علی الوھابیه'' نامی کتاب کے مصنف وماہنامہ ''الحقائق'' دمشق (سن اجراء ۱۳۲۸ھ) کے بانی شیخ عبدالقادر اسکندرانی گیلانی رحمھم اللہ تعالیٰ کے اسماء گرامی ہیں، علامہ سید ابراہیم غلایینی نے سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ میں فقیہ شافعیہ شیخ کردی دمشقی (۱۲۴۷ھ/ ۱۸۳۱ء۔ ۱۳۳۱ھ/۱۹۱۲ء) کے ہاتھ پر بیعت کی اور آپ کی نگرانی میں چالیس یوم خلوت نشین رہنے کے بعد خلافت پائی، اور قطنا میں امامت وخطابت نیز تدریس کا سلسلہ شروع کیا پھر ۱۳۳۰ھ میں آپ مفتی قطنا قرار پائے اور پچاس برس تک اسی مقام پر یہ خدمات انجام دیں، آپ سے بکثرت کرامات کا ظہور ہوا جن میں سے چند'' تاریخ علماء دمشق'' میں درج ہیں، زندگی کے آخری ایام میں آپ مرض میں مبتلا ہوئے تو شام کے صدر شکری قوتلی نے آپ کے علاج کے لئے خصوصی احکامات جاری کئے، آپ کی وفات پر شعراء نے مرثیے لکھے اور ''تمدن اسلامی'' وغیرہ دمشق کے رسائل نے آپ کی خدمات کو سراہا، دمشق کی جامع مسجد اموی میں ''رابطۃ العلماء'' نامی اہم تنظیم کی طرف سے آپ کی یاد میں ایک تعزیتی تقریب منعقد ہوئی، آپ کی قبر دمشق میں علامہ سید بدرالدین حسنی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے پہلو میں واقع

ہے۔(تاریخ علماء دمشق، ج۲،ص ۶۸۷۔۶۹۲، المسلک الجلی، ص ۵۷)

[۱۰۹]۔فقیہ شافعیہ علامہ سید محمد بدرالدین بن علامہ سید ابراہیم غلایینی رحمۃ اللہ علیہ (۱۳۳۰ھ/۱۹۱۰ء۔۱۴۱۱ھ/۱۹۹۱ء) دمشق میں پیدا ہوئے، اپنے والد ماجد کے علاوہ رابطۃ العلماء کے صدر شیخ محمد ابوالخیر میدانی حنفی نقشبندی مجددی دمشقی (۱۲۹۳ھ/۱۸۷۵ء۔۱۳۸۰ھ/۱۹۶۱ء) اور شیخ توفیق ایوبی (م۱۳۵۱ھ/۱۹۳۲ء) سے تعلیم پائی، بعدازاں محدث شام علامہ سید بدرالدین حسنی رحمۃ اللہ علیہ کے حکم پر اُردن کے مقام زرقا میں سات برس تک امامت وخطابت کے فرائض انجام دیئے، پھر اپنے والد ماجد کی جگہ جامع مسجد قطنا میں ذمہ داریاں سنبھالیں نیز دمشق اور اس کے گردونواح کی مساجد میں درس دینا شروع کیا، آپ نے جدہ میں وفات پائی اور المعلیٰ قبرستان مکہ مکرمہ میں تدفین عمل میں آئی۔ (تاریخ علماء دمشق، ج۳،ص۵۶۱۔۵۶۲، المسلک الجلی، ص ۵۷)

[۱۱۰]۔شیخ احمد بن یوسف قستی (۱۲۹۶ھ۔۱۳۶۷ھ) کے اجداد انڈونیشیا کی ریاست بنجر کے سلاطین تھے، آپ مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے اور مسجد الحرام میں تعلیم پائی، آپ کے دیگر اساتذہ میں شیخ عمر سباوہ، شیخ علی بلنجور، شیخ صالح بافضل، شیخ عمر باجنید اور شیخ عبدالستار دہلوی اہم ہیں، شیخ احمد قستی تعلیم مکمل کرنے کے بعد ۱۳۲۵ھ میں انڈونیشیا چلے گئے اور وہاں ۱۳۲۷ھ میں مدرسہ سقاف اور ۱۳۳۱ھ میں مدرسہ عطاس قائم کیے، ۱۳۳۸ھ میں وہاں پر جج بنائے گئے، بعدازاں اس منصب سے مستعفی ہوکر ۱۳۴۹ھ میں واپس مکہ مکرمہ آ گئے جہاں مسجد الحرام اور دارالعلوم الدینیہ میں تدریس کا سلسلہ شروع کیا، ۱۳۵۴ھ میں شیخ طنطاوی جوہری مصری (۱۲۸۷ھ/۱۸۷۰ء۔۱۳۵۸ھ/۱۹۴۰ء) کی ''تفسیر الجواھر'' کا ملاوی زبان میں ترجمہ شروع کیا لیکن اس کی تکمیل سے قبل وفات پائی۔ (سیر وتراجم، ص۵۴۔۵۶، اھل الحجاز بعبقھم التاریخی، ص۳۰۳۔۳۰۴، المسلک الجلی، ص ۵۷)

[۱۱۱]۔المسلک الجلی، ص۵۶۔۵۷

[۱۱۲]۔ایضاً،ص ۵۸۔۵۹وغیرہ

[۱۱۳]۔ایضاً،ص ۴۴۔۴۸

[۱۱۴]۔ایضاً،ص ۵۹

[۱۱۵]۔الدلیل المشیر ،ص ۲۷۴

[۱۱۶]۔سیر وتراجم،ص ۲۶۴

[۱۱۷]۔فہرس مخطوطات مکتبہ مکۃ المکرمۃ ،ص ۶۰

[۱۱۸]۔ایضاً،ص ۸۶

[۱۱۹]۔ایضاً،ص ۸۷

[۱۲۰]۔ایضاً،ص ۱۰۷

[۱۲۱]۔ایضاً،ص ۱۲۳

[۱۲۲]۔ایضاً،ص ۱۲۶

[۱۲۳]۔الدلیل المشیر ،ص ۲۷۲

[۱۲۴]۔فہرس مخطوطات مکتبہ مکۃ المکرمۃ ،ص ۱۲۸

[۱۲۵]۔ایضاً،۱۳۰

[۱۲۶]۔ایضاً،ص ۱۴۱

[۱۲۷]۔ایضاً،ص ۱۵۹

[۱۲۸]۔ایضاً،ص ۱۵۸۔۱۵۹

[۱۲۹]۔سیر وتراجم،ص ۲۶۳،المسلک الجلی ،ص ۵۹

[۱۳۰]۔المسلک الجلی ،ص ۵۹

[۱۳۱]۔فہرس مخطوطات مکتبہ مکۃ المکرمۃ ،ص ۱۹۳

[۱۳۲]۔ایضاً،ص ۱۹۴

[۱۳۳]۔سیر وتراجم، ص۵۴، اھل الحجاز بعبقھم التاریخی، ص۳۰۴

[۱۳۴]۔فھرس مخطوطات مکتبہ مکۃ المکرمۃ، ص۲۰۹

[۱۳۵]۔ایضاً، ص۲۲۷۔۲۲۸

[۱۳۶]۔ایضاً، ص۳۲۹۔۳۳۰

[۱۳۷]۔ایضاً، ص۲۴۱

[۱۳۸]۔ایضاً، ص۲۴۶۔۲۴۷

[۱۳۹]۔ایضاً، ص۲۹۳، الدلیل المشیر، ص۲۷۲

[۱۴۰]۔فھرس مخطوطات مکتبہ مکۃ المکرمۃ، ص۲۵۴

[۱۴۱]۔ایضاً، ص۲۹۵

[۱۴۲]۔ایضاً، ص۳۰۶

[۱۴۳]۔ایضاً، ص۳۰۷

[۱۴۴]۔ایضاً، ص۳۰۷

[۱۴۵]۔ایضاً، ص۳۰۹

[۱۴۶]۔ایضاً، ص۳۱۲

[۱۴۷]۔ایضاً، ص۳۲۳

[۱۴۸]۔ایضاً، ص۳۳۱۔۳۳۲

[۱۴۹]۔ایضاً، ص۳۵۳

[۱۵۰]۔الدلیل المشیر، ص۲۷۲

[۱۵۱]۔المسلک الجلی، ص۵۹

[۱۵۲]۔فھرس مخطوطات مکتبہ مکۃ المکرمہ، ص۳۵۴

[۱۵۳]۔المسلک الجلی، ص۵۸

[۱۵۴]۔فہرس مخطوطات مکتبہ مکۃ المکرمۃ ،ص ۳۹۷

[۱۵۵]۔ایضاً،ص ۴۱۴

[۱۵۶]۔ایضاً،ص ۴۳۶

[۱۵۷]۔الدلیل المشیر ،ص ۲۷۲۔۲۷۴،المسلک الجلی ،ص ۵۸۔۵۹

[۱۵۸]۔الفیض الرحمانی باجازۃ فضیلۃ الشیخ محمد تقی العثمانی، شیخ ابی الفیض محمد یاسین بن محمد عیسیٰ فادانی مکی، دارالبشائر الاسلامیہ بیروت لبنان، طبع اول ۱۴۰۶ھ/۱۹۸۶ء، ص ۳

[۱۵۹]۔المسلک الجلی ،ص ۳

[۱۶۰]۔ایضاً،ص ۵۵

[۱۶۱]۔الاجازات المتینہ ،ص ۴۹

[۱۶۲]۔سیر وتراجم،ص ۲۶۲

[۱۶۳]۔الدلیل المشیر ،ص ۲۷۱،۲۷۴، رجال من مکۃ المکرمہ، ج ۳،ص ۴۷،۴۸، جب کہ المسلک الجلی ،ص ۶۱، سیر وتراجم،ص ۲۶۰،۲۶۵ پر آپ کا سن وصال ۱۳۶۸ھ لکھا ہے جو درست معلوم نہیں ہوتا۔

[۱۶۴]۔الدلیل المشیر ،ص ۲۷۴

[۱۶۵۔نشرالنور،ص ۱۶۳، سیر وتراجم،ص ۹۰

[۱۶۶]۔علامہ شیخ عبدالوھاب شافعی بصری ثم مکی (م ۱۳۲۲ھ) اپنے دور کے مشہور فقہاء میں سے ایک تھے، آپ نے ۱۲۹۱ھ میں ترک وطن کر کے مکہ مکرمہ میں سکونت اختیار کی اور شیخ عبدالحمید داغستانی شافعی (م ۱۳۰۱ھ)، علامہ سید محمد صالح زواوی شافعی نقشبندی مجددی مکی (م ۱۳۰۸ھ) وغیرہ فضلائے مکہ مکرمہ سے مزید تعلیم پائی بعدازاں مسجد الحرام میں مدرس تعینات ہوئے اور طالبان علم کی کثیر تعداد آپ سے فیض یاب ہوئی، شیخ عبدالوھاب بصری نے تقریباً اسی سال کی عمر میں وفات پائی اور قبرستان المعلی میں تدفین عمل میں آئی۔(نشرالنور،ص ۳۳۴)

[۱٦٧]۔علامہ سید عبدالکریم داغستانی شافعی (م۱۳۳۸ھ) دربند شہر میں پیدا ہوئے، اپنے علاقہ کے علماء کے علاوہ مصر، تیونس، بمبئی اور استنبول میں تعلیم پانے کے بعد ۱۲۹۷ھ میں فریضہ حج کی ادائیگی کے لئے حجاز مقدس کا قصد کیا اور مکہ مکرمہ میں قیام پذیر ہوکر علامہ باجوری کے شاگرد شیخ عبدالحمید داغستانی شافعی سے مزید تعلیم حاصل کی پھر مسجد الحرام میں مدرس تعینات ہوئے، نیز مدرسہ داؤدیہ میں واقع اپنے رہائشی کمرہ میں بھی حلقہ درس قائم کیا، آپ کے شاگردوں میں شیخ جمال مکی کے علاوہ شیخ عمر باجنید، شیخ سعید یمانی، شیخ مختار عطارد (م۱۳۴۹ھ) اور شیخ محمد باقر جاوی نے علم وفضل میں نام پایا، علامہ سید عبدالکریم داغستانی نے ایک سو بیس برس سے زائد عمر پائی (نشر النور، ص ۲۷۹، سیر وتراجم، ص۲۱۲)، فاضل بریلوی کی کتاب حسام الحرمین میں علامہ سید عبدالکریم داغستانی رحمۃ اللہ علیہ کی تقریظ موجود ہے۔

[۱٦٨]۔نشر النور، ص۱٦۳

[۱٦٩]۔سیر وتراجم، ص۹۰۔۹۱

[۱٧۰]۔الدلیل المشیر، ص۱۱۳

[۱٧۱]۔مجموع فتاویٰ ورسائل، ص۷

[۱٧۲]۔الاجازات المتینہ، ص۴۹

[۱٧۳]۔سیر وتراجم، ص۹۰۔۹۲

[۱٧۴]۔مجموع فتاویٰ ورسائل، ص۱۱

فہرست ماخذ

عربی

[۱]۔الاجازات المتینہ لعلماء بکۃ والمدینۃ، مولانا احمد رضا خان بریلوی، تمہید از قلم مولانا حامد رضا خان بریلوی، منظمۃ الدعوۃ الاسلامیہ جامعہ نظامیہ رضویہ لوھاری دروازہ لاہور

[۲]۔الارشاد بذکر بعض مالی من الاجازۃ والاسناد، شیخ محمد حسن محمد مشاط، سن اشاعت و مطبع کا نام درج نہیں، سن تصنیف ۱۳۷۰ھ

[۳]۔اعلام الحجاز فی القرن الرابع عشر للھجرۃ، محمد علی مغربی، جلد اول، طبع دوم، ۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۵ء، مطبع دار العلم للطباعۃ والنشر جدہ

[۴]۔اعلام الحجاز فی القرن الرابع عشر للھجرۃ، محمد علی مغربی، جلد دوم، طبع دوم، ۱۴۱۵ھ/ ۱۹۹۴ء، مطبع دار البلاد جدہ

[۵]۔ اعلام الحجاز فی القرن الرابع عشر للھجرۃ وبعض القرون الماضیۃ، محمد علی مغربی، جلد سوم، طبع اول، ۱۴۱۰ھ/ ۱۹۹۰ء، مطبع المدنی شارع العباسیہ القاہرہ

[۶]۔اعلام من ارض النبوۃ، انس یعقوب کتبی، جلد اول، طبع اول، ۱۴۱۴ھ/ ۱۹۹۳ء، ناشر انس یعقوب کتبی پوسٹ بکس نمبر ۳۷۵، فون نمبر ۸۴۸۴۰۳۹ مدینہ منورہ، مطبع دار البلاد جدہ

[۷]۔اعلام من ارض النبوۃ، انس یعقوب کتبی، جلد دوم، طبع اول، ۱۴۱۵ھ/ ۱۹۹۴ء، مطبع دار البلاد جدہ

[۸]۔اھل الحجاز بعبقھم التاریخی، حسن عبدالحی قزاز، طبع اول ۱۴۱۵ھ/ ۱۹۹۴ء، مطبع دار العلم جدہ

[۹]۔محدث الشام العلامۃ السید بدر الدین الحسنی، آپ کے تلامذہ اور احباب کے لکھے گئے مضامین کا مجموعہ، جمع و ترتیب محمد بن عبداللہ آل الرشید، طبع اول ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء،

دارالحنان شارع الحمراء بناء هلال فون نمبر ۲۲۳۲۳۶۶ دمشق

[۱۰]۔تاریخ علماء دمشق فی القرن الرابع عشر الھجری، محمد مطیع حافظ ونزار اباظہ، جلد اول ،دوم، طبع اول ۱۴۰۶ھ/۱۹۸۶ء، دالفکر للطباعۃ والتوزیع والنشر شارع سعد اللہ الجابری پوسٹ بکس ۹۶۲، دمشق

[۱۱]۔تاریخ علماء دمشق فی القرن الرابع عشر الھجری، محمد مطیع حافظ ونزار اباظہ، جلد سوم، طبع اول ۱۴۱۲ھ/۱۹۹۱ء، دالفکر دمشق

[۱۲]۔التحریر الوجیز فیما یبتغیہ المستجیز، محمد زاہد بن حسن الکوثری، تحقیق شیخ عبد الفتاح ابوغدہ، طبع اول ۱۴۱۳ھ/۱۹۹۳ء، مکتب المطبوعات الاسلامیہ حلب

[۱۳]۔حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین، مولانا احمد رضا خاں بریلوی، سن طباعت ۱۳۹۵ھ/۱۹۷۵ء، مکتبہ نبویہ لاہور

[۱۴]۔الدلیل المشیر الی فلک اسانید الاتصال بالحبیب صلی اللہ وسلم علیہ وعلی آلہ ذوی الفضل الشہیر وصحبہ ذوی القدر الکبیر، علامہ سید ابی بکر بن احمد حبشی علوی، طبع اول ۱۴۱۸ھ/۱۹۹۷ء، المکتبہ المکیہ حی الھجرۃ، فون وفیکس نمبر ۵۳۴۰۸۲۲ مکۃ المکرمۃ

[۱۵]۔الدولتہ المکیہ بالمادۃ الغیبیۃ، مولانا احمد رضا خاں بریلوی، نذیر سنز اُردو بازار لاہور

[۱۶]۔رجال من مکۃ المکرمۃ، زھیر محمد جمیل کتبی، جلد سوم، طبع اول ۱۴۱۲ھ/۱۹۹۲ء، ناشر زھیر محمد جمیل کتبی پوسٹ بکس نمبر ۹۰۶۸ فون نمبر ۵۳۶۶۲۱۱ مکہ مکرمہ

[۱۷]۔سیر وتراجم بعض علمائنا فی القرن الرابع عشر للھجرۃ، عمر عبد الجبار، طبع سوم، ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۲ء، مکتبہ تہامۃ، پوسٹ بکس نمبر ۵۴۵۵ جدہ

[۱۸]۔علماء العرب فی شبہ القارۃ الھندیۃ، شیخ یونس ابراھیم السامرائی، طبع اول ۱۹۸۶ء، وزارت اوقاف ومذہبی امور عراق بغداد

[۱۹]۔ فہرس مخطوطات مکتبۃ مکۃ المکرمۃ، لائبریری ھذا کے مدیر شیخ عبدالمالک طرابلسی کی نگرانی میں دس اہل علم نے مل کر مرتب کی جن کے نام یہ ہیں: ڈاکٹر عبدالوھاب ابراہیم ابوسلیمان، ڈاکٹر محمود حسن زینی، ڈاکٹر محمد حبیب ھیلۃ، ڈاکٹر صالح جمال بدوی، ڈاکٹر عبداللہ نذیر احمد، ڈاکٹر حمدی عبدالمنعم شلبی، ڈاکٹر فواد عبدالمنعم احمد، ڈاکٹر عبداللہ صالح شاووش، عبدالرحمٰن بن سعد سلطان، فراح عطا سالم، طبع اول ۱۴۱۸ھ/ ۱۹۹۷ء، مکتبہ الملک فھد الوطنیہ الریاض

[۲۰]۔ الفیض الرحمانی باجازۃ فضیلۃ الشیخ محمد تقی العثمانی، شیخ ابی الفیض محمد یاسین بن محمد عیسیٰ فادانی مکی، طبع اول ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۶ء، دارالبشائر الاسلامیہ للطباعۃ والنشر والتوزیع، پوسٹ بکس نمبر ۵۹۵۵۔۱۴ بیروت

[۲۱]۔ مجموع فتاویٰ ورسائل، امام سید علوی مالکی حسنی، جمع وترتیب علامہ سید محمد بن علوی مالکی حسنی، طبع اول ۱۴۱۳ھ

[۲۲]۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم فی الشعر الحدیث، ڈاکٹر حلمی قاعود، طبع اول ۱۴۰۸ھ/ ۱۹۸۷ء، دارالوفا للطباعۃ والنشر والتوزیع المنصورۃ مصر

[۲۳]۔ المختصر من کتاب، نشر النور والزھر فی تراجم افاضل مکۃ ۔ من القرن العاشر الی القرن الرابع عشر، شیخ عبداللہ مرداد مکی، اختصار وترتیب وتحقیق محمد سعید عامودی واحمد علی کاظمی بھوپالی مکی، طبع دوم ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۶ء، عالم المعرفۃ پوسٹ بکس نمبر ۵۷۶ فون نمبر ۶۸۷۷۲۹۰ جدہ

[۲۴]۔ المسلک الجلی فی اسانید فضیلۃ الشیخ محمد علی، شیخ محمد یاسین فادانی، طبع اول، سن اشاعت درج نہیں، دارالطباعۃ المصریۃ الحدیثۃ

[۲۵]۔ مشیدات دمشق ذوات الاضرحۃ وعناصرھا الجمالیۃ، ڈاکٹر قتیبہ شھابی، طبع اول ۱۹۹۵ء، وزارت ثقافت شام دمشق

[۲۶]۔ من اعلام القرن الرابع عشر والخامس عشر، ابراہیم عبداللہ حازمی، جلد اول ۱۴۱۶ھ/ ۱۹۹۵ء، دارالشریف للنشر والتوزیع پوسٹ بکس نمبر ۵۲۴۷۹ ریاض

[۲۷]۔ نزھۃ الخواطر، علامہ سید عبدالحی ندوی لکھنوی، ترتیب وحواشی سید ابوالحسن علی ندوی، جلد ہشتم ۱۳۹۶ھ/ ۱۹۷۶ء، نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

[۲۸]۔ روزنامہ الندوۃ، مکہ مکرمہ، شمارہ ۱۳؍رجب ۱۴۱۸ھ/ ۱۳؍نومبر ۱۹۹۷ء

[۲۹]۔ ہفت روزہ، الیمامۃ، ریاض، شمارہ ۲۶؍رمضان ۱۴۱۸ھ/ ۲۴؍جنوری ۱۹۹۸ء، خانہ کعبہ کے موجودہ کنجی بردار شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ شیبی کا انٹرویو

[۳۰]۔ ماہنامہ الضیاء، دبئی، شمارہ ربیع الاول ۱۴۱۹ھ/ جولائی ۱۹۹۸ء

اُردو

[۱]۔ انوار ساطعہ دربیان مولود وفاتحہ، مولانا عبدالسمیع میرٹھی (رام پور منہاراں)، ۱۳۴۶ھ، مطبع مجتبائی دہلی

[۲]۔ براہین قاطعہ، مولوی خلیل احمد انبیٹھوی، ضمیمہ مولوی محمد منظور نعمانی لکھنوی، دارالاشاعت اردو بازار کراچی

[۳]۔ روئیداد تاریخ مناظرہ بہاولپور المسمّٰی تقدیس الوکیل عن توھین الرشید والخلیل، مولانا غلام دستگیر قصوری، حالات مصنف از قلم علامہ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی، نوری بک ڈپو لاہور

[۴]۔ فصول من تاریخ المدینۃ المنورۃ، علی حافظ مدنی، اردو ترجمہ بنام ابواب تاریخ المدینۃ المنورہ، آل حسن صدیقی، طبع اول ۱۴۱۷ھ/ ۱۹۹۶ء، یہ اردو ترجمہ اصل عربی کتاب کی تلخیص ہے، مطبع شرکۃ المدینۃ المنورۃ للطباعۃ والنشر جدۃ

[۵]۔ ماہنامہ اعلیٰ حضرت، بریلی، شمارہ اکتوبر، نومبر ۱۹۹۰ء، مفتی اعظم ہند نمبر

[۶]۔ ماہنامہ ضیائے حرم، لاہور، شمارہ فروری ۱۹۹۶ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فاضل بریلوی اور امام ابراھیم دھان مکی کا خاندان

نویں صدی ہجری کے آخری عشروں میں دھان خاندان فتن شہر سے ہجرت کر کے مکہ مکرمہ جابسا، دھان کہلانے کی وجہ یہ ہے کہ وہاں کی زبان میں تاجر کو ''دھنی'' کہتے تھے جو کہ اس خاندان کے جد اعلیٰ کا لقب تھا، جب یہ خاندان مکہ مکرمہ پہنچا تو دھنی کا لفظ معرب ہو کر دھان بن گیا[۱] پھر مکہ مکرمہ بلکہ پوری عرب دنیا میں خاندان ''الدھان'' کے نام سے معروف ہوا اور صدیوں تک مکہ مکرمہ کے علمی وروحانی خاندانوں میں شمار ہوا، مختلف ادوار میں اس میں متعدد علماء کرام واولیاء عظام ہو گزرے جن میں سے امام ابراہیم دھان، شیخ تاج الدین دھان، شیخ احمد دھان، شیخ اسعد دھان اور شیخ عبدالرحمٰن دھان رحمہم اللہ تعالیٰ کے علمی مقام وخدمات کا مؤرخین نے بطور خاص ذکر کیا ہے، آئندہ سطور میں ان علماء کے حالات نیز فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے ان کے تعلق کی تفصیلات پیش کی جارہی ہیں۔

(۱) امام ابراہیم دھان حنفی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۵۳ھ)

امام ابراہیم بن عثمان بن عبدالنبی بن عثمان بن عبدالنبی دھان رحمۃ اللہ علیہ مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے، شیخ عبدالنبی بلخی رحمۃ اللہ علیہ [۲] سے عربی علوم وفقہ پڑھی اور عارف باللہ شیخ طریقت فخر مکہ صفی الدین شیخ احمد بن ابراہیم علان صدیقی نقشبندی مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ [۳] سے بیعت کر کے خلافت پائی اور کئی برس تک آپ سے فیض یاب ہوئے، نیز علامہ سید صبغت اللہ رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ اکابر علماء سے استفادہ کیا، تعلیم مکمل کرنے کے بعد شیخ ابراہیم دھان صفا ومروہ کے درمیان بہرام آغا کے قائم کردہ مدرسہ میں استاد ہوئے، جہاں لاتعداد طلباء نے آپ سے تعلیم پائی

اور مشہور علماء میں شمار ہوئے، آپ کے شاگردوں میں صاحب تصانیف جلیلہ الامام الکبیر فقیہہ العصر شیخ ابراہیم ابوسلمہ حنفی رحمۃ اللہ علیہ [۴] اور شیخ محمد علی بخاری قربی حنفی رحمۃ اللہ علیہ [۵] جیسے اکابر علماء مکہ شامل ہیں۔

شیخ ابراہیم دھان رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد گرامی کے حد درجہ مطیع وفرمانبردار تھے، آپ پڑھانے میں مگن ہوتے اور ایسے میں والد ماجد کی طرف سے طلبی کا پیغام موصول ہوتا تو آپ تدریس کا سلسلہ روک کر فوراً اُٹھ کھڑے ہوتے اور ان کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کی ضرورت پوری کرتے اور پھر واپس آ کر تدریس جاری رکھتے، شیخ ابراہیم دھان عمر بھر فروغ علم اور رشد وہدایت میں مصروف رہے نیز آپ نے شیخ تاج الدین مالکی رحمۃ اللہ علیہ کے ''رسالۃ فی نقض القسمۃ'' کا رد لکھا۔[۶]

مکہ مکرمہ میں طبقہ اول کے عالم، ادیب وشاعر شیخ بدرالدین خوج حنفی رحمۃ اللہ علیہ [۷] نے شیخ ابراہیم دھان کا تعارف ان الفاظ میں ذکر کیا ہے:

''الشیخ الامام العلامہ الفقیہ المفتی فی العلوم الدینیۃ، المجمع علی جلالۃ فیھا، وتبحرہ واحاطتہ بالعلوم العقلیۃ''

شیخ ابراہیم دھان نے ۱۰۵۳ھ/۱۶۶۳ء میں وفات پائی۔[۸]

(۲) امام تاج الدین دھان رحمۃ اللہ علیہ

امام الفقہاء فی عصرہ، مدرس مسجد احرام شیخ تاج الدین بن احمد بن امام ابراہیم دھان بن عثمان بن عبدالنبی بن عثمان بن عبدالنبی دھان حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے اکابر علماء مکہ سے تعلیم پائی، فقیہ حنفی، سو سے زائد کتب کے مصنف، مفتی مکہ مکرمہ شیخ ابراہیم بیری رحمۃ اللہ علیہ [۹] جیسے اکابرین سے استفادہ کیا نیز الامام الکبیر شیخ الشیوخ محدث حجاز مسند العصر قدوۃ الصالحین صاحب تصانیف کثیر شیخ حسن عجیمی رحمۃ اللہ علیہ [۱۰] کی خدمت میں طویل عرصہ حاضر رہے اور فقہ تفسیر

حدیث اصول نحو وغیرہ متعدد علوم میں تعلیم مکمل کی، شیخ تاج الدین دھان مسجد حرام میں مدرس رہے، اپنے دور کے عظیم فقیہ وولی کامل ہوئے اور خلق کثیر آپ سے فیض یاب ہوئی، آپ عمر بھر درس وتدریس، تصنیف وتالیف اور عبادت میں مشغول رہے، آپ کی تصانیف یہ ہیں:

۱۔ **اجادة النجدة بمنع القصر فی طریق جدة** ،علماء مکہ مکرمہ کے درمیان مسئلہ زیر بحث آیا کہ مکہ مکرمہ سے جدہ تک سفر میں قصر نماز جائز ہے یا نہیں، شیخ قطب الدین نھر والی مکی قادری رحمۃ اللہ علیہ [۱۱] وغیرہ بعض علماہ مکہ نے اس کے جواز پر فتویٰ دیا، بعدازاں شیخ ابراہیم بیری مکی حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلہ پر ''رسالۃ فی حکم قصر الصلاۃ فی طریق جدۃ'' لکھی، اور شیخ تاج الدین دھان نے مذکورہ مسافت کے دوران قصر نماز کے عدم جواز پر یہ کتاب لکھی جو آپ نے ۲۸ رمضان ۱۱۲۲ھ کو مکمل کی، اجادۃ النجدۃ کے کل چار مخطوطات ہیں ان میں سے دو مکتبہ مکہ مکرمہ میں ۶/ مجامیع ۱۳۰۶ھ اور ۳۸/ فقہ حنفی ۱۳۱۱ھ موجود ہیں، تیسرا نسخہ ام القریٰ یونیورسٹی مکہ مکرمہ کے مرکزی کتب خانہ میں ۴۰۳/۴ اور چوتھا مکتبہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم طائف میں ۱۴۸/ ۴ محفوظ ہے، یہ کتاب ۱۳۳۱ھ میں مطبع ماجدیہ مکہ مکرمہ میں طبع ہوئی۔ [۱۲]

۲۔ **کفایۃ المتطلع لما ظھر وخفی، من مرویات الشیخ حسن بن علی عجیمی** ،دوضخیم جلدوں اور چار ابواب پر مشتمل یہ کتاب آپ نے اپنے استاد شیخ حسن بن علی عجیمی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات اور اسانید ومرویات پر تصنیف کی، مؤرخین نے اس کے مختلف نام ذکر کئے جو یہ ہیں، **کفایۃ المطالع** [۱۳] **کفایۃ المطلع** [۱۴] **کفایۃ المستطلع او کفایۃ المستطلع ونھایۃ المتطلع** [۱۵] **کفایۃ الالمُطَلَع** [۱۶] اور محققین نے آخرالذکر نام درست قرار دیا، اس کا ایک مخطوطہ مکہ مکرمہ میں شیخ ھشام عجیمی کے ذخیرہ کتب میں موجود ہے جو ۲۱۴ صفحات پر مشتمل ہے اور اسے شیخ محمد یاسین فادانی مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ [۱۷] نے نقل کیا، دوسرا مخطوطہ پبلک لائبریری رباط مراکش میں ۱۰۹۸/ ذخیرہ کتانی ۱۵۲ صفحات محفوظ ہے، علاوہ ازیں مکتبہ حرم مکی میں کفایۃ المتطلع نام کے دو مخطوطات ۷۹۶، ۷۹۷ ہیں، شیخ عبداللہ بن عبدالرحمٰن معلمی

یمنی (پ ۱۳۴۷ھ) جوتیس برس سے زائد عرصہ تک مکتبہ حرم مکی سے وابستہ رہے اور آخر میں اس کے محافظ بنے پھر ۱۴۰۸ھ میں ملازمت پوری کر کے سبکدوش ہوئے بعدازاں اس مکتبہ میں موجود تمام مخطوطات کی فہرست مرتب کی جو ۳۸۷ صفحات پر شائع ہوئی، شیخ عبداللہ نے نہ جانے کیوں کفایۃ المطلع کے مذکورہ دونوں مخطوطات کو شیخ حسن عجیمی کی تصنیف قرار دے دیا [۱۸]، اب سے تقریباً ایک صدی قبل فہرس الفھارس کے مصنف نے مکہ مکرمہ میں اس کتاب کی ایک جلد دیکھی اور اس سے استفادہ کیا [۱۹] بعدازاں شیخ محمد یاسین فادانی مکی نے نہ صرف یہ کہ اس کتاب سے استفادہ کیا بلکہ اس کا ایک نسخہ نقل کیا، علم روایت پر گہری نظر رکھنے والے ان دونوں علماء کے علاوہ دیگر تذکرہ نگار اس پر متفق ہیں کہ یہ کتاب شیخ تاج الدین دھان رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے جو ۱۹۹۴ھ تک شائع نہیں ہوئی [۲۰]، خود شیخ حسن عجیمی رحمۃ اللہ علیہ نے مختلف موضوعات پر متعدد رسائل وکتب تصنیف کئے لیکن اس نام کی ان کی کوئی تصنیف نہیں، ہاں شیخ حسن عجیمی نے جن علماء ومشائخ سے استفادہ کیا یا جن اکابرین سے آپ کی ملاقاتیں رہیں ان کے حالات پر آپ نے کتاب ضرور لکھی لیکن اس کا نام ''خبایا الزوایا'' ہے جس کا مخطوط، اس کی فوٹو کاپی اور مائیکروفلم حرم مکی میں ہی موجود ہے، نیز آپ نے اپنے حالات زندگی پر کتاب ''**اسبال الستر الجمیل علی ترجمة العبد الذلیل**''، لکھی جس کا مخطوط مکتبہ مکہ مکرمہ میں محفوظ ہے۔[۲۱]

۳۔ تثقیف وعی الالباب بتلقیف الآیة واحادیث بدء الوحی للباب،

مخطوط مکتبہ حرم مکی ۳۷۶۶/۱۔[۲۲]

۴۔ رسالة فی القنوت فی الفجر وغیرها من باقی الاوقات، عند حدوث النازلات

۵۔ رسالة فی الاستخارة بجمیع ما یتعلق بها۔[۲۳]

امام تاج الدین دھان رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں میں سے جو اکابر علماء میں شمار ہوئے ان کے اسماء گرامی یہ ہیں:

۱۔ عارف باللہ فقیہ حنفی صاحب تصانیف علامہ سید امین میر غنی مکی رحمۃ اللہ علیہ [۲۴]
۲۔ مدرس مسجد حرام استاذ العلماء شیخ عبد الرحمٰن فتنی مکی حنفی رحمۃ اللہ علیہ [۲۵]
۳۔ عارف کامل محدث فقیہ نوے سے زائد کتب کے مصنف شیخ محمد عقیلہ مکی حنفی رحمۃ اللہ علیہ [۲۶]

حضرت شیخ تاج الدین دھان رحمۃ اللہ علیہ کے سنین ولادت و وفات کہیں درج نہیں تاہم آپ نے طویل عمر پا کر ۱۱۶۰ھ/ ۱۷۴۷ء کے بعد وفات پائی [۲۷]

امام الائمہ محدث اعظم مراکش پیر طریقت علامہ سید محمد عبد الحیٔ کتانی رحمۃ اللہ علیہ [۲۸] نے فہرس الفہارس میں پانچ مقامات پر امام تاج الدین دھان کا ذکر کیا، مؤرخ حجاز و استاد العلماء شیخ احمد حضراوی مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ [۲۹] نے ''تاج تواریخ البشر'' میں [۳۰] اور شیخ الخطباء والائمۃ مسجد الحرام و قاضی مکہ مکرمہ شیخ عبد اللہ ابو الخیر مرداد شہید مکی حنفی رحمۃ اللہ علیہ [۳۱] نے ''نشر النور'' میں آپ کے مفصل حالات درج کیے، اور یہی اس موضوع پر بنیادی ماخذ ہیں [۳۲]، امام تاج الدین دھان رحمۃ اللہ علیہ کے یہ تینوں سوانح نگار، فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء میں سے ہیں۔

(۳) عارف باللہ شیخ احمد دھان رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۹۴ھ)

ولی کامل استاذ العلماء شیخ احمد بن اسعد بن احمد بن امام تاج الدین بن احمد بن امام ابراہیم بن عثمان بن عبد النبی بن عثمان بن عبد النبی رحمۃ اللہ علیہ ذی الحجہ ۱۲۲۲ھ/ ۱۸۰۸ء میں مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے، صاحب نزہۃ الخواطر نے آپ کا اسم گرامی یوں لکھا ''السید احمد بن عفیف بن اسعد الدھان الحضرمی'' [۳۳]، موصوف کی اس عبارت میں چار اغلاط ہیں، پہلی یہ کہ شیخ احمد دھان ''سید'' خاندان کے فرد نہیں تھے، دوسری ''عفیف'' آپ کا لقب ہے نہ کہ والد ماجد کا نام، آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی اسعد ہے، تیسری آپ کے دادا کا نام بھی احمد ہے اسعد نہیں اور

چوتھی یہ کہ جنوبی یمن کے علاقہ حضر موت سے آپ کا کوئی تعلق نہیں، لہذا مذکورہ عبارت یوں ہونی چاہئے تھی: ''الشیخ العفیف، احمد بن اسعد بن احمد بن تاج الدین الدھان المکی''۔ [۳۴]

شیخ احمد دھان نے ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد اکابر علماء کرام شیخ محمد فیلہ رحمتہ اللہ علیہ [۳۵]، مفتی شافعیہ شیخ احمد دمیاطی مصری مکی مدنی رحمتہ اللہ علیہ [۳۶]، مدرس مسجد حرام عالم جلیل شیخ ابراہیم کسکی مکی حنفی رحمتہ اللہ علیہ [۳۷]، عارف باللہ صاحب تصانیف مفتی مالکیہ علامہ سید احمد مرزوقی حسنی مصری مکی رحمتہ اللہ علیہ [۳۸]، مفتی بنگال محدث مفسر مدرس مسجد حرام شیخ محمد مراد بنگالی مکی حنفی رحمتہ اللہ علیہ [۳۹]، صاحب اول الخیرات علامہ اسماعیل آفندی ادجنکلی حنفی رحمتہ اللہ علیہ سے ظاہری و باطنی علوم حاصل کئے اور فقہ و حدیث میں کمال پایا، آپ کے سب سے اہم استاد و مربی علامہ سید احمد مرزوقی رحمتہ اللہ علیہ تھے جو گھر میں درس دیا کرتے جہاں شیخ احمد دھان طویل عرصہ آپ کی خدمت میں حاضر رہے اور بھرپور استفادہ کیا۔

حضرت شیخ احمد دھان رحمتہ اللہ علیہ نے تعلیم مکمل کرنے کے بعد گھر پر حلقہ درس قائم کیا جہاں لاتعداد طالبان علم آپ سے فیض یاب ہوئے، آپ تفسیر، حدیث اور فقہ وغیرہ کی تعلیم دیا کرتے تھے، آپ تصوف کے موضوع پر امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ (م ۵۰۵ھ) کی تصنیف ''احیاء علوم الدین'' کا درس دینے میں شہرت رکھتے تھے چنانچہ دور دراز کے طلباء آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کا درس سماعت کرتے [۴۰]، شیخ احمد دھان مکہ مکرمہ کے اہم عالم دین، ولی کامل، زاہد و عابد اور تواضع و انکسار وغیرہ اوصاف حمیدہ سے متصف تھے، درس و تدریس، تصنیف و تالیف اور نفلی عبادات میں مشغول رہنے کے ساتھ ساتھ آپ کا معمول تھا کہ پانچوں نمازیں مسجد حرام میں ادا کیا کرتے، آپ کی دو تصنیفات کے نام معلوم ہو سکے جو یہ ہیں:

۱۔ المواھب المکیۃ بفیض العطیۃ، علم تجوید پر ایک جامع کتاب [۴۱] سن تالیف ۱۲۶۰ھ، مکتبہ حرم مکی میں اس کے دو مخطوطات ۳۸۰۵، ۳۹۸۹ بنام ''المواھب المکیۃ فی تعریف تجوید الادائیۃ'' و دار الکتب مصریہ قاہرہ میں ایک مخطوط ۶۷ موجود ہے۔ [۴۲]

۲۔ مبسوط الکافی فی العروض والقوافی [۴۳]

شیخ احمد دھان رحمۃ اللہ علیہ سے عرب وعجم کے لاتعداد اہل علم نے استفادہ کیا آپ کے شاگردوں میں سے چند اہم نام یہ ہیں:

۱۔ امام مسجد حرام، مرشد السالکین ومربی المریدین، علامہ سید صالح حسنی ادریسی زواوی مکی شافعی نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ [۴۴]

۲۔ مسند شام خاتمۃ المحدثین محقق، جامع مسجد بنوامیہ دمشق کے خطیب علامہ سید محمد ابو النصر خطیب دمشقی شافعی جیلانی شاذلی رحمۃ اللہ علیہ [۴۵]

۳۔ مسند العصر علامہ سید محمد علی بن ظاہر وتری حسنی نجفی مدنی حنفی رحمۃ اللہ علیہ [۴۶]

۴۔ عالم دین ومصلح شیخ سلیم بخاری دمشقی [۴۷]

۵۔ عارف باللہ علامہ سید ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن شہاب الدین حضرمی رحمۃ اللہ علیہ نزیل حیدرآباد دکن [۴۸]

۶۔ علامہ شیخ صالح بن سلیمان بن عبدالستار میمن مہاجر مکی [۴۹]

۷۔ عارف باللہ وعالم جلیل شاہ ابوالخیر عبداللہ مجددی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ [۵۰]

۸۔ آرہ ہندوستان کے غیر مقلد عالم، کتاب فقہ محمدی کے مصنف مولوی ابراہیم آروی (م۱۳۱۹ھ) مدفون مکہ مکرمہ [۵۱]

۹۔ مولوی عبداللہ بایزید پوری (م۱۳۲۸ھ) گیا (صوبہ بہار، ہندوستان) کے غیر مقلد عالم [۵۲]

حضرت شیخ احمد دھان حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۲۹۴ھ/۱۸۷۷ء میں مکہ مکرمہ میں وفات پائی اور جنت المعلیٰ قبرستان میں آسودۂ خاک ہوئے [۵۳]، فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ احمد دھان رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان ملاقات نہیں ہوئی، آپ کی وفات کے تقریباً ایک سال بعد یعنی ۱۲۹۵ھ میں فاضل بریلوی نے پہلا سفر حج اختیار کیا۔

(۴) جسٹس مکہ مکرمہ شیخ اسعد دھان رحمتہ اللہ علیہ (م ۱۳۴۱ھ)

شیخ اسعد بن علامہ احمد بن اسعد بن احمد بن فہامہ تاج الدین بن احمد بن فقیہ امام ابراہیم بن عثمان بن عبدالنبی بن عثمان بن عبدالنبی دھان مکی حنفی رحمتہ اللہ علیہ ۱۲۸۰ھ/۱۸۶۴ء کے بعد مکہ مشرفہ میں پیدا ہوئے، آپ شیخ دھان کے بڑے فرزند ہیں، آپ نے قرآن مجید حفظ کیا اور فن تجوید سیکھ کر اس میں کمال حاصل کیا پھر مسجد حرام میں بارہا نماز تراویح کی امامت فرمائی، آپ طلب علم میں مشہور تھے، شیخ اسعد دھان نے مدرسہ صولتیہ [۵۴] و مسجد حرام نیز بلد حران کے جملہ علماء و مشائخ عظام سے تعلیم پائی، علامہ جلیل مولانا رحمت اللہ کیرانوی مہاجر مکی رحمت اللہ علیہ [۵۵] کے حلقہ درس میں پہنچے اور آپ سے نحو، صرف، تفسیر، حدیث، فقہ، اصول فقہ، توحید، منطق، حساب، معانی، بیان، ھندسہ وغیرہ علوم پڑھے، نیز مولانا کیرانوی کے شاگرد مولانا حضرت نور افغانی پشاوری مہاجر مکی رحمتہ اللہ علیہ [۵۶] کی خدمت میں باقاعدگی سے حاضر رہے اور آپ سے متعدد علوم اخذ کیے، مولانا اسماعیل نواب رحمتہ اللہ علیہ [۵۷] سے منطق اور تصوف کے علوم پڑھے، علامہ عبدالحمید داغستانی شروانی شافعی رحمتہ اللہ علیہ [۵۸] سے حدیث کی کتاب ترمذی شریف اور مفتی احناف شیخ عبدالرحمٰن سراج مکی حنفی رحمتہ اللہ علیہ [۵۹] سے تفسیر پڑھی، علاوہ ازیں حافظ عبداللہ ہندی رحمتہ اللہ علیہ [۶۰] اور مفتی شافعیہ شیخ الاسلام علامہ سید احمد بن زینی دحلان شافعی رحمتہ اللہ علیہ [۶۱] کی شاگردی اختیار کی نیز شیخ حسین جسر طرابلسی رحمتہ اللہ علیہ (م ۱۳۲۷ھ) اور علامہ سید محمد ابوالنصر خطیب دمشقی رحمتہ اللہ علیہ وغیرہ حرمین شریفین وارد ہونے والے علماء و مشائخ سے استفادہ کیا [۶۲]، شیخ اسعد دھان رحمتہ اللہ علیہ نے کثیر علوم میں مہارت تامہ حاصل کی پھر مسجد حرام میں مدرس تعینات ہوئے جہاں خلق کثیر آپ سے فیض یاب ہوئی اور جم غفیر نے نفع پایا۔ [۶۳]

شیخ اسعد دھان مشہور علما مکہ میں سے تھے، کوتاہ قد، نحیف جسم اور داڑھی گھنی تھی، علماء کا

وقار اور ہیبت آپ کی شخصیت عیاں تھے، زہد و ورع اور اخلاص میں اپنے بھائی حضرت شیخ عبدالرحمٰن دھان رحمۃ اللہ علیہ سے کمتر نہ تھے لیکن حصول علم کی غرض و غایت، اس کی اشاعت اور عبادت کے لئے گوشہ نشینی تک محدود خیال نہ فرماتے، بلکہ آپ علم دین کے لئے عملی زندگی کے معرکوں میں شرکت اور امت کی فلاح و بہبود کے لئے روبہ عمل ہونے کو ضروری سمجھتے تھے، لہذا آپ علم کی خدمت کے ساتھ ساتھ حکومت کی جانب سے مختلف اہم عہدوں کی سونپی گئی عظیم ذمہ داریوں کو بھی پورا فرماتے، جو آپ کی صلاحیت واہلیت کے پیش نظر آپ کے سپرد کی جاتیں[۶۴]، چنانچہ گورنر مکہ مشرفہ سید حسین بن علی[۶۵] نے آپ کو شرعی مقدمات نبٹانے والے نائب کا معاون اور مجلس تعزیرات شرعیہ کا رکن مقرر کیا، نیز گورنر نے آپ کو شرعی عدالت میں نیابت کی ذمہ داری سنبھالنے کو کہا لیکن شیخ اسعد دھان نے معذرت کردی اور یہ منصب قبول نہیں کیا، علاوہ ازیں آپ معلمین سے معاملات کی چھان بین کرنے والے ادارے ھئیۃ مجلس تدقیقات امور المطوفین[۶۶] کے صدر رہے، قبل ازیں آپ کے چچا شیخ محمد دھان رحمۃ اللہ علیہ اس ادارے سے وابستہ رہ چکے تھے[۶۷]، شیخ اسعد دھان رحمۃ اللہ علیہ ۱۳۳۷ھ[۶۸] میں مکہ مکرمہ شہر کے جج بنائے گئے، لیکن ان تمام تر مصروفیات کے ساتھ آپ مسجد حرام میں واقع مدرسہ سلیمانیہ میں درس دیتے، گورنر مذکور نے تدریس کے لئے آپ کا وظیفہ مقرر کر رکھا تھا، آپ صبح وشام باب سلیمانیہ کے برآمدہ میں حلقہ درس کرتے جس میں بالعموم علماء اور ممتاز طلباء شرکت کیا کرتے، آپ نے ہمہ جہت مشاغل کے باوجود تدریس کا یہ سلسلہ کبھی منقطع نہیں کیا[۶۹]، عمر عبدالجبار مکی[۷۰] نے آپ کے حلقہ درس میں شرکت کی پھر آپ کے خطاب کا نمونہ اپنی کتاب میں درج کیا، شیخ اسعد دھان نے تمام ذمہ داریاں پوری تندہی، اخلاص اور زیرگی سے نبھائیں اور مشکلات کے حل کرنے میں پوری لیاقت، دانائی اور دشمنوں کو ساتھ لے کر چلنے کے سلیقہ سے کام لیا۔[۷۱]

حضرت مولانا شیخ اسعد دھان رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ میں سے چند نام یہ ہیں:

۱۔ عارف باللہ مدرس مسجد حرام علامہ شیخ عیدروس بن سالم البار رحمۃ اللہ علیہ[۷۲]

۲۔ مدرس مسجد حرام شیخ السادۃ العلویۃ علامہ شیخ صالح بن سید علوی بن عقیل شافعی رحمتہ اللہ علیہ [۷۳]

۳۔ مدرس مسجد حرام قاضی شیخ بکر بن محمد سعید باَبصیل شافعی رحمتہ اللہ علیہ [۷۴]

۴۔ مدرس مسجد حرام، مجلس شوریٰ کے نائب صدر، محکمہ تعلیم کے ڈائریکٹر علامہ شیخ سید صالح بن ابوبکر شطا شافعی [۷۵]

۵۔ مدرس مسجد حرام، قاضی، محکمہ امر بالمعروف والنھی عن المنکر کے صدر شیخ عبدالعزیز عکاس نجدی [۷۶]

۶۔ مدرس مسجد حرام شیخ محمد علی بلخیور [۷۷]

۷۔ مدرس مسجد حرام و مدرسہ صولتیہ و مدرسہ فلاح مکہ مکرمہ، قاضی، فاضل بریلوی کے خلیفہ شیخ احمد ناضرین مکی شافعی رحمتہ اللہ علیہ [۷۸]

۸۔ مدرس مسجد حرام علامہ فقیہ محدث معقولی شیخ حسن یمانی مکی شافعی رحمتہ اللہ علیہ [۷۹]

۹۔ مدرس مسجد حرام قاضی شیخ سالم شفی [۸۰]

شیخ اسعد دھان رحمتہ اللہ علیہ نے ایک اہم کام یہ انجام دیا کہ دھان خاندان کے اکابر علماءِ کرام کے حالات شیخ عبداللہ ابوالخیر مرداد شہید رحمتہ اللہ علیہ کو فراہم کئے جو انہوں نے اپنی تصنیف ''نشرالنور'' میں شامل کئے اور یہی کتاب دھان علماء کے حالات پر سب سے اہم ماخذ ہے، شیخ عبداللہ مرداد لکھتے ہیں کہ شیخ اسعد دھان جو اس وقت ہمارے درمیان موجود ہیں آپ حظ لطیف کے مالک، تلاوت قرآن مجید اور اذکار کے پابند ہیں، آپ کے رات اور دن مختلف ذمہ داریوں میں منقسم ہیں۔[۸۱]

مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ علیہ (۱۲۷۲ھ۔۱۳۴۰ھ/۱۸۵۶ء۔۱۹۲۱ء) دوسری بار حج وزیارت کے لئے ۱۳۲۳ھ/۱۹۰۶ء میں مکہ مکرمہ پہنچے تو دیگر اکابر علماء مکہ کی طرح شیخ

اسعد دھان رحمۃ اللہ علیہ نے فاضل بریلوی سے متعدد بار ملاقات کی، مختلف اہم علمی موضوعات پر باہم تبادلہ خیالات کیا پھر فاضل بریلوی کی دو عربی تصنیفات، وسعت علوم مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر وھابیہ کے شکوک وشبہات اور اعتراضات کے ازالہ کے لئے لکھی گئی کتاب ''الدولتہ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ'' (۱۳۲۳ھ) اور علماء دیو بند، غیر مقلد وھابیہ، قادیانیہ کے بعض عقائد وافکار کے بارے میں شرعی حکم جاننے کے لئے مرتب کی گئی ''حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین'' (۱۳۲۴ھ) پر شیخ اسعد دھان نے تقریظات قلمبند کیں نیز مختلف اسلامی علوم میں فاضل بریلوی سے اجازت وخلافت پائی۔

شیخ اسعد دھان نے حسام الحرمین پر تقریظ لکھتے ہوئے فاضل بریلوی کے علم وفضل کا اعتراف ان الفاظ میں کیا:

''نادرۃ الزمان ونتیجۃ الاوان العلامۃ الذی افتخرت بہ الاواخر علی الاوائل والفھامۃ الذی ترک بیتبیانہ سبحان باقل سیدی وسندی الشیخ احمد رضا خان البریلوی''۔[۸۲]

اور فاضل بریلوی نے آپ کے نام سند اجازت جاری کرتے ہوئے ان القاب سے نوازا:

''حسنۃ الزمان مولنٰا اشیخ اسعد الدھان''[۸۳]

''الشیخ الاسعد الامجد الاوحد الارشد المتضلع من الفنون الحائز بین الاصول والغصون مولنٰا اشیخ اسعد الدھان ابن العالم العامل الفاضل الکامل الولی العارف باللہ الرحمن حضرۃ الشیخ المرحوم بکرم اللہ تعالٰ احمد الدھان''۔[۸۴]

شیخ اسعد دھان رحمۃ اللہ علیہ کے سنین ولادت ووفات دونوں میں اختلاف ہے، نشر النور سے اتنا واضح ہے کہ آپ ۱۲۸۰ھ کے بعد اور ۱۲۸۳ھ سے قبل پیدا ہوئے[۸۵] جبکہ

عمر عبدالجبار اوران کی اتباع میں دیگر تذکرہ نگاروں نے آپ کا سن وفات ۱۳۳۸ھ لکھا[۸۶] اور شیخ عبداللہ غازی ہندی مہاجر مکی[۸۷] کے بقول آپ کی وفات ۱۳۴۱ھ میں ہوئی [۸۸] ، راقم السطور نے ان مصادر سے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ شیخ اسعد دھان مکی حنفی ۱۲۸۰ھ سے ۱۲۸۲ھ کے درمیانی عرصہ میں اس جہان فانی میں آئے اور ۱۳۴۱ھ میں رحلت فرمائی۔ رحمۃ اللہ علیہ

(۵) استاذ العلماء شیخ عبدالرحمٰن دھان رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۳۷ھ)

مسجد حرام و مدرسہ صولتیہ کے مدرس، ماہر فلکیات شیخ عبدالرحمٰن بن علامہ احمد بن اسعد بن امام تاج الدین بن احمد بن امام ابراہیم بن عثمان بن عبدالنبی بن عثمان بن عبدالنبی دھان مکی حنفی رحمۃ اللہ علیہ ۱۲۸۳ھ/ ۱۸۶۶ء میں مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے، تعلیم کی ابتداء اپنے والد ماجد شیخ احمد دھان رحمۃ اللہ سے کی، قرآن مجید حفظ کیا نیز تجوید سیکھی پھر مسجد حرام میں نماز تراویح کی امامت پر مامور ہوئے، شیخ عبدالرحمٰن دھان نے مزید حصول علم کے لئے مدرسہ صولتیہ میں داخلہ لیا اور فخر العلماء پایۂ حرمین شریفین مولانا رحمت اللہ کیرانوی مکی رحمۃ اللہ علیہ سے نحو، منطق، توحید، فقہ، ھندسہ وغیرہ علوم وفنون کی متعدد کتب پڑھیں، مولانا اسماعیل نواب کابلی مکی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں طویل عرصہ حاضر رہے اور آپ سے منطق، تصوف وغیرہ علوم اخذ کئے[۸۹]، نیز شیخ الاسلام علامہ سید احمد بن زینی دحلان شافعی رحمۃ اللہ علیہ [۹۰]، مفتی احناف شیخ عبدالرحمٰن سراج حنفی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ عبداللہ ہندی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ ملا یوسف بنگالی رحمۃ اللہ علیہ [۹۱] کی شاگردی اختیار کی، علامہ جلیل شیخ عبدالحمید داغستانی شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے ترمذی شریف پڑھی اور شیخ عبدالحمید بخش ہندی رحمۃ اللہ علیہ [۹۲] سے علم فلک سیکھ کر اپنے دور کے اہم ماہرین فلکیات میں شمار ہوئے۔

شیخ عبدالرحمٰن دھان رحمۃ اللہ علیہ مسجد حرام نیز مدرسہ صولتیہ میں مدرس مقرر ہوئے جہاں طالبان علم نے آپ سے بھرپور استفادہ کیا اور آنے والے دور میں آپ کے شاگردوں میں

سے بہت بڑی تعداد اکابر علماء مکہ میں شمار ہوئی، آپ مسجد حرام میں باب سلیمانیہ کے سامنے برآمدہ میں حلقہ درس منعقد کرتے جس میں تفسیر، حدیث اور فقہ وغیرہ علوم میں تعلیم دیا کرتے، عمر عبدالجبار مکی نے علم تفسیر پر آپ کے چند دروس سماعت کئے پھر ان کا خلاصہ اپنی کتاب میں درج کیا اور لکھا کہ شیخ عبدالرحمن دھان رحمتہ اللہ علیہ اکابر علماء مکہ میں سے تھے، آپ زہد و ورع، تواضع اور علم و فضل میں مشہور تھے، آپ ہمیشہ سفید لباس زیب تن کیا کرتے، آپ حلقہ درس میں تدریس میں مشغول ہوتے یا گھر پر آرام کررہے ہوتے، کہیں جارہے ہوتے یا کسی مقام پر استراحت فرما ہوتے، ہر حال میں غرباء و فقراء نیز اپنے سے چھوٹی عمر والوں کی تواضع آپ کے معمولات میں سے تھی، آپ امیر و غریب، عالم و جاہل غرضیکہ ہر طبقہ کے افراد سے ملاقات پر خندہ پیشانی سے پیش آتے، آپ اچھے دل اور صاف نیت، تدریس میں مخلص، طلباء کو دینی علوم میں تفقہ پیدا کرنے میں بے تاب، صابر و شاکر، وسیع القلب، سخی، کشادہ اخلاق اور نرم مزاج کے مالک تھے، اہل مکہ میں آپ اعلیٰ مقام اور اہمیت رکھتے تھے، آپ کی بات اور رائے کو قابل احترام سمجھا جاتا، آپ کی وفات کے بعد عرصہ دراز تک علماء مکہ کی مجالس میں آپ کا ذکر جمیل جاری رہا۔[۹۳]

شیخ الخطباء والائمۃ مسجد الحرام، جسٹس مکہ مکرمہ شیخ عبداللہ مرداد ابوالخیر شہید رحمتہ اللہ علیہ رقمطراز ہیں کہ شیخ عبدالرحمن دھان طویل عرصہ مولانا رحمت اللہ کیرانوی رحمتہ اللہ علیہ کے قائم کردہ مدرسہ میں استاد رہے جہاں آپ نے یہ ذمہ داری احسن طریقہ سے نبھائی اور آپ کے لاتعداد تلامذہ مسجد حرام میں مدرس تعینات رہے، گورنر مکہ حسین بن علی آپ کے قدر دان تھے، انہوں نے آپ کو شرعی عدالت میں جج کی نیابت اور اس نوعیت کے دیگر اہم سرکاری مناصب پیش کئے لیکن شیخ عبدالرحمن دھان نے معذرت کردی، آپ ولی کامل تھے، عمومی مجالس سے دور رہتے اور عوام میں زیادہ وقت گزارنا پسند نہ کرتے، آپ نے اپنی تمام توجہ تدریس پر مرکوز رکھی یہی وجہ ہے کہ خلق کثیر آپ سے فیض یاب ہوئی۔[۹۴]

شیخ عبدالرحمن دھان رحمتہ اللہ علیہ کے ایک اہم شاگرد عالم جلیل صاحب تصانیف

مدرس مدرسہ فلاح مکہ مکرمہ شیخ محمد یحییٰ امان کتبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے استاد کا ذکر ان الفاظ میں کیا:

" فضیلة الاستاذ الکبیر والعلامة النحریر المتفنن الوحید قدوة العلماء العاملین ذو القدم الراسخ فی العلوم العقلیة والنقلیة المرحوم الشیخ عبدالرحمن دهان". [۹۵]

استاذ العلماء شیخ عبدالرحمن دھان رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ میں سے جنہوں نے مختلف علمی شعبوں میں اہم خدمات انجام دیں اور اپنے نام تاریخ کے صفحات پر یادگار چھوڑے، ان میں سے کچھ نام یہ ہیں:

۱۔ مدرس مسجد حرام علامہ سید حسین بن ابوبکر شطا مکی شافعی [۹۶]

۲۔ مدرس مسجد حرام ماہر فلکیات، سیاح، صاحب تصانیف، شاعر شیخ خلیفہ نبھانی بحرینی مکی مالکی [۹۷]

۳۔ مدرس مسجد حرام رکن مجلس شوریٰ شیخ صالح بن شیخ محمد سعید یمانی مکی شافعی [۹۸]

۴۔ مدرس مسجد حرام شاعر وادیب صاحب تصانیف شیخ عبدالحمید قدس مکی شافعی [۹۹]

۵۔ مدرس مسجد حرام شیخ عیسیٰ رواس [۱۰۰]

۶۔ مدرس مسجد حرام نگران وخادم حرم شیخ محمد کامل سندھی [۱۰۱]

۷۔ مدرس مسجد حرام شیخ محمد علی رحسینی [۱۰۲]

۸۔ مدرس مسجد حرام شاعر ومؤرخ صاحب تصانیف شیخ محمد بن خلیفہ نبھانی [۱۰۳]

۹۔ مدرس مسجد حرام ومدرسہ صولتیہ شیخ حامد قاری حنفی [۱۰۴]

۱۰۔ مدرس مسجد حرام ومدرسہ صولتیہ، قاضی رکن مجلس شوریٰ صاحب تصانیف استاذ العلماء شیخ حسن محمد مشاط مالکی [۱۰۵]

۱۱۔ مدرس وامام مسجد حرام، قاضی، صاحب تصانیف محکمہ امر بالمعروف مکہ مکرمہ کے صدر علامہ سید محمد ... [illegible] ... نی [۱۰۶]

۱۲۔ مدرس حرمین شریفین و مدرسہ علوم شرعیہ مدینہ منورہ صاحب تصانیف قاضی شیخ محمد علی ترکی نجدی [۱۰۷]

۱۳۔ امام مسجد حرام رکن مجلس شوریٰ ناظم مدرسہ فلاح مکہ مکرمہ قاری شیخ عبداللہ حمدوہ قرشی عمری سوڈانی مکی مالکی [۱۰۸]

۱۴۔ مدرس مسجد حرام و مدرسہ فلاح صاحب تصانیف مؤرخ ماہر انساب شیخ محمد عربی تبانی الجزائری مکی مالکی [۱۰۹]

۱۵۔ مدرس مدرسہ صولتیہ و دار العلوم دینیہ شیخ صالح بن محمد کلنتنی مکی شافعی [۱۱۰]

۱۶۔ مدرس مدرسہ فلاح صاحب تصانیف قاضی شیخ محمد یحییٰ امان کتبی حنفی [۱۱۱]

۱۷۔ علامہ فقیہ محدث شیخ عبداللہ ازہری فلمبانی مکی انڈونیشی [۱۱۲]

۱۸۔ علامہ مدرس ادیب صاحب تصانیف شیخ محمد علی بن عبدالحمید قدس شافعی [۱۱۳]

۱۹۔ فقیہ حنفی شیخ ابوبکر بن عبداللہ ملا احسائی حنفی [۱۱۴]

۲۰۔ ناظم مدرسہ صولتیہ شیخ محمد سلیم بن مولانا محمد سعید کیرانوی مکی [۱۱۵]

۲۱۔ مرشد السالکین فقیہ ابوالاحرار شیخ فضلی بن سعید نقشبندی خالدی انڈونیشی شافعی [۱۱۶]

۲۲۔ مدرس مسجد حرام شیخ حسن بن محمد سعید یمانی مکی شافعی

۲۳۔ مدرس مسجد حرام قاضی شیخ بکر بن محمد سعید باَبصیل مکی شافعی

۲۴۔ مدرس مسجد حرام نائب صدر مجلس شوریٰ علامہ سید صالح بن ابوبکر شطا مکی شافعی

۲۵۔ مدرس مسجد حرام شیخ السادۃ العلویہ علامہ سید صالح بن علوی بن عقیل

۲۶۔ مدرس مسجد حرام قاضی شیخ عبدالعزیز عکاس نجدی

۲۷۔ عارف باللہ مدرس مسجد حرام علامہ سید عیدروس بن سالم البار

۲۸۔ مدرس مسجد حرام قاضی شیخ سالم شفی

۲۹۔ مسجد حرام مدرسہ صولتیہ وفلاح کے مدرس، قاضی، فاضل بریلوی کے خلیفہ شیخ احمد ناضرین مکی شافعی

حضرت مولانا شیخ عبدالرحمٰن دھان رحمتہ اللہ علیہ کی کسی تصنیف کا علم نہ ہوسکا البتہ مکتبہ مکہ مکرمہ میں شیخ عثمان ابوالعلاطر ابلسی کی ایک تصنیف ''الفواکہ البدریہ'' سن تصنیف ۱۲۲۲ھ کا مخطوط ۲/ علوم عربیہ بخط شیخ عبدالرحمٰن دھان سن کتابت ۱۳۱۸ھ موجود ہے جس پر بعض شروح وتعلیقات درج ہیں [۱۱۷]، اس مخطوط کے مطالعہ کے بغیر یہ طے کرنا مشکل ہے کہ یہ تعلیقات شیخ عبدالرحمٰن دھان کی اپنی تخلیق ہیں یا کتاب کے متن کی طرح یہ بھی آپ نے محض نقل کیں۔

فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ ۱۳۲۳ھ میں مکہ مکرمہ حاضر ہوئے تو شیخ عبدالرحمٰن دھان رحمتہ اللہ علیہ مکہ مکرمہ میں موجود تھے، آپ کی عمر چالیس برس تھی اور آپ علم وفضل میں علماء مکہ میں نمایاں تھے، شیخ عبدالرحمٰن دھان نے فاضل بریلوی سے متعدد بار ملاقات کی اور امت مسلمہ کے درپیش مسائل ومشکلات پر باہم تبادلہ خیالات کیا پھر آپ کی دو تصنیفات الدولتہ المکیہ وحسام الحرمین پر تقریظات قلمبند کیں، آخر الذکر کتاب پر تقریظ لکھتے ہوئے شیخ عبدالرحمٰن دھان نے فاضل بریلوی کا ذکر ان الفاظ میں کیا:

> ''عمدۃ العلماء العاملین، زبدۃ الفضلاء الراسکین، علامۃ الزمان، واحد الدھر والاوان ، الذی شھد لہ علماء البلد الحرام بانہ السید الفرد الامام، سیدی وملاذی الشیخ احمد رضا خان البریلوی متعنا اللہ بحیاتہ والمسلمین ومنحنی ھدیہ فان ھدیہ ھدی سید المرسلین وحفظہ من جمیع جھاتہ علی رغم انوف الحاسدین''۔[۱۱۸]

۷ رصفر ۱۳۲۴ھ کو فاضل بریلوی نے آپ کو جمیع علوم اسلامیہ میں اجازت وخلافت عطا کی اور سند جاری کرتے ہوئے آپ کا اسم گرامی یوں ذکر کیا:

"مولانا الفاضل اخو الفضائل وابن الافاضل وابو الفواضل المعفنن فی الفهوم مولٰنا الشیخ عبدالرحمن الدھان ابن العالم العلامة والفاضل الفھامة الولی العارف باللہ الرحمن حضرت الشیخ المرحوم بکرم الحنان احمد الدھان"۔[۱۱۹]

تمام تذکرہ نگاراس پر متفق ہیں کہ شیخ عبدالرحمٰن دھان علم فلکیات میں یکتا تھے[۱۲۰]، آپ نے یہ فن شیخ عبدالحمید بخش ہندی مکی سے سیکھا، شیخ عبدالحمید بخش نے اسے مولانا رحمت اللہ کیرانوی مکی، شیخ عبدالرحمٰن محتشم مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ [۱۲۱] نیز جدہ شہر مشہور عالم شیخ علی باصبرین شافعی رحمۃ اللہ علیہ [۱۲۲] سے حاصل کیا[۱۲۳]، اور پھر شیخ عبدالرحمٰن دھان سے جن علماء نے فلکیات میں بطور خاص استفادہ کیا ان میں مسجد حرام کے مدرس شیخ خلیفہ نبھانی مالکی ایک اہم نام ہے[۱۲۴] شیخ نبھانی نے فلکیات پر متعدد کتب تصنیف کیں جو مدرسہ صولتیہ کے علاوہ دارالعلوم دینیہ کے نصاب میں شامل کی گئیں، شیخ خلیفہ نبھانی سے جن علماء نے یہ فن سیکھا ان میں علامہ سید احمد بن عبداللہ دحلان مکی شافعی[۱۲۵] اور شیخ محمد یاسین فادانی انڈونیشی مکی شافعی اہم ہیں، علامہ سید احمد بن عبداللہ دحلان مدرسہ صولتیہ میں اور شیخ محمد یاسین فادانی دارالعلوم دینیہ میں فلکیات کے استاد تعینات رہے۔[۱۲۶]

ادھر ہندوستان میں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فلکی علوم جفر، نجوم، توقیت وغیرہ میں مہارت تامہ رکھتے تھے، فاضل بریلوی نے خود فرمایا کہ علم جفر میں نے کسی سے نہ سیکھا بلکہ جداول کثیرہ اس فن کی تکمیل جلیل کے لئے اپنی طبع زاد ایجاد کیں۔[۱۲۷]

مکہ مکرمہ میں قیام کے دوران فاضل بریلوی کو خیال آیا کہ یہ شہر کریم تمام جہاں کا ملجا و ماویٰ ہے، اہل مغرب بھی یہاں آتے ہیں ممکن ہے کوئی صاحب جفرداں مل جائیں کہ ان سے اس فن کی تکمیل کی جائے[۱۲۸]، فاضل بریلوی فرماتے ہیں کہ ایک صاحب معلوم ہوئے کہ جفر میں مشہور ہیں، نام پوچھا، معلوم ہوا، مولانا عبدالرحمٰن دھان، حضرت مولانا احمد دھان کے چھوٹے

صاحبزادے ہیں، میں نام سن کر اس لئے خوش ہوا کہ یہ اور ان کے بڑے بھائی صاحب مولانا اسعد دھان کہ اب قاضی مکہ معظمہ ہیں مجھ سے سند حدیث لے چکے ہیں، میں نے مولانا عبدالرحمٰن کو بلایا، وہ تشریف لائے، کئی گھنٹے خلوت رہی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ قاعدہ جواُن کے پاس ناقص تھا قدرے اس کی تکمیل ہوگئی۔ [۱۲۹]

حضرت مولانا عبدالرحمٰن دھان رحمتہ اللہ علیہ مرض فالج کا شکار ہوئے جس میں چار سال مبتلا رہ کر آپ نے شفا پائی، کچھ عرصہ بعد اس مرض نے آپ پر دوبارہ حملہ کیا جس کے دو روز بعد ہفتہ کی رات ۱۲/ ذی قعدہ ۱۳۳۷ھ/ اگست ۱۹۱۹ء کو آپ نے وفات پائی، باب کعبہ کے سایہ میں آپ کی نماز جنازہ ادا کی گئی اور قبرستان المعلیٰ میں دھان خاندان کے مخصوص احاطہ میں آپ کی تدفین عمل میں آئی، آپ کے تین فرزندان تھے جو علم سے وابستہ رہے۔ [۱۳۰]

دھان خاندان میں مزید علماء کرام بھی ہوگزرے ہیں لیکن ان کے سوانح حیات ابھی تک شائع نہیں ہوئے، جیسا کہ مدرسہ صولتیہ کے ناظم اعلیٰ مولانا محمد سلیم کیرانوی اور دارالعلوم دینیہ کے بانی علامہ سید محسن بن علی مساوی فلمبانی مکی کے استاد مدرس مدرسہ صولتیہ شیخ داؤد عبداللہ دھان رحمتہ اللہ علیہ [۱۳۱] اور علامہ فقیہ معمر ابوالحسن نورالدین علی سلاوی مراکشی مالکی (م ۱۳۵۴ھ) کے استاد شیخ یوسف دھان حنفی رحمتہ اللہ علیہ [۱۳۲] نیز مدرسہ صولتیہ میں شیخ محمود قاری (م ۱۳۹۷ھ) کے ہم سبق شیخ عیسیٰ دھان اور شیخ محمد دھان ثانی رحمہم اللہ تعالیٰ۔ [۱۳۳]

حوالہ جات وحواشی

[۱]۔المختصر من کتاب نشر النور والزھر فی تراجم افاضل مکۃ من القرن العاشر الی القرن الرابع عشر، تالیف شیخ عبداللہ مرداد ابوالخیر شہید مکی حنفی (م ۱۳۴۳ھ)، اختصار وترتیب محمد سعید عامودی مکی (م ۱۴۱۱ھ) وسید احمد علی کاظمی بھوپالی ثم مکی (م ۱۴۱۳ھ)، طبع دوم ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۶ء عالم المعرفۃ جدہ، ص ۸۹، نظم الدرر فی اختصار نشر النور والزھر فی تراجم افاضل مکۃ، اختصار وترتیب شیخ عبداللہ غازی ہندی ثم مکی (م ۱۳۶۵ھ)، مخطوط ص ۱۱۳

[۲]۔شیخ عبداللہ بلخی رحمۃ اللہ علیہ کے دیگر شاگردوں میں امام مسجد حرام شیخ عبدالرحمٰن طبری حسینی مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۶۳ھ) اہم نام ہے۔ (مختصر نشر النور، ص ۲۴۶۔۲۴۷، نظم الدرر، ص ۳۹)

[۳]۔شیخ احمد بن ابراہیم بن علان صدیقی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ (م ۹۷۵ھ/ ۱۶۲۴ء) مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے اور وہیں وفات پائی، آپ ملا علی قاری حنفی مکی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۱۴ھ) کے ہم عصر تھے، دونوں نے عوارف المعارف کے محشی مولانا عبداللہ سندھی مدنی ثم مکی (م ۹۸۴ھ) سے تعلیم پائی، شیخ احمد صدیقی کے دیگر اساتذہ میں مولانا سید عمر بن عبدالرحیم بصری اور امام سید عبدالقادر طبری حسینی مکی شافعی (م ۱۰۳۳ھ) اہم ہیں، حضرت مولانا تاج الدین بن زکریا نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ (۹۷۰ھ۔۱۰۵۰ھ) ہندوستان سے پہلی بار مکہ مکرمہ حاضر ہوئے تو شیخ احمد صدیقی نے آپ سے خلافت پائی، شیخ احمد صدیقی کے تلامذہ میں آپ کے بھتیجے سیوطیِ زماں شیخ محمد علی علان (م ۱۰۵۸ھ)، شیخ الاسلام مفتی سید محمد صادق میر بادشاہ حسینی حنفی مکی (م ۱۰۹۷ھ)، امام سید زین العابدین طبری مکی شافعی (م ۱۰۷۸ھ)، امام مسجد حرام علامہ سید عبدالرحمٰن طبری، شیخ عبداللہ باقشیر حضرمی مکی شافعی (م ۱۰۷۶ھ) صاحب تصانیف کثیرہ شیخ علی جمال مصری مکی (م ۱۰۷۲ھ)، علامہ سید علی یمنی (م ۱۰۶۹ھ)، علامہ سید محمد غزالی حبشی تریمی مکی (م ۱۰۵۲ھ) اور شیخ محمد ابوعبداللہ

عبدالعظیم موروی حنفی کی اہم نام ہیں، شیخ احمد صدیقی نے چند کتب تصنیف کیں جن میں سے ''شرح حکم ابی مدین'' کا مخطوط مکتبہ مکہ مکرمہ میں محفوظ ہے۔(الاعلام، خیرالدین زرکلی (م ۱۳۹۶ھ)، دارالعلم للملایین بیروت، طبع ۱۰، سن طباعت ۱۹۹۲ء، ج۱، ص۸۸، فھرس مخطوطات مکتبۃ مکۃ المکرمۃ، دس اہل علم نے مل کر مرتب کی، طبع اول ۱۴۱۸ھ/ ۱۹۹۷ء، مکتبہ ملک فھد ریاض، ص۲۸۸، مختصر نشر النور، ص۱۰۵۔۱۰۶، نظم الدرر، ص۲۴)

[۴]۔ شیخ ابراہیم بن عیسیٰ مکی حنفی المعروف بہ ابو سلمہ رحمتہ اللہ علیہ (م ۱۰۷۶ھ/ ۱۶۶۶ء) فقیہ حنفی اور مسجد حرام میں احناف کے امام تھے، آپ نے چند کتب تصنیف کیں جن میں حاشیۃ علی شرح العین علی الکنز اور حاشیۃ علی الاشباہ والنظائر وغیرہ کتب ہیں، حرم مکی میں آپ کی ایک تصنیف ''رسالۃ فی التقدم علی الامام عند ارکان الکعبۃ'' کا مخطوط موجود ہے۔ (معجم مؤلفی مخطوطات مکتبۃ الحرم المکی الشریف ۱۴۱۶ھ/ ۱۹۹۶ء، شیخ عبداللہ بن عبدالرحمٰن معلمی یمنی، طبع اول ۱۴۱۶ھ/ ۱۹۹۶ء مکتبہ ملک فھد ریاض، ص۱۴۲، مختصر نشر النور، ص۳۷، نظم الدرر، ص۶۴۔۶۵)

[۵]۔ شیخ محمد علی بخاری حنفی المعروف بہ القربی رحمتہ اللہ علیہ (م ۱۰۷۰ھ/ ۱۶۵۹ء) مسجد حرام میں شیخ القراء تھے جہاں خلق کثیر نے آپ سے استفادہ کیا، آپ صاحب کرامات تھے، شیخ ابراہیم ابوسلمہ سے آپ کی گہری دوستی تھے دونوں نے اکٹھے شیخ ابراہیم دھان ودیگر علماء مکہ سے تعلیم پائی اور پھر عمر بھر ایک دوسرے سے دور نہیں ہوئے، شیخ محمد علی بخاری نے اپنے اکلوتے فرزند کا نام بھی ابراہیم رکھا۔(مختصر نشر النور، ص۴۰۹۔۴۱۰، نظم الدرر، ص۶۴۔۶۵)

[۶]۔ شیخ تاج الدین مالکی نام کے دو جلیل القدر علماء مکہ مکرمہ کے ایک ہی خاندان میں ہوگزرے، پہلے شیخ تاج الدین مالکی (م ۹۶۰ھ) امام محدث مفسر قاضی ومفتی مکہ مکرمہ تھے (مختصر نشر النور، ص۱۴۹)، پھر انہی کی نسل میں سے دوسرے شیخ تاج الدین مالکی انصاری (م ۱۰۶۶ھ/ ۱۶۵۵ء) ہوئے جنہوں نے ادب، فقہ، عقائد کے موضوعات پر متعدد کتب

تصنیف کیں جن میں ''الفواتح القدسیۃ والفوائح العطریۃ'' کے علاوہ ایک مجموعہ فتاویٰ وغیرہ کتب شامل ہیں (مختصر نشر النور، ص ۱۴۶۔۱۴۷، نظم الدرر، ص ۲۸)۔ آخر الذکر شیخ تاج الدین مالکی، شیخ ابراہیم دھان کے ہم عصر تھے، شیخ دھان نے فقہی مسئلہ کے اختلاف پر غالباً انہی کے تعاقب میں یہ رسالہ قلمبند کیا۔

اس دور کے ایک اور حنفی عالم، مفتی مکہ شیخ ابراہیم بیری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۹۹ھ) نے بھی اس موضوع پر ''نقض القسمۃ'' کے نام سے ایک رسالہ تصنیف کیا (مختصر نشر النور، ص ۳۹۔۴۴، نظم الدرر، ص ۲۰)، جس سے عیاں ہوتا ہے کہ یہ موضوع گیارھویں صدی ہجری کے علماء مکہ کے درمیان زیر بحث رہا۔

[۷]۔ شیخ بدرالدین خوج مکی حنفی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۱۷۵ھ/۱۸۶۲ء تقریباً) نے خاتمۃ المحدثین شیخ عبداللہ بصری شافعی (م ۱۱۳۴ھ)، شیخ احمد نخلی نقشبندی شافعی (م ۱۱۳۰ھ) اور امام جلیل فقیہ محدث مفتی وقاضی مکہ مکرمہ امام وخطیب مسجد حرام شیخ تاج الدین قلعی مکی حنفی (م ۱۱۴۹ھ) سے تعلیم پائی، معلوم رہے یہی شیخ تاج الدین قلعی عالی سند کے اعتبار سے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۱۷۶ھ) کے سب سے اہم استاد ہیں۔ (فہرس الفہارس والاثبات ومعجم المعاجم والمشیخات والمسلسلات، علامہ سید عبدالحی کتانی مراکشی (م ۱۳۸۲ھ)، تحقیق ڈاکٹر احسان عباس، طبع دوم ۱۴۰۲ھ/ ۱۹۸۲ء، دارالغرب الاسلامی بیروت، ج ۱، ص ۱۷۸، مختصر نشر النور، ص ۱۴۰۔۱۴۱، ۱۴۸۔۱۴۹، نظم الدرر، ص ۷۸)

[۸]۔ مختصر نشر النور، ص ۴۴۔۴۵، نظم الدرر، ص ۲۱

[۹]۔ فقیہ حنفی ومفتی مکہ مکرمہ شیخ ابراہیم بن حسین بیری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۹۹ھ/ ۱۶۸۸ء) کے والد ماجد اہل وعیال سمیت زیارت کے لئے مدینہ منورہ حاضر تھے کہ وہیں پر شیخ ابراہیم کی ولادت باسعادت ہوئی، آپ نے اپنے چچا شیخ بیری کے علاوہ اکابر علماء مکہ مکرمہ شیخ الاسلام عبدالرحمٰن مرشدی، سیوطیٔ زماں شیخ محمد علی علان (م ۱۰۵۸ھ) وغیرہ سے تعلیم پائی پھر اپنے

دور کے فقہاء کے سرتاج ہوئے، آپ کی چند تصنیفات کے نام یہ ہیں: شرح صحیح قدوری، السیف المسلول فی دفع الصدقۃ لآل الرسول، رسالۃ فی حکم الاشارۃ فی التشہد، اللمعۃ فی حکم الصلاۃ الاربع بعد الجمعۃ، رسالۃ فی حکم اسقاط الصلاۃ، رسالۃ فی ایصال الثواب للاموات، رسالۃ من یطلق علیہ السید الشریف، بلوغ الارب فی ارض الحجاز وجزیرۃ العرب، رسالۃ فی حکم الحیلۃ لمجاوزۃ المیقات الشرعی بلا احرام مخطوط مکتبہ مکہ مکرمہ، رسالۃ مشروعیۃ العمرۃ للمکی فی اشہر الحج مخطوط مکتبہ حرم مکی، شیخ ابراہیم بیری نے مکہ مکرمہ میں وفات پائی اور ام المؤمنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے مزار کے قریب دفن ہوئے۔ (مختصر نشر النور، ص۳۹۔۴۲، نظم الدرر، ص۲۰، فہرس مخطوطات مکتبۃ مکۃ المکرمۃ، ص۱۶۹، معجم مؤلفی مخطوطات مکتبۃ الحرم المکی الشریف، ص۲۰۹)

[۱۰]۔ شیخ حسن بن علی عجیمی حنفی رحمۃ اللہ علیہ (م۱۱۱۳ھ/۱۷۰۲ء) پوری اسلامی تاریخ کے اہم علماء میں سے ایک ہیں، آپ نے مختلف علوم وفنون میں متعدد علماء کرام سے استفادہ کیا، عارف باللہ وصاحب تصانیف علامہ سید صفی الدین احمد بن محمد قشاشی مدنی حسینی مالکی رحمۃ اللہ علیہ (م۱۰۷۱ھ) نیز عارف باللہ علامہ سید عبدالرحمٰن محجوب مکناسی مراکشی ثم مکی ادریسی رحمۃ اللہ علیہ سے علوم تصوف حاصل کر کے دونوں سے صوفیاء کے اہم سلاسل میں خلافت پائی، شیخ حسن عجیمی کو شیخ الاکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ صدرالدین قونوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفات پر خاص عبور حاصل تھا، آپ نے مختلف موضوعات پر متعدد کتب تصنیف کیں جن میں سے چند کے نام یہ ہیں: اہداء اللطائف باخبار الطائف، طبع دوم طائف ۱۹۸۰ء، حاشیہ علی الاشباہ والنظائر، بغیۃ الرائض فی شرح بیت ابن الفارض، تحقیق النصرۃ للقول بایمان اہل الفترۃ، مظہر الروح بسر الروح، مخطوط مکتبہ مکہ مکرمہ، نشر الروائح الندیۃ فی سلاسل السادۃ الاحمدیۃ، اتحاف النفوس الزکیۃ فی سلاسل السادۃ القادریۃ، آپ نے طائف میں وفات پائی اور وہیں پر سیدنا عبداللہ بن سیدنا عباس رضی اللہ عنہم کے احاطہ مزار میں دفن ہوئے۔ (الاعلام، ج۲، ص۲۰۵، فہرس الفہارس، ج۲، ص۸۱۰۔۸۱۳، مختصر نشر النور، ص۱۶۷۔۱۷۳، نظم الدرر، ص۸۰۔۸۳، فہرس مخطوطات مکتبۃ

مکۃ المکرمۃ، ص ۳۰۶)

انہی شیخ حسن عجیمی رحمۃ اللہ علیہ کی نسل میں سے ان کے ہم نام شیخ حسن بن عبدالرحمٰن بن حسن بن محمد بن علی بن محمد بن حسن بن علی عجیمی رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۸۹ھ۔۱۳۶۱ھ) نے فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے خلافت پائی۔ (الاجازات المتینۃ لعلما بکۃ والمدینۃ، مولانا احمد رضا خاں فاضل بریلوی، منظمۃ الدعوۃ الاسلامیۃ لوھاری دروازہ لاہور، سن اشاعت درج نہیں، ص ۳۳، ۵۰، نشر الدرر فی تذییل نظم الدرر فی تراجم علماء مکۃ من القرن الثالث عشر الی الرابع عشر، شیخ عبداللہ غازی مکی، مخطوط ص ۲۶۔۲۷)

[۱۱]۔ شیخ قطب الدین خان نھروالی قادری رحمۃ اللہ علیہ (م ۹۹۰ھ/ ۱۵۸۲ء)

کا خاندان ہندوستان کے صوبہ گجرات میں آباد تھا لیکن آپ ۹۱۷ھ میں لاہور پیدا ہوئے اور تقریباً ۹۳۲ھ میں والد کے ساتھ مکہ مکرمہ ہجرت کر گئے اور وہاں کے اکابر علماء کرام سے تعلیم پائی، ۹۴۳ھ میں مزید حصول علم کے لئے مصر گئے نیز شام اور ترکی کا سفر کیا، پھر مکہ مکرمہ میں مدرس اور مفت احناف تعینات ہوئے، ترک سلاطین کے ہاں آپ کو قدر و منزلت حاصل تھی، آپ نے فقہ تاریخ اور ادب کے موضوعات پر بھی عربی میں متعدد کتب تصنیف کیں جن میں سے دو مقبول عام ہوئیں ان میں سے ایک مکہ مکرمہ کی تاریخ پر ''اعلام باعلام بلد اللہ الحرام'' ہے جو ۱۳۰۳ھ میں مصر سے شائع ہوئی، دوسری ''البرق الیمانی فی الفتح العثمانی'' ہے جو حمد الجاسر (م ۱۳۲۱ھ) کی تحقیق سے ۱۹۶۷ء و ۱۹۸۰ء میں ریاض سے شائع ہوئی، شیخ قطب الدین نے مکہ مکرمہ وفات پائی آپ کے حالات عربی کی متعدد کتب میں درج ہیں لیکن مفصل حالات البرق الیمانی کے آغاز میں دیئے گئے ہیں، (التاریخ والمؤرخون بمکۃ۔ من القرن الثالث الھجری الی القرن الثالث عشر، پروفیسر ڈاکٹر محمد حبیب ھیلہ، طبع اول ۱۹۹۴ء، مؤسسۃ الفرقان للتراث الاسلامی لندن، ص ۲۴۲۔۲۵۳، الاعلام، ج ۶، ص ۶۔۷، فہرس الفھارس، ج ۲، ص ۹۴۴۔۹۶۱ مختصر نشر النور، ص ۳۹۵۔۳۹۸، نظم الدرر، ص ۱۴) الاعلام باعلام بلد الحرام کا ایک ایڈیشن مکتبہ علمیہ مکہ مکرمہ نے شائع کیا جس پر مفت

اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ (م۱۴۰۲ھ/ ۱۹۸۱ء) کے خلیفہ، مسجد حرام و مدرسہ فلاح مکہ مکرمہ کے مدرس علامہ سید محمد امین کتبی حسنی مکی حنفی رحمۃ اللہ علیہ (م۱۴۰۴ھ) نے مقدمہ قلمبند کیا۔

[۱۲]۔ التاریخ والمؤرخون بمکۃ، ص۳۹۷۔ ۳۹۸، فہرس مخطوطات مکتبۃ مکۃ المکرمۃ، ص۱۱۷، مختصر نشر النور، ص۱۴۷

[۱۳]۔ مختصر نشر النور، ص۱۴۷

[۱۴]۔ نظم الدرر، ص۷۹

[۱۵]۔ فہرس الفہارس، ج۱، ص۵۰۴

[۱۶]۔ اتحاف الاخوان باختصار مطمع الوجدان فی اسانید الشیخ عمر حمدان، شیخ محمد یاسین فادانی مکی، دار البصائر دمشق، طبع دوم ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۵ء، ص۱۱۷، امداد الفتاح باسانید و مرویات الشیخ عبد الفتاح، شیخ محمد بن عبد اللہ الرشید حنفی، مکتبہ امام شافعی ریاض، طبع اول ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۹ء، ص۵۰۵، التاریخ والمؤرخون بمکۃ، ص۳۹۸، معجم مؤلفی مخطوطات مکتبۃ الحرم المکی الشریف، ص۳۷۴

[۱۷]۔ شیخ محمد یاسین فادانی مکی شافعی (م۱۴۱۱ھ/ ۱۹۹۱ء) نے مدرسہ صولتیہ، دار العلوم دینیہ، مسجد حرام اور علماء مکہ کے گھروں میں قائم مدارس میں تعلیم پائی، آپ نے حرمین شریفین حاضر ہونے والے عالم اسلام کے چار سو سے زائد علماء و مشائخ سے استفادہ کیا، آپ کو علم روایت پر کمال حاصل تھا اور اس پر بیسیوں کتب تصنیف کیں، فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ امام النحویین خاتمۃ المحققین مفتی مالکیہ دار العلوم دینیہ کے صدر مدرس شیخ محمد علی مالکی مکی رحمۃ اللہ علیہ (م۱۳۶۷ھ) شیخ محمد یاسین کے اہم اساتذہ میں سے ہیں۔ (تشنیف الاسماع بشیوخ الاجازۃ والسماع، شیخ محمود سعید شافعی، دار الشباب للطباعۃ قاہرہ، طبع اول، سن تصنیف ۱۴۰۳ھ، ص۸۔۱۲، بلوغ الامانی فی التعریف بشیوخ و اسانید مسند العصر الشیخ محمد یاسین بن محمد عیسیٰ الفادانی

المکی، شیخ محمد مختارالدین فلمبانی مکی (م ۱۴۱۱ھ)، دار قتیبہ دمشق، طبع اول ۱۴۰۸ھ/ ۱۹۸۸ء، ص ۲۸۔۳۰، من اعلام القرن الرابع عشر والخامس عشر، ابراہیم حازمی، طبع اول ۱۴۱۶ھ/ ۱۹۹۵ء، دارالشریف للنشر والتوزیع الریاض، ج۱، ص ۱۶۹۔۱۷۴)

[۱۸]۔ معجم مؤلفی مخطوطات مکتبۃ الحرم المکی الشریف، ص ۴۷۴، صفحہ آخر

[۱۹]۔ فہرس الفہارس، ج ا، ص ۵۰۴۔۶۰۵، ج ۲، ص ۸۱۰۔۸۱۳

[۲۰]۔ التاریخ والمؤرخون بمکۃ، ص ۳۹۷۔۳۹۸، اعلام، ج ۲، ص ۲۰۵

[۲۱]۔ مختصر نشر النور، ص ۱۶۷۔۱۷۳، معجم مؤلفی مخطوطات مکتبۃ الحرم المکی الشریف، ص ۴۷۴، فہرس مخطوطات مکتبۃ مکۃ المکرمۃ، ص ۴۵۶

[۲۲]۔ معجم مؤلفی مخطوطات مکتبۃ الحرم المکی الشریف، ص ۲۷۴

[۲۳]۔ مختصر نشر النور، ص ۱۴۷

[۲۴]۔ علامہ سید امین میرغنی مکی حنفی رحمتہ اللہ علیہ (م ۱۱۶۱ھ/ ۱۷۴۸ء) نے امام تاج الدین دھان کے علاوہ شیخ عبداللہ بصری اور شیخ تاج الدین قلعی کی شاگردی اختیار کی، آپ کی تصنیفات میں حاشیۃ علی شرح الزیلعی علی الکنز، حاشیۃ علی الدرالمختار وغیرہ کتب ہیں، آپ نے طلاق معلق کے مسئلہ پر مفتی شیخ عبدالرحمٰن مرشدی مکی حنفی رحمتہ اللہ علیہ (م ۱۰۳۷ھ) کے ایک فتویٰ کے تعاقب میں ''القول الاحری فی وقوع الطلاق المعلق علی نفقۃ العدۃ بالابراء'' لکھی، مخطوط مکتبہ حرم مکی، جسے علماء مکہ نے سراہا، علامہ سید امین میرغنی کے شاگردوں میں درمختار کے محشی ابوعلی جمال الدین محمد قاضی انصاری مکی حنفی رحمتہ اللہ علیہ نے علم وفضل میں نام پایا۔ (مختصر نشر النور، ص ۱۳۵۔۱۳۶، ۴۰۵، نظم الدرر، ص ۷۷۔۷۸، معجم مؤلفی مخطوطات مکتبۃ الحرم المکی الشریف، ص ۴۸۳)

صوفیاء کا سلسلہ ''میرغنیۃ'' انہی علامہ سید امین میرغنی کے بھتیجے عارف باللہ علامہ سید عبداللہ مجوب مکی حنفی رحمتہ اللہ علیہ (م ۱۱۹۳ھ) سے جاری ہوا۔

[۲۵]۔ ولی کامل شیخ عبدالرحمٰن بن حسن فتنی مکی حنفی رحمۃ اللہ علیہ (م۱۱۶۲ھ/۱۷۴۹ء)
کے دیگر اساتذہ میں شیخ تاج الدین قلعی، محدث کبیر علامہ شیخ عید بن علی مصری نمرسی مکی مدنی شافعی (م۱۱۴۰ھ) اہم ہیں، شیخ عبدالرحمٰن فتنی مسجد حرام میں مدرس تھے اور آپ کے لاتعداد شاگرد اکابر علماء مکہ میں شمار ہوئے جن میں سے چند کے اسماء گرامی یہ ہیں: فقیہ حنفی شیخ طاہر سنبل (م۱۲۱۸ھ)، شیخ محمد عباس سنبل حنفی (م۱۲۲۸ھ)، شیخ محمد سنبل حنفی (م۱۲۱۶ھ)، شیخ الاسلام عبدالملک قلعی حنفی (م۱۲۰۵ھ)، مسجد حرام کے امام وخطیب شیخ محمد مراد حنفی (م۱۲۰۵ھ)، مدرس مسجد حرام شیخ عبدالرحمٰن جستیہ فتنی حنفی (م۱۲۱۰ھ)، شیخ عبدالرحمٰن دیاربکری حنفی (م۱۲۱۹ھ)، علامہ سید محمد بن علو تیونسی مکی حنفی (م تقریباً ۱۲۱۰ھ) رحمہم اللہ تعالیٰ۔ (مختصر نشر النور، ص۲۴۹ و دیگر صفحات)

[۲۶]۔ عارف باللہ ومحدث جلیل شیخ محمد عقیلہ مکی حنفی رحمۃ اللہ علیہ (م۱۱۵۰/۱۷۳۷ء)
کی تصنیفات میں سے چند کے نام یہ ہیں: المنطق الفھوانی والمشھد الروحانی فی المعاد الانسانی، طبع مصر ۱۳۲۸ھ، عقد الجواہر فی سلاسل الاکابر مخطوط دارالکتب المصریہ قاہرہ، رفع الذکر فی فضل الذکر مخطوط مکتبہ حرم مکی، عروس الافراح فی شرح معنی حدیث الارواح مخطوط مکتبہ حرم مکی، نسخۃ الوجود فی الاخبار عن حال الوجود مخطوط مکتبہ مکہ مکرمہ، ھدایۃ الخلاق الی الصوفیۃ فی سائر الآفاق، مولد شریف نبوی، قاہرہ کے مذکورہ کتب خانہ میں آپ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی سند اجازت کا مخطوط محفوظ ہے، شیخ ابن عقیلہ نے شام، ترکی، عراق کے سفر کیےجہاں خلق کثیر آپ سے فیض یاب ہوئی، آپ نے مکہ مکرمہ کے محلہ معابدہ میں واقع اپنی خانقاہ مین وفات پائی اور اسی میں آخری آرام گاہ بنی۔ (فہرست المخطوطات دارالکتب المصریۃ، فواد سید وغیرہ، مطبع دارالکتب المصریہ قاہرہ، طبع ۱۳۷۵ھ/۱۹۵۶ء حدیث ج۱، ص۹۴، ۲۵۹، الاعلام، ج۶، ص۱۳، فہرس مخطوطات مکتبۃ مکۃ المکرمۃ، ص۴۸۰، معجم مؤلفی مخطوطات مکتبۃ الحرم المکی الشریف، ص۹۵۔۹۶، مختصر نشر النور، ص۳۶۲۔۳۶۳، نظم الدرر، ص۱۰۰۔۱۰۱)

[۲۷]۔ التاریخ والمؤرخون بمکۃ، ص ۳۹۷، فہرس مخطوطات مکتبۃ مکۃ المکرمۃ، ص ۱۱۷

[۲۸]۔ علامہ سید عبدالحی کتانی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات ان کے فرزند جلیل علامہ سید عبدالاحد کتانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۷۵ھ) نے قلمبند کئے جو فہرس الفھارس کے ابتدائی ۴۴ صفحات پر مطبوع ہیں، نیز دیکھیں: الدلیل المشیر الی فلک اسانید اتصال بالحبیب البشیر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، جسٹس مکہ علامہ سید ابوبکر حبشی شافعی (م ۱۳۷۴ھ)، طبع اول ۱۴۱۸ھ/ ۱۹۹۷ء مکتبہ مکیہ مکہ مکرمہ، ص ۱۴۸۔۱۵۷، معجم المطبوعات العربیۃ، علامہ سید ادریس حسینی فاسی (م ۱۳۹۱ھ) مطابع سلا مراکش، طبع ۱۹۸۸ء، ص ۳۰۱۔۳۰۳، الملفوظ، مولانا احمد رضا خاں بریلوی، مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی، ج ۲، ص ۱۲۹، الاجازات المتینہ، ص ۱۹، اعلام، ج ۶، ص ۱۸۷، امداد الفتاح، ص ۳۴۴، تشنیف الاسماع، ص ۲۷۸۔۲۸۴

[۲۹]۔ علامہ شیخ احمد حضراوی مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۲۷ھ) کے حالات سالنامہ معارف رضا کراچی، شمارہ ۱۹۹۹ء، ص ۲۰۳۔۲۱۵ پر درج ہیں۔

[۳۰]۔ تاج التواریخ البشر، تین جلدوں پر مشتمل ہے اور ابھی تک شائع نہیں ہوئی، مکتبہ مکہ مکرمہ میں اس کے بعض اجزاء بخط مصنف ۱۲۲/ تاریخ، ۱۲۳/ تاریخ موجود ہیں۔ (فہرس مخطوطات مکتبۃ مکہ مکرمۃ، ص ۴۶۰)

[۳۱] شیخ عبداللہ ابوالخیر مرداد شہید رحمۃ اللہ علیہ کا خاندان ڈیڑھ صدی تک مسجد حرام میں "شیخ الخطباء والائمۃ" کے اعلیٰ منصب پر فائز رہا، شیخ عبداللہ ابوالخیر مرداد اس منصب پر خدمات انجام دینے والے اس خاندان کے آخری فرد تھے، آپ نے ۱۳۴۳ھ میں سعودی انقلاب کے دوران جنگ طائف میں شہادت پائی، صاحب نثر الدرر نے آپ کے فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے استفادہ کا ذکر کیا ہے۔ (نثر الدرر، ص ۴۳)

[۳۲]۔ التاریخ والمؤرخون بمکۃ، ص ۳۹۷

مکتبہ مکہ مکرمہ میں اس کے بعض اجزاء بخط مصنف ۱۲۲/ تاریخ، ۱۲۳/ تاریخ موجود ہیں۔ (فہرس مخطوطات مکتبۃ مکہ مکرمۃ، ص ۴۶۰)

[۳۱] شیخ عبداللہ ابوالخیر مرداد شہید رحمۃ اللہ علیہ کا خاندان ڈیڑھ صدی تک مسجد حرام میں ''شیخ الخطباء والائمۃ'' کے اعلیٰ منصب پر فائز رہا، شیخ عبداللہ ابوالخیر مرداد اس منصب پر خدمات انجام دینے والے اس خاندان کے آخری فرد تھے، آپ نے ۱۳۴۳ھ میں سعودی انقلاب کے دوران جنگ طائف میں شہادت پائی، صاحب نثر الدرر نے آپ کے فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے استفادہ کا ذکر کیا ہے۔ (نثر الدرر، ص ۴۳)

[۳۲]۔ التاریخ والمؤرخون بمکۃ، ص ۳۹۷

[۳۳]۔ نزھۃ الخواطر وبھجۃ المسامع والنواظر، حکیم عبدالحی لکھنوی (م ۱۳۴۱ھ)، طبع اول ۱۴۲۰ھ/ ۱۹۹۹ء دار ابن حزم بیروت لبنان، ج ۸، ص ۱۲۹۶، ۱۲۹۸

[۳۴]۔ معجم مؤلفی مخطوطات مکتبۃ الحرم المکی الشریف، ص ۲۷۴، مختصر نشر النور، ص ۱۲۹، ۲۴۱، نظم الدرر، ص ۱۱۳، ۱۶۷، ۱۸۴

[۳۵]۔ سیر وتراجم بعض علمائنا فی القرن الرابع عشر للھجرۃ، عمر عبدالجبار مکی (م ۱۳۹۱ھ)، طبع سوم ۱۴۰۳ھ/ ۱۹۸۲ء مکتبہ تہامہ جدہ، ص ۱۶۰، پر شیخ احمد دھان رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ میں شیخ محمد فیلہ کا نام درج ہے جو شاید کاتب کی غلطی ہے، درست نام کچھ اور ہوگا، پیش نظر کتب میں اس نام کے کسی عالم کا ذکر نہیں ملتا۔

[۳۶]۔ شیخ احمد دمیاطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۷۰ھ/ ۱۸۵۴ء) مصر میں پیدا ہوئے، آپ شیخ الکبیر علامہ عثمان دمیاطی شافعی خلوتی مصری ثم مکی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۶۵ھ) کے بھانجا وشاگرد ہیں، شیخ احمد نے مصر میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد مکہ مکرمہ ہجرت کی جہاں مسجد حرام میں مدرس ہوئے، شیخ احمد دھان اور مفتی شافعیہ علامہ سید احمد بن زینی دحلان مکی رحمۃ اللہ علیہ (۱۳۰۴ھ) آپ کے اہم شاگردوں میں سے ہیں، ۱۲۶۰ھ کے لگ بھگ مفتی شافعیہ شیخ محمد

سعید قدسی مکی رحمتہ اللہ علیہ نے وفات پائی تو ان کی جگہ شیخ احمد دمیاطی نے مفتی شافعیہ کا منصب سنبھالا تا آنکہ ۱۲۷۰ھ میں آپ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کر گئے اور مسجد نبوی میں حلقہ درس قائم کیا پھر اسی برس وفات پائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئے، مکتبہ مکہ مکرمہ میں آپ کی ''تقریرات علی شرح الورقات'] کا مخطوط موجود ہے۔(مختصر نشر النور، ص ۸۸۔۸۹، نظم الدرر، ص ۱۱۵، فہرس مخطوطات مکتبۃ مکۃ المکرمۃ، ص ۱۴۰)

[۳۷]۔شیخ ابراہیم کسکلی مکی حنفی رحمتہ اللہ علیہ (م ۱۲۸۲ھ/ ۱۸۶۵ء) مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے، کسکلی کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ آپ کے اجداد ترکی کے علاقہ اسخہ سے ہجرت کر کے آئے تھے یہ لفظ معرب ہو کر کسکلہ ہو گیا اور اس نسبت سے آپ کسکلی کہلائے، آپ کے اساتذہ میں مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم و کرامات اولیاء وغیرہ کے مصنف محدث و مفسر شیخ محمد صالح رئیس زبیری مکی شافعی رحمتہ اللہ علیہ (م ۱۲۴۰ھ) اور عالم جلیل خاتمۃ المحققین قاضی مکہ و مدرس مسجد حرام شیخ عمر بن عبدالرسول مکی حنفی رحمتہ اللہ علیہ (م ۱۲۴۷ھ) اہم نام ہیں، شیخ ابراہیم کسکلی کے فرزند شیخ عبداللہ اسخوی رحمتہ اللہ علیہ (م ۱۳۳۱ھ) بھی عالم جلیل اور ۱۳۰۳ھ کو مسجد حرام میں مدرس درجہ اول تھے۔(مختصر نشر النور، ص ۵۳، نثر الدرر ضمیمہ ص ۲)

[۳۸]۔امام جلیل مفتی مالکیہ مدرس مسجد حرام علامہ سید احمد مرزوقی رحمتہ اللہ علیہ (م ۱۲۶۲ھ/ ۱۸۴۶ء) مصر کے شہر سنباط میں پیدا ہوئے پھر مکہ مکرمہ ہجرت کر آئے جہاں ۱۲۶۱ھ میں مفتی مالکیہ بنائے گئے، آپ کے شاگردوں میں شیخ احمد دھان، علامہ سید احمد دحلان شافعی جیسے اکابر علماء مکہ کے نام شامل ہیں، علامہ مرزوقی نے متعدد کتب تصنیف کیں جنمیں سے چند یہ ہیں: عقیدۃ العوام منظوم طبع مکہ مکرمہ ۱۳۱۷ھ، عصمۃ الانبیاء منظوم طبع مکہ مکرمہ ۱۳۰۷ھ، فیض الملک العلام شرح علی مولد شرف الانام مخطوط مکتبہ حرم مکی، رسالۃ فی الذکر مخطوط مکتبہ حرم مکی،، شرح الاجرومیۃ بنام الفوائد المرزوقیۃ، آپ مسجد حرام میں مختلف علوم پر درس دیا کرتے جسے آخر عمر میں تفسیر بیضاوی کے درس تک محدود کر دیا۔(دارالکتب المصریۃ قاہرہ، ج ۱، ص ۱۹۶۔۱۹۷،

الدرر، ص ۱۵۱، ۱۶۳۔ ۱۶۴)

[۴۰]۔ تاریخ علماء دمشق فی القرن الرابع عشر الھجری، محمد مطیع حافظ ونزار اباظہ، طبع اول ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۶ء، دار الفکر دمشق، ج ۱، ص ۴۳۱۔ ۴۳۲

[۴۱]۔ مختصر نشر النور، ص ۸۹، نظم الدرر، ص ۱۱۳

[۴۲]۔ فہرس دار الکتب المصریہ، طبع ۱۹۲۴ء، ج ۱، ص ۲۹، معجم مؤلفی مخطوطات مکتبۃ الحرم المکی الشریف، ص ۲۷۴

[۴۳]۔ مختصر نشر النور، ص ۸۹، نظم الدرر، ص ۱۱۳

[۴۴]۔ علامہ جلیل متفنن المتبحر فی المعقول والمنقول سید صالح زواوی شافعی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ (م ۱۳۰۸ھ/ ۱۸۹۱ء) مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے اور بلد الحرام کے اجلہ مشائخ سے تعلیم پائی بالخصوص عارف باللہ الامام الجلیل الکبیر العلامہ المحدث الشہیر شیخ محمد سنوسی مراکشی ثم مکی مالکی رحمتہ اللہ علیہ (۱۲۷۶ھ)، شیخ احمد دھان اور عالم ادیب محدث فقیہ شیخ محمد بن خضر بصری مکی شافعی رحمتہ اللہ علیہ (م ۱۲۶۰ھ تقریباً) سے استفادہ کیا، علاوہ ازیں یمن گئے اور وہاں کے علماء نیز حرمین شریفین وارد ہونے والے متعدد علماء سے اخذ کیا، سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ میں شیخ محمد مظہر دہلوی مہاجر مدنی رحمتہ اللہ علیہ (م ۱۳۰۱ھ) سے بیعت کرکے خلافت پائی، علامہ سید صالح زواوی مسجد حرام میں مدرس اور شوافع کے امام رہے، آپ عمر بھر تعلیم وتعلم اور مریدین کی تربیت میں منہمک رہے، مکہ مکرمہ میں وبائی مرض پھیلا جس کے باعث آپ نے وفات پائی۔ (مختصر نشر النور، ص ۲۱۷، نظم الدرر، ص ۱۸۰۔ ۱۸۱) آپ کے فرزند علامہ سید عبداللہ زواوی رحمتہ اللہ علیہ (م ۱۳۴۳ھ) بھی عالم دین، مرشد طریقت، مصنف، سیاسی رہنما، مدرس مسجد حرام اور مفتی شافعیہ تھے جو سعودی انقلاب کے دوران جنگ طائف میں شہید ہوئے۔

[۴۵]۔ علامہ سید محمد ابو النصر نصر اللہ ناصر الدین خطیب دمشقی شافعی رحمتہ اللہ علیہ (م ۱۳۲۴ھ/ ۱۹۰۶ء) دمشق میں پیدا ہوئے اور شام، مصر، حجاز کے متعدد علماء ومشائخ سے

استفادہ کیا، آپ کو مختلف علوم وفنون پر پندرہ ہزار سے زائد اشعار حفظ تھے، نیز تقریباً دس ہزار احادیث کے متون مع اسانید ازبر تھے، علامہ سید عبدالحی کتانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ میں نے مشرق سے لے کر مغرب اقصیٰ تک کے ممالک میں لاتعداد محدثین دیکھے جن میں علامہ سید ابوالنصر دمشقی ایسی شخصیت تھے کہ جنہیں لاتعداد احادیث کے متون نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خود تک کی اسنادروایت حفظ تھیں، علامہ سید ابوالنصر خطیب نے سلسلہ شاذلیہ میں عکا شہر کے شیخ علی یشرطی رحمۃ اللہ علیہ سے خلافت پائی، آپ سے لاتعداد اہل علم نے روایت حدیث میں اجازت حاصل کی، ۱۳۲۰ھ میں آپ دسویں بار حج وزیارت کے لئے حرمین شریفین حاضر ہوئے تو صرف مکہ مکرمہ میں موجود مختلف ممالک سے تعلق رکھنے والے اسی سے زائد علماء نے آپ سے سند اجازت حاصل کی، آپ بیس برس تک شام کے مختلف علاقوں میں شرعی عدالت کے قاضی رہے اور جہاں بھی مقیم رہے وہاں کی جامع مسجد میں درس وخطبہ جمعہ دیا کرتے، آپ دمشق آئے تو شہر کی قدیم ومرکزی مسجد بنوامیہ میں خطیب مقرر ہوئے، وہیں پر وفات پائی، آپ کی لوح مزار پر قطعات تاریخ وصال درج ہیں جنہیں شیخ محمد مطیع حافظ نے اپنی کتاب میں نقل کیا ہے، سید ابوالنصر خطیب نے اپنے مشائخ ومرویات پر کتاب ''الکنز الفرید فی علوالاسانید'' تصنیف کی پھر خود ہی اس کا اختصار ''الجوھر الفرید فی علوالاسانید'' کے نام سے کیا۔ (الاعلام، ج۶، ص۲۱۳، تاریخ علماء دمشق، ج۱، ص۲۲۲۔۲۲۵، الدلیل المشیر، ص۴۱۳۔۴۱۶، فہرس الفھارس، ج۱، ص۱۶۲۔۱۶۳، ج۲، ص۵۸۵)

[۴۶]۔ محدث مدینہ منورہ علامہ سید محمد علی بن ظاہر وتری حنفی رحمۃ اللہ علیہ (م۱۳۲۲ھ/۱۹۰۴ء) مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے اور وہیں وفات پائی، آپ نے اسلامی دنیا کے اکابر علماء ومشائخ سے استفادہ کیا جن میں شیخ عبدالغنی مجددی دہلوی مدنی (م۱۲۹۶ھ)، امام محدث مفسر شیخ صدیق کمال مکی حنفی (م۱۲۸۴ھ)، مفتی شافعیہ علامہ سید احمد بن زینی دحلان مکی مدنی (م۱۳۰۴ھ)، شیخ عبدالجلیل برادہ مدنی حنفی (م۱۳۲۷ھ)، شیخ ابراہیم سقا الازہری

مصری (م ۱۲۹۸ھ)، مفتی مالکیہ مصر شیخ محمد علیش (م ۱۲۹۹ھ)، شیخ داؤد بن سلیمان جرجیس بغدادی نقشبندی (۱۲۹۹ھ) رحمہم اللہ تعالیٰ وغیرہ اکابرین شامل ہیں، علامہ سید محمد علی وتری مدینہ منورہ میں صدر مدرس تھے، آپ امام المحدثین کہلائے، آپ کی چند تصنیفات ہیں ۱۳۱۳ھ میں دو کتب ''رسالۃ فی تحقیق الکلام الرحمٰن الرحیم'' اور ''رسالۃ فی ھمزۃ الوصل والقطع'' یکجا مصر سے شائع ہوئیں، ایک اور تصنیف ''تھفۃ المدنیۃ فی المسلسلات الوتریۃ'' مخطوط مکتب حرم مکی ہے، عالم اسلام کے لاتعداد علماء نے آپ سے اخذ کیا جیسا کہ مولانا عبدالباری فرنگی محلی لکھنوی (م ۱۳۴۴ھ)، مولوی عبدالحلیم ویلوری مدراسی (م ۱۳۳۶ھ) اور مولانا عنایت اللہ مٹاروی سندھی نے سفر حرمین شریفین کے دوران آپ سے روایت حدیث کی اسناد حاصل کیں، محدث مدینہ منورہ علامہ سید محمد علی وتری نے بعض علماء دیوبند کے افکار کے تعاقب مین لکھی گئی مولانا غلام دستگیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب تقدیس الوکیل پر تقریظ قلمبند کی۔ (تقدیس الوکیل عن توھین الرشید والخلیل، نوری بک ڈپو لاہور، الاعلام، ج ٦، ص ۳۰۱، الدلیل المشیر، ص ۴۲۳۔۴۲۵، فھرس دارالکتب المصریۃ، ج ۱، ص ۱۸۳، فھرس الفھارس، ج ۱، ص ۱۰٦۔۱۱۰، معجم مؤلفی مخطوطات مکتبۃ الحرم المکی الشریف، ص ۵۰٦، نزھۃ الخواطر، ج ۸، ص ۱۲۵۹، ۱۲٦۵، ۱۳۱۵)

[۴۷]۔ شیخ سلیم بخاری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۴۷ھ / ۱۹۲۸ء) دمشق میں پیدا ہوئے اور وہاں کے اکابر علماء کرام فقیہ حنفی شیخ سعید برھانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۰۲ھ)، مفتی شام محدث فقیہ حنفی صاحب تصانیف عدیدہ جشن میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر ایک مقبول کتاب کے مصنف نابغۂ شام علامہ سید محمود حمزاوی حسینی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۰۵ھ)، فصوص الحکم وغیرہ کتب شیخ ابن عربی کے شارح شیخ عمر عطار حمصی دمشقی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۰۸ھ) اور محدث کبیر شیخ ابوبکر عطار شافعی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۲۰ھ) کی شاگردی اختیار کی، شیخ سلیم بخاری حج کے لئے مکہ مکرمہ پہنچے تو وہاں چھ ماہ مقیم رہ کر اکابر علماء سے تحصیل علم کی، مولانا رحمت اللہ کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ

اور علامہ سید احمد بن زینی دحلان شافعی رحمتہ اللہ علیہ سے مختلف کتب پڑھیں اور شیخ احمد دھان رحمتہ اللہ علیہ سے احیاء علوم الدین پڑھی، شیخ سلیم بخاری عثمانی فوج میں مفتی رہے نیز عثمانی عہد اور اس کے بعد کی شامی حکومتوں میں دینی وسیاسی امور سے متعلق متعدد اہم عہدوں پر تعینات رہے، چند کتب تصنیف کیں، فقہ حنفی کی اہم کتاب ''الھدیۃ العلائیۃ'' آپ کی سعی سے پہلی بار طبع ہوئی، آپ نے دمشق میں وفات پائی۔ (الاعلام، ج ۳، ص ۱۱۶، تاریخ علماء دمشق، ج ۱، ص ۴۳۱-۴۳۵)

[۴۸]۔ علامہ سید ابوبکر بن عبدالرحمٰن عیدروس علوی حسینی رحمتہ اللہ علیہ (م ۱۳۴۲ھ/ ۱۹۲۳) تریم شہر علاقہ حضر موت جنوبی یمن سے ملحق گاؤں حصن میں پیدا ہوئے اور حیدرآباد دکن (ہندوستان) میں وفات پائی، آپ کے دیگر اساتذہ میں علامہ سید احمد بن زینی دحلان مکی رحمتہ اللہ علیہ اہم ہیں، نیز سلسلہ رفاعیہ میں علامہ سید ابوالھدیٰ رفاعی حلبی استنبولی رحمتہ اللہ علیہ (م ۱۳۲۷ھ) سے خلافت پائی، علامہ سید ابوبکر نے تیس کے قریب تصنیفات یادگار چھوڑیں جن میں چند کے نام یہ ہیں: رشفۃ الصادی من بحر فضائل النبی الھادی (مطبوع)، التریاق النافع بایضاح جمع الجوامع (مطبوع)، سلالۃ باعلوی (مطبوع)، حدائق ذریعۃ الناھض الی تعلیم احکام الفرائض، آپ کے شاگردوں میں عثمانیہ یونیورسٹی شعبہ اسلامیات کے صدر مولانا عبدالقدیر حیدر آبادی (م ۱۳۸۱ھ) اہم نام ہے۔ (الاعلام، ج ۲، ص ۶۵، بلوغ الامانی، ص ۱۱۰، فھرس الفھارس، ج ۱، ص ۱۴۶-۱۴۷، نزھۃ الخواطر، ج ۸، ص ۱۲۸۸)

[۴۹]۔ شیخ صالح میمن کے دادا وطن سے ہجرت کر کے مکہ مکرمہ پہنچے تو کم سن صالح آپ کے ہمراہ تھے، کچھ عرصہ بعد آپ واپس وطن چلے گئے جہاں شادی کی پھر مکہ مکرمہ جا کر شیخ العلماء مفتی مکہ مکرمہ شیخ جمال بن عبداللہ حنفی (م ۱۲۸۴ھ)، شیخ احمد دھان، مولانا رحمت اللہ کیرانوی اور ملا نواب کابلی مکی (م ۱۳۱۰ھ) سے تفسیر، حدیث، فقہ، منطق، فلسفہ وغیرہ علوم کی تعلیم پائی، شیخ صالح میمن نے مکہ مکرمہ میں وفات پائی، آپ کے دو فرزند تھے عبدالرحیم میمن اور عبداللہ میمن۔ (نثر الدرر، ص ۳۸)

[۵۰]۔ شاہ ابوالخیر دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۴۱ھ) کے حالات پر ان کے فرزند شاہ ابوالحسن زید فاروقی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۴ء) کی ضخیم تصنیف ''مقامات خیر'' مطبوع ہے، نیز نزھۃ الخواطر، ج ۸، ص ۱۲۹۸

[۵۱]۔ نزھۃ الخواطر، ج ۸، ص ۱۱۶۴۔۱۱۶۵

[۵۲]۔ نزھۃ الخواطر، ج ۸، ص ۱۲۹۶

[۵۳]۔ سیر وتراجم، ص ۱۶۰، مختصر نشر النور، ص ۸۹، نظم الدرر، ص ۱۱۳

[۵۴]۔ مدرسہ صولتیہ کی تاریخ اور خدمات پر ام القریٰ یونیورسٹی مکہ مکرمہ کے طالب علم عبدالعزیز سلیمان عوض الفقیہ نے مقالہ بعنوان ''المدرسۃ الصولتیۃ بمکۃ المکرمۃ۔ دراسۃ تاریخیۃ وصفیۃ ۱۲۹۲ھ۔۱۴۱۲ھ'' لکھ کر ۱۴۱۵ھ میں اس پر ایم فل کی ڈگری حاصل کی۔ (معجم ما الف عن مکۃ، ڈاکٹر عبدالعزیز بن راشد سنیدی، طبع اول ۱۴۲۰ھ/ ۱۹۹۹ء، ص ۳۲۲)

[۵۵]۔ مولانا رحمت اللہ کیرانوی رحمت اللہ علیہ (م ۱۳۰۸ھ/ ۱۸۹۱ء) نے تحریک آزادی ہند میں حصہ لیا، مدرسہ صولتیہ کی بنیاد رکھی، عیسائیت، شیعت، وھابیت کے تعاقب میں سرگرم رہے، علامہ سید احمد دحلان مکی مدنی شافعی اور استنبول میں واقع خلافت عثمانیہ سے وابستہ اکابر علماء کرام نیز خلیفہ عثمانی کی خواہش پر عربی زبان میں عیسائیت کے تعاقب میں عظیم کتاب ''اظھار الحق'' لکھی جس کے متعدد ایڈیشن شائع ہوئے، ریاض یونیورسٹی کے پروفیسر ڈاکٹر محمد احمد ملکاوی نے اس کتاب پر تحقیق وتخریج کا کام کیا جسے سعودی حکومت کے قائم کردہ دارالافتاء ریاض نے ۱۴۱۰ھ/ ۱۹۸۹ء میں چار جلدوں میں طبع کرا کے مفت تقسیم کیا، پھر ڈاکٹر ملکاوی نے ہی اس کا خلاصہ ''مختصر کتاب اظھار الحق'' کے نام سے تیار کیا جسے ۱۴۱۶ھ میں سعودی وزارت اوقاف نے ایک جلد میں طبع کرا کے تقسیم کیا، مولانا کیرانوی کے حالات اردو وعربی کی متعدد کتب میں طبع ہو چکے ہیں، مولوی محمد سلیم کیرانوی نے آپ کے حالات پر عربی میں مستقل کتاب ''اکبر مجاھد فی التاریخ'' لکھی جو مطبوع ہے۔

[۵٦]۔مولانا حضرت نور افغانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۲۱ھ/۱۹۰۳ء) نے مفتی حیدر آباد مولانا لطف اللہ علی گڑھی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۳۴ھ) اور حافظ عبدالقدوس پنجابی سے تعلیم پائی، ۱۲۹۱ھ میں مکہ مکرمہ ہجرت کر گئے جہاں مولانا رحمت اللہ کیرانوی کی شاگردی اختیار کی پھر مدرسہ صولتیہ و مسجد حرام میں مدرس تعینات ہوئے اور خلق کثیر آپ سے فیض یاب ہوئی، آپ نے مکہ مکرمہ میں وفات پائی۔ (مختصر نشر النور، ص ۵۰۳۔۵۰۴، نظم الدرر، ص ۲۱۴) تقدیس الوکیل پر آپ کی تصدیق موجود ہے۔

[۵۷]۔مولانا اسماعیل کابلی اپنے والد ماجد ملا نواب کابلی (م ۱۳۱۰ھ) کے ہمراہ ہجرت کر کے مکہ مکرمہ پہنچے جہاں اپنے والد کے علاوہ دیگر علماء سے تعلیم حاصل کی، شیخ ابراہیم رشیدی ادریسی مکی (م ۱۲۹۱ھ) سے سلوک کی منازل طے کیں نیز علامہ سید محمد بن ناصر حسینی یمنی (م ۱۲۸۳ھ) سے اخذ کیا، مولانا اسماعیل نے مدینہ منورہ میں وفات پائی، آپ کی ایک عربی تصنیف ''مناقب ابراھیم الرشید'' کے دو مخطوطات مکتبہ حرم مکی میں اور ایک مخطوط دار الکتب ظاہریہ دمشق میں موجود ہے۔ (الاعلام، ج ۱، ص ۴۴، معجم مؤلفی مخطوطات مکتبۃ الحرم المکی الشریف، ص ۴۷۲، نشر الدرر، ص ۱۸)

[۵۸]۔العلامہ المتبحر الفقیہ الکبیر صاحب الحاشیۃ علی تحفۃ ابن حجر شیخ عبدالحمید داغستانی مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۰۰ھ/۱۸۸۳ء) آپ الامام الکبیر جشن میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر چند اہم کتب کے محشی شیخ الازہر شیخ ابراہیم باجوری مصری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۷۷ھ) کے شاگرد خاص ہیں، شیخ عبدالحمید داغستانی کے اہم شاگردوں میں حسام الحرمین کے مقرظ مفتی شیخ عبدالکریم داغستانی مکی (م ۱۳۳۸ھ)، علامہ سید سلطان داغستانی مکی (م ۱۳۲٦ھ)، شیخ جعفر داغستانی مکی (م ۱۳۱۲ھ)، شیخ سلیمان فقیہ مکی شافعی (م ۱۳۱۵ھ)، شیخ عبداللہ خضری مکی شافعی (م ۱۳۳۷ھ)، شیخ عبدالوھاب بصری مکی شافعی (م ۱۳۲۲ھ) اور شیخ محمد بن سلیمان حسب اللہ مکی شافعی (م ۱۳۳۵ھ) رحمہم اللہ تعالیٰ شامل ہیں۔ (تشنیف الاسماع، ص ۳۳۵۔۳۳٦،

سیر وتراجم، ص ۱۱۶، ۲۱۲، مختصر نشر النور، ص ۱۵۶، ۲۰۶، ۲۰۹، ۲۷۹، ۲۹۳، ۳۴۴، ۴۱۹)

[۵۹]۔ مفت احناف شیخ عبدالرحمٰن سراج مکی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۱۴ھ) نے قاہرہ مصر میں وفات پائی، مکتبہ حرم مکی میں مخطوطات کی شکل میں آپ کی حسب ذیل تصنیفات موجود ہیں: فتویٰ عمن دخل والامام یصلی الفجر ھل یرکع رکعتی السنۃ ۳۸۰۱، سھام الاصابۃ فی تحقیق لفظ الصحابۃ ۳۸۰۱، فتویٰ حول الوقف ۳۸۰۳، فتاویٰ فقھیۃ ۳۹۵۰، فتویٰ عن العدۃ ۳۰۸۳۔ آپ کے چند اور شاگردوں کے اسماء گرامی یہ ہیں: مسجد حرام کے امام خطیب مدرس قاضی طائف شیخ عبدالرحمٰن عجیمی مکی حنفی (م ۱۳۰۱ھ)، امام ومدرس مسجد حرام شیخ درویش عجیمی مکی حنفی (م ۱۳۴۶ھ)، امام مسجد حرام شیخ احمد اسماعیل حنفی، شیخ خلیل جبرتی حنفی نزیل مکہ مکرمہ، قاضی طائف شیخ عبدالقادر فتنی مکی حنفی (م ۱۳۲۵ھ)، مکتوبات مجدد کے محشی وناشر مولانا نور احمد پسروری ثم امرتسری (م ۱۳۴۸ھ)، مولانا احمد الدین چکوالی سیالوی اور مولانا احمد رضا خاں بریلوی رحمہم اللہ تعالیٰ۔ (اعلام الحجاز فی القرن الرابع عشر للھجرۃ، محمد علی مغربی (م ۱۹۹۶ء) ج ۳، طبع اول ۱۴۱۰ھ/ ۱۹۹۰ء، مطبع مدنی قاہرہ، ص ۳۳۹۔ ۳۷۲، معجم مؤلفی مخطوطات مکتبۃ الحرم المکی الشریف، ص ۳۰۵، مختصر نشر النور، ص ۲۴۳۔ ۲۴۴ و دیگر صفحات، نظم الدرر، ص ۱۸۳۔ ۱۸۴ و دیگر صفحات، نزھۃ الخواطر، ج ۸، ص ۱۳۹۴، سالنامہ معارف رضا کراچی شمارہ ۱۴۱۹ھ ۱۹۹۸ء، ص ۱۶۵۔ ۱۸۱)

[۶۰]۔ حافظ عبداللہ بن مولانا حسین ہندی مکی (م ۱۳۱۰ھ/ ۱۸۹۲ء) نے مولانا رحمت اللہ کیرانوی سے مختلف علوم وفنون میں تعلیم پائی پھر مسجد حرام میں مدرس تعینات ہوئے، آپ ذہین وفطین تھے، متعدد کتب کے متون حفظ تھے، مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے اور تقریباً ۳۴ برس کی عمر میں وبائی مرض کے باعث مکہ مکرمہ میں شہادت پائی۔ (مختصر نشر النور، ص ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ نظم الدرر، ص ۱۹۹)

[۶۱]۔ علامہ سید احمد بن زینی دحلان شافعی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۰۴ھ/ ۱۸۸۶ء)

تصنیف وتالیف، درس وتدریس اور اعلیٰ مناصب، ہر اعتبار سے علماء مکہ کے سرتاج تھے، عرب وعجم کے لاتعداد اکابر علماء نے آپ سے استفادہ کیا اور آپ سے روایت حدیث میں اسناد حاصل کیں، برصغیر سے تعلق رکھنے والے آپ کے بعض اہم تلامذہ کے نام یہ ہیں: مولانا عبدالحلیم لکھنوی (م۱۲۸۵ھ)، مولانا عبدالحیؒ لکھنوی (م۱۳۰۴ھ)، مولانا نقی علی خاں بریلوی (۱۲۹۷ھ)، مولانا احمد رضا خاں بریلوی (م۱۳۴۰ھ)، مولوی عبدالسلام ہسوی فتحپوری (م۱۲۹۹ھ)، مولوی حسین علی فتحپوری (م۱۲۸۴ھ)، مولوی ابراہیم آروی (م۱۳۱۹ھ)، مولوی ذوالفقار احمد مالوی بھوپالی (م۱۳۴۰ھ)، مولوی عبدالعزیز کشمیری لکھنوی، مولوی سید عبداللہ بلگرامی (۱۳۰۵ھ)، مولوی عبدالوہاب ویلوری مالاباری قادری (م۱۳۳۷ھ)، مولوی قادر بخش سہسرامی (م۱۳۳۷ھ)، مولوی محمد بن غلام رسول سورتی (۱۳۲۴ھ)، مولوی محمد حسین الٰہ آبادی (م۱۳۲۲ھ)، مولوی محمد نعیم لکھنوی (م۱۳۱۸ھ)، مولوی نور احمد پسروری امرتسری، مولوی نور احمد ڈھیانوی۔ (نزہۃ الخواطر، ج۷، ج۸ مختلف صفحات)

[۶۲]۔ بلوغ الامانی، ص۶۵

[۶۳]۔ مختصر نشر النور، ص۱۲۹۔۱۳۰، نظم الدرر، ص۱۶۷۔۱۶۸

[۶۴]۔ اھل الحجاز بعبقھم التاریخی، حسن عبدالحیؒ قزاز مکی (پ۱۹۱۸ء)، طبع اول ۱۴۱۵ھ/۱۹۹۴ء مطابع مدینہ جدہ، ص۲۵۸، سیر وتراجم، ص۶۷، سالنامہ معارف رضا، کراچی، شمارہ ۱۹۹۹ء، ص۱۹۴

[۶۵]۔ سید حسین بن علی ھاشمی (م۱۳۵۰ھ/۱۹۳۱ء) خلیفہ عثمانی کی طرف سے ۱۳۲۶ھ سے ۱۳۳۴ھ تک مکہ مکرمہ کے گورنر رہے پھر مملکت ھاشمیہ حجاز قائم کرکے اس کے پہلے بادشاہ ہوئے، اب آپ کی اولاد اُردن پر حکمرانی کررہی ہے، اردن کا یہ شاہی خاندان آج بھی مسلک اہل سنت وجماعت سے وابستہ ہے، چنانچہ ۱۴۲۰ھ/۱۹۹۹ء میں اردن کی وزارت اوقاف کی طرف سے ملک کے دارالحکومت عمان کی شاہی مسجد شاہ عبداللہ اول شہید سے ملحقہ ہال میں

مرکزی عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کانفرنس منعقد ہوئی جس کی صدارت شاہ اردن سید عبداللہ دوم نے کی نیز اس میں شاہی خاندان کے دیگر افراد اور حکومت کے اعلیٰ عہدیداران نے شرکت کی سعادت حاصل کی، اگلے روز ملک کے کثیر الاشاعت اخبار نے اس کانفرنس سے متعلق خبر کو صفحہ اول کی ہیڈ لائن کے طور پر شائع کیا۔ (الاعلام، ج ۲، ص ۲۴۹۔ ۲۵۰، روز نامہ الدستور (سن اجراء ۱۹۶۷ء) عمان، شمارہ ۱۲ر ربیع الاول ۱۴۲۰ھ/ ۲۵ر جون ۱۹۹۶ء ص اول)

[۶۶]۔ سیر و تراجم، ص ۲۷ اور پھر اس سے اخذ کر کے اھل الحجاز، ص ۲۵۸ نیز سالنامہ معارف رضا ۱۹۹۹ء، ص ۱۹۵ پر اس ادارے کا نام "ھیئۃ تدقیقات شؤن المؤظفین یعنی وظائف حاصل کرنے والوں کے حالات کی تحقیقات کا بورڈ" درج ہے جو سیر و تراجم کے کاتب کی غلطی ہے پھر نقل در نقل ہوتا چلا گیا، نشر النور، ص ۱۲۹، نظم الدرر، ص ۱۶۸ پر درست نام دیا گیا ہے۔

[۶۷]۔ مختصر نشر النور، ص ۳۲۶، نظم الدرر، ص ۱۳۶

[۶۸]۔ اھل الحجاز ص ۲۵۸ پر کاتب کی غلطی سے آپ کے جج بنائے جانے کا سال ۱۳۳۷ھ کی بجائے ۱۳۷۷ھ درج ہے جب کہ مختصر نشر النور ص ۱۶۸، نظم الدرر ص ۱۶۸ نیز سیر و تراجم، ص ۲۷ پر درست سال یعنی ۱۳۳۷ھ مذکور ہے۔

[۶۹]۔ سیر و تراجم، ص ۲۷، مختصر نشر النور، ص ۱۲۹، نظم الدرر، ص ۱۶۸

[۷۰]۔ عمر عبدالجبار مکی (م ۱۳۹۱ھ/ ۱۹۷۱ء) چودہویں صدی ہجری کے علماء مکہ کے اہم سوانح نگار تھے، آپ ھاشمی اور پھر سعودی عہد کے دوران مکہ مکرمہ میں مختلف اہم سرکاری مناصب پر تعینات رہے، ساتھ ہی علم و ادب سے وابستہ رہے اور علماء مکہ کے حالات پر مضامین قلمبند کئے جو حجاز مقدس کے معاصر اخبارات و رسائل میں شائع ہوتے رہے پھر انہیں "دروس من ماضی التعلیم و حاضرہ بالمسجد الحرام" کے نام سے کتابی شکل دی جو ۱۳۷۹ھ میں قاہرہ سے طبع ہوئی، بعد ازاں اس کتاب میں مزید علماء مکہ کے حالات شامل کئے اور یہ "سیر و تراجم بعض علمائنا فی القرن الرابع عشر للھجرۃ" کے نام سے شائع ہوئی۔ (الاعلام، ج ۵، ص ۴۹، سیر و تراجم، ص ۷ا و آخری

صفحہ، سالنامہ معارف رضا کراچی، شمارہ ۱۹۹۸ء، ص ۱۷۹)

[۷۱]۔ سیر وتراجم، ص ۷۲۔۷۳

[۷۲]۔ علامہ سید عیدروس بن سالم البار مکی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۶۷ھ/ ۱۹۴۷ء) جید عالم دین وولی اللہ تھے، آپ نے تصوف وصوفیاء کے جمیع سلاسل میں اکابر صوفیاء کرام، اپنے والد ماجد علامہ سید سالم بن عیدروس البار نیز امام احمد بن حسن عطاس حضرمی (م ۱۳۳۴ھ)، علامہ سید ابوالنصر خطیب دمشقی، شیخ احمد شمس مراکشی، مفتی شافعیہ وسلسلہ عیدروسیہ علویہ کے پیر طریقت علامہ سید حسین بن محمد حبشی مکی (م ۱۳۳۰ھ)، صاحب حزم علامہ سید عیدروس بن حسین عیدروس نزیل حیدرآباد دکن (م ۱۳۴۶ھ) اور شیخ محمد معصوم مجددی دہلوی مدنی (م ۱۳۴۱ھ) رحمہم اللہ تعالیٰ سے خلافت پائی، علامہ سید عیدروس البار اپنے شاگردوں اور خلفاء کو دیگر کتب کے علاوہ میلاد وقیام کے موضوع پر شیخ محمد عزب مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی منظوم کتاب ''مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم'' پڑھایا کرتے، آپ کے بیٹے علامہ سید علی بن عیدروس البار (م ۱۴۰۹ھ) بھی عالم دین اور مسجد حرام میں مدرس تھے، اب آپ کے پوتے ڈاکٹر سید عبداللہ بن علی بن عیدروس البار مکہ مکرمہ کی علمی شخصیات میں سے ہیں، علامہ سید عیدروس البار کے چھوٹے بھائی علامہ سید ابوبکر بن سالم البار رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۸۴ھ) اور آپ کے والد ماجد علامہ سید سالم بن عیدروس البار رحمۃ اللہ علیہ نے فاضل بریلوی سے خلافت پائی۔ (الاجازات المتینہ، ص ۵۰، اهل الحجاز، ص ۲۶۷۔۲۷۳، الدلیل المشیر، ص ۳۳۰۔۳۳۷، سیر وتراجم، ص ۲۱۸۔۲۲۰، نشر الدرر، ص ۴۲)

[۷۳]۔ علامہ سید صالح بن علوی بن صالح بن عقیل شافعی (م ۱۳۵۹ھ/ ۱۹۴۰ء) کو ۱۳۳۲ء میں مسجد حرام میں تدریس کی اجازت ملی، مکہ مکرمہ میں سادات علویہ بڑی تعداد میں آباد ہیں جن میں صاحبان علم وفضل موجود رہے، یہ خاندان پانچویں صدی ہجری کے امام سید علوی بن عبیداللہ رحمۃ اللہ علیہ کی نسل ہونے کی بنا پر علوی کہلاتا ہے جن کا سلسلہ نسب امام زین العابدین بن امام حسین رضی اللہ عنہم سے جاملتا ہے، اس خاندان کے معاملات کو بہتر طور پر چلانے کے لئے ہر

دور میں ایک سربراہ منتخب کیا جاتا جسے ''شیخ السادۃ العلویہ'' کہتے تھے، عثمانی وھاشمی دور تک مسلمانان عالم نیز حکومت کے ہاں اس منصب کو خاص اعزاز واہمیت حاصل تھی، علامہ سید صالح شافعی اس پر خدمات انجام دینے والے آخری فرد تھے، سعودی عہد آیا تو اس منصب کو غیر مؤثر کر دیا گیا، علامہ سید صالح سے قبل ان کے گھرانہ سے علامہ سید اسحاق بن عقیل (م ۱۲۷۱ھ)، علامہ سید عبداللہ بن عقیل اور علامہ سید محمد بن اسحاق اس منصب پر تعینات رہ چکے تھے، علاوہ ازیں آپ کے والد علامہ سید علوی بن صالح (م ۱۳۳۸ھ) بھی عالم دین اور آپ پردادا علامہ سید عقیل مکی شافعی (م ۱۲۴۷ھ) صاحب تصانیف تھے، آج کے مکہ مکرمہ میں اس گھرانہ میں علامہ سید صالح کے بھتیجے علامہ سید عبدالحمید بن زینی بن علوی عقیل، ماہر انساب اور علمی شخصیت ہیں۔ (سیر وتراجم، ص ۱۲۸، اھل الحجاز، ص ۲۹۶۔ ۲۹۷، مختصر نشر النور، ص ۱۲۸، ۳۳۹، ۳۴۵، نظم الدرر، ص ۱۳۸، ۱۹۰، معارف رضا ۱۹۹۸ء، ص ۱۸۳، ۱۸۵)

[۷۴]۔ شیخ بکر بن محمد سعید بابصیل شافعی (م ۱۳۴۸ھ/ ۱۹۲۹ء) مدرس مسجد حرام کے علاوہ سعودی عہد میں قاضی رہے، آپ کی اولاد بھی علم سے وابستہ رہی (سیر وتراجم، ص ۸۴۔ ۸۵)، آپ کے والد ماجد شیخ الاسلام مفتی شافعیہ شیخ محمد سعید بابصیل رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۳۰ھ) نے تقدیس الوکیل اور الدولۃ المکیہ وحسام الحرمین پر تقاریظ قلمبند کیں۔

[۷۵]۔ علامہ سید صالح شطا حسینی مکی شافعی بن علامہ سید ابوبکر شطا بن سید محمد زین الدین شطا (م ۱۳۶۹ھ/ ۱۹۵۰ء) کی عمر آٹھ برس تھی کہ آپ کے والد ماجد نے وفات پائی، شطا کہلانے کی وجہ یہ ہے کہ آپ کے دادا علامہ سید محمد زین الدین مصر کے شہر دمیاط میں واقع حضرت شیخ شطا شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر خادم خاص تھے، اسی باعث آپ سید محمد شطا مشہور ہوئے اور بعد میں یہ لقب آپ کی اولاد کی پہچان بن گیا، آپ کے والد ماجد علامہ سید ابوبکر شطا شافعی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۱۰ھ) مکہ مکرمہ کے اکابر علماء میں سے تھے جن کی متعدد تصنیفات ہیں، انہوں نے تصوف کے موضوع پر دو کتب بنام ''کفایۃ الاتقیاء ومنھاج الاصفیاء'' اور ''ھدایۃ الاذکیاء الی

طریقۃ الاولیاء'' تصنیف کیں تھیں نیز اپنے استاذ ''الدرر السنیۃ فی الرد علی الوھابیۃ'' کے مصنف علامہ سید احمد بن زینی دحلان مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات وفضائل پر مستقل کتاب ''نفحۃ الرحمٰن فی بعض مناقب السید احمد ابن زینی دحلان'' لکھی جو بقول عمر رضا کحالہ ۱۳۵۰ھ میں مصر شائع ہوئی، آپ کے چچا علامہ سید عثمان شطا شافعی بن سید محمد زین الدین شطا رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۹۵ھ) بھی عالم جلیل اور صاحب تصانیف تھے، علامہ عثمان شطا نے اپنے استاد علامہ سید احمد بن زینی دحلان کی ''شرح الاجرومیۃ'' پر تقریرات لکھیں، شطا خاندان مکہ مکرمہ میں متعدد علماء ہو گزرے جن میں سید صالح شطا پہلے فرد ہیں جنہوں نے وھابیت اختیار کی پھر مملکت سعودی عرب کے بانی عبدالعزیز ال سعود (م ۱۳۷۳ھ) نے انہیں اپنا مشیر برائے صوبہ حجاز مقرر کیا نیز سعودی مجلس شوریٰ کے نائب صدر وغیرہ اہم عہدوں پر تعینات کیا۔ (شرح الاجرومیہ مع تقریرات، علامہ سید احمد دحلان وعلامہ سید عثمان شطا، طبع مصر ۱۹۵۳ء، کنز العطاء فی ترجمۃ العلامۃ السید بکری شطا، شیخ عبدالحمید قدس مکی شافعی، طبع اول ۱۳۳۰ھ مطبع حسینیہ قاہرہ، ص ۶، ۱۲، تشنیف الاسماع، ص ۲۴۵۔۲۴۶، سیر وتراجم، ص ۱۲۴۔۱۲۷، مختصر نشر النور، ص ۱۴۳۔۱۴۴، نظم الدرر، ص ۱۶۹)

[۷۶]۔ شیخ عبدالعزیز بن عمر عکاس (م ۱۳۸۳ھ/ ۱۹۶۳ء) نجد سے مشرق میں واقع احساء شہر میں پیدا ہوئے وہیں پر اپنے چچا کے علاوہ فقیہ احناف شیخ عبداللطیف بن عبدالرحمٰن ملا احسائی اور خلافت عثمانیہ کی طرف سے قاضی احساء شیخ عبیداللہ پشاوری سے تعلیم پائی، مزید حصول علم کے لئے مکہ مکرمہ کی راہ لی اور وہاں کے علماء سے مختلف علوم پڑھے، پھر بادشاہ عبدالعزیز ال سعود نے شیخ عکاس کو جبیل شہر کا قاضی مقرر کیا اور ۱۳۷۳ھ میں محکمہ امر بالمعروف میں احساء اور اس سے ملحقہ علاقوں کے لئے صدر نامزد کیا۔ (سیر وتراجم، ص ۱۸۸۔۱۸۹)

[۷۷]۔ شیخ محمد علی بلخیور (م ۱۳۳۸ھ/ ۱۹۲۰ء) کے دیگر اساتذہ میں شیخ صالح بافضل (م ۱۳۳۳ھ)، شیخ عمر باجنید (م ۱۳۵۴ھ) اور شیخ محمد سعید بابصیل شافعی رحمہم اللہ تعالیٰ کے اسماء گرامی شامل ہیں، شیخ بلخیور جب مدرس ہوئے تو مسجد حرام میں باب داؤدیہ کے سامنے حلقہ

درس منعقد کرتے۔ (سیر وتراجم، ص۲۴۹۔۲۵۱)

[۷۸]۔عرب وعجم سے تعلق رکھنے والے جن علماء ومشائخ کو فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے خلافت عطا کی ان کے ناموں کی حتمی فہرست تاحال منظر عام پر نہیں آئی، الدلیل المشیر سے معلوم ہوا کہ شیخ احمد بن عبداللہ ناضرین مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (م۱۳۷۰ھ/۱۹۵۰ء) نے فاضل بریلوی سے خلافت پائی۔ (بلوغ الامانی، ص۶۵، تشنیف الاسماع، ص۵۹۔۶۰، الدلیل المشیر، ص۴۷۔۵۱، نشر الدرر، ص۲۴)

[۷۹]۔ شیخ حسن یمانی بن شیخ محمد سعید یمانی مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (م۱۳۹۱ھ/۱۹۷۱ء) مسجد حرام کے باب النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب درس دیا کرتے، آپ کے تلامذہ میں حجاز مقدس کے مشہور محقق وسعودی علماء سپریم کونسل کے رکن پروفیسر ڈاکٹر عبدالوھاب ابوسلیمان مکی (پ۱۳۵۵ھ) اہم نام ہیں۔ (روزنامہ عکاظ جدہ، ریاض، ۲۴رنومبر۱۹۹۷ء، ص۴، بلوغ الامانی، ص۶۴۔۶۵)، آپ کے والد ماجد شیخ محمد سعید یمانی مکی رحمۃ اللہ علیہ (م۱۳۵۴ھ) نے حسام الحرمین پر تقریظ لکھی۔

[۸۰]۔ شیخ سالم شفی مکی (م۱۳۷۳ھ/۱۹۵۳ء) مسجد حرام میں مدرس کے علاوہ ھاشمی عہد کے مکہ مکرمہ میں فوری انصاف فراہم کرنے والی عدالت کے قاضی اور پھر سعودی عہد میں اعلیٰ عدالت میں قاضی ونائب تعینات رہے۔ (سیر وتراجم، ص۱۱۳۔۱۱۵، نشر الدرر، ص۳۳)

[۸۱]۔ مختصر نشر النور، ص۱۳۰، نظم الدرر، ص۱۶۸

[۸۲]۔ حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین، مولانا احمد رضا خاں بریلوی، مکتبہ نبویہ لاہور، طبع ۱۹۷۵ء، ص۷۹

[۸۳]۔ الاجازات المتینہ، ص۳۳

[۸۴]۔ ایضاً ص۴۹

[۸۵]۔ مختصر نشر النور، ص۱۲۹

[۸۶]۔ سیروتراجم، ص۷۲، اھل الحجاز، ص۲۵۸، سالنامہ معارف رضا ۱۹۹۹ء، ص۱۹۴

[۸۷]۔ شیخ عبداللہ بن محمد غازی ہندی مکی (م۱۳۶۵ھ/ ۱۹۴۶ء) مدرس صولتیہ میں کتب خانہ کے محافظ تھے، آپ علماء مکہ کے اہم سوانح نگار تھے، نشرالنور کی تلخیص نظم الدرر کے نام سے تیار کی پھر اس کا تکملہ نثر الدرر تصنیف کیا۔ تاریخ وسیر وغیرہ موضوعات پر عربی میں آٹھ ضخیم تصنیفات ہیں جن میں سے ایک ''فتح القوی'' شائع ہوئی اور باقی کے مخطوطات محفوظ ہیں۔ (فتح القوی فی ذکر اسانید السید حسین الحبشی العلوی، شیخ عبداللہ غازی، طبع اول ۱۴۱۸ھ/ ۱۹۹۷ء، ناشر سید محمد حبشی مکہ مکرمہ، ص۸۵۔۹۳)

[۸۸]۔ نظم الدرر حاشیہ، ص۱۶۸

[۸۹]۔ سیروتراجم، ص۱۶۰۔۱۶۲، مختصر نشرالنور، ص۲۴۱۔۲۴۲، نظم الدرر، ص۱۸۴۔۱۸۵

[۹۰]۔ امدادالفتاح، ص۳۷۸

[۹۱]۔ ملا یوسف بن الحاج اسماعیل بنگالی مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے، قرآن مجید حفظ کیا پھر ہندوستان آکر مزید تعلیم حاصل کی اور واپس مکہ مکرمہ پہنچ کر شادی کی اور مدرسہ صولتیہ نیز مسجد حرام میں مدرس تعینات ہوئے، آپ کا سن ولادت ووفات کہیں درج نہیں لیکن اتنا واضح ہے کہ آپ نے ۱۳۰۸ھ کے بعد مکہ مکرمہ میں وفات پائی، آپ کے دو بیٹے یعقوب اور ایوب نام کے تھے۔ (مختصر نشرالنور، ص۵۱۹، نظم الدرر، ص۲۱۵)

[۹۲]۔ شیخ عبدالحمید بخش ہندی مکی (م۱۳۲۵ھ/ ۱۹۰۷ء) بچپن میں ہندستان سے ہجرت کر کے مکہ مکرمہ پہنچے جہاں قرآن مجید حفظ کیا اور دیگر علوم حاصل کئے، آپ ماہر فلکیات ہے اور خلق کثیر نے آپ سے استفادہ کیا، آپ عالم فاضل، زاہد وعابد اور بکثرت تلاوت قرآن مجید کے پابند تھے، مکہ مکرمہ میں ہی وفات پائی۔ (مختصر نشرالنور، ص۲۳۵، نظم الدرر، ص۱۹۴)

[۹۳]۔ سیر وتراجم، ص۱۶۰۔۱۶۲

[۹۴]۔ مختصر نشر النور، ص۲۴۱۔۲۴۲، نظم الدرر، ص۱۸۴۔۱۸۵

[۹۵]۔ نثر الدرر، ص۷۷

[۹۶]۔ علامہ سید حسین شطا ابن سید ابو بکر شطا مکی شافعی (م۱۳۵۵ھ/ ۱۹۳۶ء) کے دیگر اساتذہ میں آپ کے بھائی علامہ سید احمد شطا (م۱۳۳۲ھ) کے علاوہ مفتی شافعیہ علامہ سید حسین حبشی مکی (م۱۳۳۰ھ)، شیخ محمد یوسف خیاط مکی (وفات انڈونیشیا) اور علامہ سید عبداللہ دحلان مکی شافعی (م۱۳۶۰ھ انڈونیشیا) کے نام شامل ہیں، سید حسین شطا جب مسجد حرام میں مدرس ہوئے تو باب زیادۃ کے برآمدہ میں حلقہ درس منعقد کیا کرتے، آپ کے بیٹے سید علوی شطا مدرسہ عزیزیہ مکہ مکرمہ کے ادارہ سے طویل عرصہ وابستہ رہے پھر طائف شہر میں محکمہ بجلی کے سربراہ ہوئے۔ (سیر وتراجم، ص۹۳۔۹۵، اهل الحجاز، ص۲۹۵۔۲۹۶)

[۹۷]۔ شیخ خلیفہ بن حمد نبہانی مالکی (م۱۳۵۴ھ/ ۱۹۳۵ء) بحرین میں پیدا ہوئے اور ۱۲۸۷ھ میں جب کہ آپ کی عمر سترہ برس تھی، آپ ہجرت کر کے مکہ مکرمہ پہنچے اور مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ نیز وہاں پر وارد ہونے والے عالم اسلام کے اکابر علماء سے مختلف علوم وفنون اخذ کئے، پھر ۱۳۲۳ھ میں مسجد حرام میں مدرس نیز مالکیہ کے امام مقرر ہوئے، وُپ ماہر غوطہ خور، انجینئیر، علم فلک وتوقیت کے ماہر، سیاح، متعدد کتب کے مصنف اور فقیہ مالکی تھے، ایک بار حج کے ایام میں ایک حاجی زمزم کے کنواں میں گر کر مر گئے تو حکومت نے نعش باہر نکالنے اور کنویں کی صفائی کے لئے بندرگاہ جدہ سے چند ماہر غواص طلب کئے، لیکن وہ کنویں میں اترنے کی ہمت نہ کر پائے، اس پر شیخ خلیفہ نبہانی تن تنہا اس میں اترے اور نہ صرف نعش کو باہر نکالا بلکہ پانی کے اندر موجود ملبہ کے مقامات کی نشان دہی کی نیز پانی کی پیائش لی، ۱۳۲۶ھ میں آپ نہر زبیدہ وچشمہ زعفران کے انجینئیر بنائے گئے، آپ نہر زبیدہ میں داخل ہوئے اور اس کے تمام حصوں کا معائنہ کرنے کے بعد اس سے ملحق دوسرے چشمہ سے باہر نکلے، علاوہ ازیں آپ مکہ مکرمہ میں توقیت پر تحقیق کرنے

والے ادارہ کے سربراہ تھے، آپ انڈونیشیا، بصرہ، سنگاپور، مسقط، عدن، زنجبار، کویت اور افریقہ کی سیاحت کی، آپ کی تصنیفات کے نام یہ ہیں:

الوسیلۃ المرعیۃ لمعرفۃ الاوقات الشرعیہ، جداول الدائرۃ المغناطیسیۃ لمعرفۃ القبلۃ الاسلامیۃ، التقریرات النفیسۃ فی بیان البسیطۃ والکبیسۃ، منظومۃ فی منازل القمر، مجموعۃ رسائل فی علم الفلک، رسالۃ رسم البسائط، ثمرات الوسیلۃ لمن اراد الفضیلۃ فی العمل بالربع المجیب، آپ کے شاگردوں میں امام سید علوی بن عباس مالکی مکی رحمۃ اللہ علیہ (م۱۳۹۱ھ) اہم نام ہے، آپ کے حالات پر آپ کے ایک اور شاگرد شیخ محمد یاسین فادانی مکی شافعی نے مستقل کتاب ''فیض الرحمٰن فی اسانید وترجمۃ شیخنا خلیفۃ بن حمد آل نبھان'' تصنیف کی، شیخ خلیفہ کا سن وفات سیر وتراجم میں ۱۳۶۲ھ اور نشر الدرر میں یکم ذیقعدہ ۱۳۵۳ھ مذکور ہے۔ (بلوغ الامانی، ص۵۲، تشنیف الاسماع، ص۱۹۰-۱۹۳، سیر وتراجم، ص۱۰۱-۱۰۴)

[۹۸]۔ شیخ صالح بن شیخ محمد سعید یمانی مکی شافعی (پ۱۳۱۰ھ/۱۸۹۲ء) آپ شیخ عبدالرحمٰن دھان کے خاص شاگرد تھے، آپ عالم شباب میں مسجد حرام میں مدرس ہوئے جہاں باب عمرہ کے قریب حلقہ درس منعقد کرتے، حجاز مقدس میں انقلاب برپا ہوا تو اس دوران آپ ترک وطن کر کے انڈونیشیا چلے گئے جہاں آپ کے والد کے شاگردوں نے آپ کی بھرپور پذیرائی کی اور آپ وہاں لغت نیز فقہ شافعی پڑھانے میں مشغول ہو گئے اور کئی عشروں بعد ۱۳۷۰ھ میں واپس مکہ مکرمہ لوٹے جہاں مجلس شوریٰ کے رکن بنائے گئے۔ (اھل الحجاز، ص۲۹۷-۲۹۸، سیر وتراجم، ص۱۲۹-۱۳۰)

[۹۹]۔ شیخ عبدالحمید قدس مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (۱۳۳۴ھ/ ۱۹۱۶ء) نے مختلف موضوعات پر نظم ونثر میں تیس سے زائد تصنیفات یادگار چھوڑیں جن میں سے چند نام یہ ہیں: المفاخر السنیۃ مخطوط مکتبہ مکہ مکرمہ، قصۃ المولد النبوی الشریف مخطاط مکتبہ مکہ مکرمہ، رسالۃ فی تراجم علماء مکۃ مخطوط مکتبہ حرم مکی، الجوھر المضیۃ فی الاخلاق المرضیۃ المأثورۃ عن خیر البریۃ منظوم طبع

مصر ۱۳۱۹ھ، الذخائر القدسیۃ فی زیارۃ خیر البریۃ طبع اول مصر ۱۳۲۱ھ، انذار الحاضر والبادعن کتابۃ اسم معظم علی الکفن بمایثبت جرمہ کالمواد، طبع مصر ۱۳۲۲ھ، ارشاد المھتدی الی شرح کفایۃ المبتدی، طبع مصر ۱۳۰۹ھ، الانوار السنیۃ علی الدرر البھیۃ، طبع مکہ مکرمہ ۱۳۱۳ھ، جزء تفسیر القرآن العظیم (انڈونیشی زبان)، طبع مصر ۱۳۲۲ھ، آج کے دور میں آپ کے ایک پوتے محمد علی قدس حجاز مقدس کے اہم ادباء میں شمار ہوتے ہیں اور دوسرے پوتے ڈاکٹر عصام عمر قدس جدہ شہر میں واقع آنکھوں کے سب سے بڑے ہسپتال ''مستشفی العیون'' کے ڈائریکٹر ہیں۔ (کنز النجاح والسرور فی الادعیۃ التی تشرح الصدور، شیخ عبدالحمید قدس، طبع ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء، تقدیم از قلم محمد علی قدس، فھرس مخطوطات مکتبۃ مکۃ المکرمۃ۔ قسم التاریخ، ڈاکٹر محمد حبیب ھیلہ، طبع اول ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۴ء مؤسسۃ الفرقان للتراث الاسلامی لندن، ص ۷۶۔ ۷۷، فھرس دار الکتب المصریۃ، ج ۱، ص ۲۸۵، ۲۹۹، ۴۹۹، معجم مؤلفی مخطوطات مکتبۃ الحرم المکی الشریف، ص ۴۰۳)

[۱۰۰]۔ شیخ عیسیٰ رواس مکی حنفی رحمۃ اللہ علیہ (۱۳۶۵ھ/ ۱۹۴۶ء)، آپ شیخ عبدالرحمٰن دھان کے شاگرد خاص تھے، علاوہ ازیں مدینہ منورہ میں مولانا عبدالباقی لکھنوی مدنی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۶۴ھ) سے استفادہ کیا، پھر مسجد حرام کے علاوہ مدرسہ فلاح مکہ مکرمہ میں طویل عرصہ مدرس رہے، نیز اپنے گھر پر بھی تدریس جاری رکھی، آپ عمر بھر روضہ اقدس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے پابہ رکاب رہے اور اس نیت سے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کے لاتعداد سفر کئے، آپ جرأت وشجاعت میں مشہور تھے، آپ شیخ عبدالرحمٰن دھان رحمۃ اللہ علیہ کے پہلو میں آسودۂ خاک ہوئے۔ (اھل احجاز، ص ۲۹۹۔۳۰۱، الدلیل المشیر، ص ۳۳۷، سیر وتراجم، ص ۲۱۵۔۲۱۷)

[۱۰۱]۔ شیخ محمد کامل سندھی (م ۱۳۵۴ھ) مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے، مسجد حرام میں شیخ عبدالرحمٰن دھان کے علاوہ شیخ محمد صالح کمال حنفی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۳۲ھ) اور مفتی شافعیہ شیخ محمد سعید بابصیل رحمۃ اللہ علیہ سے تعلیم پائی پھر مسجد حرام کی انتظامیہ میں ملازمت اختیار کی اور ائمہ

وموذنین، مدرسین ومعلمین کے معاملات پر نگران مقرر ہوئے نیز حلقہ درس قائم کیا، آپ کے تین بیٹے ہوئے، شیخ عبدالسلام، شیخ عبداللہ کامل اور شیخ سعید، اول الذکر اپنے والد کی جگہ ملازم ہوئے جبکہ ثانی الذکر سعودی عہد میں ایوان شاہی میں مختلف اہم عہدوں پر تعینات رہے۔ (سیر وتراجم، ص ۲۴۶۔۲۴۸)

[۱۰۲]۔ شیخ محمد علی رھینی (م ۱۳۵۱ھ) مسجد حرام میں باب داؤدیہ وباب عمرہ کے درمیان برآمدہ میں انڈونیشیا کے طلباء کو قرآن مجید کی تعلیم اورفن تجوید سکھاتے۔ (اھل الحجاز، ص ۳۰۸، سیر وتراجم، ص ۲۵۷۔۲۵۹)

[۱۰۳]۔ شیخ محمد بن شیخ خلیفہ نبھانی مالکی (م ۱۳۷۰ھ) مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے، مسجد حرام ومدرسہ صولتیہ میں تعلیم پائی، ۱۳۳۱ھ میں بحرین کا مطالعاتی دورہ کیا پھر وہیں سے عراق پہنچے اور بصرہ شہر کے قاضی بنائے گئے جہاں پہلی جنگ عظیم کے دوران انگریزوں نے آپ کو قید وبند میں مبتلا کیا، آپ نے تاریخ وغیرہ موضوعات پر نظم ونثر میں بارہ کتب تصنیف کیں جو مصر سے طبع ہوکر پوری دنیا عرب تک پہنچیں پھر ان کے مزید ایڈیشن شائع ہوئے۔ (الاعلام، ج ۶، ص ۱۱۱، سیر وتراجم، ص ۲۷۵۔۲۷۷)

[۱۰۴]۔ شیخ حامد بن شیخ عبداللہ قاری ہندی مکی (م ۱۳۹۶ھ/ ۱۹۷۶ء) کے والد شیخ عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۳۷ھ) مکہ مکرمہ میں شیخ القراء تھے، اس خاندان کے متعدد افراد حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۵۶ھ) کے حلقہ ارادت میں شامل تھے، شیخ احمد قاری نے مسجد حرام ومدرسہ صولتیہ میں تعلیم پائی پھر ترکوں کے عہد میں ۱۳۳۱ھ میں مدرسہ صولتیہ اور ۱۳۳۲ھ میں مسجد حرام میں مدرس ہوئے، ھاشمی عہد حکومت نے مدرسہ راقیہ قائم کیا تو ۱۳۳۷ھ میں آپ کو اس میں مدرس مقرر کیا، ۱۳۳۹ھ میں بندرگاہ ینبع کے قاضی بنائے گئے اور ۱۳۴۳ھ میں حجاز مقدس میں سعودی انقلاب برپا ہوا تو شیخ حامد قاری مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے ہندوستان پھر انڈونیشیا اور سنگاپور پہنچے پھر جزیرہ بورنیو کی راہ لی، آپ جہاں بھی مقیم رہے تدریس کا سلسلہ

جاری رکھا، ۱۳۵۸ھ میں واپس مکہ مکرمہ پہنچے اور مدرسہ تحضیر البعاث میں مدرس ہوئے، ۱۳۵۹ھ میں قاضی طائف کے معاون، ۱۳۶۴ھ میں قنفذہ کے قاضی اور ۱۳۶۶ھ میں دوبارہ قاضی ینبع بنائے گئے، جہاں سے ۱۳۸۵ھ میں ریٹائرڈ ہوئے، آپ نے تفسیر، اصول حدیث اور منطق کے موضوعات پر چند کتب تصنیف کیں، مکہ مکرمہ میں ہی وفات پائی، آپ کے تین بیٹے شیخ محمد قاری، شیخ شاکر قاری و شیخ عبدالباری نام کے ہوئے جن میں سے اول الذکر علم فرائض کے ماہر اور مکہ مکرمہ شرعی عدالت سے وابستہ رہے۔(مجلۃ الاحکام الشرعیۃ، شیخ احمد بن عبداللہ قاری (م ۱۳۵۹ھ)، تقدیم از قلم ڈاکٹر عبدالوھاب ابوسلیمان مکی و ڈاکٹر محمد ابراہیم احمد علی مکی، مکتبہ تھامہ جدہ، طبع اول ۱۴۰۱ھ/ ۱۹۸۱ء، ص ۶۸۔۷۰، ماہنامہ المنھل جدہ، اپریل ۱۹۷۶ء، شیخ ماجد کیرانوی مکی کا مضمون بعنوان ''الشیخ حامد عبداللہ قاری'' ص ۲۹۵۔۲۹۶، تجلیات مہر انور، مفتی سید شاہ حسین گردیزی، طبع اول ۱۴۱۲ھ/۱۹۹۲ء مکتبہ مہریہ گولڑا شریف اسلام آباد، مختلف صفحات)

[۱۰۵]۔ شیخ حسن بن محمد مشاط مکی مالکی رحمتہ اللہ علیہ (م ۱۳۹۹ھ/ ۱۹۷۹ء) شیخ عبدالرحمن دھان کے شاگرد خاص تھے، آپ سے صحیح مسلم وغیرہ کتب پڑھیں، شیخ مشاط کے دیگر اساتذہ میں شیخ حمدان بن محمد الجزائری ونیسی مدنی (م ۱۳۳۸ھ)، شیخ محمد علی مالکی اور مولانا عبدالباقی لکھنوی مدنی وغیرہ علماء ہیں، بعد ازاں آپ عمر بھر مسجد حرام و مدرسہ صولتیہ میں تدریسی خدمات انجام دیتے رہے، ۱۳۷۲ھ میں مجلس شوریٰ کے رکن بنائے گئے، آپ نے مختلف موضوعات پر پندرہ کتب تصنیف و تالیف کیں جن میں امام الہمام شیخ العلوم قطب زماں مصر کے اکابر صوفیاء کرام کے سلسلہ کلوتیہ کے پیر طریقت سیدی علامہ سید احمد دردیر مالکی رحمتہ اللہ علیہ (م ۱۲۰۱ھ) کی علم توحید پر منظوم کتاب ''الخریدۃ البھیۃ'' کی شرح بنام ''البھجۃ السنیۃ فی شرح الخریدۃ'' ایک اہم کتاب ہے جو انڈونیشیا سے شائع ہوئی اور وہاں کے نھضۃ الوطن نامی مدارس کی تمام شاخوں کے نصاب میں شامل کی گئی، آپ کی دوسری اہم کتاب ''انارۃ الدجیٰ فی مغازی خیر الوریٰ صلی اللہ علیہ وسلم'' ہے جو علامہ احمد بن محمد بدوی مجلسی شنقیطی (م ۱۲۲۰ھ) کی غزوات النبی

صلی اللہ علیہ وسلم پر منظوم کتاب کی شرح ہے جس میں تیس غزوات کے واقعات درج ہیں، شیخ حسن مشاط نے سوڈان، مصر، شام اور لبنان کے دورے کئے، مصر میں شیخ محمد زاہد الکوثری (م ۱۳۷۱ھ)، شیخ سلامت عزامی قضاعی اور شیخ مصطفیٰ حمامی (م ۱۳۶۹ھ) اور شام میں علامہ سید صالح فرفور حنفی (م ۱۴۰۷ھ) وشیخ عبدالوھاب صلاحی رشیدی دمشقی (م ۱۳۸۲ھ) وغیرہ اکابر علماء ومشائخ اہل سنت سے ملاقاتیں کیں، آپ کے ایک فرزند شیخ احمد مشاط (پ ۱۳۴۰ھ) ہوئے جو حافظ قرآن وعالم دین تھے، جن کے تین بیٹے محمود مشاط، محمد مشاط اور جمیل مشاط ہیں جو علم وادب سے وابستہ ہیں ان میں ثانی الذکر سعودی عرب کے مشہور شاعر وادیب ہیں، شیخ حسن مشاط کے شاگرد ڈاکٹر عبدالوھاب ابوسلیمان مکی نے اپنے استاد کی دو تصنیفات انارۃ الدجیٰ اور الجواھر الثمینہ پر تحقیق وتخریج کی نیز حواشی لکھے اور ان کے آغاز میں آپ کے حالات قلمبند کئے بالخصوص آخر الذکر کتاب میں آپ کے مفصل حالات درج ہیں جو شیخ مشاط کی وفات کے بعد شائع ہوئی۔ (الجواھر الثمینہ فی بیان ادلۃ عالم المدینہ، شیخ حسن مشاط ڈاکٹر عبدالوھاب ابوسلیمان، طبع دوم ۱۴۱۱ھ/۱۹۹۰ء دارالغرب الاسلامی بیروت، ص ۱۷۔۷۲، انارۃ الدجیٰ فی مغازی خیر الوریٰ صلی اللہ علیہ وسلم، شارح شیخ حسن مشاط، تحقیق ڈاکٹر عبدالوھاب ابوسلیمان، طبع چہارم ۱۴۱۴ھ، دارالغرب الاسلامی بیروت، ج ۱، ص ۳۱۔۵۲، ماہنامہ اھلاً وسھلاً، جدہ نومبر ۱۹۹۸ء، محمد مشاط کی نظم بعنوان ''ان تکلفت الھویٰ''، ص ۶۳، اعلام الحجاز، ج ۳، ص ۳۰۷۔۳۳۵، تشنیف الاسماع، ص ۱۵۹۔۱۶۳، نثر الدرر، ص ۲۷)

[۱۰۶]۔ علامہ سید محمد نور کتبی حسنی مکی مدنی (۱۴۰۲ھ/۱۹۸۲ء) کا خاندان ہندوستان کے ضلع فیض آباد میں آباد تھا، آپ کے والد علامہ سید ابراہیم کتبی (م ۱۳۶۸ھ) حصول علم کے لئے ۱۲۸۹ھ میں ہندوستان سے نکلے اور افغانستان وایران سے ہوتے ہوئے عراق پہنچے جہاں بغداد میں مزار سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے سجادہ نشین کے ہاں سالہا سال مقیم رہ کر درس وتدریس میں مشغول رہے، پھر وہاں سے مدینہ منورہ حاضر ہونے کے بعد مکہ مکرمہ پہنچے جہاں

مستقل قیام کر کے کتابوں کی تجارت شروع کی تا آنکہ وہیں پر وفات پائی، آپ کے بیٹے علامہ سید محمد نور مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے مدرسہ صولتیہ میں تعلیم پائی پھر سعودی عہد کے ابتدائی ایام میں مسجد حرام میں نماز ظہر کے امام مقرر ہوئے، نیز محکمہ عدل سے وابستہ ہوئے اور مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ کے قاضی تعینات رہے، ۱۳۴۶ھ میں وہابی عقائد کے تحفظ کے لئے کام کرنے والے سرکاری ادارہ امر بالمعروف کی شاخ مکہ مکرمہ کے صدر بنائے گئے، آپ کی ایک تصنیف ''الحجۃ المعتمرۃ فی مناسک الحج والعمرۃ علی المذاھب الاربعۃ'' مصر سے شائع ہوئی، مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ (اعلام من ارض النبوۃ، سید انس بن یعقوب بن ابراہیم کتبی حسنی مدنی، طبع اول ۱۴۱۵ھ/ ۱۹۹۴ء، مطابع دار البلاد جدہ، ج ۲، ص ۱۸۷۔۲۰۶، رجال من مکۃ المکرمۃ، سید زہیر بن محمد جمیل بن ابراہیم کتبی حسنی مکی، طبع اول ۱۴۱۲ھ/ ۱۹۹۲ء، مطابع دار الفنون جدہ، ج ۳، ص ۱۰۸۔۱۲۳)

[۱۰۷]۔ شیخ محمد بن علی ترکی حنبلی (م ۱۳۸۰ھ/ ۱۹۶۰ء) علاقہ نجد کے شہر عنیزہ میں پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم وطن میں پائی پھر ۱۳۳۵ھ میں مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ میں داخلہ لیا نیز مسجد حرام میں قائم حلقات دروس میں حاضر ہوئے، شیخ عبدالرحمٰن دھان سے علم حدیث پڑھا، ۱۳۳۷ھ میں شیخ ترکی ہندوستان آئے جہاں دہلی، بمبئی، حیدرآباد اور کلکتہ میں علم حدیث اخذ کیا، ۱۳۴۰ھ میں مصر و فلسطین اور شام کا سفر کیا، ۱۳۵۷ھ میں ریاض اور خلیج کے دیگر علاقوں کا دورہ کیا پھر حرمین شریفین میں مدرس مقرر ہوئے، ۱۳۴۵ھ میں قاضی مدینہ منورہ بنائے گئے، ان ایام میں شیخ سید عبدالقادر اسکندرانی گیلانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۶۲ھ) نام کے ایک اہم اہلسنت عالم تھے جنہوں نے دمشق سے ماہنامہ ''الحقائق'' (سن اجراء ۱۳۲۸ھ) جاری کیا تھا، جس میں عقائد اہل سنت کی تشریح و توضیح نیز وہابیہ و دیوبندیہ کی تردید میں مقالات شائع کئے جاتے تھے نیز علامہ اسکندرانی نے خود رد وہابیت پر دو کتب ''النفحۃ الزکیہ فی الرد علی شبہ الفرقۃ الوھابیۃ'' اور ''الحجۃ المرضیۃ فی اثبات الواسطۃ التی نفتھا الوھابیۃ'' تصنیف کر کے شائع کیں جس پر شیخ محمد ترکی نے قیام دمشق کے دوران علامہ اسکندرانی کے خلاف ایک کتاب ''النفحۃ

علی النفحة والمنحة ''تصنیف کی جو ناصر الدین حجازی کے فرضی نام سے دمشق سے شائع کی گئی، شیخ ترکی مدینہ منورہ میں مولوی حسین احمد فیض آبادی دیوبندی (م ۱۳۷۷ھ) کے بڑے بھائی مولوی احمد فیض آبادی (م ۱۳۵۸ھ) کے قائم کردہ مدرسہ علوم شرعیہ (سن تاسیس ۱۳۴۰ھ) میں مدرس رہے، ھاشمی عہد میں اہل مدینہ منورہ نے حکومت سے یہ شکایت کی کہ مذکورہ مدرسہ وھابیت پھیلانے کی کوشش کررہا ہے، ان دنوں عالم جلیل شیخ عبدالقادر شلبی طرابلسی مدنی حنفی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۶۹ھ) محکمہ تعلیم مدینہ منورہ کے ناظم تھے، آپ نے تحقیق کے بعد اس مدرسہ کو مقفل کرنے کے احکامات جاری کئے چنانچہ حجاز مقدس پر ال سعود کی حکمرانی قائم ہونے کے بعد اس کے دروازے دوبارہ کھل پائے۔ (اعلام من ارض النبوۃ، ج ۲، ص ۳۵۔۴۴، نیز ص ۱۷۹۔۱۸۵، تاریخ علماء دمشق، ج ۲، ص ۵۷۳۔۵۷۴، نثر الدرر، ص ۶۴)

[۱۰۸]۔ شیخ عبداللہ حمدوہ حسینی (م ۱۳۵۰ھ/ ۱۹۳۱ء) سوڈان میں پیدا ہوئے، قرآن مجید حفظ کیا اور قرأت سیکھی پھر ہجرت کرکے مکہ مکرمہ پہنچے جہاں مزید تعلیم حاصل کی اور مدینہ منورہ حاضر ہو کر وہاں تعلیم قرآن کریم کا مدرسہ بنا کر ایک برس مقیم رہے پھر واپس مکہ مکرمہ آئے اور مدرسہ قائم کرکے اس میں قرآن مجید و تجوید کی تعلیم دینے لگے، ۱۳۳۰ھ میں مکہ مکرمہ میں مدرسہ فلاح قائم ہوا تو آپ اس سے وابستہ ہوگئے، ۱۳۳۶ھ میں اس کے ناظم اعلیٰ مقرر ہوئے اور وفات تک یہ ذمہ داری نبھائی، آپ ھاشمی عہد میں مجلس شوریٰ کے رکن اور سعودی عہد کے ابتدائی ایام میں مسجد حرام کے امام تعینات رہے، آپ کی تصنیفات میں ''مفتاح التجوید'' وغیرہ کتب ہیں۔ (بلوغ الامانی، ص ۳۳، الدلیل المشیر، ص ۱۹۳۔۱۹۶، نثر الدرر، ص ۴۱۔۴۲)

[۱۰۹]۔ شیخ محمد عربی بن تبانی مالکی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۹۰ھ/ ۱۹۷۰ء) الجزائر میں پیدا ہوئے، قرآن مجید حفظ کرنے اور ابتدائی تعلیم کے بعد تیونس جا کر زیتونہ یونیورسٹی کے علماء سے استفادہ کیا، دوسری جنگ عظیم سے پہلے مدینہ منورہ پہنچے اور وہاں کے بعض علماء سے اخذ کیا، ۱۳۳۶ھ میں مکہ مکرمہ حاضر ہوئے اور شیخ عبدالرحمٰن دھان سے مختلف علوم کی متعدد کتب پڑھیں،

۱۳۳۸ھ میں مدرسہ فلاح مکہ مکرمہ میں مدرس مقرر ہوئے نیز مسجد حرام میں حلقہ درس قائم کیا جہاں خلق کثیر آپ سے فیض یاب ہوئی، آپ کی متعدد تصنیفات میں سے چند کے نام یہ ہیں: **اتحاف ذوی النجابة بما فی القرآن والسنة من فضائل الصحابة، اعتقاد اهل الایمان بنزول المسیح ابن مریم علیه وعلی نبینا السلام آخر زمان، اسعاف المسلمین والمسلمات بجواز القرأة ووصول ثوابها الی الاموات، برأة الاشعریین، ادراک الغایة من تعقب ابن کثیر فی البدایة**، نیز علامہ ابن قیم کی تصنیف زاد المعاد میں درج بعض مسائل کے رد میں ایک کتاب لکھی، آپ کی وفات مکہ مکرمہ میں اور تدفین جنت المعلیٰ قبرستان میں ہوئی اور متعدد بار ایسا ہوا کہ آپ کی قبر کھل گئی تو آپ کا جسم جوں کا توں پایا گیا خوشبوئیں اُٹھ رہی تھیں۔ (امداد الفتاح، ص ۳۷۷۔۳۷۹، تشنیف الاسماع، ص ۳۷۱۔۳۷۵، نشر الدرر، ص ۷۱۔۷۳)

[۱۱۰]۔ شیخ صالح بن محمد بن عبداللہ بن ادریس کلنتنی مکی شافعی (م ۱۳۷۹ھ/ ۱۹۶۰ء)

مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے اور اپنے دادا وغیرہ علماء سے تعلیم پانے کے بعد ۱۳۳۶ھ میں شیخ محمد بن یوسف خیاط رحمۃ اللہ علیہ کے قائم کردہ مدرسہ خیریہ (سن تاسیس ۱۳۲۶ھ) میں اور ۱۳۳۸ھ میں مدرسہ صولتیہ میں داخلہ لیا نیز مسجد حرام میں اکابر علماء سے تعلیم مکمل کی، ۱۳۳۸ھ پھر ۱۳۴۴ھ میں اپنے آبائی وطن انڈونیشیا گئے اور وہاں تدریس کا سلسلہ شروع کیا، ۱۳۵۰ھ میں مدرسہ صولتیہ اور ۱۳۵۶ھ میں دارالعلوم دینیہ مکہ مکرمہ میں مدرس تعینات ہوئے اس دوران حرم مکی میں وارد ہونے والے عالم اسلام کے متعدد اکابر علماء کرام سے استفادہ اٹھایا، منطق ونحو کے علوم پر آپ کی تصنیفات مقبول عام ہوئیں، آپ نے مکہ مکرمہ میں وفات پائی اور قبرستان المعلیٰ میں اپنے استاد جلیل شیخ عبدالرحمٰن دھان رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان کے مخصوص احاطہ میں آپ کی قبر بنی۔ (تشنیف الاسماع، ص ۲۴۷۔۲۴۹)

[۱۱۱]۔ شیخ محمد یحییٰ امان کتبی مکی حنفی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۸۷ھ/ ۱۹۶۷ء) نے مدرسہ

صولتیہ و مسجد حرام میں تعلیم پائی اور ۱۳۳۳ھ میں آپ نے امتحان پاس کیا جس کی بنیاد پر آپ کو م
حرام میں تدریس کی اجازت دے دی گئی، ۱۳۳۶ھ سے ۱۳۶۴ھ تک آپ مدرسہ فلاح مکہ مکر
میں استاد رہے پھر اسی برس مکہ مکرمہ عدالت کے رکن قاضی اور ۱۳۷۰ھ میں طائف کے قاض
بنائے گئے، مدرسہ فلاح سے طویل وابستگی کے دوران آپ نے روضہ حبیب اعظم صلی اللہ علیہ وآ
واصحابہ وسلم کی زیارت کے لئے لاتعداد سفر اختیار کئے، آپ کی تصنیفات یہ ہیں، مختصر الھدایۃ
التیسیر شرح منظومۃ التفسیر، تہذیب الترغیب والترھیب، نزھۃ المشتاق اور فتح العلیم الشافی۔
الدلیل المشیر، ص ۳۹۸۔۴۰۱، نثر الدرر، ص ۷۷۔۷۸)

[۱۱۲]۔ شیخ عبداللہ بن محمد ازھری فلمبانی جاوی شافعی رحمۃ اللہ علیہ مکہ مکرمہ میں پیدا
ہوئے، آپ کے دیگر اساتذہ میں علامہ سید ابوبکر شطا شافعی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ سید سلطان داغستانی
مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ محمد بن یوسف خیاط مکی رحمۃ اللہ علیہ اہم نام ہیں، شیخ عبداللہ فلمبانی
عالم جلیل، ادیب اور شاعر تھے، آپ مکہ مکرمہ سے اپنے وَبائی وطن انڈونیشیا چلے گئے، (بلوغ الامانی
ص ۱۶۳۔۱۶۴، مختصر نشر النور، ص ۲۸۶، نظم الدرر، ص ۱۹۰)

[۱۱۳]۔ شیخ محمد علی بن شیخ عبدالحمید قدس شافعی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۶۳ھ/۱۹۴۴ء) مکہ
مکرمہ میں پیدا ہوئے اور اپنے جلیل القدر والد نیز ان کے متعدد اساتذہ سے تعلیم پائی اور شیخ محمد
محفوظ ترمسی (م ۱۳۳۸ھ) سے اخذ کیا پھر قاہرہ (مصر) جا کر جامعۃ الازھر کے علماء سے استفادہ
کیا، واپس آکر اپنے والد کی طرح تدریس اور تصنیف وتالیف کا سلسلہ شروع کیا اور رد شیعت پر
ایک کتاب "السعادۃ ومطالب الاسلام فی حب الصحابۃ الکرام" نیز متعدد مقالات قلمبند کئے،
۱۳۴۳ھ میں مکہ مکرمہ پر آل سعود خاندان نے شورش کی تو بہت سے اہل حجاز کی طرح آپ نے بھی
اہل وعیال سمیت ہجرت میں ہی عافیت سمجھی اور اپنے آبائی وطن انڈونیشیا کی راہ لی، جہاں مشرقی
جاوہ میں مدرسہ محمدیہ قائم کر کے اس کے ساتھ مسجد تعمیر کرائی، نیز ایک رسالہ بنام "المرأۃ المحمدیہ"
جاری کیا پھر انڈونیشیا کے مختلف علاقوں میں اشاعت علم میں مگن رہے وہیں وفات پائی۔ (تشنیف

الاسماع، ص ۴۰۳، کنز النجاح والسرور، تقدیم، صھ۔ و)

[۱۱۴]۔ صاحب کرامات شھیرہ شیخ ابوبکر بن عَبداللہ ملا احسائی حنفی رحمتہ اللہ علیہ (م ۱۳۶۶ھ/ ۱۹۴۷ء) کا خاندان سعودی عرب کے مشرقی صوبہ میں احساء نامی علاقہ کے شہر ھفوف میں آباد ہے، صاحبِ تصانیف عدیدہ، فقیہ، محدث، مرشد شیخ ابوبکر بن محمد ملا احسائی حنفی رحمتہ اللہ علیہ (م ۱۲۷۰ھ) اس خاندان کے جد امجد تھے، شیخ ابوبکر بن عبداللہ نے شیخ عبدالرحمٰن دھان رحمتہ اللہ علیہ کے علاوہ اپنے والد شیخ عبداللہ ملا احسائی حنفی رحمتہ اللہ علیہ، علامہ سید احمد بن زینی دحلان رحمتہ اللہ علیہ، علامہ سید داؤد بن جرجیس بغدادی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ، علامہ سید ابوبکر شطا شافعی رحمتہ اللہ علیہ اور شیخ سلیمان زھدی خالدی نقشبندی مکی حنفی رحمتہ اللہ علیہ (م ۱۳۰۸ھ) کی شاگردی اختیار کی، اور خود شیخ ابوبکر بن عبداللہ کے تلامذہ میں علامہ سید علوی بن عباس مکی مالکی رحمتہ اللہ علیہ اہم نام ہے۔ (شخصیات رائدہ من بلادی، معاذ آل مبارک احسائی، دارالوطنیۃ، ج ۲، ص ۷۰، امداد الفتاح، ص ۳۸۱) شیخ ابوبکر بن عبداللہ کے ایک فرزند فقیہ حنفی و مربی شیخ محمد بن ابوبکر ملا احسائی حنفی رحمتہ اللہ علیہ (م ۱۳۹۵ھ) نے مولانا ضیاء الدین احمد قادری مہاجر مدنی رحمتہ اللہ علیہ (م ۱۴۰۱ھ) سے خلافت پائی، اور آپ کے دوسرے فرزند فقیہ، محدث، شاعر شیخ عبدالرحمٰن بن ابوبکر ملا (پ ۱۳۲۳ھ) نے مدرسہ صولتیہ و مسجد حرام میں تعلیم پائی، شیخ العلماء مکہ علامہ سید محمد بن علوی مالکی (پ ۱۳۶۲ھ۔ف ۱۴۲۵ھ) کی ولادت پر تہنیتی قصیدہ لکھا، کویت کے سابق وزیر اوقاف عالم اجل و مرشد علامہ سید یوسف بن ھاشم الرفاعی کی خدمات کے اعتراف میں ایک طویل قصیدہ موزوں کیا نیز ''حوار مع المالکی'' کے مصنف شیخ عبداللہ منیع نجدی (پ ۱۳۴۹ھ) کی ہجو لکھی، موجودہ دور میں شیخ عبدالرحمٰن بن ابوبکر ملا کے علاوہ شیخ احمد بن عبداللہ بن ابوبکر ملا حنفی اور شیخ یحیٰی بن محمد بن ابوبکر ملا حنفی اس خاندان کے اہم علماء ہیں۔

[۱۱۵]۔ شیخ محمد سلیم بن مولانا محمد سعید کیرانوی مکہ (م ۱۳۹۷ھ/ ۱۹۷۷ء) مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے، مدرسہ صولتیہ و مسجد حرام میں تعلیم پائی، آپ مولانا رحمت اللہ کیرانوی مکی رحمتہ اللہ

علیہ کے بھائی مولانا علی اکبر کیرانوی کے پوتے ہیں، ۱۳۴۱ھ میں تعلیم مکمل کرنے کے بعد صولتیہ میں مدرس مقرر ہوئے، ۱۳۴۵ھ میں ہندوستان آئے اور شادی کی، ۱۳۴۸ھ میں واپس مکہ مکرمہ پہنچے اور صولتیہ میں تدریس جاری رکھی، ۱۳۵۷ھ میں آپ کے والد نے وفات پائی تو ان کی جگہ اس مدرسہ کے ناظم اعلیٰ مقرر ہوئے، ۱۳۵۸ھ میں پھر ہندوستان آئے اور دہلی میں صولتیہ کی مالی اعانت کے لئے دفتر قائم کیا، ۱۳۶۰ھ میں واپس مکہ مکرمہ چلے گئے، ۱۳۶۱ھ میں پھر ہندوستان آئے، آپ تقریباً ۵۲ برس تک مدرسہ صولتیہ سے وابستہ رہے، اردو میں چند کتب تصنیف کیں، مکہ مکرمہ میں وفات پائی۔ (ماہنامہ المنہل جدہ، ربیع الاول ۱۳۹۸ھ/ مارچ ۱۹۷۸ء، ص۲۲۲_۲۲۴، تشنیف الاسماع، ص۲۳۱_۲۳۲، نثر الدرر، ص۷۵)، دیوبندی افکار کے تعاقب میں لکھی گئی مولانا غلام دستگیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''تقدیس الوکیل عن توھین الرشید والخلیل'' پر آپ کے والد مولانا محمد سعید کیرانوی مکی رحمۃ اللہ علیہ کی تقریظ موجود ہے۔

[۱۱۶]۔ ابوالاحرار شیخ فضلی بن سعید نقشبندی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (م۱۳۵۵ھ/ ۱۹۳۶ء) انڈونیشیا کے شہر بورنیو کے قریب گاؤں میں پیدا ہوئے اور مقامی علماء سے حصول علم کے بعد مکہ مکرمہ پہنچے جہاں سالہا سال مقیم رہ کر تعلیم مکمل کی پھر واپس وطن پہنچے اور اپنے والد گرامی سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ خالدیہ میں خلافت پائی پھر اپنی آبائی خانقاہ میں بیٹھ کر عمر بھر طلباء و مریدین کی تعلیم و تربیت میں مشغول رہے، وہیں وفات پائی۔ (تشنیف الاسماع، ص۴۴۰)

[۱۱۷]۔ فہرس مخطوطات مکتبۃ مکۃ المکرمۃ، ص۳۹۹

[۱۱۸]۔ حسام الحرمین، ص۸۲_۸۳

[۱۱۹]۔ الاجازات المتینہ، ص۴۸_۴۹

[۱۲۰]۔ سیر و تراجم، ص۱۶۰، مختصر نشر النور، ص۲۴۲، نظم الدرر، ص۱۸۴

[۱۲۱]۔ شیخ عبدالرحمٰن محتشم بن مولوی معظم (م۱۲۹۴ھ/ ۱۸۷۷ء) ہندوستان سے ہجرت کر کے مکہ مکرمہ جا بسے، جہاں علم فلکیات میں خلق کثیر نے آپ سے استفادہ اٹھایا، وہیں پر

وفات پائی۔ (مختصر نشر النور، ص ۲۵۰، نظم الدرر، ص ۱۳۰)

[۱۲۲]۔ شیخ علی بن احمد باصبرین شافعی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۰۴ھ/ ۱۸۸۷ء) کے دیگر شاگردوں میں علامہ سید سالم عطاس حضرمی شافعی (م ۱۳۱۶ھ) اور شیخ مصطفیٰ عفیفی مصری مکی شافعی (م ۱۳۰۸ھ) اہم ہیں، مکتبہ مکہ مکرمہ میں شیخ باصرین کی تصنیف ''مزیل الریب ومزیح الحلک فی حقیقۃ اوقات الفرائض فی علم الفلک'' اور ریاض یونیورسٹی کی مرکزی لائبریری میں ''معاتبۃ الاحبۃ والاخوان فی علم المیقات'' کے مخطوطات موجود ہیں۔ (الاعلام، ج ۴، ص ۲۶۰، مختصر نشر النور، ص ۲۰۴، ۴۹۹، فہرس مکتبۃ مکۃ المکرمۃ، ص ۵۰۲)

[۱۲۳]۔ مختصر نشر النور، ص ۲۳۵، ۲۵۰

[۱۲۴]۔ شیخ خلیفہ نے یہ فن شیخ عبدالرحمٰن دھان کے علاوہ شیخ محمد بن یوسف خیاط سے سیکھا۔ (سیر وتراجم، ص ۱۰۱)۔ حسام الحرمین والدولۃ المکیہ پر انہی شیخ خیاط کی تقریظات موجود ہیں۔

[۱۲۵]۔ علامہ سید احمد بن عبداللہ بن صادق بن زینی دحلان مکی شافعی کے والد امام مسجد حرام، صاحب تصانیف، ماہر فلکیات، سیاح علامہ سید عبداللہ بن صادق دحلان مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۶۰ھ انڈونیشیا) نے فاضل بریلوی سے خلافت پائی (سیر وتراجم، ص ۲۰۸، الاجازات المتینہ، ص ۳۳، ۵۰)

[۱۲۶]۔ سیر وتراجم، ص ۱۰۳

[۱۲۷]۔ الملفوظ، ج ۲، ص ۱۴۸۔۱۴۹

[۱۲۸]۔ ایضاً، ص ۱۴۷

[۱۲۹]۔ ایضاً

[۱۳۰]۔ تشنیف الاسماع، ص ۲۴۹، سیر وتراجم، ص ۱۶۰، مختصر نشر النور، ص ۲۴۲، نظم الدرر، ص ۱۸۵

[۱۳۱]۔ تشنیف الاسماع، ص ۲۳۱، سیر و تراجم، ص ۳۹۳، نثر الدرر، ص ۷۵

[۱۳۲]۔ تشنیف الاسماع، ص ۲۱۷

[۱۳۳]۔ مجلۃ الاحکام الشرعیۃ، ص ۷۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پانچواں حصہ

فاضل بریلوی اور شیخ الاسلام محمد سعید بابصیل مکی شافعی رحمتہ اللہ علیہ

۱۲۴۵ھ ۱۳۳۰ھ

آبائی وطن

جنوبی یمن کی مشہور بندرگاہ عدن سے مغرب میں واقع سر سبز و شاداب وادی اور اس سے ملحق علاقہ کا نام "حضر موت" ہے، جہاں انسان قدیم دور سے آباد چلا آرہا ہے، نبی اللہ سیدنا ہود علیہ السلام جو قوم عاد میں مبعوث کئے گئے اور بعض مسلم مؤرخین نے لکھا کہ آپ علیہ السلام، ابوالانبیاء سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام سے قبل ہوگزرے، حضرت ہود علیہ السلام کی قبر انور خطہ حضر موت کے شہر تریم کے قریب واقع آج بھی مرجع زیارت ہے، جہاں ہر برس پندرہ شعبان کو ایک عظیم الشان اجتماع منعقد ہوتا ہے[۱] صاحب تفسیر ضیاء القرآن لکھتے ہیں کہ حضرت ہود علیہ السلام کا مسکن احقاف کا علاقہ تھا جو یمن کا ایک حصہ ہے اور ان کا پایہ تخت حضر موت تھا۔[۲]

حضر موت میں اسلام کی آمد اس وقت ہوئی جب وہاں کے علاقہ کندہ کے سردار صحابی رسول سیدنا اشعث بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ (م۴۰ھ/ ۶۶۱ء) کی قیادت میں اسی ہزار افراد پر مشتمل ایک وفد ۱۰ھ میں مدینہ منورہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا اور حلقہ بگوش اسلام ہوئے، پھر وہاں سے مزید وفود آنے لگے جن میں ساحلی علاقوں کے سردار صحابی رسول سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (م۵۰ھ/ ۶۷۰ تقریباً) کی سرپرستی میں بارگاہ نبوی میں حاضر ہونے والے وفد کی وجہ سے اس خطہ میں اسلام پھیلتا چلا گیا۔[۳]

ہجرت وولادت

باصیل خاندان حضرموت سے ہجرت کر کے مکہ مکرمہ جا بسا جہاں ۱۲۴۵ھ/ ۱۸۳۰ء کو شیخ محمد سعید بن محمد سالم بن محمد سعید باصیل رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ہوئی۔

تعلیم واساتذہ

شیخ محمد سعید باصیل نے مسجد حرام میں قائم حلقات دروس میں تعلیم حاصل کی، آپ کے اساتذہ میں سب سے اہم نام مفتی شافعیہ، شیخ العلماء، صاحب تصانیف کثیرہ، عارف باللہ علامہ سید احمد بن زینی دحلان مکی مدنی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۰۴ھ/ ۱۸۸۶ء) کا ہے، جن کی شاگردی کے اعزاز پر آپ عمر بھر فخر کرتے رہے، آپ علامہ دحلان کی شخصیت سے بدرجہ اتم متاثر اور آپ کی فکر کے امین تھے [۴]۔ آپ کے دیگر اساتذہ میں مدرسہ صولتیہ کے بانی مولانا رحمت اللہ کیرانوی مکی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۰۸ھ/ ۱۸۹۱ء) کا اسم گرامی شامل ہے۔ [۵]

شیخ العلماء کا منصب

اس دور کی مسجد حرم مسلمانوں کا قبلہ ہونے کے ساتھ ساتھ ایک عظیم درس گاہ اور اسلامی یونیورسٹی کے طور پر عالم اسلام میں معروف تھی اور اہل حجاز ہی نہیں اطراف عالم سے طلباء مکہ مکرمہ آتے اور سالہا سال مقیم رہ کر تعلیم حاصل کرتے، شیخ محمد سعید باصیل نے تعلیم مکمل کرنے کے بعد مدرس کا امتحان پاس کیا جس پر آپ کو مسجد حرم میں مدرس تعینات کیا گیا، آپ عمر بھر بیت اللہ کے سائے میں تشنگان علم کی پیاس بجھاتے رہے، علاوہ ازیں آپ کا گھر بھی درس گاہ کی حیثیت رکھتا تھا[۶]، آپ جن علوم میں درس دیتے ان میں تفسیر، حدیث، فقہ اور تصوف اہم ہیں [۷] اور آپ ان علوم میں جو کتب پڑھاتے ان میں تفسیر خطیب شربینی، حدیث کی افضل ترین چھ کتب نیز ریاض الصالحین، الاوائل العجلونیۃ، النصائح الدینیۃ، تفسیر جلالین، حاشیہ صاوی، حاشیہ جمل اور احیاء علوم الدین کا آپ کے تذکرہ نگاروں نے بطور خاص ذکر کیا ہے۔ [۸]

مسجد حرم میں طلباء اور پھر اساتذہ کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر، تدریسی نظام کو احسن طریقہ سے چلانے کے لئے گورنر مکہ مکرمہ سید محمد بن عبدالمعین بن عون (م۱۲۷۴ھ/ ۱۸۵۸ء) جو۱۲۴۳ھ سے ۱۲۶۷ھ اور پھر ۱۲۷۲ھ سے اپنی وفات تک گورنر رہے[۹]، انہوں نے اپنے پہلے دور حکومت میں ایک نیا منصب ''شیخ العلماء'' تشکیل دیا جسے رئیس العلماء اور شیخ المدرسین بھی کہا جاتا ہے، مذکورہ گورنر نے اس پر مفتی شیخ عبداللہ بن عبدالرحمٰن سراج مکی حنفی رحمتہ اللہ علیہ (م۱۲۶۴ھ/ ۱۸۴۸ء) کو تعینات کیا[۱۰] ہندوستان کے عالم جلیل مولانا فضل رسول بدایونی قادری رحمتہ اللہ علیہ (م۱۲۸۹ھ/۱۸۷۲ء) جب حرمین شریفین حاضر ہوئے تو انہی شیخ عبداللہ سراج سے سند اجازت حاصل کی[۱۱] شیخ عبداللہ سراج کی وفات کے بعد مفتی احناف شیخ جمال بن عبداللہ رحمتہ اللہ علیہ (م۱۲۸۴ھ/ ۱۸۶۷ء) نے شیخ العلماء کا منصب سنبھالا[۱۲] عالم کبیر مولانا عبدالقادر بدایونی رحمتہ اللہ علیہ (م۱۳۱۹ھ) نے سفر حج وزیارت کے موقع پر شیخ جمال حنفی سے سند روایت پائی[۱۳]، اور شیخ جمال کے وصال پر مفتی شافعیہ علامہ سید احمد بن زینی دحلان رحمتہ اللہ علیہ اس منصب پر تعینات ہوئے[۱۴] جن سے ہندوستان کے اکابر علماء کرام مولانا عبدالحلیم لکھنوی رحمتہ اللہ علیہ (م۱۲۸۵ھ) ان کے فرزند مولانا محمد عبدالحی لکھنوی رحمتہ اللہ علیہ (م۱۳۰۴ھ) کے علاوہ مولانا نقی علی خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ (م۱۲۹۷ھ) نیز ان کے فرزند جلیل مولانا احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ (م۱۳۴۰ھ) وغیرہ متعدد علماء نے سند حدیث حاصل کی[۱۵] ۱۳۰۳ھ کے اوائل میں مسجد حرم میں درس وتدریس کا سلسلہ عروج پر تھا اور مفتیان نیز ائمہ وخطباء کے علاوہ فقط اساتذہ کی تعداد ایک سو دو تھی جنہیں عثمانی حکومت باقاعدہ تنخواہ پیش کرتی تھی، اسی برس علامہ سید دحلان ہجرت کر کے مدینہ منورہ چلے گئے[۱۶] تو ان کی جگہ شیخ محمد سعید بابصیل شافعی رحمتہ اللہ علیہ ''شیخ العلماء'' بنائے گئے۔[۱۷] شیخ بابصیل اپنی وفات تک پچیس برس سے زائد اس منصب سے وابستہ رہے جس دوران لاتعداد طلباء وعلماء نے آپ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا۔

مسجد حرم میں شوافع کے امام

اس دور کی مسجد حرم میں چاروں فقہی مذاہب کے علماء کرام امام مقرر کئے جاتے تھے، ۱۳۰۳ھ میں شیخ محمد سعید بابصیل رحمتہ اللہ علیہ شافعیہ کے نائب امام تھے۔[۱۸]

مفتی شافعیہ کا منصب

آپ کے دور کے مکہ مکرمہ سمیت عرب دنیا کے اکثر علاقوں پر ترکی کے عثمانی خاندان کی حکمرانی تھی اور حکومت نے مکہ مکرمہ میں دینی امور کی انجام دہی کے لئے مختلف مناصب طے کر رکھے تھے جن پر علماء کرام تعینات کئے جاتے، ایسا ہی ایک منصب ''مفتی'' کا تھا اور مذاہب اربعہ سے تعلق رکھنے والے ایک ایک عالم جلیل کو مفتی مقرر کیا جاتا جو اس شہر مقدس میں فتاوے جاری کرنے کے مجاز ہوتے نیز پورے عالم اسلام سے وہاں کے علماء کرام اپنے فتاوے تائید وتوثیق کے لئے ان کے سامنے پیش کرتے، چاروں فقہی مذاہب کے مفتیان مکہ مکرمہ کے جاری کردہ فتاوے پوری اسلامی دنیا نیز حکومتی حلقوں میں خاص اہمیت رکھتے تھے، اس منصب پر مکہ مکرمہ کے اکابر علماء کرام تعینات کئے جاتے جو جملہ دینی ودیگر ضروری علوم میں درجہ کمال پر فائز ہوتے اور مفتی احناف کا منصب مکہ مکرمہ میں تمام دینی مناصب پر فوقیت رکھتا تھا، ۱۳۰۳ھ میں جو علماء کرام بحیثیت مفتی خدمات انجام دے رہے تھے ان کے اسماء گرامی یہ ہیں:

☆ مفتی احناف، شیخ عبدالرحمٰن بن عبداللہ سراج رحمتہ اللہ علیہ (م ۱۳۱۴ھ/ ۱۸۹۶ء)، مولانا احمد رضا خاں بریلوی اور مولانا نور احمد پسروری امرتسری (م ۱۳۴۸ھ) وغیرہ علماء ہند نے آپ سے سند حدیث حاصل کی۔[۱۹]

☆ مفتی شافعیہ، علامہ سید احمد زینی دحلان رحمتہ اللہ علیہ

☆ مفتی مالکیہ، شیخ محمد بن حسین رحمتہ اللہ علیہ (م ۱۳۰۹ھ/ ۱۸۹۱ء) آپ کے دو بھائیوں اور ایک بھتیجے نے فاضل بریلوی سے خلافت پائی۔[۲۰]

☆ مفتی حنابلہ، شیخ خلف بن ابراہیم خلف عنزی مکی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۱۵ھ تقریباً)، [۲۱] تقدیس الوکیل کے مقرظ [۲۲]۔

۱۳۰۳ھ میں علامہ دحلان ''مفتی شافعیہ'' کے منصب سے الگ کیے گئے تو عثمان پاشا جو ۱۲۹۹ھ سے گورنر حجاز کے عہدہ پر متمکن تھے [۲۳] انہوں نے علامہ دحلان کی جگہ ان کے ایک اہم شاگرد عارف باللہ پیر طریقت علامہ سید حسین بن محمد حبشی علوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۳۰ھ/ ۱۹۱۲ء) جنہوں نے بعد ازاں فاضل بریلوی کی ایک تصنیف پر تقریظ لکھی [۲۴] انہیں ''مفتی شافعیہ'' مقرر کیا [۲۵] لیکن ۱۳۰۳ھ میں عثمان نوری پاشا کو معزول کر کے ان کی جگہ حسین جمیل پاشا کو گورنر حجاز بنایا گیا [۲۶] تو سید عون رفیق پاشا بن محمد بن عبدالمعین بن عون حسنی جو ۱۲۹۹ھ سے اپنی وفات ۱۳۲۳ھ تک مکہ مکرمہ کے حاکم رہے انہوں نے گورنر حجاز کے جاتے ہی اہم مناصب پر جو تبدیلیاں کیں انہی میں سید حسین حبشی کی جگہ شیخ محمد سعید بابصیل رحمۃ اللہ علیہ کو مفتی شافعیہ تعینات کیا [۲۷] پھر شیخ بابصیل نے اپنی وفات تک یعنی ربع صدی سے زائد، اس منصب پر خدمات انجام دیں۔ [۲۸]

علامہ سید دحلان جتنا عرصہ مفتی شافعیہ رہے تو ان کے عزیز شاگرد شیخ بابصیل ان کے معتمد اور فتاویٰ کے اجراء میں معاون رہے [۲۹] یوں آپ مفتی کی ذمہ داریوں نیز فتاویٰ جاری کرنے سے متعلق تمام شرعی تقاضوں پر بخوبی آگاہ تھے، لہذا جب آپ نے خود یہ منصب سنبھالا تو آپ کی شخصیت ایک پُر وقار مفتی کے طور پر سامنے آئی اور آپ کے فتاوے اسلامی دنیا میں احترام کی نظر سے دیکھے گئے حتیٰ کہ آپ ''شیخ الاسلام'' کے لقب سے مشہور ہوئے۔ [۳۰]

معلوم رہے کہ پوری چودہویں صدی ہجری کے علماء مکہ مکرمہ میں سے بطور خاص تین علماء کرام علامہ دحلان، شیخ عبدالرحمٰن سراج اور شیخ بابصیل کو مؤرخین نے اس لقب سے یاد کیا ہے۔

اس دوران اسلامی دنیا سے دیگر علماء کرام کے جو فتاوے جائزہ کے لئے آپ کو پیش کئے گئے ان میں سے ایک فتویٰ راقم کے سامنے ہے جس کا تذکرہ یہاں مفید ہوگا:۔

یمن کے ایک عالم جلیل نعت گو شاعر عارف کامل علامہ سید عبداللہ بن علوی بن حسن عطاس رحمہ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا کہ اکابر مشاہیر علماء کرام کیا فرماتے ہیں کہ مسلمان اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور توقیر کے لئے میلاد کی مجالس منعقد کرتے ہیں، ان محافل میں مولود پڑھنے کے علاوہ صلوٰۃ وسلام، ذکر اللہ، مدحت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر موزوں کئے گئے اشعار، اللہ تعالیٰ کی کبریائی پر حمد اور اولیاء کرام کے مناقب پڑھے جاتے ہیں یا حاضرین کو درپیش مسائل پر وعظ کیا جاتا ہے یا اسی نوعیت کے دیگر افعال واعمال کئے جاتے ہیں کہ جن کا شرع حکم دیتی ہے، ان محافل میلاد میں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کا ذکر آتا ہے تو مسرت وشادمانی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کے احترام میں تمام حاضرین قیام کرتے ہیں، دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ محفل میلاد میں قیام کے دوران مسرت کے اظہار کے لئے دف بجانا جائز ہے یا نہیں؟

علامہ سید عبداللہ عطاس نے اس استفتاء کا مفصل جواب دیا جو پچاس مطبوعہ سطور پر مشتمل ہے، جس میں آپ نے احادیث نبوی اور اسلاف کے مسلک وتعامل کی روشنی میں لکھا کہ مسرت کے مواقع مثلاً ولیمہ، عقیقہ، ختنہ، سفر سے واپسی، مہمان کی آمد، عید اور نکاح پر دف بجانا جائز ہے اور ولادت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی ان دیگر تمام مواقع سے بڑھ کر ہے، اس لئے کہ شادی اور ختنہ وغیرہ کے اجتماع میں یہ خوشی محض اس کے اہل خاندان تک محدود ہوتی ہے جب کہ ولادت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اجتماع میں تمام مسلمان اس خوشی ومسرت میں شریک ہوتے ہیں، لہذا جشن میلاد میں مسرت کے دیگر مواقع کی نسبت دف بجانا بدرجہ اولیٰ جائز ومباح ہے۔

یہ فتویٰ مفتی شافعیہ شیخ محمد سعید باھبیل رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے پیش کیا گیا جس پر آپ نے اس کی تائید وتوثیق کرتے ہوئے چھ سطور لکھ کر اس پر اپنی مہر ثبت کی پھر یہ ''مولد دبیع'' کے آخری صفحات پر شامل اشاعت کیا گیا [۳۱] جو یمن میں منعقد ہونے والی محافل میں پڑھا جانے

والا مقبول عام مولود نامہ ہے۔

تصوف وصوفیاء کرام

شیخ الاسلام محمد سعید بابصیل رحمتہ اللہ علیہ تصوف وصوفیاء کرام سے گہرا لگاؤ رکھتے تھے جیسا کہ گذشتہ سطور میں آچکا کہ آپ تصوف پر امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ کی مشہور تصنیف احیاء علوم الدین کا مسجد حرم میں درس دیا کرتے تھے، علاوہ ازیں آپ نے خود بھی اس موضوع پر کتب تصنیف کیں نیز عمر بھر صوفیاء کرام سے وابستہ رہے، آپ کے استاد علامہ سید احمد دحلان عالم دین ہونے کے علاوہ صوفی کامل اور پیر طریقت تھے۔

اس دور کے مکہ مکرمہ میں جو اولیاء کرام موجود تھے ان میں ایک اہم نام شیخ ابراہیم بن صالح رشیدی ادریسی رحمتہ اللہ علیہ (م۱۲۹۱ھ/۱۸۷۴ء) کا ہے [۳۲] جن کے مریدین کا سلسلہ برصغیر سمیت دور دور تک پھیلا ہوا تھا آپ صوفیاء کے سلسلہ احمدیہ ادریسیہ کے بانی علامہ شیخ سید احمد بن ادریس حسنی مراکشی رحمتہ اللہ علیہ (م۱۲۵۳ھ/ ۱۸۳۷ء) کے مرید وخلیفہ تھے اور آپ نے اپنے مرشد کے ملفوظات وکرامات جمع کیے جو "عقد الدرر النفیس فی بعض کرامات احمد بن ادریس" کے نام سے شائع ہوئے [۳۳] اور خود شیخ ابراہیم رشیدی کے حالات، پر ان کے مرید حکیم شیخ اسماعیل بن ملا نواب کابلی مکی رحمتہ اللہ علیہ نے کتاب "مناقب الرشید" لکھی جو غیر مطبوع ہے [۳۴] شیخ ابراہیم رشیدی اور شیخ محمد سعید بابصیل کے درمیان گہرے مراسم استوار تھے جس کا کسی قدر اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ شیخ رشیدی کی نماز جنازہ شیخ بابصیل نے پڑھائی۔ [۳۵]

علاوہ ازیں حضرموت کی مقبول ومحبوب شخصیت عالم جلیل وسلسلہ علویہ کے پیر طریقت قطب زماں علامہ سید احمد بن حسن عطاس رحمتہ اللہ علیہ (م۱۳۳۴ھ/ ۱۹۱۶ء) شیخ محمد سعید بابصیل کے اہم احباب میں سے تھے، اور دونوں ہی علامہ دحلان کے شاگرد خاص تھے [۳۶] سید عطاس کے سوانح نگار نے آپ کا تعارف ان القاب میں کرایا ہے:۔

"شیخ الطریقۃ وامام الحقیقۃ العارف باللہ مربی السالکین ومرشد الطالبین الحبیب احمد بن حسن بن عبداللہ العطاس السید الشریف العلوی الحسینی رضی اللہ عنہ وارضاء"۔[۳۷]

قطب زماں علامہ سید عطاس کا مزار آپ کے آبائی شہر حریضہ میں واقع ہے جس پر عظیم الشان گنبد تعمیر ہے جس کی تصویر پیش نظر کتاب کے سرورق پر دی گئی ہے، آپ کا عرس ہر سال منعقد ہوتا ہے۔

۱۳۲۵ھ میں سید عطاس آخری بار مکہ مکرمہ آئے تو انہوں نے شیخ محمد سعید بابصیل کے گھر قیام کیا جہاں دن رات مقامی علماء ومشائخ نیز مصر ویمن، مراکش وشام وغیرہ ممالک سے آئے ہوئے حجاز کا ہجوم لگا رہتا اور لاتعداد اہل علم نے آپ کے گھر منعقد ہونے والی مجالس میں سید عطاس سے اجازت وخلافت حاصل کی۔[۳۸]

تلامذہ

شیخ محمد سعید بابصیل شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے مکہ مکرمہ کے علاوہ دیگر ممالک سے تعلق رکھنے والے لاتعداد علماء کرام نے تعلیم پائی یا آپ سے سند روایت واجازت حاصل کی، آپ سے اخذ کرنے والوں میں سے ایک بڑی تعداد اپنے دور کے اکابرین میں شمار ہوئی جنہوں نے مختلف شعبوں میں ملت اسلامیہ کی بھرپور رہنمائی کی ان میں محدث، فقیہ، حافظ قرآن، پیر طریقت، جج، اساتذہ، صاحب تصانیف، ائمہ وخطباء، شعراء، مدارس اسلامیہ کے بانی، سیاح، مبلغ اسلام، مؤرخ، مجلس شوریٰ کے اراکین، سیاسی قائدین، ماہر فلکیات، قراء، شیخ الدلائل، شیخ العلماء، صاحب کرامات اور طبیب حاذق شامل ہیں، آپ کے اہم شاگردوں کا مفصل تذکرہ یہاں ممکن نہیں البتہ ان میں سے اکسٹھ شخصیات کے اسماء گرامی ان کے مختصر تعارف کے ساتھ درج کئے جارہے ہیں جن کے حالات مختلف کتب میں دست یاب ہیں اور قارئین کی معلومات کے لئے حواشی میں ان کے سوانحی ماخذ کا ذکر کردیا گیا ہے۔

۱۔ شیخ ابراہیم بن موسیٰ خزامی مالکی سوڈانی مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۷۰ھ/ ۱۹۵۱ء)، مسجد حرم میں قرأت کے استاد۔[۳۹]

۲۔ شیخ احمد بن عبداللہ فقیہ مکی شافعی (ولادت ۱۲۷۳ھ/ ۱۸۵۷ء)، حافظ قرآن، مسجد حرم کے امام وخطیب، ادیب وشاعر، استنبول (ترکی) میں وفات پائی۔[۴۰]

۳۔ شیخ احمد بن عبداللہ مخلاتی دمشقی مکی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۶۲ھ/ ۱۹۴۳ء) عرب دنیا کے مشہور قاری، حافظ قرآن، مدرسہ احمدیہ مکہ مکرمہ کے بانی، شاعر، علوم قرآن پر پانچ کتب کے مصنف[۴۱]، ہندوستان آئے اور مولانا عبدالباری فرنگی محلی رحمۃ اللہ علیہ (۱۳۴۴ھ) سے اخذ کیا۔[۴۲]

۴۔ شیخ احمد بن عبداللہ ناضرین مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (۱۳۷۰ھ/ ۱۹۵۰ء) مسجد حرم ومدرسہ صولتیہ ومدرسہ فلاح کے مدرس، قاضی اعلیٰ شرعی عدالت مکہ مکرمہ، دومرتبہ ہندوستان آئے، فاضل بریلوی کے خلیفہ۔[۴۳]

۵۔ شیخ احمد بن علی نجار طائفی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۴۷ھ/ ۱۹۲۸ء)، امام ومدرس مسجد حرم، قاضی طائف، طبیب حاذق، ادیب وشاعر، حدیث، تصوف وتاریخ کے موضوعات پر متعدد کتب کے مصنف۔[۴۴]

۶۔ علامہ سید احمد بن محمد ادریسی اھدل زبیدی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۵۷ھ/ ۱۹۳۸ء)، یمن کے مشہور علمی وروحانی شہر زبید کے مفتی، شاعر، صاحب تصانیف، تصوف کی اہم کتاب حکم عطاء اللہ کا ربع اول منظوم کیا۔[۴۵]

۷۔ شیخ احمد بن یوسف قستی انڈونیشی مکی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۶۷ھ/ ۱۹۴۸ء) مدرس مسجد حرم، انڈونیشیا میں دو مدارس کے بانی نیز وہاں کے ایک شہر کے قاضی، عربی سے ملاوی زبان میں چند کتب کے مترجم۔[۴۶]

۸۔ علامہ سید ابوبکر بن سالم البار حضرمی مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۸۴ھ/ ۱۹۶۴ء)،

مسجد حرم و مدرسہ فخریہ وصولتیہ وفلاح کے مدرس، حافظ قرآن، سلسلہ عیدروسیہ علویہ کے عارف کامل، صاحب تصانیف، ہندوستان کا دورہ کیا، فاضل بریلوی کے خلیفہ۔[۴۷]

۹۔ شیخ ابوبکر بن شہاب الدین تمبوسی انڈونیشی شافعی رحمتہ اللہ علیہ (م۱۳۵۹ھ/ ۱۹۴۰ء)، مدرس مسجد حرم، عابد وزاہد۔[۴۸]

۱۰۔ شیخ ابوبکر بن محمد سعید باُبصیل رحمتہ اللہ علیہ

۱۱۔ شیخ بکر بن عبدالرحمٰن صباغ مکی شافعی رحمتہ اللہ علیہ (م۱۳۳۷ھ/ ۱۹۱۹ء)، مدرس مسجد حرام۔[۴۹]

۱۲۔ شیخ جامع بن عبدالرشید انڈونیشی شافعی رحمتہ اللہ علیہ (م۱۳۶۱ھ/ ۱۹۴۲ء)، انڈونیشیا کے شہر بوقیس میں سلسلہ رفاعیہ کے سجادہ نشین۔[۵۰]

۱۳۔ شیخ حسن کاظم ہندی حنفی مکی رحمتہ اللہ علیہ (م۱۳۳۱ھ/ ۱۹۱۳ء)، مدرس مسجد حرم، حافظ قرآن، آپ کے والد ماجد ہندوستان کے مقام کرم گنج سے ہجرت کر کے مکہ مکرمہ جابسے۔[۵۱]

۱۴۔ شیخ حسن بن محمد فدعق حسینی مکی شافعی رحمتہ اللہ علیہ (م۱۴۰۱ھ/ ۱۹۸۰ء)، امام و مدرس مسجد حرم، شام وعراق کے بادشاہ سید فیصل بن حسین بن علی ھاشمی (م۱۳۵۲ھ/ ۱۹۳۳ء) [۵۲] کے سفر وحضر میں امام خاص۔[۵۳]

۱۵۔ علامہ سید حسین بن حامد عطاس حسینی حضرمی رحمتہ اللہ علیہ (م۱۳۶۷ھ/ ۱۹۴۸ء)، عارف کامل۔[۵۴]

۱۶۔ علامہ سید حسین بن محمد حبشی حجری مکی شافعی رحمتہ اللہ علیہ (م۱۳۳۰ھ/ ۱۹۱۲ء)، مفتی شافعیہ وشیخ العلماء، مدرس مسجد حرم، پیر طریقت، صاحب الدلیل المشیر کے دادا، فتاویٰ الحرمین برجف ندوۃ المین کے مقرظ۔

۱۷۔ شیخ خلیفہ بن خلیفہ حمد نبہانی بحرینی مکی مالکی رحمتہ اللہ علیہ (م۱۳۶۲ھ/ ۱۹۴۳ء)،

امام ومدرس حرم، ماہر فلکیات ، راضی داں ، سیاح، ماہر غوطہ خور، سات سے زائد کتب کے مصنف۔[۵۵]

۱۸۔ علامہ سید زین بن عبداللہ عطاس حریضی شافعی رحمتہ اللہ علیہ(م۱۳۵۴ھ/ ۱۹۳۵ء)، عارف کامل، قطب زماں سید احمد عطاس کے سوتیلے بھائی۔[۵۶]

۱۹۔ علامہ سید شیخ بن محمد بن حسین حبشی حضرمی شافعی رحمتہ اللہ علیہ(م۱۳۴۸ھ/ ۱۹۲۹ء)، پیر طریقت، صاحب تصانیف، شاعر، صاحب نعتیہ دیوان، انڈونیشیا میں عظیم تبلیغی خدمات۔[۵۷]

۲۰۔ شیخ صالح بن محمد بافضل مکی رحمتہ اللہ علیہ(م۱۳۳۳ھ/ ۱۹۱۵ء)، مدرس مسجد حرم، صاحب تصانیف، فاضل بریلوی کی کتاب حسام الحرمین والدولتہ المکیہ کے مقرظ۔[۵۸]

۲۱۔ شیخ عبدالستار بن عبدالوھاب صدیقی دہلوی مکی رحمتہ اللہ علیہ(م۱۳۵۵ھ/ ۱۹۳۶ء)، مدرس مسجد حرم، مؤرخ۔[۵۹]

۲۲۔ علامہ سید عبدالعزیز بن عبدالوھاب کوئی بنقری رحمتہ اللہ علیہ(م۱۳۵۳ھ/ ۱۹۳۴ء)، ماہر فلکیات، انڈونیشیا کے شہر بنقر میں مسجد ومدرسہ کے بانی۔[۶۰]

۲۳۔ شیخ عبدالقادر بن صابر مندیلی انڈونیشی مہاجر مکی شافعی رحمتہ اللہ علیہ(م۱۳۵۲ھ/ ۱۹۳۳ء)، مسجد حرم کے مدرس، مدرسہ فلاح وصولیتیہ کے ممتحن۔[۶۱]

۲۴۔ شیخ عبدالقادر بن محمد سقاف حضرمی رحمتہ اللہ علیہ(م۱۳۶۷ھ/ ۱۹۴۸ء)، مبلغ اسلام۔[۶۲]

۲۵۔ شیخ عبداللہ بن ابراہیم حمدوہ حسنی سوڈانی مہاجر مکی (م۱۳۵۰ھ/ ۱۹۳۱ء)، امام ومدرس مسجد حرم، قاری، مکہ مکرمہ میں مدرسہ تجوید کے بانی، مدیر مدرسہ فلاح، تین سے زائد کتب کے مصنف، رکن مجلس شوریٰ۔[۶۳]

۲۶۔ علامہ سید عبداللہ بن ازہری انڈونیشی شافعی رحمتہ اللہ علیہ(م۱۳۵۷ھ/

۱۹۳۹ء)، علامہ سید احمد دحلان کے کاتب خاص، انڈونیشیا کے شہر فلمبان نیز مکہ مکرمہ میں تدریسی خدمات انجام دیں۔[۶۴]

۲۷۔علامہ سید عبداللہ بن طاہر بن عبداللہ ھدار حداد حضرمی رحمتہ اللہ علیہ (م ۱۳۶۷ھ/ ۱۹۴۸ء)، مبلغ اسلام، شاعر، صاحب تصانیف، دوبار ہندوستان بھی آئے۔[۶۵]

۲۸۔ شیخ عبداللہ بن علی حمید عنزی مہاجر مکی رحمتہ اللہ علیہ (م ۱۳۴۶ھ/ ۱۹۲۸ء)، امام و مدرس مسجد حرم، مفتی حنابلہ، تین سے زائد کتب کے مصنف، الدولتہ المکیہ کے مقرظ۔[۶۶]

۲۹۔ علامہ سید عبداللہ بن عیدروس تریمی حضرمی رحمتہ اللہ علیہ (م ۱۳۴۷ھ/ ۱۹۲۸ء)، حافظ قرآن، پیر طریقت، مبلغ اسلام۔[۶۷]

۳۰۔علامہ سید عبداللہ بن محمد سقاف حضرمی رحمتہ اللہ علیہ (م ۱۳۸۷ھ/ ۱۹۶۷ء)، عالم جلیل و پیر طریقت، صاحب تصانیف کثیرہ۔[۶۸]

۳۱۔ علامہ سید عبدالمحسن بن محمد امین رضوان حسینی مدنی مکی شافعی رحمتہ اللہ علیہ (م ۱۳۸۱ھ/ ۱۹۶۱ء)، شیخ الدلائل، صاحب تصانیف،[۶۹] آپ کے ایک بھائی علامہ سید محمد عبدالباری رضوان رحمتہ اللہ علیہ (م ۱۳۵۸ھ/ ۱۹۴۰ء) نے الدولتہ المکیہ پر [۷۰] اور دوسرے بھائی سید عباس رضوان مدنی رحمتہ اللہ علیہ (م ۱۳۴۶ھ/ ۱۹۲۸ء) نے حسام الحرمین والدولتہ المکیہ پر تقاریظ قلمبند کیں۔[۷۱]

۳۲۔ شیخ عبدالمحیط بن یعقوب انڈونیشی مہاجر مکی رحمتہ اللہ علیہ (م ۱۳۸۴ھ/ ۱۹۶۴ء)، مرشد کامل، حق بات کہنے میں جری۔[۷۲]

۳۳۔علامہ سید عثمان بن محمد شطا مکی شافعی رحمتہ اللہ علیہ (م ۱۲۹۵ھ/ ۱۸۷۸ء)، مدرس مسجد حرم، علامہ سید احمد دحلان کی بعض تصنیفات کے شارح۔[۷۳]

۳۴۔ علامہ سید علوی بن صالح بن عقیل مکی شافعی رحمتہ اللہ علیہ (ولادت ۱۲۶۳ھ)۔[۷۴]

۳۵۔ علامہ سید علوی بن محمد بن طاہر حسینی حضرمی شافعی رحمتہ اللہ علیہ (م۱۳۷۳ھ/ ۱۹۵۳ء)، مبلغ اسلام، حضرموت اور انڈونیشیا میں متعدد مساجد کی تعمیر نو کرائی نیز وھاں تدریسی خدمات انجام دیں، انڈونیشیا میں ہی وفات پائی۔ [۷۵]

۳۶۔ شیخ علی جبرتی رحمتہ اللہ علیہ، نزیل مکہ مکرمہ، حافظ قرآن، عالم باعمل۔ [۷۶]

۳۷۔ شیخ علی ابوالخیر حضرمی مکی رحمتہ اللہ علیہ، مدرس و امام مسجد حرم۔ [۷۷]

۳۸۔ علامہ سید علی بن عبدالرحمٰن حبشی حسینی انڈونیشی شافعی رحمتہ اللہ علیہ (م۱۳۸۸ھ/ ۱۹۶۸ء)، مرشد طریقت، مکہ مکرمہ و انڈونیشیا میں متعدد علماء نے آپ سے اخذ کیا، نجات والدین مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر مفتی شیخ محمد علی مالکی مکی رحمتہ اللہ علیہ کی تصنیف کے مقرظ۔ [۷۸]

۳۹۔ علامہ سید علی بن محمد بن حسین حبشی حضرمی شافعی رحمتہ اللہ علیہ (م۱۳۳۳ھ/ ۱۹۱۵ء)، قطب شہیر و مرشد کبیر، صاحب کرامات کثیرہ، جشن میلاد وغیرہ موضوعات پر متعدد کتب کے مصنف، حضرموت کے شہر سیودن میں تدریسی خدمات۔ [۷۹]

۴۰۔ شیخ علی بن شیخ محمد سعید بابصیل شافعی رحمتہ اللہ علیہ

۴۱۔ شیخ عمر بن ابوبکر باجنید حضرمی مہاجر مکی شافعی رحمتہ اللہ علیہ (م۱۳۵۴ھ/ ۱۹۳۵ء)، مدرس مسجد حرم، مفتی شافعیہ، صنعاء وفد کے رکن، فاضل بریلوی کی تین تصنیفات کے مقرظ۔ [۸۰]

۴۲۔ علامہ سید عمر بن سالم عطاس شافعی رحمتہ اللہ علیہ (ولادت ۱۰۶۸ھ)، مدرس مسجد حرم، انڈونیشیا میں شاندار تبلیغی خدمات، فتاویٰ الحرمین کے مؤید و مقرظ۔ [۸۱]

۴۳۔ علامہ سید عمر بن محمد شطا مکی شافعی رحمتہ اللہ علیہ (م۱۳۳۱ھ/ ۱۹۱۳ء)، مدرس مسجد حرم۔ [۸۲]

۴۴۔ علامہ سید عیدروس بن سالم البار علوی حسینی مکی شافعی رحمتہ اللہ علیہ (م۱۳۶۷ھ/ ۱۹۴۷ء)، مدرس مسجد حرم، سلسلہ عیدروسیہ علویہ کے مرشد کامل، صاحب تصانیف، صاحب حزم پیر طریقت سید عیدروس حیدرآبادی رحمتہ اللہ علیہ (م۱۳۴۶ھ) کے خلیفہ [۸۳]، آپ کے والد ماجد

اور چھوٹے بھائی نے فاضل بریلوی سے خلافت پائی۔[۸۴]

۴۵۔ شیخ محفوظ بن عبداللہ ترمسی انڈونیشی مہاجر مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (م۱۳۳۸ھ/ ۱۹۲۰ء)، مدرس مسجد حرم، حافظ قرآن، چودہ سے زائد کتب کے مصنف۔[۸۵]

۴۶۔ علامہ سید محمد بن جعفر کتانی مراکشی دمشقی رحمۃ اللہ علیہ (م۱۳۴۵ھ/ ۱۹۲۶ء)، محدث کبیر، مؤرخ، مرشد، سیاح، شاعر، صاحب الرسالۃ المستطرفۃ، ۶۵ سے زائد کتب کے مصنف، الدولۃ المکیہ کے مقرظ۔[۸۶]

۴۷۔ شیخ محمد حیات عباسی شافعی رحمۃ اللہ علیہ، نزیل مکہ مکرمہ، شیخ ابراہیم رشیدی کے مرید، صاحب کرامات۔[۸۷]

۴۸۔ علامہ سید محمد زمزمی بن محمد جعفر کتانی مراکشی دمشقی رحمۃ اللہ علیہ (م۱۳۷۱ھ/ ۱۹۵۱ء)، عالم جلیل و مرشد کامل، سیاح، شاعر، سات سے زائد کتب کے مصنف، اتحاد بین المسلمین نیز تبلیغ اسلام کی کوششوں پر عثمانی حکومت کی طرف سے ایوارڈ یافتہ، دو بار ہندوستان آئے۔[۸۸]

۴۹۔ علامہ سید محمد بن سالم سری حضرمی رحمۃ اللہ علیہ (م۱۳۴۶ھ/ ۱۹۲۷ء)، سید احمد عطاس کے محب صادق و خلیفہ، سنگاپور میں پیدا ہوئے۔[۸۹]

۵۰۔ مولانا محمد عبدالباقی لکھنوی مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ (م۱۳۶۴ھ/ ۱۹۴۵ء)، مسجد نبوی کے مدرس، مدرسہ نظامیہ مدینہ منورہ کے بانی، تیس سے زائد کتب کے مصنف، مولانا عبدالحئی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ (م۱۳۰۴ھ/ ۱۸۸۷ء) کے شاگرد اور مولانا ضیاء الدین احمد قادری مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ (م۱۴۰۱ھ/ ۱۹۸۱ء) کے استاد۔[۹۰]

۵۱۔ علامہ سید محمد عبدالحئی بن عبدالکبیر حسنی ادریسی کتانی مراکشی رحمۃ اللہ علیہ (م۱۳۸۲ھ/ ۱۹۶۲ء)، محدث جلیل و مؤرخ عظیم، سلسلہ کتانیہ کے مرشد کامل، صاحب فہرس الفہارس، ایک سو تیس کتب کے مصنف، فاضل بریلوی کے خلیفہ[۹۱] شاہ ابوالحسن زید فاروقی

مجددی دہلوی ازہری رحمۃ اللہ علیہ (م۱۴۱۴ھ/۱۹۹۳ء) کے استاد۔[۹۲]

۵۲۔ شیخ محمد عبد اللہ بافیل حضرمی مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ (م۱۳۵۱ھ/۱۹۳۲ء)، مدرس مسجد حرم۔[۹۳]

۵۳۔ شیخ محمد علی بلخیور رحمۃ اللہ علیہ (م۱۳۳۸ھ/۱۹۲۰ء)، مدرس مسجد حرم۔[۹۴]

۵۴۔ شیخ محمد علی بن حسین مالکی مکی رحمۃ اللہ علیہ (م۱۳۶۷ھ/ ۱۹۴۸ء)، مفتی مالکیہ، مدرس مسجد حرم و مدرس دارالعلوم دینیہ مکہ مکرمہ، قاضی، وزارت تعلیم کے مشیر، مجلس شوریٰ کے رکن، سینٹ کے رکن، شاعر، ۴۴ سے زائد کتب کے مصنف، فاضل بریلوی کی دو کتب کے مقرظ اور خلیفہ۔[۹۵]

۵۵۔ شیخ محمد بن عوض بافضل تریمی رحمۃ اللہ علیہ (م۱۳۶۹ھ/ ۱۹۵۰ء)، قطب زماں سید احمد عطاس کے خادم خاص و خلیفہ۔[۹۶]

۵۶۔ شیخ محمد کامل سندھی مکی (م۱۳۵۳ھ/۱۹۳۴ء)، مدرس مسجد حرم، مسجد حرم امور کے نگران اعلیٰ۔[۹۷]

۵۷۔ علامہ سید محمد بن محسن خیل عطاس یمانی مکی مدنی رحمۃ اللہ علیہ (م۱۳۵۸ھ/ ۱۹۳۹ء)، مدرس مسجد حرم۔[۹۸]

۵۸۔ شیخ محمد مختار بن عطارد انڈونیشی مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ (م۱۳۴۹ھ/ ۱۹۳۰ء)، مسجد حرم کے مدرس، صاحب تصانیف، الدولۃ المکیہ کے مقرظ۔[۹۹]

۵۹۔ شیخ نور بن اسماعیل خالدی انڈونیشی مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (م۱۳۱۳ھ/ ۱۸۹۵ء)، مکہ مکرمہ میں انڈونیشی طلباء کے مرجع۔[۱۰۰]

۶۰۔ علامہ سید ھاشم بن عبد اللہ شطا حسینی مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (م۱۳۸۰ھ/ ۱۹۶۱ء)، مدرس مسجد حرم و مدرسہ صولتیہ۔[۱۰۱]

۶۱۔ علامہ سید ھاشمی بن خضراء سلاوی مراکشی رحمۃ اللہ علیہ (م۱۳۹۲ھ/ ۱۹۷۲ء)،

حافظ قرآن، مدرس، فاس شہر کے قاضی، مفتی، شاعر، صاحب تصنیف، قصیدہ بردہ کے شارح، مراکش میں شاہی محل کے خطیب۔[۱۰۲]

تصنیفات

شیخ محمد سعید بابصیل رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کی حتمی فہرست ابھی تک کسی تذکرہ نگار نے مرتب نہیں کی، اس صورت حال میں آپ کی جن سات تصنیفات کے بارے میں جو کچھ معلوم ہو سکا وہ یہاں پیش ہے:۔

(ا)۔اسعاد الرفیق وبغیة الصدیق بحل سلم التوفیق الی محبة اللہ علی التحقیق

تصوف کے موضوع پر اہم کتاب، سن تصنیف ۱۲۸۰ھ، سن اشاعت ۱۲۹۴ھ، مطبع بولاق قاہرہ، اکثر مؤرخین نے اسے شیخ محمد سعید بابصیل کے والد ماجد شیخ محمد سالم بابصیل کی تصنیف قرار دیا[۱۰۳] اور بعض نے تو یہاں تک لکھ دیا کہ شیخ محمد سالم بابصیل ''مفتی شافعیہ'' کے منصب پر تعینات تھے[۱۰۴] لیکن یہ دونوں دعوے درست نہیں۔

شیخ محمد سالم بابصیل رحمۃ اللہ علیہ عالم دین نہیں تھے اور نہ ہی انہوں نے کوئی کتاب تصنیف کی، اس دور کے علماء مکہ مکرمہ کے حالات وخدمات پر لکھی گئی عربی کتب میں ان کے بارے میں ایک سطر بھی دستیاب نہیں، اور اسعاد الرفیق کی تصنیف واشاعت کے ایام میں جو علماء کرام بالترتیب مفتی شافعیہ کے منصب پر فائز رہے ان کے اسماء گرامی یہ ہیں:

تقریباً ۱۲۶۰ء میں مفتی شافعیہ شیخ محمد سعید قدسی رحمۃ اللہ علیہ نے وفات پائی تو ان کی جگہ یہ منصب شیخ احمد دمیاطی رحمۃ اللہ علیہ نے سنبھالا جو اپنی وفات ۱۲۷۰ھ تک اس پر خدمات انجام دیتے رہے، پھر یہ منصب علامہ سید محمد بن حسین حبشی رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد ہوا اور ۱۲۸۱ھ میں انہوں نے وفات پائی تو علامہ سید احمد بن زینی دحلان رحمۃ اللہ علیہ مفتی شافعیہ بنائے گئے جو

۱۳۰۲ھ تک اس سے وابستہ رہے۔[۱۰۵]

(۲)۔ رسالة فی التحذیر من حقوق الوالدین وقطعیة الرحم والترغیب فی برهما وصلة الرحم

حقوق والدین کا بیان، اسعاد الرفیق کے حاشیہ پر طبع ہوئی۔

(۳)۔ رسالة فیما یتلق بالاعضاء السبعة

اعضاء کے بارے میں، یہ بھی اسعاد الرفیق کے حاشیہ پر طبع ہوئی۔

(۴)۔ رسالة فی البعث والنشور فی احوال الموتیٰ والقبور

موت وقیامت اوراس کے بعد کے حالات، مخطوط نیشنل لائبریری قاہرہ زیر نمبر ۳۵۱/ تصوف[۱۰۶] ۱۲۹۸ھ/ ۱۸۸۰ء میں مطبع شرف قاہرہ میں طبع ہوئی۔[۱۰۷]

(۵)۔القول المجدی فی الرد علی عبدالله بن عبدالرحمن السندی

یہ آپ کی اہم تصنیف ہے جس کا پس منظر یہ ہے کہ آپ کے استاد علامہ سید احمد دحلان رحمۃ اللہ علیہ نے وھابیت کے تعاقب میں متعدد کتب لکھیں جن میں ایک ''**الدرر السنیة فی الرد علی الوهابیة**'' نام کی ہے جو امراء مکہ کی مالی اعانت سے ۱۲۹۹ھ میں قاہرہ سے طبع ہوکر مکہ مکرمہ ودیگر مقامات پر تقسیم کی گئی، بعدازاں یہ پاکستان اور ترکی سے متعدد بار شائع ہوئیاوراس کے ایک سے زائد اردو تراجم پاک وہند سے منظر عام پر آئے۔

آگرہ (یوپی۔ہندوستان) میں برطانوی استعمار کے قائم کردہ سینٹ جوزف کالج میں فارسی وعربی کے سابق استاد اور غیر مقلد مکتب فکر سے تعلق رکھنے والے علامہ محمد بشیر سہسوانی (م ۱۳۲۶ھ) نے علامہ دحلان کی عقائد ومعمولات اہل سنت کے اثبات پر لکھی گئی مذکورہ بالا کتاب کے خلاف قلم اٹھایا اور'' **صیانة الانسان عن وسوسة الشیخ دحلان** '' عربی میں تصنیف کی[۱۰۸] جو اس وقت کے غیر مقلدین ہند کے امام نواب صدیق حسن خاں بھوپالی[۱۰۹] نیز بعض اہل نجد کے مالی تعاون سے ۱۸۹۰ء میں دہلی سے شائع کی گئی جس پر بطور

مصنف ایک قلمی نام ''عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن عبدالرحیم سندھی'' دیا گیا تھا۔

پھر مصر میں وھابی تحریک کے بانی و ماہنامہ المنار قاہرہ کے ایڈیٹر علامہ رشید رضا مصری (م۱۳۵۴ھ/ ۱۹۳۵ء) نے سہوانی کی اس کتاب پر مقدمہ لکھ کر اہل نجد اور بعض حجازی وھابیہ کی مالی اعانت سے ۱۳۵۲ھ میں اس کا دوسرا ایڈیشن قاہرہ سے شائع کیا، صیانۃ کے اب تک پانچ ایڈیشن سامنے آچکے ہیں جن میں آخری ایڈیشن سعودی حکومت کے قائم کردہ علماء نجد پر مشتمل دارالافتاء ریاض نے طبع کرا کے مفت تقسیم کیا، اس کے دہلی ایڈیشن کے علاوہ باقی سب اس کے اصل مصنف محمد بشیر سہوانی کے نام سے شائع ہوئے جن پر ان کے حالات زندگی بھی درج ہیں جو کسی محمد عبدالباقی سہوانی کے تحریر کردہ ہیں۔

الدرر السنیۃ نیز صیانۃ الانسان کے بارے میں یہ تفصیلات یہاں درج کرنے کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ عبدالباقی کہ عبدالباقی نے دعویٰ کیا کہ اہل سنت سے صیانۃ کے مندرجات کا جواب نہیں بن پڑا۔[۱۱۰]

موصوف کا یہ لکھنا درست نہیں اس لئے کہ صیانۃ الانسان کے رد میں شیخ محمد بابصیل رحمۃ اللہ علیہ نے ''القول المجدی فی الرد علی عبداللہ بن عبدالرحمٰن السندی'' لکھی جو ۱۳۰۹ھ/ ۱۸۹۱ء میں انڈونیشیا کے شہر جکارتہ جس کا پرانا نام بتافیا ہے سے شائع ہوئی[۱۱۱] جب کہ صیانۃ کا پہلا اڈیشن طبع ہوئے محض ایک برس گزرا تھا۔

(۶)۔ رسالۃ فی اذکار الحج المأثورۃ و آداب السفر والزیارۃ

طبع اول ۱۳۱۰ھ، طبع دوم ۱۳۲۳ھ، مطبع میریہ مکہ مکرمہ، کل صفحات ۶۲۔[۱۱۲] حج وزیارت سے متعلق۔

(۷)۔ الدرر النقیۃ فی فضائل ذریۃ خیر البریۃ

فضائل سادات کا بیان، مصر کے مفتی اعظم شیخ حسنین بن محمد مخلوف مالکی رحمۃ اللہ علیہ (م۱۴۱۰ھ/ ۱۹۹۰ء)[۱۱۳] کی تقدیم کے ساتھ شائع ہوئی۔[۱۱۴]

خلیفہ عثمانی کا نمائندہ وفد

عثمانی خلیفہ عبدالحمید خان دوم کے حکم پر علماء مکہ مکرمہ کا وفد ایک مہم پر شمالی یمن کے مرکزی شہر (موجودہ یمن کے دارالحکومت صنعاء روانہ کیا گیا جس میں شیخ محمد سعید بابصیل رحمتہ اللہ علیہ بھی شامل تھے۔

جماعت اسلامی پاکستان کے قلمکار ثروت صولت جو ترکی زبان سے واقف ہیں، لکھتے ہیں کہ سلطنت عثمانیہ چھ سو سال سے زیادہ قائم رہی، اسلامی تاریخ میں کسی ایک خاندان نے اتنے عرصہ تک حکومت نہیں کی اور نہ کسی قوم کو اتنا عروج حاصل رہا جتنا عثمانی ترکوں کو، ان میں حکومت کی حیرت انگیز صلاحیت تھی، چار سو سال تک تو ان کا عروج قائم رہا اور اس کے بعد جب زوال ہوا تو ان کی سلطنت امویوں، عباسیوں اور مغلوں کی طرح ایک دم ختم نہیں ہوئی بلکہ دو سو سال کا عرصہ لگ گیا، دشمنوں کو انہوں نے اپنے علاقے آسانی سے نہیں دیئے بلکہ ایک ایک قدم کے لئے جنگ کرتے رہے اور بارہا انہوں نے اپنے بگڑے ہوئے حالات کو سنبھال لیا، عثمانی ترکوں کی یہ ایک ایسی خصوصیت ہے جس کی مثال تاریخ اسلام میں دوسری جگہ نہیں ملتی، عثمانی سلطنت کی اس مظبوطی اور استحکام کے کئی اسباب ہیں، لیکن سب سے بڑی وجہ ترکوں کا اخلاق اور ان کا اعلیٰ کردار ہے، ترکوں کی ان خوبیوں کا تمام مؤرخوں نے جن میں مسلمان اور غیر مسلم دونوں شامل ہیں، دلکھول کر اعتراف کیا ہے۔[۱۱۵]

سلطان عبدالحمید خان دوم نے ۱۲۹۳ھ۔۱۳۲۷ھ/۱۸۷۶ء۔۱۹۰۹ء پورے تیس برس تک حکومت کی، آپ نے اتحاد اسلام کی تحریکوں کی حوصلہ افزائی کی اور غیر ترک مسلمانوں کو اعلیٰ عہدے دے کر ان میں سلطنت عثمانیہ کے ایک ترک ریاست سے زیادہ ایک اسلامی ریاست ہونے کا احساس پیدا کیا اور غیر ترک مسلمانوں میں اعتماد کی فضا پیدا کرنے کی کوشش کی، انہوں نے فلسطین کو یہودی وطن بنانے کی کوششوں کو ناکام بنایا، ترکی قرض کے بوجھ تلے دبا ہوا تھا اور

انگریزوں نے دومرتبہ سلطان کو یہ قرض ادا کرنے کی پیشکش کی بشرطیکہ وہ یہودیوں کوفلسطین میں آباد ہونے کی اجازت دے دیں، لیکن سلطان نے اس پیشکش کوسختی سے رد کر دیا۔[۱۱۶]

انہی ایام میں انگریزوں کی سازش سے ترک قومیت اور عرب قومیت کے نظریات کو فروغ ملا، ترکی میں مغرب پرستوں کے سب سے بڑے ترجمان جلال نوری اسیدی (م ۱۹۳۸ء) اور ضیا گوگ الپ (م ۱۹۲۴ء) تھے، ان دونوں نے اپنے نظریات کی وضاحت کے لئے متعدد کتابیں لکھیں ہیں، ان میں ضیا گوگ الپ کی ''ترک قومیت کی اساس'' بنیادی اہمیت کی حامل ہے، ادھر ۱۹۰۰ء میں عرب قوم پرست عبدالرحمٰن کواکبی کی کتابیں ''طبائع الاستبداد'' اور ''ام القریٰ'' قاہرہ سے شائع ہوئیں، ان کتابوں نے ترک دشمنی اور عرب قومیت کے جذبہ کے فروغ میں نمایاں حصہ لیا۔[۱۱۷]

سلطان عبدالحمید خان دوم کے دورحکومت میں شمالی یمن میں زیدیہ فرقہ سے تعلق رکھنے والے ایک عالم سید محمد بن یحییٰ حمیدالدین حسنی علوی طالبی نے یمن کوخلافت عثمانیہ سے الگ کرنے کے لئے جدوجہد شروع کردی جس پر ۱۳۰۷ھ میں انہیں چند قبائل نے اپنا امام تسلیم کرلیا اور انہوں نے منصور باللہ کا لقب اختیار کر کے صنعاء شہر کے نواح میں اپنی حکومت قائم کر کے عثمانی افواج کے خلاف مسلح کارروائیاں شروع کردیں، امام یمن کے حامی قبائل اور عثمانی افواج کے درمیان جھڑپوں کا سلسلہ جاری تھا کہ امام یمن سید محمد بن یحییٰ نے ۱۳۲۲ھ/۱۹۰۴ء میں وفات پائی۔[۱۱۸]

اس پر علیحدگی پسندوں نے ان کے فرزند سید یحییٰ بن محمد بن یحییٰ کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہوئے انہیں امام قرار دیا، جس نے متوکل علی اللہ کا لقب اپنا کر اپنے والد کے کام کو آگے بڑھایا اور صنعاء شہر پر قبضہ کر کے یمن پر اپنی بادشاہت کا اعلان کر دیا۔[۱۱۹]

خلافت عثمانیہ اور امام یمن سید یحییٰ کے درمیان مسلح تصادم کا یہ سلسلہ جاری تھا کہ سلطان عبدالحمید دوم نے امن وصلح اور اتحاد ویگانگت کے لئے مکہ مکرمہ کے علماء وزعماء کا ایک نمائندہ وفد صنعاء بھیجنے کا حکم دیا، ادھر ۱۳۲۳ھ میں گورنر مکہ مکرمہ عون رفیق پاشا نے وفات پائی تو

ان کی جگہ سید علی پاشا بن عبداللہ بن محمد بن عبدالمعین ابوعون یہ منصب سنبھال چکے تھے [۱۲۰] گورنر علی پاشا نے یہ وفد تشکیل دیا جس میں حسب ذیل نو شخصیات شامل تھیں۔ [۱۲۱]

۱۔ شیخ عبداللہ بن عباس بن صدیق رحمۃ اللہ علیہ، مفتی احناف و مدرس مسجد حرم، فاضل بریلوی سے ملاقات و مکالمہ ہوا، آپ اس وفد کے سربراہ تھے۔ [۱۲۲]

۲۔ شیخ محمد صالح کمال رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۳۲ھ/۱۹۱۴ء)، مفتی احناف، مسجد حرم کے امام و خطیب اور مدرس، قاضی جدہ، صاحب تصانیف جن میں سے ایک کا اردو ترجمہ شائع ہوا، تقدیس الوکیل کے مقرظ، فاضل بریلوی کے خلیفہ اور تین کتب کے مقرظ۔ [۱۲۳]

۳۔ مفتی شافعیہ و شیخ العلماء شیخ محمد سعید بابصیل رحمۃ اللہ علیہ

۴۔ شیخ علی بن شیخ محمد سعید بابصیل رحمۃ اللہ علیہ

۵۔ شیخ عمر بن ابوبکر باجنید شافعی رحمۃ اللہ علیہ

۶۔ شیخ جعفر بن ابوبکر لبنی حنفی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۴۰ھ/ ۱۹۲۲ء)، مدرس مسجد حرم، قاضی، آٹھ سے زائد کتب کے مصنف، آپ ابوحنیفہ صغیر کے لقب سے مشہور تھے۔ [۱۲۴]

۷۔ شیخ محمد بن یوسف خیاط شافعی رحمۃ اللہ علیہ (۱۳۳۰ھ کے بعد انڈونیشیا میں وفات پائی) ماہر فلکیات، مدرسہ خیریہ مکہ مکرمہ کے بانی، فاضل بریلوی کی تین کتب کے مقرظ۔ [۱۲۵]

۸۔ شیخ محمد فاضل کابلی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۷۵ھ/ ۱۹۵۵ء)

۹۔ شیخ عبدالقادر قطب رحمۃ اللہ علیہ، مکہ مکرمہ کے اہم تاجر۔

۱۳۲۵ھ میں یہ وفد مکہ مکرمہ سے روانہ ہو کر صنعاء شہر کے قریب موجود عثمانی افواج کے سپہ سالار کے پاس پہنچا، جنہوں نے قاصد کے ذریعے اس وفد کی آمد اور اغراض و مقاصد پر متحارب فریق یعنی امام یمن کو مطلع کیا، اس پر اکابر علماء یمن نے شہر سے باہر آکر ان کا استقبال کیا پھر یہ ان کی معیت میں شاہی محل پہنچا جہاں امام یمن نے وفد کے سربراہ و اراکین سے معانقہ کیا اور علماء بیت اللہ الحرام کے اعزاز میں خیر مقدمی کے کلمات کہے، اس کے بعد باہم مذاکرات کا سلسلہ

شروع ہوا، پھر وفد نے ان کی تفصیلات کا مراسلہ مرتب کرنا شروع کیا تاکہ اسے گورنر مکہ مکرمہ کے توسط سے سلطان عبدالحمید دوم کی خدمت میں استنبول روانہ کیا جاسکے، یہ کاروائی ابھی جاری تھی کہ وفد کو ایک بڑے سانحہ کا سامنا کرنا پڑا اور ان کے سربراہ مفتی احناف شیخ عبداللہ بن عباس نے ۲۵ رمضان ۱۳۲۵ھ کو اچانک وفات پائی۔[۱۲۶]

یہ صدمہ ابھی تازہ تھا کہ خبر آئی گورنر مکہ مکرمہ سید علی بن عبداللہ کو ۱۳۲۶ھ/ ۱۹۰۸ء میں معزول کردیا گیا اور ان کی جگہ سید حسین بن علی بن محمد (م ۱۳۵۰ھ/ ۱۹۳۱ء) جو استنبول میں مقیم تھے اور وہاں سے مکہ مکرمہ پہنچ کر گورنر کا منصب سنبھال چکے ہیں[۱۲۷]، پھر استنبول سے اطلاع ملی کہ سلطان عبدالحمید دوم نے عوام کا مطالبہ مانتے ہوئے ۲۴ جولائی ۱۹۰۸ء کو ملک کا آئین بحال کردیا ہے جس کی وجہ سے سیاسی منظر نامہ بدل کر رہ گیا، اور چند ماہ بعد تار آیا کہ ۲۷ اپریل ۱۹۰۹ء کو سلطان عبدالحمید کو معزول کرکے ان کے بھائی محمد رشاد پنجم کو خلیفہ مقرر کردیا گیا ہے، اس طرح تیزی سے بدلتے ہوئے ان حالات میں علماء مکہ مکرمہ کا یہ وفد اپنے سربراہ کو صنعاء میں ہی دفن کرکے اپنے مقاصد میں ناکام ہوکر لوٹ آیا۔[۱۲۸]

شیخ محمد سعید بابصیل رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کا آخری دور پوری ملت اسلامیہ کے لئے کرب کا دور تھا، خلافت عثمانیہ کا شیرازہ تیزی سے بکھر رہا تھا اور اسلامی دنیا تقسیم در تقسیم کے عمل سے گزر کر اغیار کی گرفت میں جانے کے آثار نظر آنے لگے تھے، اس صورت حال میں امت محمدیہ کا درد رکھنے والی شخصیات نے دنیا بھر کے مختلف علاقوں میں حالات کو سنبھالا دینے، اتحاد، بیداری اور اپنی قوت جمع کرنے کے لئے ممکنہ حد تک کوشش کی، شیخ بابصیل انہی میں سے ایک تھے جو ۸۰ برس کی عمر میں کسی تکلیف کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے امت مسلمہ کی فکر لئے ہزاروں میل کا سفر طے کرکے مکہ مکرمہ سے صنعاء جا پہنچے، جبکہ اس خطہ میں ایندھن سے چلنے والی گاڑیوں کا وجود تک نہ تھا۔

شیخ بابصیل رحمۃ اللہ علیہ نے اس سفارتی مہم سے واپسی کے محض چند برس بعد وفات پائی اور اللہ تعالیٰ نے انہیں مسلمانوں کے مزید مصائب دیکھنے سے بچا لیا جو اگلے عشرہ میں پیش

آئے، خلافت عثمانیہ کا زوال تیزی سے اپنے انجام کی طرف بڑھا، گورنر مکہ مکرمہ سید حسین بن علی نے مکہ مکرمہ سمیت پورے حجاز مقدس کو خلافت عثمانیہ سے الگ کر کے ''مملکت ھاشمیہ حجاز'' قائم کرتے ہوئے ۱۳۳۴ھ/ ۱۹۱۶ء میں اپنی بادشاہت کا اعلان کر دیا، ادھر انگریزوں نے استنبول پر قبضہ کر کے ۱۹۱۸ء میں محمد رشاد پنجم کی جگہ سلطان محمد وحید الدین ششم کو خلیفہ مقرر کر دیا، عثمانی حکومت اور اہل یمن کے درمیان جدال وقتال جاری رہا ادھر جنگ عظیم اول کا دور تھا، بالآخر ۱۹۱۸ء میں خلیفہ عثمانی نے یمن سے دستبردار ہو کر اسے امام یحیٰ کے سپرد کر دیا، اور ۱۹۲۲ء میں قوم پرست ترکوں نے سلطان عبدالمجید خان کو خلیفہ منتخب کیا لیکن ۲۹/ اکتوبر ۱۹۲۳ء کو بادشاہت ختم کر کے ترکی کو جمہوریہ قرار دیا گیا اور ۳/ مارچ ۱۹۲۴ء کو خلافت بھی ختم کر دی گئی، اس طرح عثمانی سلطنت کا ۶۲۵ سال بعد خاتمہ ہو گیا، سلطان عبدالحمید دوم کہ جن کے حکم سے علماء مکہ کا وفد صنعاء گیا تھا انہوں نے ۱۳۳۵ھ میں حالت اسیری میں وفات پائی اور ان کے حریف امام یمن سید یحیٰ کو خود اہل یمن نے ۱۳۶۷ھ/ ۱۹۴۸ء میں قتل کر دیا۔ [۱۲۹]

قناعت پسندی

شیخ الاسلام محمد سعید باصبیل رحمتہ اللہ علیہ نے اہم سرکاری مناصب پر فائز اور استاذ العلماء ہونے کے باوصف انتہائی سادہ زندگی بسر کی، آپ سادہ لباس میں سر پر ہمیشہ سفید عمامہ رکھتے اور دایاں ہاتھ عصا سے خالی نہ ہوتا، عمر بھر اپنا گھر تعمیر نہیں کیا اور مسجد حرم کے باب الوداع کے بالمقابل کرائے کے مکان میں زندگی گزار دی۔ [۱۳۰]

تقدیس الوکیل پر تقریظ

اس دور کے ہندوستان میں جن علماء کرام کے علم وفضل کا طوطی بول رہا تھا اور وہ ہر محاذ پر اسلامیان ہند کی قیادت و رہنمائی کر رہے تھے ان میں سے ایک اہم نام فقیہ، پیر طریقت، مناظر اسلام، عربی، اُردو و فارسی زبانوں میں سترہ کتب کے مصنف، علمائے لاہور کے سرتاج مولانا غلام

دستگیر قصوری ہاشمی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۱۵ھ/ ۱۸۹۷ء) کا ہے، آپ سواد اعظم اہل سنت میں وہ پہلے عالم ہیں جنہوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کے دعاوی کو بھانپ کر اس کا تعاقب کیا اور مرزا کی اولین متنازع تصنیف براھین احمدیہ کے رد میں دو کتب ''رجم الشیاطین براغلوطات البراھین'' اور ''تحقیقات دستگیریہ فی ردھفوات براھیںیہ'' لکھیں، نیز ہندستان بھر میں بسنے والے تمام اسلامی مکاتیب فکر میں آپ وہ پہلے فرد ہیں جن کے توسط سے بیرونی دنیا، برصغیر میں جنم لینے والے اس اعتقادی فتنہ پر مطلع ہوئی اور علماء حرمین شریفین نے مرزا قادیانی کی تکفیر کے فتاوے جاری کئے جو رجم الشیاطین میں درج ہیں، یہ کتاب ۱۳۰۲ھ میں طبع ہوئی۔

براھین احمدیہ کا ابتدائی حصہ ۱۳۰۱ھ/ ۱۸۸۴ء میں شائع ہوا، مولانا قصوری اس کی تردید میں مشغول تھے کہ عین انہی دنوں ۱۳۰۴ھ میں ''براھین قاطعہ'' نامی کتاب منظر عام پر آئی جو شیخ رشید احمد گنگوہی کی تصنیف تھی اور ان کے شاگرد خلیل احمد انبیٹھوی کے نام سے شائع ہوئی جس میں جشن میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم، مجالس ایصال ثواب، اللہ تعالیٰ جھوٹ پر قادر ہے، علوم مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور مقام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوعات زیر بحث لائے گئے اور اپنا مؤقف بیان کرتے ہوئے انتہائی سخت الفاظ استعمال کئے گئے، اس پر مولانا قصوری وغیرہ اس دور کے اکابرین اہل سنت براھین قاطعہ کی جانب متوجہ ہوئے۔

مولانا قصوری نے اس کتاب کے مندرجات پر بہاول پور میں شیخ خلیل احمد انبیٹھوی وغیرہ اکابر علماء دیوبند سے مناظرہ کیا پھر اس کی روداد مرتب کر کے اسے کتابی شکل دی اور اس کا عربی ترجمہ کرتے ہوئے ۱۳۰۷ھ میں حرمین شریفین جا پہنچے اور براھین قاطعہ کی اشاعت سے ہندوستان میں برپا ہونے والے مباحث کو وہاں کے اکابر علماء کرام کے سامنے پیش کیا، جن میں شیخ محمد سعید باصبیل رحمۃ اللہ علیہ کا اسم گرامی سرفہرست ہے، آپ نے مولانا مولانا قصوری کے دلائل و موقف کی تائید کرتے ہوئے اس پر تقریظ لکھی نیز مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ کے دیگر علماء نے اس پر تقریظات قلمبند کیں اور مولانا قصوری نے لاہور واپس آ کر اسے ''تقدیس الوکیل عن توھین

الرشید والخلیل'' کے نام سے شائع کرایا۔[۱۳۱]

فتاویٰ الحرمین برجف ندوۃ المین

مولانا احمد رضا خاں قادری بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کی اس تصنیف میں شیخ محمد سعید بابصیل رحمتہ اللہ علیہ کا فتویٰ درج ہے جس کے اجراء کی وجہ یہ ہوئی کہ ۱۳۱۱ھ/۱۸۹۳ء میں مدرسہ فیض عام کانپور میں ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں ہندوستان بھر سے مختلف مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے اکابر علماء نے شرکت کی جن فاضل بریلوی بھی شامل تھے، اس اجتماع میں شرکاء کی تائید سے مولانا محمد علی مونگیری (م ۱۳۴۶ھ/ ۱۹۲۷ء) نے انجمن ندوۃ العلماء کی بنیاد رکھی، جس کے سات اہم مقاصد یہ تھے، مسلمانوں کو متحد کیا جائے، ان کی اصلاح کی جائے، مختلف الخیال علماء کو قریب لایا جائے، دینی تعلیم کی اصلاح کی جائے، عربی مدارس کا قیام، اسلام پر لگائے گئے الزامات کا جواب، دارالافتاء کا قیام، لیکن فروغ علم اور اتحاد کے پُرکشش دعوں تلے قائم ہونے والی اس انجمن کے اصل عزائم جلد ہی سامنے آنے لگے اور اس کے پلیٹ فارم سے نیچری فکر نیز اطاعت حکومت کا پرچار شروع کر دیا گیا، ۱۸۹۸ء میں اسی انجمن کے تحت لکھنؤ میں دارالعلوم ندوۃ العلماء نے کام شروع کیا۔

محققین نے ندوۃ العلماء کے نظریات کو دو ادوار میں تقسیم کیا ہے، اس کا پہلا دور اس کے قیام ۱۸۹۳ء سے لے کر ۱۹۱۴ء تک کا ہے جب اس پر نیچری فکر غالب تھی اور بقول شیخ اشرف علی تھانوی (م ۱۳۶۲ھ/ ۱۹۴۳ء) ہندوستان میں نیچریت کا بیج سرسید احمد خاں کا بویا ہوا ہے[۱۳۲]، حکیم سید عبدالحی لکھنوی (م ۱۳۴۱ھ/ ۱۹۲۳ء) جو ۱۳۱۳ھ سے اپنی وفات تک ندوہ کے ناظم رہے وہ سرسید احمد کا تعارف ان الفاظ میں کراتے ہیں، وہ بڑی عقل اور کم علم رکھتے تھے، نماز وروزہ کے پابند نہ تھے، اسلام اور عیسائیت کو قریب لانے کے لئے کوشاں رہے، برطانوی حکومت کے مقرب تھے، مغربی تہذیب وعادات اپنانے کے داعی تھے، ان کا رہنا سہنا، کھانا پینا

مغربی طرز کا تھا، برطانوی حکام سے انعام یافتہ تھے، حکیم عبدالحیؒ نے سرسید کی ان آراء میں سے تیس کا ذکر کیا ہے۔[۱۳۳]

علامہ شبلی نعمانی (م۱۳۳۲ھ/۱۹۱۴ء) جو ۱۳۱۷ھ میں ندوہ کے ناظم بنائے گئے اور آٹھ برس تک اس سے وابستہ رہے وہ قبل ازیں علی گڑھ میں استاد تھے اور وہاں پر موجود یورپی اساتذہ نیز سرسید احمد خاں کے حلقہ احباب میں شامل رہے نیز ان کے افکار سے متاثر تھے، اور بقول حکیم عبدالحیؒ ندوی، علامہ شبلی نعمانی معتزلی تھے اور اشاعرہ کے شدید مخالف تھے۔[۱۳۴]

ایسے ہی اسباب تھے کہ مختلف مکاتب فکر کے متعدد علماء ندوہ سے دور ہوتے گئے جن میں مولانا احمد رضا خاں بریلوی، مولانا لطف اللہ علی گڑھی (م۱۳۳۴ھ/ ۱۹۱۶ء)، مولانا احمد حسن کانپوری (م۱۳۲۲ھ/ ۱۹۰۴ء)، مولوی اشرف علی تھانوی اور ابوالکلام آزاد (م۱۳۷۷ھ/ ۱۹۵۸ء) شامل ہیں، حتیٰ کہ اس کے بانی مولانا محمد علی مونگیری ۱۳۲۱ھ میں اس کی مجلس ادارت سے مستعفی ہو کر اپنے وطن مونگیرہ میں گوشہ نشین ہو گئے۔

اس صورت حال میں ندوہ کے ذمہ داران کو اپنی ناکامی کا احساس ہوا اور علامہ شبلی نعمانی کے بعد اس ادارے کا دوسرا دور شروع ہوا، ۱۳۲۵ھ میں علامہ شبلی کے شاگرد علامہ سید سلیمان ندوی (م۱۳۷۳ھ/۱۹۵۳ء) اس میں استاد تعینات ہوئے تو یہ دیوبندیت تک محدود ہونے لگا اور جب سید سلیمان ندوی کے شاگرد و حکیم سید عبدالحیؒ کے بیٹے سید ابوالحسن علی ندوی (۱۴۲۰ھ/ ۱۹۹۹ء) اس کے ناظم اعلیٰ ہوئے تو یہ ادارہ موجودہ شکل اختیار کر گیا جو آج ہندوستان میں اہم دیو بندی ادارہ ہے۔[۱۳۵] ان دنوں حکیم سید عبدالحیؒ کے نواسہ سید محمد رابع ندوی اس کے ناظم اعلیٰ ہیں۔

مولانا احمد رضا خاں بریلوی جب ندوہ سے الگ ہوئے تو اسلامیان ہند کو اس کے ظاہر و باطن پر مطلع کرنے اور حق و باطل کو واضح کرنے کی ذمہ داری پورے طور پر نبھائی، ابوالحسن علی ندوی لکھتے ہیں کہ آپ نے ردّ ندوہ کے لئے ایک رسالہ ''تحفہ حنفیہ'' جاری کیا نیز اس تعاقب میں سو

سے زائد کتب لکھیں، علاوہ ازیں ہندوستان بھر کے علماء سے فتاوے حاصل کیے جنہیں ''الجام السنۃ لاھل الفتنۃ'' کے نام سے شائع کیا۔[۱۳۶]

۱۳۱۶ھ میں فاضل بریلوی نے اس موضوع پر اٹھائیس سوال و جواب پر مشتمل عربی کتاب ''فتاویٰ الحرمین برجف ندوۃ المین'' تصنیف کی اور حجاج کے ذریعے اسے علماء حرمین شریفین کی خدمت میں پیش کیا، جس پر مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ کے بیس سے زائد علماء کرام نے اس کے مندرجات کی تائید و توثیق میں فتاوے اور تقریظات لکھیں نیز مصنف کو اعلیٰ درجے کے کلمات سے یاد کیا، اس پر سب سے پہلی تقریظ مفتی شافعیہ و شیخ العلماء محمد سعید بابصیل رحمۃ اللہ علیہ کی ہے، یہ کتاب عربی متن و اردو ترجمہ کے ساتھ ۱۳۱۷ھ میں بمبئی سے شائع ہوئی اور اس کا جدید ایڈیشن رسائل رضویہ کے ضمن میں لاہور سے شائع ہوا جس پر مولانا محمد عبدالحکیم اختر شاہجہانپوری لاہوری نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ (پ ۱۹۳۵ء۔ف ۱۹۹۳ء) نیچاس صفحات کا دیباچہ لکھا[۱۳۷] علاوہ ازیں استنبول سے اس کے عربی متن کے متعدد ایڈیشن طبع ہو کر تقسیم ہوئے۔

فاضل بریلوی سے ملاقات

فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد ماجد مولانا نقی علی خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۹۷ھ/ ۱۸۸۰ء) کے ہمراہ پہلے سفر حج و زیارت پر ۱۲۹۵ھ میں مکہ مکرمہ حاضر ہوئے، شیخ بابصیل رحمۃ اللہ علیہ جو عمر میں فاضل بریلوی کے والد گرامی سے بھی ایک برس بڑے تھے، ان دنوں مسجد حرم میں مدرس نیز فتاویٰ کے اجراء میں علامہ دحلان کے معتمد و معاون تھے، اس قیام مکہ مکرمہ کے دوران فاضل بریلوی اور شیخ بابصیل کے درمیان ملاقات ہوئی ہوگی لیکن اس کی تفصیلات کہیں دست یاب نہیں۔

اور جب ۱۳۲۳ھ/ ۱۹۰۶ء میں فاضل بریلوی دوسری و آخری بار حرمین شریفین حاضر ہوئے اور مکہ مکرمہ میں پونے تین مہینے قیام کیا، تو شیخ بابصیل رحمۃ اللہ علیہ مفتی شافعیہ و شیخ العلماء

کے مناصب رفیعہ پر فائز اور مکہ مکرمہ کے چار اکابر علماء کرام میں سے ایک تھے [۱۳۸]، اس موقع پر فاضل بریلوی و شیخ بابصیل کے درمیان متعدد ملاقاتیں ہوئیں، مسائل زیر بحث آئے اور پھر تصنیف و تالیف کا سلسلہ شروع ہوا، فاضل بریلوی نے خود فرمایا:

''فقیر دعوتوں کے علاوہ صرف چار جگہ ملنے کو جاتا، مولانا شیخ صالح کمال اور شیخ العلماء مولانا محمد سعید بابصیل اور مولانا عبدالحق مہاجر الٰہ آبادی اور کتب خانہ (حرم مکی) میں مولانا اسمٰعیل کے پاس، رحمۃ اللہ علیہم اجمعین، یہ حضرات اور باقی تمام حضراتُ فرودگاہ فقیر پر تشریف لایا کرتے صبح سے نصف شب کے قریب ملاقاتوں ہی میں وقت صرف ہوتا''۔ [۱۳۹]

بعض تذکروں میں ہے کہ شیخ بابصیل نے فاضل بریلوی سے خلافت پائی [۱۴۰] لیکن یہ درست نہیں، ہاں انہی ملاقاتوں میں آپ نے فاضل بریلوی کی مزید دو تصنیفات حسام الحرمین والدولتہ المکیہ پر تقاریظ لکھیں جو مطبوع ہیں۔ [۱۴۱]

وفات

شیخ الاسلام شیخ العلماء مفتی شافعیہ امام حرم شیخ محمد سعید بابصیل رحمۃ اللہ علیہ نے بروز جمعرات ۲۴/ربیع الاول اور بقول دیگر ۲۳/ربیع الثانی ۱۳۳۰ھ/۱۹۱۲ء کو مکہ مکرمہ میں ہی وفات پائی اور قبرستان المعلیٰ میں تدفین ہوئی۔ [۱۴۲]

اولاد

آپ کی اولاد میں سے دو فرزندان نے علمی دنیا میں نام پایا، ان کے اسماء گرامی وحالات یہ ہیں: شیخ علی بابصیل رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ابوبکر بابصیل رحمۃ اللہ علیہ۔

۱۔ شیخ علی بن محمد سعید بابصیل رحمۃ اللہ علیہ ۱۲۷۳ھ میں مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے، اپنے والد ماجد کے علاوہ علماء کرام سے تعلیم پائی، پھر مسجد حرم میں مدرس ہوئے جہاں باب الوداع کے

قریب آپ کا حلقہ درس منعقد ہوتا، وزارت انصاف میں قاضی تعینات رہے، آپ صنعاء وفد میں اپنے والد کے ہمرکاب تھے، ۱۳۵۲ھ میں مکہ مکرمہ میں وفات پائی۔

شیخ علی باصیل کے ایک فرزند شیخ عبدالحسن باصیل مکہ مکرمہ کی اعلیٰ عدالت میں قاضی رہے اور دوسرے فرزند جن کا نام معلوم نہ ہوسکا وہ مکہ مکرمہ کے ایک اعلیٰ تعلیمی ادارے معہد السعودی کے نائب مدیر رہے جنہوں نے ۱۳۶۰ھ میں وفات پائی۔[۱۴۳]

۲۔شیخ ابوبکر بن محمد سعید باصیل رحمتہ اللہ علیہ ۱۲۹۳ھ میں پیدا ہوئے، اپنے والد ماجد کے علاوہ اکابر علماء مکہ مکرمہ سے تعلیم پائی، پھر مسجد حرم میں مدرس ہوئے آپ کا حلقہ درس باب الوداع کے برآمدہ میں اپنے بھائی کے جوار میں منعقد ہوتا، آپ بلند آواز کے مالک اور فروغ علم کے لئے ہمہ اوقات سرگرم تھے، آپ کا طریقہ تھا کہ جب تک طلباء کسی عبارت کے مفہوم کو اچھی طرح سمجھ نہ جاتے آپ تدریس کا سلسلہ آگے نہ بڑھاتے، آپ سعودی عہد میں قاضی رہے، ۲۹ر محرم ۱۳۴۹ھ تک زندہ تھے۔

شیخ ابوبکر باصیل کے ایک فرزند شیخ عبدالرحمٰن باصیل رحمتہ اللہ علیہ (م ۱۳۷۴ھ) فوری انصاف مہیا کرنے والی عدالت میں رئیس کاتب تھے[۱۴۴]، پھر شیخ عبدالرحمٰن باصیل کے دو فرزند معروف ہوئے ایک شیخ احمد بن عبدالرحمٰن باصیل جو ۱۳۶۷ھ میں زندہ اور اہل علم سے وابستہ تھے[۱۴۵]، اور دوسرے محمد سعید بن عبدالرحمٰن باصیل جو ۱۴۱۲ھ/۱۹۹۲ء میں زندہ اور حجاز مقدس کے اہم شعراء میں سے تھے، پیش نظر کتاب میں ان کے کلام کا نمونہ موجود ہے۔[۱۴۶]

۱۳۰۳ھ میں اسی گھرانہ کے ایک فرد شیخ عبدالرحمٰن باصیل رحمتہ اللہ علیہ مسجد حرم میں نائب مدرس تھے[۱۴۷] لیکن ان کے حالات کہیں درج نہیں۔

حوالہ جات وحواشی

[۱]۔ الاعلام، خیر الدین زرکلی دمشقی، طبع دہم ۱۹۹۲ء، دارالعلم للملایین بیروت، جلد۸،ص۱۰۱تا۱۰۲

[۲]۔تفسیر ضیاء القرآن، جسٹس پیر محمد کرم شاہ ازہری رحمتہ اللہ علیہ، طبع ۱۴۰۲ھ، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور، جلد۲،ص۴۵، پارہ۸، سورۃ الاعراف، آیت ۶۵ کی تفسیر

[۳]۔ ماہنامہ العرب ریاض، شمارہ صفر ۱۳۸۸ھ، صالح بن سعید ہلابی کا مضمون ''لمحات تاریخیۃ عن حضرموت'' ص۳۱ تا ۳۷/ الاعلام، ج۱،ص۳۳۲، ج۸،ص۱۰۶

[۴]۔ اعلام المکیین من القرن التاسع الی القرن الرابع عشر الھجری، عبداللہ بن عبدالرحمٰن معلمی مکی، طبع اول ۱۴۲۱ھ/ ۲۰۰۰ء، موسسۃ الفرقان للتراث الاسلامی لندن، ج اول، ص۲۵۰/ سیر وتراجم بعض علمائنا فی القرن الرابع عشر للھجرۃ، عمر عبدالجبار مکی، طبع سوم ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۲ء، مکتبہ تہامہ جدہ، ص۲۴۴/ ترجمۃ شیخ الاسلام الشریف ابی عبداللہ محمد بن جعفر الکتانی، علامہ سید محمد زمزمی بن محمد بن جعفر کتانی، غیر مطبوع، ص۱۰۴/ نشر الدرر فی تذییل نظم الدرر فی تراجم علماء مکۃ من القرن الثالث عشر الی الرابع عشر، شیخ عبداللہ غازی مکی، مخطوط بخط مصنف مملوکہ جدہ یونیورسٹی لائبریری ذخیرہ شیخ محمد نصیف، مخطوط نمبر ۲۹۱۲ مائیکروفلم نمبر ۲۳۵۷، عکس مملوکہ راقم الحروف، ص۵۶

[۵]۔ سیر وتراجم، ص۱۱۱

[۶]۔ الدلیل المشیر الی فلک اسانید الاتصال بالحبیب البشیر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، جسٹس علامہ سید ابوبکر حبشی مکی شافعی، طبع اول ۱۴۱۸ھ/ ۱۹۹۷ء، مکتبہ مکیہ مکہ مکرمہ، ص۴۹/ نشر الدرر، ص۵۶

[۷]۔ المختصر من کتاب نشر النور والزہر فی تراجم افاضل مکۃ من القرن العاشر الی القرن

الرابع عشر، جسٹس شیخ عبداللہ مرداد شہید مکی حنفی، اختصار وترتیب محمد سعید عامودی مکی وسید احمد علی کاظمی بھوپالی مکی، طبع دوم ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۶ء، ص ۳۴۵/ سیر وتراجم، ص ۳۰

[۸]۔ تشنیف الاسماع بشیوخ الاجازۃ والسماع، شیخ محمود ممدوح شافعی، طبع اول، سن اشاعت درج نہیں، سن تصنیف ۱۴۰۳ھ، دار الشباب قاہرہ، صفحات ۲۴، ۳۰۸، ۵۴۲/ اعلام المکیین، جلد اول، ص ۳۳۵/ الدلیل المشیر، صفحات ۲۲، ۲۳۱، ۳۳۱/ مختصر نشر النور، ص ۳۵۲

[۹]۔ گورنر سید محمد عون کے حالات کے لئے دیکھئے: تاریخ مکۃ، احمد سباعی مکی، طبع چہارم ۱۳۹۹ھ/ ۱۹۷۹ء، دار مکۃ للطباعۃ مکہ مکرمہ، ص ۵۱۷/ الاعلام، جلد ۶، ص ۲۴۷ تا ۲۴۸

[۱۰]۔ شیخ عبداللہ سراج کے حالات کے لئے دیکھئے: نزھۃ الفکر فیما مضیٰ من الحوادث والعبر فی تراجم رجال القرن الثانی والثالث عشر، شیخ احمد حضراوی ھاشمی مکی شافعی، تحقیق محمد مصری، طبع اول ۱۹۹۶ء، وزارت اوقاف دمشق (شام)، حصہ دوم، ص ۶۵ تا ۶۶/ نظم الدرر فی اختصار نشر النور والزھر فی تراجم افاضل مکۃ من القرن العاشر الی القرن الرابع عشر، شیخ عبداللہ غازی مکی، مخطوط بخط مصنف جدہ یونیورسٹی لائبریری، ذخیرہ شیخ محمد نصیف، عکس مملوکہ راقم الحروف، ص ۱۳۲ تا ۱۳۳/ مختصر نشر النور، ص ۲۹۷ تا ۳۰۰/ اعلام المکیین، ج ۱، ص ۴۹۹

[۱۱]۔ مولانا فضل رسول بدایونی کے حالات کے لئے دیکھئے: نزھۃ الخواطر وبھجۃ المسامع والنواظر، سید عبدالحی لکھنوی ندوی وسید ابوالحسن علی لکھنوی ندوی، طبع اول ۱۴۲۰ھ/ ۱۹۹۹ء، حصہ ۸، ص ۱۰۶۵/ تذکرہ علمائے اہل سنت، علامہ محمود احمد کانپوری، طبع دوم ۱۹۹۲ء، سنی دار الاشاعت علویہ رضویہ فیصل آباد، ص ۲۰۹

[۱۲]۔ شیخ جمال بن عبداللہ کے حالات کے لئے دیکھئے: مختصر نشر النور، ص ۱۶۱ تا ۱۶۲/ نزھۃ الفکر، حصہ اول، ص ۲۶۸ تا ۲۷۲/ نظم الدرر، ص ۱۱۸ تا ۱۱۹/ اعلام المکیین، جلد اول ص ۶۸ تا ۶۹/ الاعلام، جلد ۲، ص ۱۳۴

[۱۳]۔ مولانا عبدالقادر بدایونی کے حالات کے لئے دیکھئے: نزھۃ الخواطر، حصہ ۸،

ص ۱۲۸۷/ تذکرہ علماء اہل سنت، ص ۱۲۵ تا ۱۲۷/ ماہنامہ ضیائے حرم لاہور، شمارہ اکتوبر ۱۹۹۸ء، ص ۷۷ تا ۸۷، مولانا عبدالحکیم شرف قادری کا مضمون ''تاج الفحول حضرت مولانا شاہ عبدالقادر بدایونی حضرت امام احمد رضا بریلوی کی نظر میں''

[۱۴]۔ علامہ سید احمد دحلان مکی کے حالات کے لئے دیکھئے: سالنامہ معارف رضا کراچی، شمارہ ۱۹۹۸ء، ص ۱۷۷ تا ۱۷۸/ ماہنامہ معارف رضا کراچی، شمارہ ستمبر ۲۰۰۰ء، ص ۱۵

[۱۵]۔ نزھۃ الخواطر، ص ۱۰۰۴ تا ۱۰۰۵، ۱۱۲۶ تا ۱۱۲۷، ۱۱۸۰ تا ۱۱۸۲، ۱۲۶۸ تا ۱۲۷۰

[۱۶]۔ نشر الدرر، ضمیمہ ص ۲ تا ۵

[۱۷]۔ نشر الدرر، ص ۵۶

[۱۸]۔ نشر الدرر، ضمیمہ ص ۹

[۱۹]۔ شیخ عبدالرحمٰن سراج مکی کے حالات کے لئے دیکھئے: سالنامہ معارف رضا، شمارہ ۱۹۹۸ء، ص ۱۶۵ تا ۱۸۱/ شمارہ ستمبر ۲۰۰۰ء، ص ۱۵

[۲۰]۔ شیخ محمد مالکی نیز ان کے خاندان کے حالات کے لئے دیکھئے: معارف رضا، شمارہ جنوری ۲۰۰۲ء، ص ۱۲ تا ۱۵ و ملحقہ شمارے

[۲۱]۔ شیخ خلف کے حالات کے لئے دیکھئے: علماء نجد خلال ثمانیۃ قرون، شیخ عبداللہ بسام، طبع دوم ۱۴۱۹ء، دار العاصمہ ریاض، جلد ۲، ص ۱۵۳ تا ۱۵۷/ نشر الدرر، ضمیمہ ص ۲

[۲۲]۔ تقدیس الوکیل عن توھین الرشید والخلیل، مولانا غلام دستگیر قصوری، نوری بک ڈپو لاہور

[۲۳]۔ گورنر حجاز عثمان نوری پاشا کے حالات کے لئے دیکھئے: اعلام الحجاز فی القرن الرابع عشر للھجرۃ وبعض القرون الماضیۃ، محمد علی مغربی جداوی، جلد ۳، طبع اول ۱۴۱۰ھ/ ۱۹۹۰ء، ص ۱۰۹ و دیگر/ تاریخ مکۃ، ص ۵۵۱/ مختصر نشر النور، حاشیہ ص ۶۲

[۲۴]۔ فتاویٰ الحرمین برجف ندوۃ المین، مولانا احمد رضا خاں بریلوی

[۲۵]۔علامہ سید حسین حبشی کے حالات واسانید پر ان کے شاگرد شیخ عبداللہ غازی مکی نے کتاب ''فتح القوی فی ذکر اسانید السید حسین الحبشی العلوی'' تصنیف کی جو ۱۹۹۷ء میں شائع ہوئی، نیز دیکھیں: فهرس الفهارس والاثبات ومعجم المعاجم والمشیخات والمسلسلات، علامہ عبدالحیؒ کتانی مراکشی، تحقیق ڈاکٹر احسان عباس، طبع دوم ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۲ء دار الغرب الاسلامی بیروت، جلد اول ص ۳۲۰ تا ۳۲۱/ اعلام المکیین، جلد اول، ص ۳۶۰/ الاعلام، جلد ۲، ص ۲۵۸/ الدلیل المشیر، ص ۹۲ تا ۹۷/ سیر وتراجم، ص ۹۹/ مختصر نشر النور، ص ۱۷۷ تا ۱۷۹/ نظم الدرر، ص ۱۷۲ تا ۱۷۳

[۲۶]۔تاریخ مکۃ، ص ۵۵۰

[۲۷]۔گورنر مکہ عون رفیق پاشا کے حالات کے لئے دیکھئے: اعلام الحجاز، جلد ۳، صفحات ۱۱۳، ۳۶۸ وغیرہ/ الاعلام، جلد ۵، ص ۹۷ تا ۹۸/ تاریخ مکۃ، ص ۵۵۰/ مختصر نشر النور، حاشیہ ص ۲۰۷

[۲۸]۔سیر وتراجم، ص ۹۹/ مختصر نشر النور، ۱۷۸/ نشر الدرر، ص ۵۶/ نظم الدرر، ص ۱۷۳

[۲۹]۔اعلام المکیین، جلد اول، ص ۲۵۰/ نشر الدرر، ص ۵۶

[۳۰]۔تشنیف الاسماع، ص ۵۹، ۴۹۶

[۳۱]۔هذا مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم، شیخ عبدالرحمٰن علی دیبعی زبیدی (م ۹۴۴ھ)، سن اشاعت درج نہیں، تقریباً ایک صدی قبل طبع ہوئی، مکتبہ محمد علی صبیح جامعہ الازہر چوک قاہرہ، ص ۷۷ تا ۷۹

[۳۲]۔شیخ ابراہیم رشیدی کے حالات کے لئے دیکھئے: اعلام المکیین، جلد اول، ص ۴۵۱/ الاعلام، جلد اول، ص ۴۳ تا ۴۴/ نشر الدرر، ص ۲/ نزهة الفکر، حصہ اول، ص ۸۱ تا ۸۳

[۳۳]۔شیخ احمد بن ادریس کے حالات کے لئے دیکھئے: الاعلام، جلد اول، ص ۹۵/ نزهة الفکر، جلد اول، ص ۱۸۵

[۳۴]۔ملا اسماعیل کابلی کے حالات کے لئے دیکھئے: اعلام المکیین، جلد ۲، ص ۹۲۱/

نثر الدرر، ص ۱۸

[۳۵]۔ نزھۃ الفکر، حصہ اول، ص ۸۳

[۳۶] علامہ سید احمد عطاس کے حالات کے لئے دیکھئے: الاعلام، جلد اول، ص ۱۱۳/ الدلیل المشیر، ص ۴۱۶ تا ۴۲۰/ سیر وتراجم، ص ۶۷ تا ۶۹/ اعلام المکیین، جلد ۲، ص ۶۸۳ تا ۶۸۴

[۳۷]۔ عقود الالماس بمناقب الامام العارف باللہ الحبیب احمد بن الحسن العطاس، علامہ سید علوی بن طاہر بن عبداللہ حداد، طبع سوم ۱۴۱۲ھ/ ۱۹۹۱ء، کرجائی پریس لمٹیڈ سنگاپور، سرورق

[۳۸]۔ سیر وتراجم، ص ۶۹

[۳۹]۔ شیخ ابراہیم خزانی کے حالات کے لئے دیکھئے: بلوغ الامانی فی التعریف بشیوخ واسانید مسند العصر الشیخ محمد یاسین بن محمد عیسیٰ الفادانی المکی، شیخ محمد مختار الدین فلمبانی انڈونیشی مکی، طبع اول ۱۴۰۸ھ/ ۱۹۸۸ء، دارقتیبہ دمشق، صفحہ ۶۷/ اعلام المکیین، جلد اول ص ۴۰۳ تا ۴۰۴/ تشنیف الاسماع، ص ۲۳ تا ۲۵

[۴۰]۔ شیخ احمد فقیہ کے حالات کے لئے دیکھئے: اعلام المکیین، جلد ۲، ص ۷۳۰/ مختصر نشر النور، ص ۱۱۰/ نظم الدرر، ص ۱۶۱

[۴۱]۔ شیخ احمد مخلاتی کے حالات کے لئے دیکھئے: اھل الحجاز بعبقھم التاریخی، حسن عبدالحی قزاز مکی، طبع اول ۱۴۱۵ھ/ ۱۹۹۴ء، مطابع المدینۃ جدہ، ص ۳۴۵ تا ۳۴۹/ تاریخ علماء دمشق فی القرن الرابع عشر الھجری، محمد مطیع حافظ ونزار اباظہ، جلد ۳، طبع اول ۱۴۱۲ھ/ ۱۹۹۱ء، دارالفکر دمشق، ص ۱۷۱ تا ۱۷۳/ اعلام المکیین، جلد ۲، ص ۸۴۵ تا ۸۴۶/ بلوغ الامانی، ص ۵۵ تا ۵۷/ تشنیف الاسماع، ص ۵۵ تا ۵۸/ الدلیل المشیر، ص ۴۳ تا ۴۷

[۴۲]۔ مولانا عبدالباری فرنگی محلی کے حالات کے لئے دیکھئے: فھرس الفھارس، جلد اول، ص ۲۴۵ تا ۲۴۶/ نزھۃ الخواطر، ص ۱۲۵۹ تا ۱۲۶۰/ تذکرہ علماء اہل سنت، ص ۱۷۳ تا ۱۷۴/ ضیائے حرم، شمارہ مارچ ۱۹۹۶ء، ص ۷۷ تا ۸۶، بقلم محمد صادق قصوری

[۴۳]۔ شیخ احمد ناظرین کے حالات کے لئے دیکھئے: اعلام المکیین، جلد۲، ص۹۵۶ تا۹۵۸/ اھل الحجاز، ص۲۵۵ تا ۲۵۷/ تشنیف الاسماع، ص۵۹ تا ۶۰/ الدلیل المشیر، ص۴۷ تا۵۱/ سیر وتراجم، ص۴۷تا۵۰/ نثر الدرر، ص۲۴

[۴۴]۔ شیخ احمد نجاز کے حالات کے لئے دیکھئے: اعلام المکیین، جلد۲، ص۹۶۱ تا ۹۶۲/ الاعلام، جلد اول، ص۱۸۳/ الدلیل المشیر، ص۵۱تا۵۳/ سیر وتراجم، ص۵۱تا۵۳

[۴۵]۔ علامہ احمد ادریسی کے حالات کے لئے دیکھئے: بلوغ الامانی، ص۸۴/ تشنیف الاسماع، ص۶۹ تا ۷۰

[۴۶]۔ شیخ احمد قستی کے حالات کے لئے دیکھئے: اعلام المکیین، جلد۲، ص۶۴۷ تا ۶۷۵/ اھل الحجاز، ص۳۰۳ تا ۳۰۴/ بلوغ الامانی، ص۳۲/ سیر وتراجم، ص۵۴تا۵۶

[۴۷]۔ علامہ سید ابوبکر البار کے حالات کے لئے دیکھئے: اعلام المکیین، جلد اول، ص۲۵۴/ اھل الحجاز، ص۲۶۸ تا۲۷۰/ تشنیف الاسماع، ص۳۱ تا۳۲/ الدلیل المشیر، ص۲۱ تا۲۵/ سیر وتراجم، ص۳۰ تا۳۱/ نثر الدرر، ص۲۴/ سالنامہ معارف رضا کراچی، شمارہ ۱۹۹۹ء، ص۲۰۰ تا۲۰۲

[۴۸]۔ شیخ ابوبکر تمبوسی کے حالات کے لئے دیکھئے: اعلام المکیین، جلد اول، ص۳۲۴ تا۳۲۵/ سیر وتراجم، حاشیہ ص۲۳۰/ نثر الدرر، ص۱۷

[۴۹]۔ شیخ بکر صباغ کے حالات کے لئے دیکھئے: اعلام المکیین، جلد۲، ص۶۰۲/ سیر وتراجم، ص۸۲تا۸۳/ مختصر نشر النور، ص۱۴۶/ نظم الدرر، ص۱۷۰

[۵۰]۔ شیخ جامع رفاعی کے حالات کے لئے دیکھئے: تشنیف الاسماع، ص۱۴۰

[۵۱]۔ شیخ حسن کاظم کے حالات کے لئے دیکھئے: اعلام المکیین، جلد اول، ص۳۷۳ تا۳۷۴/ سیر وتراجم، حاشیہ ص۱۱۰/ مختصر نشر النور، ص۱۷۴تا۱۷۵/ نظم الدرر، ص۱۷۴تا۱۷۵

[۵۲]۔ شام وعراق کے بادشاہ فیصل ھاشمی کے حالات کے لئے دیکھئے: الاعلام،

جلد ۵، ص ۱۶۵ تا ۱۶۶

[۵۳]۔ شیخ حسن فدعق کے حالات کے لئے دیکھئے: اتمام الاعلام، ڈاکٹر نزار اباظہ ومحمد ریاض مالح دمشقی، طبع اول ۱۹۹۹ء، دار صاد بیروت، ص ۷۷/ تتمۃ الاعلام، محمد خیر رمضان یوسف، طبع اول ۱۴۱۸ھ/ ۱۹۹۸ء، جلد اول، ص ۱۳۷/ اھل الحجاز، ص ۳۱۱ تا ۳۱۲/ تشنیف الاسماع، ص ۱۶۴ تا ۱۶۵

[۵۴]۔ علامہ سید حسین عطاس کے حالات کے لئے دیکھئے: تشنیف الاسماع، ص ۱۶۹

[۵۵]۔ شیخ خلیفہ نبھانی کے حالات پر ان کے شاگرد شیخ محمد یاسین بن عیسیٰ فادانی انڈونیشی مکی نے کتاب ''فیض الرحمٰن فی اسانید وترجمۃ شیخنا خلیفۃ بن حمد النبھانی'' تصنیف کی جو غیر مطبوع ہے، نیز دیکھیں: اعلام المکیین، جلد ۲، ص ۹۵۹ تا ۹۶۰/ بلوغ الامانی، ص ۵۲/ تشنیف الاسماع، ص ۱۹۰ تا ۱۹۳/ سیر وتراجم، ص ۱۰۱ تا ۱۰۴/ نثر الدرر، ص ۳۰

[۵۶]۔ علامہ سید زین عطاس کے حالات کے لئے دیکھئے: تشنیف الاسماع، ص ۲۳۰/ الدلیل المشیر، ص ۱۰۷ تا ۱۰۸

[۵۷]۔ علامہ سید شیخ حبشی کے حالات کے لئے دیکھئے: الدلیل المشیر، ص ۱۱۰ تا ۱۱۲

[۵۸]۔ شیخ صالح بافضل کے حالات کے لئے دیکھئے: اعلام المکیین۔ جلد اول، ص ۲۶۱/ سیر وتراجم، ص ۱۳۲ تا ۱۳۴/ مختصر نشر النور، ص ۲۱۲ تا ۲۱۳/ نظم الدرر، ص ۱۸۲

[۵۹]۔ شیخ عبدالستار دہلوی مکی کے حالات کے لئے دیکھئے: اعلام المکیین، جلد اول، ص ۴۳۸ تا ۴۴۰/ الاعلام، جلد ۳، ص ۳۵۴/ تشنیف الاسماع، ص ۳۰۳ تا ۳۰۷/ سیر وتراجم، ص ۱۹۶ تا ۱۹۹/ نثر الدرر، ص ۴۰

[۶۰]۔ علامہ سید عبدالعزیز کوگی کے حالات کے لئے دیکھئے: تشنیف الاسماع، ص ۳۰۸ تا ۳۰۹

[۶۱]۔ شیخ عبدالقادر مندیلی کے حالات کے لئے دیکھئے: اعلام المکیین، جلد ۲،

ص ۹۲۵/ سیر وتراجم، ص ۲۴۴/مختصر نشر النور، ص ۲۷۷/نظم الدرر، ص ۱۹۲

[۶۲]۔ شیخ عبدالقادر سقاف کے حالات کے لئے دیکھئے: الدلیل المشیر، ص ۱۸۹ تا ۱۹۳

[۶۳]۔ شیخ عبداللہ حمدوہ کے حالات کے لئے دیکھئے: اعلام المکیین، جلد۲، ص ۳۹۵ تا ۳۹۶/ اھل الحجاز، ص ۳۴۰ تا ۳۴۱/ بلوغ الامانی، ص ۳۳/ تشنیف الاسماع، ص ۳۲۹ تا ۳۳۰/ الدلیل المشیر، ص ۱۹۴ تا ۱۹۶/ سیر وتراجم، ص ۱۶۴ تا ۱۶۶/ نشر الدرر، ص ۴۱

[۶۴]۔ علامہ سید عبداللہ بن ازہری کے حالات کے لئے دیکھئے: بلوغ الامانی، ص ۱۶۴/تشنیف الاسماع، ص ۳۳۱ تا ۳۳۴

[۶۵]۔ علامہ سید عبداللہ حدار حداد کے حالات کے لئے دیکھئے: الدلیل المشیر، ص ۱۹۶ تا ۲۰۵

[۶۶]۔ شیخ عبداللہ حُمید کے حالات کے لئے دیکھئے: اعلام المکیین، جلد اول، ص ۳۹ تا ۴۰/ الاعلام، جلد۴، ص ۱۰۸/ اھل الحجاز، ص ۲۸۷/ سیر وتراجم، ص ۲۰۰ تا ۲۰۱

[۶۷]۔ علامہ سید عبداللہ عیدروس کے حالات کے لئے دیکھئے: الدلیل المشیر، ص ۲۰۹ تا ۲۱۰

[۶۸]۔ علامہ سید عبداللہ سقاف کے حالات کے لئے دیکھئے: الدلیل المشیر، ص ۲۱۱ تا ۲۱۵

[۶۹]۔ علامہ سید عبدالمحسن رضوان کے حالات کے لئے دیکھئے: اعلام المکیین، جلد اول، ص ۵۳-۵۴/تشنیف الاسماع، ص ۳۶۱ تا ۳۶۲/ الدلیل المشیر، ص ۲۳۰ تا ۲۳۴

[۷۰]۔ علامہ سید محمد عبدالباری رضوان کے حالات کے لئے دیکھئے: اعلام المکیین، جلد اول، ص ۴۵۳ تا ۴۵۴/ اھل الحجاز، ص ۲۸۵ تا ۲۸۷/ سیر وتراجم، ص ۲۸۹ تا ۲۹۰

[۷۱]۔ علامہ سید عباس رضوان کے حالات کے لئے دیکھئے: اعلام من ارض النبوۃ، شیخ

انس یعقوب کتبی مدنی، جلد۲، طبع اول ۱۴۱۵ھ/ ۱۹۹۴ء، مطابع دارالبلاد جدہ، ص۱۱۳ تا ۱۱۷/ الاعلام، جلد۳، ص ۲۶۵/تشنیف الاسماع، ص۲۶۲ تا ۲۶۵

[۷۲]۔ شیخ عبدالحیط انڈونیشی کے حالات کے لئے دیکھئے: بلوغ الامانی، ص۶۴/ تشنیف الاسماع، ص۳۶۳ تا ۳۶۴

[۷۳]۔ علامہ سید عثمان شطا کے حالات کے لئے دیکھئے: اعلام المکیین، جلد اول، ص ۵۶۳/ سیر وتراجم، حاشیہ ص۸۰/مختصر نشر النور، ص۳۳۷/نظم الدرر، ص ۱۳۸

[۷۴]۔ علامہ سید علوی عقیل کے حالات کے لئے دیکھئے: اعلام المکیین، جلد۲، ص ۶۹۵/مختصر نشر النور، ص۳۴۵/نظم الدرر، ص۱۹۰

[۷۵]۔ علامہ سید علوی حضرمی کے حالات کے لئے دیکھئے: تشنیف الاسماع، ص۳۹۰ تا ۳۹۲

[۷۶]۔ شیخ علی جبرتی کے حالات کے لئے دیکھئے: اعلام المکیین، جلد اول، ص ۳۳۵/ مختصر نشر النور، ص۳۵۲/نظم الدرر، ص۲۰۲

[۷۷]۔ شیخ علی ابوالخیر کے حالات کے لئے دیکھئے: اعلام المکیین، جلد اول، ص۱۹۹/ مختصر نشر النور، ص۳۴۶/نظم الدرر، ص۲۰۲

[۷۸]۔ علامہ سید علی حبشی انڈونیشی کے حالات کے لئے دیکھئے: تشنیف الاسماع، ص ۴۰۵ تا ۴۰۶/ الدلیل المشیر، ص۲۷۹ تا ۲۸۲

[۷۹]۔ علامہ سید علی حبشی حضرمی کے حالات کے لئے دیکھئے: الاعلام، جلد۵، ص۱۹/ الدلیل المشیر، ص ۲۸۸ تا ۲۹۵

[۸۰]۔ شیخ عمر باجنید کے حالات کے لئے دیکھئے: اعلام المکیین، جلد اول، ص۲۵۱/ تشنیف الاسماع، ص۴۲۲ تا ۴۲۵/ الدلیل المشیر، ص۲۹۶ تا ۲۹۸/ سیر وتراجم، ص۱۴۷ تا ۱۴۸/ نشر الدرر، ص۵۰

[۸۱]۔ علامہ سید عمر عطاس کے حالات کے لئے دیکھئے: اعلام المکیین، جلد ۲، ص ۶۸۶/مختصر نشر النور، ص ۳۸۰/نشر الدرر، ضمیمہ ص ۵/نظم الدرر، ص ۱۹۶

[۸۲]۔ علامہ سید عمر شطا کے حالات کے لئے دیکھئے: اعلام المکیین، جلد اول، ص ۵۶۴/سیر وتراجم، حاشیہ ص ۸۰/مختصر نشر النور، ص ۳۷۷ تا ۳۷۸/نظم الدرر، ص ۱۹۵ تا ۱۹۶

[۸۳]۔ علامہ سید عیدروس حیدرآبادی کے حالات کے لئے دیکھئے: ضیائے حرم، شمارہ دسمبر ۱۹۷۷ء، ص ۸۳ تا ۸۶، بقلم نواب مشتاق احمد خاں

[۸۴]۔ علامہ سید عیدروس البار مکی کے حالات کے لئے دیکھئیا علام المکیین، جلد اول، ص ۲۵۵/ اھل الحجاز، ص ۲۶۷/ بلوغ الامانی، ص ۵۷/ تشنیف الاسماع، ص ۴۳۳ تا ۴۳۴/ الدلیل المشیر، ص ۳۳۰ تا ۳۳۷/ سیر وتراجم، ص ۲۱۸ تا ۲۲۰/ نشر الدرر، ص ۴۲

[۸۵]۔ شیخ محفوظ ترمسی کے حالات کے لئے دیکھئے: اعلام المکیین، جلد اول، ص ۳۲۰ تا ۳۲۱/ الاعلام، جلد ۷، ص ۱۹/ اھل الحجاز، ص ۳۴۲ تا ۳۴۴/ بلوغ الامانی، ص ۳/۱۷/ سیر وتراجم، ص ۲۸۶ تا ۲۸۷/فہرس الفہارس، جلد اول، ص ۵۰۳ تا ۵۰۴/نشر الدرر، ص ۶۵

[۸۶]۔ علامہ سید محمد بن جعفر کتانی کے حالات پر ان کے فرزند نے ضخیم کتاب تصنیف کی جس کا ذکر حاشیہ نمبر ۴ میں گزر چکا ہے، نیز دیکھیں: الاعلام، جلد ۶، ص ۷۲ تا ۷۳/ تاریخ علماء دمشق، جلد اول، ص ۴۱۳ تا ۴۱۶/ فہرس الفہارس، جلد اول، ص ۵۱۵ تا ۵۱۸/ سہ ماہی مجلہ الدراسات الاسلامیۃ، شمارہ جولائی ستمبر ۲۰۰۰ء، بین الاقوامی یونیورسٹی اسلام آباد (پاکستان)، ص ۲۵۶ تا ۲۵۷

[۸۷]۔ شیخ محمد حیات عباسی کے حالات کے لیئے دیکھئے: اعلام المکیین، جلد اول، ص ۴۰۰/مختصر نشر النور، ص ۴۲۵ تا ۴۲۶/نظم الدرر، ص ۲۰۹ تا ۲۱۰

[۸۸]۔ علامہ سید محمد زمزمی کتانی کے حالات کے لئے دیکھئے: الاعلام، جلد ۶، ص ۱۳۱/ تاریخ علماء دمشق، جلد ۲، ص ۶۳۷ تا ۶۴۴

[۸۹]۔علامہ سید محمد بن سالم کے حالات کے لئے دیکھئے: الدلیل المشیر ،ص۳۴۰ تا ۳۴۴

[۹۰]۔مولانا محمد عبدالباقی لکھنوی کے حالات کے لئے دیکھئے: اعلام من ارض النبوۃ، جلد اول، طبع اول ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۳ء مطابع دار البلاد جدہ، ص۱۹۸ تا ۲۰۳/ الدلیل المشیر ،ص۱۱۸ تا ۱۴۷/فہرس الفہارس، جلد اول، ص۱۸۱ تا ۱۸۲/ نزھۃ الخواطر، ص۱۲۶۰/ تذکرہ علماء اہل سنت، ص۱۷۲

[۹۱]۔علامہ سید محمد عبدالحیؒ کتانی کے حالات کے لئے دیکھئے: الاعلام ، جلد ۶، ص۱۸۷/ تشنیف الاسماع، ص۲۷۸ تا ۲۸۴/ الدلیل المشیر ،ص۱۴۸ تا ۱۷۵/فہرس الفہارس، جلد اول، ص۵ تا ۴۴/ تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت، محمد صادق قصوری و پروفیسر مجید اللہ قادری، طبع اول، ۱۴۱۳ھ/۱۹۹۲ء، ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی، ص۱۰۲ تا ۱۱۱

[۹۲]۔شاہ ابوالحسن زید فاروقی دہلوی کے حالات کے لئے دیکھئے: اتمام الاعلام، ص۱۰۳/ تذکرہ حضرت محدث دکن، ڈاکٹر محمد عبدالستار خان نقشبندی قادری، طبع اول ۱۴۱۹/ ۱۹۹۸ء، الممتاز پبلی کیشنز لاہور، ص۶۲۸ تا ۶۳۳/ ماہنامہ ضیائے حرم لاہور، شمارہ فروری ۱۹۹۴ء، ص۸۱ تا ۸۹، بقلم محمد صادق قصوری

[۹۳]۔شیخ محمد عبداللہ بافیل کے حالات کے لئے دیکھئے: اعلام المکیین ، جلد اول، ص۲۶۴/ سیر وتراجم، ص۲۶۶ تا ۲۶۷

[۹۴]۔شیخ محمد علی بلخیور کے حالات کے لئے دیکھئے: اعلام المکیین ، جلد اول، ص۲۷۱/ سیر وتراجم، ص۲۴۹ تا ۲۵۱

[۹۵]۔شیخ محمد علی مالکی کے حالات واسانید پر ان کے شاگرد شیخ یاسین فادانی مکی نے کتاب ''المسلک الجلی فی اسانید فضیلۃ الشیخ محمد علی''، لکھی جو مصر سے شائع ہوئی، نیز دیکھیں: معارف رضا کراچی، شمارہ جنوری ۲۰۰۲ء، ص۱۲ تا ۱۵ و ملحقہ شمارے

[۹۶]۔ شیخ محمد بافضل کے حالات کے ئے دیکھئے: بلوغ الامانی، ص ۱۰۶/ الدلیل المشیر، ص ۳۶۱ تا ۳۶۷

[۹۷]۔ شیخ محمد کامل سندھی کے حالات کے لئے دیکھئے: اعلام المکیین، جلد اول، ص ۵۳۸/ سیر وتراجم، ص ۲۴۶ تا ۲۴۸

[۹۸]۔ علامہ سید محمد عطاس کے حالات کے لئے دیکھئے: تشنیف الاسماع، ص ۴۹۶ تا ۴۹۷

[۹۹]۔ شیخ محمد مختار بن عطارد کے حالات کے لئے دیکھئے: اعلام المکیین، جلد اول، ص ۲۷۳ تا ۲۷۴/ بلوغ الامانی، ص ۴۰/ تشنیف الاسماع، ص ۵۴۲ تا ۵۴۴/ سیر وتراجم، ص ۲۴۵/ نثر الدرر، ص ۵۷

[۱۰۰]۔ شیخ نور خالدی کے حالات کے لئے دیکھئے: اعلام المکیین، جلد اول، ص ۴۰۱ تا ۴۰۲/ مختصر نشر النور، ص ۵۰۵/ نظم الدرر، ص ۲۱۳ تا ۲۱۴

[۱۰۱]۔ علامہ سید ھاشم شطا کے حالات کے لئے دیکھئے: اعلام المکیین، جلد اول، ص ۵۶۵/ بلوغ الامانی، ص ۲۵/ تشنیف الاسماع، ص ۵۶۵ تا ۵۶۶

[۱۰۲]۔ علامہ سید ھاشمی مراکشی کے حالات کے لئے دیکھئے: اسعاف الاخوان الراغبین بتراجم ثلۃ من علماء المغرب المعاصرین، شیخ محمد بن فاطمی سلمی ابن حاج، طبع اول ۱۴۲۱ھ، مطبع دار النجاح الجدیدۃ دار البیضاء مراکش، ص ۴۹۶ تا ۴۹۹/ ذیل الفھرس العلمی، شیخ رشید مصلوت، طبع اول ۱۴۰۷ھ، مطبع دار النجاح مراکش، ص ۲۳۰ تا ۲۳۱

[۱۰۳]۔ الطباعۃ فی شبہ الجزیرۃ العربیۃ فی القرن التاسع عشر المیلادی، ڈاکٹر یحییٰ محمود ساعاتی مکی، طبع اول ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء، دار اجاریاض، ص ۲۴/ الطباعۃ فی المملکۃ العربیۃ السعودیۃ ۱۳۰۰ھ۔۱۴۱۹ھ، ڈاکٹر عباس بن صالح تاشقندی، طبع اول ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۹ء، مکتبہ شاہ فہد ریاض، ص ۱۸/ فھرس دار الکتب المصریہ، جلد اول، طبع ۱۳۴۲ھ/ ۱۹۲۴ء مطبع دار الکتب المصریہ قاہرہ،

ص ۲۶۶، ضمیمہ ص ۳۷/ اعلام المکیین، جلد اول، ص ۲۴۹/ الاعلام، جلد ۶، ص ۱۳۵

[۱۰۴]۔اعلام المکیین، جلد اول، ص ۲۴۹/ الاعلام، جلد ۶، ص ۱۳۵

[۱۰۵]۔مختصر نشر النور، صفحات ۸۸، ۱۷۸، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۷۴

[۱۰۶]۔فہرس دار الکتب المصریہ، جلد اول، ص ۳۰۴

[۱۰۷]۔الطباعۃ فی شبہ الجزیرۃ العربیۃ، ص ۲۴

[۱۰۸]۔علامہ محمد بشیر سہسوانی غیر مقلد کے حالات کے لئے دیکھئے: نزھۃ الخواطر، ص ۱۳۵۲

[۱۰۹]۔نواب صدیق حسن خاں بھوپالی غیر مقلد کے حالات کے لئے دیکھئے: نزھۃ الخواطر، ص ۱۲۴۶ تا ۱۲۵۰

[۱۱۰]۔صیانۃ الانسان عن وسوسۃ الشیخ دحلان، علامہ محمد بشیر سہسوانی، طبع پنجم ۱۳۹۵ھ/ ۱۹۷۵ء، مطابع نجد ریاض، ص ۲۰

[۱۱۱]۔الطباعۃ فی شبہ الجزیرۃ العربیۃ، ص ۲۶

[۱۱۲]۔بواکیر الطباعۃ والمطبوعات فی بلاد الحرمین الشریفین، ڈاکٹر احمد محمد ضبیب، طبع ۱۴۰۸ھ/ ۱۹۸۷ء، مکتبہ شاہ فہد ریاض، ص ۱۳

[۱۱۳]۔شیخ حسنین مخلوف کے حالات کے لئے دیکھئے: ذیل الاعلام، احمد علاونہ اردنی، جلد اول، طبع ۱۴۱۸ھ/ ۱۹۹۸ء، دار المنارۃ جدہ، ص ۷۱/ اتمام الاعلام، ص ۷۹/ تتمۃ الاعلام، جلد اول، ص ۱۴۱ تا ۱۴۲

[۱۱۴]۔الشجرۃ الزکیۃ فی الانساب وسیر آل بیت النبوۃ، بریگیڈیر یوسف جمل اللیل مکی، طبع اول ۱۴۱۸ھ، دار الحارثی طائف، ص ۵۰۳

[۱۱۵]۔ملت اسلامیہ کی مختصر تاریخ، ثروت صولت، طبع پنجم ۱۹۹۲ء اسلامک پبلی کیشنز لاہور، جلد دوم، صفحات ۴۶۰، ۴۶۱

[۱۱۶]۔ایضاً،ص ۴۵۵

[۱۱۷]۔ایضاً،صفحات ۴۷۱،۵۴۱

[۱۱۸]۔الاعلام،جلد ۷،ص ۱۴۲

[۱۱۹]۔الاعلام،جلد ۸،ص ۱۷۰،۱۷۱

[۱۲۰]۔گورنر علی پاشا کے حالات کے لئے دیکھئے: الاعلام، جلد ۴،ص ۳۰۹/ تاریخ مکہ،ص ۵۵۷

[۱۲۱]۔سیر و تراجم،ص ۱۴۹/مختصر نشر النور،ص ۳۰۴ تا ۳۰۵، ۴۲۹ تا ۴۳۰/نظم الدرر، ص ۱۹۸تا ۱۹۹

[۱۲۲]۔شیخ عبداللہ بن عباس کے حالات کے لئے دیکھئے: الملفوظ، مولانا احمد رضا خاں بریلوی، مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی، جلد ۲،ص ۱۳۷ تا ۱۳۸/ اعلام المکیین، جلد اول،ص ۷۷/ سیر و تراجم،ص ۱۴۳/مختصر نشر النور،ص ۳۰۴ تا ۳۰۵/نظم الدرر،ص ۱۹۸تا ۱۹۹

[۱۲۳]۔شیخ محمد صالح کمال کے حالات کے لئے دیکھئے: اعلام المکیین، جلد ۲، ص ۸۰۷تا ۸۰۸/ تاریخ مکۃ،ص ۵۸۵/ تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت،ص ۹۲ تا ۱۰۱/ معارف رضا کراچی، شمارہ ۱۹۹۹ء،ص ۱۹۵تا ۱۹۶/شمارہ اکتوبر ۲۰۰۰،ص ۱۷، ۱۹

[۱۲۴]۔شیخ جعفر لبنی کے حالات کے لئے دیکھئے: اعلام المکیین، جلد ۲،ص ۸۲۰تا ۸۲۱/ اھل الحجاز،ص ۲۷۳/ الاعلام، جلد ۲،ص ۱۲۲/ سیر و تراجم،ص ۸۶ تا ۸۹/مختصر نشر النور،ص ۱۵۷ تا ۱۵۸/نظم الدرر،ص ۱۷۱

[۱۲۵]۔شیخ محمد خیاط کے حالات کے لئے دیکھئے: اعلام المکیین، جلد اول،ص ۴۱۷/ معارف رضا، شمارہ نومبر ۲۰۰۰ء، صفحات ۱۵، ۱۸

[۱۲۶]۔سیر و تراجم،ص ۱۴۹تا ۱۵۱

[۱۲۷]۔گورنر سید حسین بن علی کے حالات کے لئے دیکھئے: الاعلام، جلد ۲،ص ۲۴۹

تا۲۵۰/ تاریخ مکہ، ص۵۶۱ وغیرہ

[۱۲۸]۔ سیر وتراجم، ص۱۵۰

[۱۲۹]۔ الاعلام، جلد۸، ص۱۷۱/ تاریخ مکۃ، ص۵۵۹/ ملت اسلامیہ کی مختصر تاریخ، جلد۲، صفحات ۴۵۶، ۴۵۸۔

[۱۳۰]۔ سیر وتراجم، ص۲۴۴

[۱۳۱]۔ مولانا غلام دستگیر قصوری کے حالات کے لئے دیکھئے: تذکرہ اکابر اہل سنت پاکستان، مولانا عبدالحکیم شرف قادری، طبع دوم ۲۰۰۰ء، فرید بک سٹال لاہور، ۳۰۸ تا ۳۱۰/ تذکرہ علماء اہل سنت وجماعت لاہور، پیرزادہ علامہ اقبال احمد فاروقی، طبع دوم ۱۹۸۷ء، مکتبہ نبویہ لاہور، ص۲۰۰ تا ۲۱۷/ تذکرہ علمائے پنجاب ۱۲۰۱ھ۔۱۴۰۰ھ، اختر راہی، طبع دوم ۱۹۹۸ء، مکتبہ رحمانیہ لاہور، جلد دوم، ص۴۳۵ تا ۴۳۸/ تقدیس الوکیل عن توھین الرشید والخلیل، مولانا غلام دستگیر قصوری، نوری بک ڈپو لاہور، مقدمہ بقلم پیرزادہ علامہ اقبال احمد فاروقی/ تذکرہ علماء اہل سنت، محمود احمد قادری، ص۲۰۵ تا ۲۰۶

[۱۳۲]۔ رسائل رضویہ، مولانا احمد رضا خاں بریلوی، طبع دوم ۱۹۸۸ء، مکتبہ حامدیہ لاہور، جلد اول، صفحات ۲، ۹، ۱۰، ۱۳ مقدمہ

[۱۳۳]۔ نزھۃ الخواطر، ص۱۱۷۵ تا ۱۱۷۸

[۱۳۴]۔ ایضاً، ص۱۲۴۱ تا ۱۲۴۲

[۱۳۵]۔ رسائل رضویہ، مقدمہ/ نزھۃ الخواطر، جلد۸ مختلف صفحات

[۱۳۶]۔ نزھۃ الخواطر، ص۱۱۸۱

[۱۳۷]۔ رسائل رضویہ، جلد اول، ص۵۲ تا ۷۵

[۱۳۸]۔ دیگر تین اکابر علماء مکہ کے اسماء گرامی یہ ہیں: شیخ عبداللہ بن عباس بن صدیق حنفی، شیخ محمد صالح کمال حنفی اور شیخ الخطباء والائمہ شیخ احمد ابوالخیر مرداد حنفی (م۱۳۳۵ھ/ ۱۹۱۶ء)،

آخر الذکر کے حالات معارف رضا شمارہ اپریل ۲۰۰۰ء اور ملحقہ شماروں میں شائع ہوئے۔

[۱۳۹]۔ الملفوظ، جلد۲، ص۱۳۵ تا ۱۳۶

[۱۴۰]۔ تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت، ص۸۵ تا ۸۷

[۱۴۱]۔ حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین، مولانا احمد رضا خاں بریلوی، طبع ۱۳۹۵ھ/ ۱۹۷۵ء، مکتبہ نبویہ لاہور/ الدولتہ المکیہ بالمادۃ الغیبیۃ، مولانا احمد رضا خاں بریلوی، طبع اول نذیر اینڈ سنز لاہور

[۱۴۲]۔ اعلام المکیین، جلد اول، ص۲۵۰/ سیر وتراجم، ص۲۴۴/ نشر الدرر، ص۵۶

[۱۴۳]۔ اعلام المکیین، جلد اول، ص۲۴۹/ سیر وتراجم، ص۱۴۹ تا ۱۵۱

[۱۴۴]۔ اعلام المکیین، جلد اول، ص۲۴۸/ بلوغ الامانی ص۶۶/ سیر وتراجم، ص۸۴

[۱۴۵]۔ الدلیل المشیر، ص۱۹۳

[۱۴۶]۔ الاثنینیۃ، جلد۹، طبع اول ۱۴۱۶ھ/ ۱۹۹۶ء، ناشر، عبدالمقصود خوجہ جدہ، صفحات، ۴۹، ۵۱۷، ۵۶۷، ۶۴۱

[۱۴۷]۔ نشر الدرر، ضمیمہ ص۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم

چھٹا حصہ

فاضل بریلوی اور علماء کمال مکہ مکرمہ

تیرھویں وچودھویں صدی ہجری کے دوران مکہ مکرمہ میں آباد جو خاندان دینی علوم میں فضیلت کے باعث مشہور ہوئے ان میں ''کمال'' نامی خاندان بھی شامل ہے، جس نے اسلامی عقائد وتعلیمات کے تحفظ وفروغ میں نمایاں خدمات انجام دیں اور خطۂ ہند کے اکابر علماء کرام مولانا محمد عابد سندھی مہاجر مدنی، مولانا رحمت اللہ کیرانوی مہاجر مکی، مولانا غلام دستگیر قصوری نقشبندی اور مولانا احمد رضا خاں قادری بریلوی کے ساتھ اس خاندان سے تعلق رکھنے والے علماء کے علمی روابط استوار ہوئے، آئندہ سطور میں اس مکی خاندان کے تین اہم علماء شیخ صدیق کمال اور ان کے فرزند شیخ علی کمال و شیخ صالح رحمھم اللہ تعالیٰ کے حالات پیش ہیں۔

(۱) شیخ صدیق بن عبدالرحمٰن کمال رحمتہ اللہ علیہ (م ۱۲۸۴ھ)

ولادت

آپ مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے، کسی تذکرہ نگار نے آپ کا سال ولادت نہیں بتایا لیکن یہ طے ہے کہ آپ نے تقریباً اسی برس عمر پائی لہذا اسی بنا پر اندازہ ہے کہ آپ کی ولادت ۱۲۰۵ھ کے قریب ہوئی۔

اساتذہ وتعلیم

آپ نے جن اکابر علماء ومشائخ سے ظاہری و باطنی علوم اخذ کئے ان میں سے اہم کے نام یہ ہیں:

☆ شیخ احمد ابوریۃ الشھی رحمتہ اللہ علیہ (م ۱۲۷۸ھ/ ۱۸۶۲ء)، طنطا مصر کے قریب

گاؤں البشوائی کے باشندہ، صوفیاء کے سلسلہ احمدیہ کے مرشد کامل، صاحب کرامات، حج وزیارت کے لئے حجاز مقدس حاضر ہوئے تو شیخ صدیق کمال وغیرہ علماء مکہ نے آپ سے خلافت پائی، آپ نے حج کی ادائیگی کے بعد مکہ مکرمہ میں وفات پائی اور قبرستان المعلیٰ میں قبر بنی۔[۱]

☆ شیخ حمزہ عاشور رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۴۷ھ/ ۱۸۳۲ء) مسجد حرم مکی میں بخاری ومسلم وغیرہ کتب احادیث نیز اہم کتب تصوف کے مدرس، اپنے دور کے مشہور محدث وصوفی کامل۔[۲]

☆ شیخ سید زینی مزھر علوی رحمۃ اللہ علیہ، آپ ناخواندہ لیکن مکہ مکرمہ میں سلسلہ احمدیہ خلوتیہ کے مرشد کبیر ومفسر قرآن شیخ احمد صاوی مالکی مصری مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اعظم تھے، آپ کے ہاں حلقہ ذکر منعقد ہوتا جس میں شیخ صدیق کمال وغیرہ اکابر علماء مکہ مکرمہ حاضر ہوکر آپ سے فیض یاب اور دعا کے طلبگار ہوتے، مدینہ منورہ میں وفات پائی۔[۳]

☆ شیخ عبدالرحمٰن جمال کبیر بن عثمان جمال رحمۃ اللہ علیہ (م۱۲۴۹ھ/۱۸۳۳ء) مسجد حرم میں امام ومدرس، حافظ قرآن وقاری، عقلی ونقلی علوم کے ماہر، جدہ شہر کے قاضی۔[۴]

☆ شیخ عبدالرحمٰن بن محمد بن عبدالرحمٰن کزبری شافعی رحمۃ اللہ علیہ (م۱۲۶۲ھ/ ۱۸۴۶ء)، محدث اعظم وبرکۃ الشام، سلسلہ قادریہ کے شیخ، دمشق کی سب سے بڑی وقدیم مسجد جامع اموی میں تقریباً پچاس برس حلقہ درس قائم کیا، متعدد بار حج وزیارت کے لئے حجاز مقدس حاضر ہوئے، آخری سفر حجاز کے دوران آپ سے وہاں کے متعدد علماء نے اخذ کیا، مکہ مکرمہ میں وفات پائی، ثبت الکوبری آپ کی مشہور تصنیف ہے جس کے قلمی نسخے مکتبہ حرم مکی وقومی کتب خانہ قاہرہ وریاض یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ ہیں۔[۵]

☆ شیخ عبداللہ بن عبدالرحمٰن سراج حنفی رحمۃ اللہ علیہ (م۱۲۶۴ھ/ ۱۸۴۸ء)، شیخ العلماء مکہ مکرمہ کے اعلیٰ ترین منصب پر تعینات کئے گئے اولین عالم، قاضی جدہ ومکہ مکرمہ، مرجع الفقہاء والحکام، نظم ونثر میں متعدد تصنیفات ہیں، مدرس مسجد حرم مکی، مولانا فضل رسول بدایونی رحمۃ اللہ علیہ حجاز مقدس حاضر ہوئے تو آپ سے سند روایت حاصل کی۔[۶]

☆ شیخ عمر بن عبدالکریم بن عبدالرسول رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۴۷ھ/ ۱۸۳۱ء)، محدث، مسند، خاتمۃ المحققین، صاحب تصانیف وکرامات، سلسلہ خلوتیہ کے مرشد، محبت اہل بیت میں مشہور، مفتی احناف ومدرس مسجد حرم مکی۔ [۷]

☆ شیخ محمد بن علی ادریسی مالکی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۷۶ھ/ ۱۸۵۹ء)، الجزائر کے مقام مستغانم میں پیدا ہوئے اور لیبیا کے مقام جغبوب میں مزار واقع ہے، محدث، مسند، سلسلہ سنوسیہ کے بانی، طویل عرصہ تک مکہ مکرمہ میں مقیم رہے جہاں جبل ابوقبیس پر خانقاہ قائم کر کے رشد وہدایت کا سلسلہ جاری کیا، تقریباً چالیس کتب کے مصنف۔ [۸]

☆ شیخ محمد صالح بن ابراہیم رئیس زبیری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۴۰ھ/ ۱۸۲۵ء)، محدث مفسر فقیہ شافعی صوفی کامل صاحب تصانیف عدیدہ، کرامات اولیاء پر ضخیم تصنیف، متعدد مولودنامے تخلیق کیے، مدرس مسجد حرم مکی۔ [۹]

☆ مولانا محمد عابد سندھی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۵۷ھ/ ۱۸۴۱ء) صوبہ سندھ کے مشہور شہر سیہون میں پیدا ہوئے، عرب وعجم کے اکابر علماء سے اخذ کیا، خانقاہ لواری شریف (سندھ) کے خواجہ محمد زمان دوم رحمۃ اللہ علیہ سے سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت کی، طویل عرصہ یمن میں مقیم رہے پھر مصر کا سفر کیا بالآخر مدینہ منورہ مین سکونت اختیار کی جہاں رئیس العلماء کے منصب پر تعینات رہے، وہیں پر وفات پائی، محدث، مسند، فقیہ حنفی، صوفی، عربی میں گراں قدر تصنیفات ہیں، درمختار کے محشی وصاحب حصر الشارد، شیخ صدیق کمال نے آپ سے سندروایت حاصل کی۔ [۱۰]

☆ شیخ سید محمد یاسین بن عبداللہ مجوب حسنی میر غنی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۵۵ھ/ ۱۸۳۹ء)، فقیہ حنفی، منسک ملتقی الابحر کے شارح، صوفیاء کے سلسلہ میر غنیۃ آپ کے والد گرامی سے منسوب ہے، مسجد حرم مکی میں حدیث وغیرہ علوم کے مدرس، شیخ صدیق کمال نے آپ سے فقہ وفرائض وغیرہ علوم اخذ کر کے ان میں کمال پایا۔ [۱۱]

عملی زندگی

شیخ صدیق کمال نے مروجہ تعلیمی نصاب مکمل اور امتحان میں کامیابی حاصل کرلی تو پھر مسجد حرم میں مدرس تعینات ہوئے اور تمام عمر وہیں پر علم کی خدمت کرتے رہے، آپ عقلی و نقلی علوم اسلامیہ کے عظیم ماہر تھے۔

تلامذہ

آپ کے شاگردوں میں سے متعدد نے علم و فضل میں اعلیٰ مقام پایا جن میں سے اہم نام یہ ہیں:

☆ شیخ ابراہیم بن احمد بن موسیٰ عقیلی حنفی رحمۃ اللہ علیہ (۱۳۲۰ھ/۱۹۰۲ء) مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے اور طائف میں وفات پائی، دو برس مدینہ منورہ میں مقیم رہ کر وہاں سے اکابر علماء بالخصوص شاہ عبدالغنی مجددی دہلوی مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث وغیرہ علوم اخذ کیے، شیخ سید ابراہیم رشیدی مصری شافعی ادریسی شاذلی رحمۃ اللہ علیہ کے مُرید، ماہر خطاط، مطوف، مدرس مسجد حرم مکی۔[۱۲]

☆ شیخ جمال بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۸۴ھ/ ۱۸۶۸ء)، محدث مفسر، فقیہ العصر، مرجع الفقہاء، صاحب فتاویٰ جمالیہ، شیخ الاسلام کے لقب سے مشہور ہوئے، شیخ العلماء و مفتی احناف، مسجد حرم مکی میں علم تفسیر کے مدرس، آپ نے شیخ صدیق کمال سے ابتدائی علوم پڑھے، مولانا عبدالقادر بدایونی کے استاد۔[۱۳]

☆ شیخ عباس بن جعفر بن صدیق رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۲۰ھ/ ۱۹۰۲ء)، مفسر، حافظ قرآن، مفتی احناف، امام و مدرس مسجد حرم مکی، آپ نے شیخ صدیق کمال سے فقہی علوم پڑھے، صاحب نشر النور نے آپ سے علم حدیث پڑھا۔[۱۴]

☆ شیخ عبدالقادر بن محمد علی خوقیر حنفی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۰۴ھ/ ۱۸۸۷ء)، حافظ

قرآن، نادرۃ العصر واعجوبۃ الدھر، امام ومدرس حرم مکی۔[۱۵]

☆ شیخ سید محمد علی بن ظاہر وتری نجفی حسنی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۲۲ھ/ ۱۹۰۴ء)، مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے، وہیں وفات پائی، محدث، مسند، فقیہ حنفی، سیاح، صوفی کامل، شاہ عبدالغنی مجددی دہلوی مدنی کے مرید وشاگرد خاص، مسجد نبوی میں علم حدیث کے مدرس، مولانا غلام دستگیر قصوری کی تصنیف ''تقدیس الوکیل'' کے مقرظ۔[۱۶]

اعتراف عظمت

شیخ صدیق کمال کی حیات مبارکہ میں اور آپ کے وصال کے بعد مکہ مکرمہ کے اہل علم نے اپنی تحریروں میں آپ کی عظمت کا اعتراف کیا اور آپ کے محاسن کو بیان کیا:

☆ شیخ سید حسن بن حسین حسینی رحمۃ اللہ علیہ جو مشہور ادیب وشاعر تھے انہوں نے ۱۲۷۶ھ یعنی شیخ صدیق کمال کی زندگی میں بارہ اشعار پر مشتمل آپ کا قصیدہ موزوں کیا اور اس کے آخری شعر میں آپ کے نام کو اس خوبصورتی سے سمو دیا کہ اس شعر سے مذکورہ سن ہجری برآمد ہوا، شعر یہ ہے:

اَدَّخَتـهُ اَیـدِی الـکـمـال بِفَتْـحٍ

وکـسـاه وقـارَه الـصـدیـق

اَیدی۔۲۵ ، الکمال۔۱۲۲ ، بِفَتْحٍ۔۴۹۰ ، وکساہ۔۹۲ ، وقرہ۔۳۱۲ ، الصدیق۔۲۳۵=۱۲۷۶ھ[۱۷]

☆ شیخ سید احمد بن محمد حضراوی مکی شافعی شاذلی رحمۃ اللہ علیہ جو عالم جلیل مؤرخ حجاز ادیب وشاعر نیز مولانا احمد رضا خاں بریلوی کے خلیفہ وصاحب تصانیف کثیرہ تھے، انہوں نے شیخ صدیق کمال کے شب وروز بچشم خود ملاحظہ کرنے کے بعد آپ کا تعارف حسب ذیل الفاظ میں کرایا:

" العالم الفاضل والعلم الكامل، محدث منير، وفقيه الى طريق الحق يشير، المدرس بالحرم الشريف المكی، کان رحمه الله رجلاً فاضلاً.......... له تلامذة وخلان، واحوال مع الله فی السر والاعلان". [۱۸]

☆ شیخ عبداللہ بن احمد ابوالخیر مرداد حنفی شہید رحمۃ اللہ علیہ جو مکہ مکرمہ شہر کے جسٹس و مسجد حرم میں شیخ الخطباء والائمہ نیز مدرس اور فاضل بریلوی کے خلیفہ تھے،آپ نے شیخ صدیق کمال کے اوصاف کا یوں ذکر کیا:

" کان اماماً محدثاً مفسراً فرخیاً...... کریم الطبع حسن الاخلاق لطیف المذاکرة یحفظ النوادر واللطائف، شدید الغیرة فی الدین ملازماً للعبادات". [۱۹]

وفات

استاذ العلماء عارف باللہ شیخ صدیق کمال حنفی نے زندگی کے جملہ اوقات حدیث، فقہ و فرائض وغیرہ علوم کی درس و تدریس اور عبادت کے علاوہ علماء و مشائخ کی مجالس سے استفادہ میں گزارنے کے بعد جمعہ کے دن عصر کے بعد ۴ رجب ۱۲۸۴ھ مطابق ۱۸۶۷ء کو مکہ مکرمہ میں وفات پائی اور اگلے روز خانہ کعبہ کے سائے میں مفتی شافعیہ علامہ سید احمد بن زینی دحلان رحمۃ اللہ علیہ کی امامت میں نماز جنازہ ادا کی گئی جس میں اکابرین کا عظیم اجتماع دیکھنے میں آیا، پھر تاریخی قبرستان المعلیٰ میں شیخ عبدالوہاب بن ولی اللہ چشتی برھانپوری مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ [۲۰] کے احاطہ مزار میں آپ کی قبر بنی، آپ نے دو ہونہار فرزند شیخ علی کمال و شیخ صالح کمال یادگار چھوڑے۔[۲۱]

سیر و تراجم میں آپ کا سن وصال ۱۳۸۴ھ لکھا ہے [۲۲] جو یقیناً کاتب کی غلطی ہے

لیکن صاحب اعلام المکیین نے مذکورہ سال ہی کو درست تسلیم کرتے ہوئے [۲۳] آپ کی عمر میں پوری ایک صدی کا اضافہ کر دیا۔

(۲) شیخ علی بن صدیق کمال رحمتہ اللہ علیہ (م ۱۳۳۵ھ)

ولادت و نام

آپ کی ولادت ۱۲۵۳ھ/ ۱۸۳۷ء یا ۱۲۵۴ھ میں مکہ مکرمہ میں ہوئی، آپ کا پورا نام محمد علی کمال ہے [۲۴] لیکن علی کمال کے نام سے شہرت پائی۔

اساتذہ و تعلیم

ابتدائی تعلیم نیز فقہی علوم اپنے والد گرامی سے پڑھے علاوہ ازیں علماء مکہ مکرمہ اور وہاں پر وارد بعض علماء ہند نیز مدینہ منورہ میں علماء سے اخذ کیا، آپ کے اہم اساتذہ کے اسماء گرامی یہ ہیں:

☆ شیخ سید احمد بن زینی دحلان مکی رحمتہ اللہ علیہ (م ۱۳۰۴ھ/ ۱۸۸۶ء)، مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے اور مدینہ منورہ میں وفات پائی، عز الاسلام والمسلمین، سلسلہ علویہ کے مرشد کبیر، کچھ عرصہ مجذوب رہے، صاحب تصانیف کثیرہ، آپ کی شرح علی الآجرومیۃ مدرسہ صولتیہ وغیرہ حجازی مدارس کے نصاب میں داخل رہی، مفتی شافعیہ و شیخ العلماء، مسجد حرم مکی میں حدیث، تفسیر، فقہ و تصوف وغیرہ علوم کے مدرس، خطہ ہند سے حجاز مقدس حاضر ہونے والے لاتعداد مشاہیر علماء نے آپ سے سند روایت و اجازت حاصل کی، شیخ علی کمال کئی برس تک آپ کے حلقہ درس سے وابستہ رہے، جس دوران آپ سے جملہ اسلامی علوم اخذ کیے۔ [۲۵]

☆ مولانا رحمت اللہ کیرانوی رحمتہ اللہ علیہ (م ۱۳۰۸ھ/ ۱۸۹۱ء) دہلی کے قریب گاؤں کیرانہ میں پیدا ہوئے پھر مکہ مکرمہ ہجرت کی اور وہیں پر وفات پائی، تحریک آزادی ہند کے رہنما، مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ کے بانی، استاذ العلماء، صاحب تصانیف مفیدہ، عیسائیت، شیعت اور وھابیت کی تردید میں فعال رہے، عثمانی خلیفہ سلطان عبدالعزیز خان مرحوم آپ کے قدردان

تھے۔[۲۶]

☆ شیخ یاسین شامی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ علی کمال روضہ اقدس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے مدینہ منورہ حاضر ہوئے تو وہاں شیخ شامی سے اخذ کیا۔[۲۷]

عملی زندگی

شیخ علی کمال نے تعلیم مکمل کرلی تو مسجد حرم مکی میں مدرس تعینات ہوئے اور پھر عمر بھر یہی شغل اپنائے رکھا، آپ متعدد علوم وفنون کے ماہر تھے لہذا بکثرت طلباء نے آپ سے نفع پایا، آپ چند برس جدہ شہر کی شرعی عدالت کے نائب قاضی رہے، آپ فتاویٰ کے اجراء اور عفت وعصمت میں مشہور، قناعت پسند، عفو درگزر سے کام لینے والے، متواضع، غرباء سے میل جول رکھنے اور محبت کرنے والے، باہم تنازعات کو خوش اسلوبی سے حل کرنے والے ودیگر اوصاف سے متصف تھے، آپ مکہ مکرمہ کے اجلہ علماء میں سے تھے۔

تلامذہ

شیخ علی کمال کے مشہور شاگردوں میں سے دو کے نام معلوم ہوسکے جو یہ ہیں:

☆ شیخ سید حسین بن صدیق بن زینی دحلان شافعی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۲ء) مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے اور انڈونیشیا میں وفات پائی، مبلغ اسلام، ادیب وشاعر، علامہ سید احمد دحلان کے بھتیجے، علامہ سید ابوبکر شطا مکی شافعی کے بھانجے، مدرس مسجد حرم مکی ونماز تراویح کے امام، فاضل بریلوی کے خلیفہ۔[۲۸]

☆ شیخ محمد مرزوقی ابوحسین بن عبدالرحمٰن حسینی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۶۵ھ/ ۱۹۴۶ء)، فقیہ حنفی، عثمانی عہد کے مکہ مکرمہ میں عدالت کے رکن جج اور سعودی عہد میں صدر جج رہے، متعدد اہم اداروں وتنظیمات کے رکن، مدرس مسجد حرم ونماز تراویح کے امام، فاضل بریلوی کے خلیفہ اور آپ کی دو تصنیفات کے مقرظ۔[۲۹]

فاضل بریلوی سے رابطہ

مولانا احمد رضا خاں بریلوی قادری رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۷۲ھ۔ ۱۳۴۰ھ/ ۱۸۵۶ء۔ ۱۹۲۱ء) اور شیخ صدیق کمال کے درمیان ملاقات نہیں ہوئی تھی، اس لئے کہ فاضل بریلوی ۱۲۹۵ھ/ ۱۸۷۸ء میں ہندوستان سے پہلی بار حجاز مقدس حاضر ہوئے تو شیخ صدیق کمال کی وفات پر گیارہ برس بیت چکے تھے لیکن ۱۳۲۳ھ/ ۱۹۰۵ء میں فاضل بریلوی دوسری و آخری بار حجاز مقدس پہنچے تو شیخ صدیق کمال کے فرزندان کا علمی عروج تھا اور وہ مکہ مکرمہ میں موجود تھے، چنانچہ شیخ علی کمال اور فاضل بریلوی کے درمیان ملاقات ہوئی اور پھر شیخ علی کمال نے آپ کی دو تصنیفات حسام الحرمین والدولۃ المکیہ پر تقریظات لکھیں جو مطبوع ہیں، اول الذکر کتاب میں تقریظ کے آغاز میں آپ کا تعارف ان الفاظ میں دیا گیا ہے:

" العلامة المحقق والفهامة المدقق مشرق سناء الفهوم مشرق ذكاء العلوم ذو العلوم والافضال مولنا الشيخ على بن صديق كمال ادامه الله بالعز والجمال". [۳۰]

اور شیخ علی کمال جو عمر میں فاضل بریلوی سے تقریباً اٹھارہ برس بڑے تھے انہوں نے تقریظ میں آپ کا ذکر ان الفاظ میں کیا:

" الشيخ الكبير والعلم الشهير مولنا وقدوتنا احمد رضا خان البريلوى سلمه الله واعانه على اعداء الدين المارقين بحرمة سيدنا محمد صلى الله عليه وسلم". [۳۱]

وفات

شیخ علی بن صدیق کمال نے علم و عمل سے بھرپور زندگی گزاری اور بیت اللہ کے جوار میں نیز اس شہر مقدس کے دیگر مقامات پر علم کی خدمت کے ذریعے امت محمدیہ کی بھرپور رہنمائی کی

نیز عدالت سے ابستگی کے دوران اور نجی اوقات میں عدل وانصاف کے عمل کو تقویت پہنچائی، تا آنکہ ۱۳۳۵ھ/ ۱۹۱۷ء میں مکہ مکرمہ میں وفات پائی، قبرستان المعلیٰ میں قبر واقع ہے۔[۳۲]

(۳)

شیخ صالح بن صدیق کمال رحمۃ اللہ علیہ (م۱۳۳۲ھ)

ولادت ونام

آپ ماہ ربیع الاول ۱۲۶۳ھ/ ۱۸۴۷ء کو مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے اور مکمل نام محمد صالح کمال ہے[۳۳] جبکہ صالح کمال کے نام سے شہرت پائی۔

اساتذہ وتعلیم

اپنے والد ماجد سے ابتدائی تعلیم پائی نیز ان کی نگرانی میں متعدد کتب کے متون حفظ کئے اور فقہ پڑھی، قرآن مجید حفظ کیا نیز تجوید سیکھی اور مسجد حرم میں نماز تراویح کے امام ہوئے جس کے ساتھ مزید حصول علم کا سلسلہ جاری رکھا، آپ کے دیگر اساتذہ کے اسماء گرامی یہ ہیں:

☆ شیخ سید احمد بن زینی دحلان مکی رحمۃ اللہ علیہ، آپ سے تفسیر، حدیث، لغت کے علوم پڑھ کر جملہ مرویات میں اجازت حاصل کی۔

☆ شیخ عبد القادر بن محمد علی خوقیر رحمۃ اللہ علیہ، آپ سے علم فقہ اخذ کیا بالخصوص درمختار مع حاشیہ ابن عابدین پڑھی۔

☆ مولانا رحمت اللہ کیرانوی مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ، آپ سے متعدد شرعی علوم پڑھے۔[۳۴]

☆ شیخ سید عمر بن محمد برکات بقاعی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (م۱۳۱۳ھ/ ۱۸۹۶ء)، لبنان کے شہر بقاع میں پیدا ہوئے اور جامعہ ازہر قاہرہ میں پندرہ برس تک تعلیم حاصل کی جہاں شیخ ابراہیم باجوری رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہوئے، پھر ۱۲۷۶ء کو مکہ مکرمہ ہجرت کر گئے وہیں پر وفات

پائی، مفسر، صاحب تصانیف وشاعر، شیخ صالح کمال نے آپ سے نحو، معانی، بیان، عروض وغیرہ علوم حاصل اخذ کیے۔[۳۵]

عملی زندگی

شیخ صالح کمال نے تعلیمی مراحل طے کر لئے تو مسجد حرم میں مدرس ہوئے، اور جب سید عبدالمطلب بن غالب حسنی (م ۱۳۰۳ھ/ ۱۸۸۶ء) تیسری وآخری بار گورنر مکہ مکرمہ کے منصب پر فائز ہوئے تو انہوں نے ۱۲۹۷ھ/ ۱۸۸۰ء میں آپ کو جدہ شہر کا قاضی تعینات کیا جہاں آپ نے دو برس تک خدمات انجام دیں پھر خانہ کعبہ کی زیارت کا شوق غالب آیا اور اس شہر مقدس سے مزید عرصہ دور رہنا گوارا نہ ہوا، چنانچہ اس منصب کی ذمہ داری سے معذرت کر دی اور ۱۲۹۹ھ/۱۸۸۲ء کے آخر میں واپس مکہ مکرمہ چلے گئے جہاں درس کا سلسلہ پھر سے آگے بڑھایا، گورنر عبدالمطلب آپ کے قدردان تھے، مذکورہ گورنر نے وفات پائی تو ان کی وصیت پر عمل کرتے ہوئے شیخ صالح کمال نے غسل وتکفین اور تدفین کی رسوم اپنے ہاتھوں انجام دیں۔[۳۶]

۱۲۹۹ھ کے آخری ایام میں سید عون رفیق پاشا حسنی (م ۱۳۲۳ھ/ ۱۹۰۵ء) مکہ مکرمہ کے گورنر ہوئے تو شیخ صالح کمال ان کے بھی مقربین میں سے تھے اور وہ آپ کی رائے کو اہمیت دیتے تھے۔[۳۷]

آپ ۱۳۰۳ھ میں مسجد حرم میں مدرس درجہ چہارم تھے [۳۸]، آپ کا طریقہ تدریس یہ تھا کہ پہلے زیر درس آیت یا حدیث پڑھی جاتی پھر آپ اس کی لغوی شرح بیان کرتے جس کے بعد اس سے مستنبط کردہ مسائل واحکامات کو سیر حاصل بیان فرماتے، آپ فقہ حنفی پر شیخ الاسلام برھان الدین علی بن ابوبکر فرغانی مرغینانی سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ (م ۵۹۳ھ/ ۱۱۹۷ء) کی تصنیف "الھدایۃ فی شرح البدایۃ" کے درس پر خاص مہارت رکھتے تھے اور بالعموم اس کتاب کی تعریف وتوصیف کیا کرتے اور فرماتے الھدایۃ بے مثل تصنیف ہے۔

گورنر عون نے ۱۳۰۴ھ/ ۱۸۸۶ء میں شیخ صالح کمال کو مسجد حرم کے امام وخطیب کے علاوہ ''مفتی احناف'' کے منصب پر تعینات کیا لیکن کچھ ہی عرصہ بعد آپ آخرالذکر منصب سے مستعفی ہو گئے۔[۳۹]

ان دنوں مکہ مکرمہ وغیرہ کے محکمہ عدل میں اعلیٰ مناصب پر تعیناتی کا کام دارالخلافہ استنبول میں واقع ''شیخ الاسلام'' کی براہ راست نگرانی میں تھا اور ۱۳۰۵ھ/ ۱۸۸۷ء میں قاضی مکہ مکرمہ الحاج ضیاءالدین بن یوسف رحمتہ اللہ علیہ نے وفات پائی تو ان کی جگہ قاضی کا منصب بھی شیخ صالح کمال کے سپرد کیا گیا، آپ مفتی احناف اور قاضی مکہ مکرمہ کے اعلیٰ ترین مناصب پر بیک وقت فائز رہے جس دوران ان کی جملہ ذمہ داریاں احسن طریقہ سے انجام دیں، آپ کمرہ عدالت سے باہر بھی لوگوں کے تنازعات حل کرنے میں ہر ممکن سعی سے کام لیتے، شعبان ۱۳۰۵ھ میں شہر کے دو قبائل کے درمیان تنازعہ نے نازک صورت اختیار کر لی تو آپ ذاتی حیثیت سے وہاں گئے اور مختصر وقت میں اس معاملہ کو خوش اسلوبی سے حل کر کے پائیدار صلح کی بنیاد فراہم کی۔

شیخ صالح کمال نے اتحاد بین المسلمین اور خلافت اسلامیہ کی بقاء واستحکام کے لئے کی گئی کوششوں میں عملی حصہ لیا، یہ ترکی کے عثمانی خاندان کا دور حکومت تھا اور اسلامی مملکت عثمانیہ کی حدود تین براعظم تک پھیلی ہوئی تھیں اور آج کی عرب دنیا کے اکثر ممالک اس مملکت میں شامل تھے، پھر اس عظیم الشان ملک کا زوال شروع ہوا تو علیحدگی پسند افراد کی ہمت بڑھی، ۱۳۰۷ھ/ ۱۸۹۰ء میں یمن میں زیدی مذہب پر عمل پیرا بعض قبائل نے سید محمد بن یحییٰ حمیدالدین حسنی علوی طالبی (م ۱۳۲۲ھ/ ۱۹۰۴ء) کو اپنا امام تسلیم کرتے ہوئے صنعاء شہر کے نواح میں کچھ علاقوں کو خلافت عثمانیہ سے الگ کر کے خود مختاری کا اعلان کر دیا، اس پر عثمانی افواج اور امام یمن کے حامیوں کے درمیان مسلح جھڑپیں شروع ہو گئیں، یہ سلسلہ جاری تھا کہ امام یمن نے وفات پائی[۴۰] اور ان کی جگہ ان کے فرزند سید یحییٰ بن محمد بن یحییٰ طالبی (م ۱۳۶۷ھ/ ۱۹۴۸ء) امام قرار پائے جنہوں نے صنعاء شہر پر قبضہ کر کے یمن پر اپنی بادشاہت کا اعلان کر دیا[۴۱] اور اپنی مسلح

کاروائیاں مزید تیز کردیں۔

یہ عثمانی خلیفہ خادم حرمین شریفین ومسجد اقصیٰ سلطان عبدالحمید خان دوم (م ۱۳۳۶ھ/ ۱۹۱۸ء) کے دور حکومت کے واقعات ہیں، انہوں نے [۴۲] یمن میں رونما اس شورش کے خاتمہ کیلئے فریق مخالف سے مذاکرات کی راہ اپنائی اور ان کے حکم پر گورنر مکہ مکرمہ سید علی پاشا بن عبداللہ حسنی (م ۱۳۶۰ھ/ ۱۹۴۱ء) نے مکہ مکرمہ کے اکابر علماء واعیان پر مشتمل ایک وفد ترتیب دے کر صنعاء روانہ کیا، شیخ صالح کمال اس وفد کے رکن تھے۔ [۴۳]

۱۳۲۵ھ/ ۱۹۰۷ء میں اس وقت کے مفتی احناف شیخ عبداللہ بن عباس بن صدیق رحمتہ اللہ علیہ کی صدارت میں یہ وفد مکہ مکرمہ سے صنعاء پہنچا جہاں ان کا بڑی گرم جوشی سے استقبال کیا گیا، پھر خوش گوار ماحول میں مذاکرات شروع ہوئے لیکن ایک غیر متوقع صورت یہ پیش آئی کہ وفد کے سربراہ شیخ عبداللہ نے دوران مذاکرات اچانک وفات پائی [۴۴] چنانچہ یہ سفارتی مہم متاثر ہوئی اور یہ بات چیت ادھوری رہی، اس وفد کے اراکین اپنے سربراہ کو صنعاء ہی میں سپرد خاک کر کے مکہ مکرمہ واپس آگئے [۴۵] یہ خلافت عثمانیہ کی داستان زوال کا ایک باب ہے، آئندہ دنوں میں برطانوی حکومت کی سازشیں اور عرب وترک قوم پرستوں کی مرکز گریز سرگرمیوں میں تیزی آئی جس کے نتیجہ میں قوم پرست رہنما مصطفیٰ کمال پاشا کی صدارت میں تشکیل دی گئی پارلیمنٹ نے ۳ / مارچ ۱۹۲۴ء کو ایک قرارداد منظور کر کے خلافت عثمانیہ کے کلی خاتمہ کا اعلان کیا، یوں چھ سو پچیس برس بعد خلافت عثمانیہ ختم ہوگئی، لیکن اللہ تعالیٰ نے شیخ صالح کمال کو یہ جانکاہ واقعات دیکھنے سے محفوظ رکھا اور آپ ان کے ظہور پذیر ہونے سے قبل وفات پا چکے تھے۔

۱۳۳۰ھ/ ۱۹۱۲ء میں شیخ محمد سعید بابصیل مکی شافعی رحمتہ اللہ علیہ جو ''شیخ العلماء'' کے منصب جلیل پر تعینات تھے، انہوں نے وفات پائی [۴۶] تو ان ایام کے گورنر مکہ مکرمہ سید حسین بن علی حسنی (م ۱۳۵۰ھ/ ۱۹۳۱ء) نے ان کی جگہ شیخ صالح کمال کو شیخ العلماء مقرر کیا [۴۷] جس پر آپ نے اپنی وفات تک خدمات انجام دیں، یہ مکہ مکرمہ میں موجود جملہ دینی مناصب کے سربراہ

کی حیثیت رکھتا تھا، اس کی ذمہ داریاں سنبھالنے پر محلّہ قشاشیہ کے باشندوں نے شیخ صالح کمال کے اعزاز وتکریم میں ایک عظیم الشان تقریب منعقد کی جس میں علماء ومشائخ اور دیگر اعیان کی بڑی تعداد نے شرکت کی۔

شیخ صالح کمال مختلف اوقات میں بدعات کے قلع قمع سے بھی غافل نہیں رہے اور ان کے ازالہ وروک تھام کے لئے آواز بلند کی، ان دنوں حج کے موقع پر حجاز کی قیام گاہ منیٰ کے میدان میں نماز کی اطلاع کے لئے توپ کا گولہ داغا جاتا اور خیموں کو زیب وزینت سے آراستہ کر کے ان میں بڑے بڑے فانوس روشن کیے جاتے نیز آتش بازی کے مظاہرہ کا اہتمام ہوتا، گویا میلے کا سا سماں ہوتا، آپ نے ان افعال کو اسراف قرار دیا اور ان کی مخالفت میں نمایاں تھے۔

آپ کے استاد شیخ عبدالقادر خوقیر حنفی رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے ابوبکر بن محمد عارف خوقیر نے ۱۳۲۷ھ/ ۱۹۰۹ء میں وھابیت اختیار کرنے کا اعلان کیا جو مکہ مکرمہ میں یہ عقیدہ اپنانے والے اولین مقامی عالم واہم فرد تھے، اس پر شیخ صالح کمال اور شیخ ابوبکر خوقیر کے درمیان تحریر وتقریر کے ذریعے معرکہ برپا رہا، اور یہ یہ شیخ صالح کمال ودیگر علماء مکہ کی سعی کا نتیجہ تھا کہ شیخ ابوبکر کی مکہ مکرمہ میں مذکورہ افکار پھیلانے کی تمام کوشش ناکام ہوئی، یہ صورت حال برقرار رہی تا آنکہ ۱۳۴۳ھ/ ۱۹۲۴ء میں نجد کے ال سعود خاندان نے مکہ مکرمہ سمیت پورے حجاز مقدس پر قبضہ کرلیا تو شیخ ابوبکر خوقیر کو نجدی حکومت کی مدد حاصل ہوئی [۴۸] جبکہ شیخ صالح کمال اس انقلاب سے تقریباً ایک عشرہ قبل وفات پا چکے تھے۔

تلامذہ

شیخ صالح کمال کے مشہور شاگردوں میں سے چند کے نام یہ ہیں:

☆ شیخ بکر بن سید ارشد تبتنی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۹۵ھ/ ۱۹۷۵ء) انڈونیشیا کے شہر جاوا کے نواح میں گاؤں شیتکو میں پیدا ہوئے اور مقامی علماء سے استفادہ کے بعد مزید حصول علم

کے لئے مکہ مکرمہ پہنچے جہاں شیخ صالح کمال وغیرہ اکابرین کی شاگردی اختیار کی پھر واپس وطن جا کر سمفور نامی گاؤں میں سکونت اختیار کر کے وہاں مدرسہ قائم کیا اور عمر بھر وہیں پر درس و تدریس اور عبادت میں مشغول رہے، تقریباً ایک سو اٹھائیس برس کی عمر میں وہیں وفات پائی۔ [۴۹]

☆ شیخ عبدالقادر کردی رحمۃ اللہ علیہ، مکہ مکرمہ کے عالم جلیل، آپ نے مفتی شافعیہ سید عبداللہ بن محمد صالح زواوی مکی نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ''تحفۃ الانام فی مآثر البلد الحرام'' کا عربی سے ترکی زبان میں ترجمہ کیا جسے مطبع ماجدیہ مکہ مکرمہ نے ۱۳۲۹ھ/ ۱۹۱۱ء میں طبع کیا، فاضل بریلوی کے خلیفہ۔ [۵۰]

☆ شیخ سید عبدالقادر بن محمد سقاف رحمۃ اللہ علیہ (م۱۳۶۷ھ/ ۱۹۴۸ء)، جنوبی یمن کے علاقہ حضر موت کے شہر قیدون میں قبر واقع ہے، حرمین شریفین جا کر وہاں کے اکابرین سے تعلیم پائی، سلسلہ علویہ کے مرشد، مصر، انڈونیشیا وغیرہ میں تبلیغی خدمات انجام دیں۔ [۵۱]

☆ شیخ عرابی بن محمد صالح سجینی رحمۃ اللہ علیہ (م۱۳۷۹ھ/ ۱۹۵۹ء)، طائف میں پیدا ہوئے اور مکہ مکرمہ میں وفات پائی، مدرس مسجد حرم، مطوف، مکہ مکرمہ عدالت کے نائب رئیس قاضی، بیت المال کے معتمد، نائب مجلس اوقاف۔ [۵۲]

☆ شیخ محمد سلطان بن محمد اورون معصومی (۱۳۷۹ھ/ ۱۹۵۹ء میں زندہ)، خجندہ کے ایک حنفی گھرانے میں پیدا ہوئے اور خوقند، بخارا، مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، دمشق، بیت المقدس اور قاہرہ کے سفر کر کے وہاں کے علماء سے اخذ کیا پھر ترک تقلید کے داعی ہوئے اور عربی میں ''ھل المسلم ملزم باتباع مذھب معین من المذاھب الاربعۃ' 'نامی کتابچہ لکھ کر وھابیہ سے داد پائی، آئندہ دنوں میں اس کے اُردو وغیرہ زبانوں میں تراجم کر کے مفت تقسیم کئے گئے، مکہ مکرمہ میں وفات پائی، آپ نے شیخ صالح کمال سے الاوائل العجلونیۃ پڑھی۔ [۵۳]

☆ شیخ سید محمد علی بن حسن بن محمد صالح کتبی حنفی رحمۃ اللہ علیہ (م۱۳۷۸ھ/ ۱۹۵۹ء)، مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے اور قاہرہ میں وفات پائی، عالم و ادیب، ماہر خطاط، ھاشمی عہد کے مکہ مکرمہ

میں شاہی کاتب، سعودی عہد میں مجلس شوریٰ کے رکن رہے۔[۵۴]

☆ شیخ محمد کامل سندھی رحمۃ اللہ علیہ (م۱۳۵۳ھ/۱۹۳۴ء)، مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے اور وہیں پر وفات پائی، مدرس مسجد حرم نیز مسجد سے وابستہ تمام عملہ کے عمومی نگران۔[۵۵]

☆ شیخ محمد مرزوقی ابوحسین بن عبدالرحمٰن مکی حنفی رحمۃ اللہ علیہ (م۱۳۶۵ھ/۱۹۴۶ء)، فاضل بریلوی کے خلیفہ۔

☆ شیخ محمد یحییٰ بن امان اللہ بن عبداللہ حنفی رحمۃ اللہ علیہ (م۱۳۸۷ھ/ ۱۹۶۷ء)، مدرس مسجد حرم مکی و مدرسہ فلاح، قاضی طائف، صاحب تصانیف، آپ نے شیخ صالح سے کفایۃ العوام مع حاشیہ باجوری، اتمام الدرایۃ شرح النقایۃ للسیوطی اور شرح ابن عقیل پڑھیں، آپ کے والد ماجد بھی شیخ صالح کمال کے شاگرد تھے۔[۵۶]

تصنیفات

شیخ صالح کمال کی جن تصنیفات کے نام معلوم ہو سکے وہ حسب ذیل ہیں:

☆ تبصرۃ الصبیان فی الفقہ الحنفی

☆ رسالۃ فی مقتل سیدنا الحسین، سانحہ کربلا کا بیان۔[۵۷]

☆ رفع الخصام بین صاحب الصارم و صاحب شفاء السقام، زیارت روضہ اقدس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جواز پر شیخ الاسلام علامہ تقی الدین علی بن عبدالکافی سبکی مصری رحمۃ اللہ علیہ (م۷۵۶ھ/ ۱۳۵۵ء) کی تصنیف " شفاء السقام فی زیارۃ خیر الانام " اور اس کے انکار پر شیخ محمد بن احمد بن عبدالھادی حنبلی المعروف بہ ابن قدامہ مقدسی (م۷۴۴ھ/ ۱۳۴۳ء) کی ''الصارم المنکی فی الرد علیٰ ابن السبکی '' کا تقابلی جائزہ، مخطوط مخزونہ مکتبہ مکہ مکرمہ زیر نمبر ۵۰/ فتاویٰ، صفحات ۱۳۔[۵۸]

☆ القول المختصر المفید لاھل الانصاف فی بیان الدلیل لعمل

اسقاط الصلاۃ والصوم المشهور عندالاحناف، نماز روزہ کے بارے میں حیلہ اسقاط پر مذھب احناف کے دلائل، یہ ۱۳۲۸ھ کو آپ کے ذاتی اخراجات پر مطبع ماجدیہ مکہ مکرمہ نے طبع کی اور ڈاکٹر شاخ [۵۹] نیز ڈاکٹر عزت [۶۰] نے اس ایڈیشن کے سرورق کا عکس اپنی کتب میں دیا ہے، اور ڈاکٹر خبیب کے بقول یہ کتاب پندرہ صفحات پر طبع ہوئی [۶۱] پروفیسر علامہ سید محمد ذاکر شاہ چشتی سیالوی (پ ۱۳۵۴ھ/۱۹۳۴ء) بانی جامعہ الزہراء اہل سنت راولپنڈی نے اس کا اردو ترجمہ "حیلہ اسقاط کی شرعی حیثیت" کے نام سے کیا جسے آستانہ عالیہ مرشد آباد پشاور نے شائع کیا۔

مولانا غلام دستگیر قصوری رحمتہ اللہ علیہ سے رابطہ

تیرھویں صدی ہجری مسلمانان عالم کے لئے ہر پہلو سے زوال کی صدی تھی، جس دوران سیاست، صنعت، علم، تجارت، عسکری قوت غرضیکہ زندگی کے ہر اہم شعبہ میں تنزل و جمود کی کیفیت نمایاں ہوئی جس کے نتیجہ میں پوری اسلامی دنیا استعماری قوتوں کے ہاتھ میں کھلونا بن کر رہ گئی، مزید آفت یہ کہ اس صدی میں اعتقادی فساد برپا ہوا، اگر بطور خاص خطہ ہند پر نظر ڈالی جائے تو یہاں کے مسلمانوں میں اعتقادی انتشار و تقسیم کی ابتداء اس وقت ہوئی جب شاہ اسماعیل دہلوی بالاکوٹی کی دو تصنیفات "صراط مستقیم" ۱۲۳۸ھ/ ۱۸۲۲ء میں اور "تقویت الایمان" ۱۲۴۳ھ/ ۱۸۲۶ء میں پہلی بار شائع ہوئیں۔

آئندہ دنوں میں مولوی رشید احمد گنگوھی کی تصنیف "براھین قاطعہ" جوان کے شاگرد مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کے نام سے ۱۳۰۴ھ/ ۱۸۸۷ء میں پہلی بار شائع ہوئی تو اس کے انداز تحریر نے اسلامیان ہند کو واضح طور پر دو حصوں میں تقسیم کر دیا جو آج تک برقرار ہے [۶۲] اور یہی وہ کتاب ہے جس کی وجہ سے شیخ صالح کمال کا خطہ ہند کے علماء کرام سے پہلا اہم رابطہ ہوا۔

علمائے لاہور کے سرتاج مولانا غلام دستگیر قصوری نقشبندی مجددی رحمتہ اللہ علیہ (م ۱۳۱۵ھ/ ۱۸۹۷ء) نے براھین قاطعہ کی عبارات کے رد میں ضخیم کتاب "تقدیس الوکیل عن

توھین الرشید والخلیل'' اردو میں تالیف کی اور اس کی تلخیص کا خود ہی عربی ترجمہ کر کے ۱۳۰۷ھ/ ۱۸۹۰ء میں لاہور سے حجاز مقدس پہنچے، جہاں تقریباً ایک برس مقیم رہے، جس دوران اسے مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ کے اکابر علماء کے سامنے پیش کیا، شیخ صالح کمال نہ صرف مفتی بلکہ قاضی تعینات رہ چکے تھے لہذا اس شرعی قضیہ میں آپ کی رائے اہمیت رکھتی تھی، چنانچہ مولانا قصوری نے اسے آپ کے سامنے رکھا جس پر شیخ صالح کمال نے براھین قاطعہ میں مذکر افکار کو مردود قرار دیتے ہوئے تقدیس الوکیل پر تقریظ قلمبند کی، مولانا قصوری کی اس کتاب کے اردو متن کے متعدد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں جس میں شیخ صالح کمال وغیرہ علمائے حرمین شریفین کی تقریظات کے اردو تراجم شامل ہیں۔

فاضل بریلوی سے رابطہ

مولانا احمد رضا خاں بریلوی اور شیخ صالح کمال کے درمیان عملی تعارف کا آغاز اس وقت ہوا جب دیوبندی افکار کے اکابرین نے صراط مستقیم، تقویۃ الایمان، براھین قاطعہ کے مندرجات کی مکمل تائید اور دفاع کا راستہ اختیار کیا اور علماء اہل سنت و جماعت کی طرف سے بھرپور مزاحمت کے نتیجہ میں ان کتب کے مؤیدین میں سے کچھ نے بعض معتزلہ افراد کی حمایت سے انجمن ندوۃ العلماء لکھنؤ کی بنیاد رکھ کر اس کے منبر سے فرقہ واریت کے خاتمہ کا حسین نعرہ بلند کیا اور صلح کلیت کا لبادہ اوڑھ کر اس مزاحمت کو بے اثر کرنے کی کوشش کی۔

انجمن ندوۃ العلماء کا تاسیسی اجلاس ۱۳۱۱ھ/۱۸۹۳ء میں مدرسہ فیض عام کانپور میں ہوا جس میں فاضل بریلوی نے بھی شرکت کی لیکن آئندہ دنوں میں آپ جیسے ہی اس کے قیام کے اصل مقاصد پر مطلع ہوئے، آپ نے نہ صرف اس سے علیحدگی اختیار کر لی بلکہ پھر عمر بھر اس کے عزائم کو بے نقاب کرنے میں قلم کا بھرپور استعمال کیا اور اردو میں اس موضوع پر کئی ایک کتابیں لکھیں، اسی ضمن میں آپ نے ندوی افکار کی جزئیات پر عربی میں اٹھائیس سوالات مرتب کر کے

خود ہی ان کے جوابات قلمبند کئے پھر یہ مفصل شرعی فتویٰ بعض حجاج کے ذریعے علماء حرمین شریفین کی خدمت میں ارسال کیا تا کہ اس بارے میں ان کی گراں قدر رائے معلوم کی جا سکے، چنانچہ مکہ مکرمہ ومدینہ منورہ کے بیس سے زائد علماء کرام نے اس کے مندرجات کی تائید وتوثیق میں فتاوے وتقریظات لکھیں جن میں شیخ صالح کمال کا اسم گرامی بھی شامل ہے۔[۶۳]

یہ کتاب ''فتاوی الحرمین برجف ندوة المین'' کے تاریخی نام سے ۱۳۱۷ھ میں بمبئی سے بعدازاں اردو ترجمہ کے ساتھ لاہور سے شائع ہوئی علاوہ ازیں شیخ حسین حلمی ایشیق حنفی نقشبندی مجددی خالدی حفظہ اللہ تعالیٰ نے استنبول سے اس کے عربی متن کے متعدد ایڈیشن شائع کئے، اور یہی کتاب فاضل بریلوی وشیخ صالح کمال کے درمیان رابطہ کی پہلی کڑی ہے۔

فتاویٰ الحرمین کی اشاعت کے تقریباً چھ برس بعد ۱۳۲۳ھ/ ۱۹۰۵ء میں فاضل بریلوی حجاز مقدس پہنچے تو ان دنوں شیخ صالح کمال مسجد حرم مکی میں امام وخطیب ومدرس کے فرائض انجام دے رہے تھے جب کہ قاضی جدہ ومکہ مکرمہ نیز مفتی احناف کے مناصب ترک کئے ایک عرصہ بیت چکا تھا، اس موقع پر ان دونوں اکابرین کے درمیان پہلی باقاعدہ ملاقات کس پس منظر میں ہوئی، اس کی تفصیل فاضل بریلوی نے خود یوں بیان کی:

> ''اس بار سرکار حرم محترم میں میری حاضری بے اپنے ارادے کے جس غیر متوقع اور غیر معمولی طریقوں پر ہوئی...... وہ حکمت الہٰیہ یہاں (مکہ مکرمہ) آکر کھلی، سننے میں آیا ہے وھابیہ پہلے سے آئے ہوئے ہیں جن میں خلیل احمد انبیٹھی اور بعض وزراء ریاست ودیگر اہل ثروت بھی ہیں، حضرت شریف (گورنر مکہ مرمہ) تک رسائی پیدا کی ہے اور مسئلہ علم غیب چھیڑا ہے اور اس کے متعلق کچھ سوال اعلم علماء مکہ حضرت مولنا صالح کمال سابق قاضی مکہ ومفتی حنفیہ کی خدمت میں پیش ہوا ہے، میں حضرت موصوف کی خدمت میں گیا ، حضرت مولنا وصی احمد صاحب محدث سورتی رحمتہ اللہ علیہ کے صاحبزادے

عزیزی مولوی عبدالاحد صاحب بھی ہمراہ تھے، میں نے بعد سلام ومصافحہ مسئلہ علم غیب پر تقریر شروع کی اور دو گھنٹہ تک اسے آیات واحادیث واقوال ائمہ سے ثابت کیا...... '' [۶۴]

اس کے بعد فاضل بریلوی و شیخ صالح کمال کے درمیان اس موضوع پر گفتگو جاری رہی، ۲۵/ ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ کو نماز عصر کے بعد مسجد حرم مکی کے کتب خانہ میں دونوں علماء میں پھر ملاقات ہوئی جس کا سبب خود فاضل بریلوی نے یہ بتایا:

'' حضرت مولٰنا شیخ صالح کمال نے جیب سے ایک پرچہ نکالا جس پر علم غیب کے متعلق پانچ سوال تھے، مجھ سے فرمایا یہ سوال وھابیہ نے حضرت سیدنا (گورنر مکہ مکرمہ) کے ذریعہ سے پیش کئے ہیں اور آپ سے جواب مقصود ہے''۔[۶۵]

مسلمانوں کے اس دورزوال میں جواعتقادی وفکری مباحث پورے زور شور سے منظر عام پر آئے انہی میں ایک موضوع علم غیب ہے، اللہ تعالٰی نے خاتم النبیین والمرسلین حبیب رب العالمین سیدنا محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو علوم عطا فرمائے، آپ کی امت کہلانے والے چند افراد نے ان علوم کی حدود تعین کرنے کی جسارت کرتے ہوئے ایسے کلمات اور تضادات اپنی کتب میں چھوڑے کہ استدلال اور عدل وانصاف کے الفاظ بے معنی ہو کر رہ گئے، گورنر مکہ مکرمہ و شیخ صالح کمال کی وساطت سے علم غیب کے بارے میں سوالات کا فاضل بریلوی کو پیش کرنا اسی جسارت کی ایک کڑی تھی۔

معلوم رہے کہ مسئلہ علم غیب پر عرب وعجم کے علماء اہل سنت اور دیگر منصف مزاج اہل علم نے فاضل بریلوی سے قبل اور آپ کے بعد عربی زبان میں متعدد کتب تصنیف کر کے اس موضوع کو بخوبی واضح کیا، ایسی چند کتب کے نام یہ ہیں:

☆ ملاک الطلب فی جواب استاذ حلب ،تصنیف محدث مسند خطیب،

ادیب و مراکش کے شہر سلجماسہ کے قاضی شیخ عبدالملک بن محمد تاجموعتی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۱۱۸ھ/ ۱۷۰۶ء)، علوم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں عارف باللہ شیخ احمد بن عبدالحی حلبی رحمۃ اللہ علیہ مدفون فاس مراکش کے پیش کردہ سوال کے جواب میں تصنیف کی گئی، جس میں معاصر شیخ حسن بن مسعود یوسی فاسی (م ۱۱۰۲ھ/ ۱۶۹۱ء) کا رد کیا گیا۔

☆ خلع الاطمار الیوسیة بدفع الامطار الیوسیة، شیخ عبدالملک بن محمد تاجموعتی، شیخ حسن یوسی کے تعاقب میں آپ کی دوسری تصنیف، فاضل بریلوی کے مراکشی خلیفہ محدث خلیفہ محدث و مسند علامہ سید محمد عبدالحی کتانی مالکی رحمۃ اللہ علیہ کے ذخیرہ کتب میں اس کا قلمی نسخہ موجود تھا جس پر خود مصنف کے قلم سے تصحیحات درج تھیں۔ [۶۶]

☆ الکشف والتبیان عما خفی عن الاعیان، فی سر آیة، ماکنت تدری ما الکتاب والایمان، صوفیاء کے سلسلہ کتانیہ کے بانی و صاحب تصانیف کثیرہ علامہ سید محمد بن عبدالکبیر کتانی مالکی شہید رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۲۷ھ/ ۱۹۰۷ء)، فاضل بریلوی کے خلیفہ علامہ سید عبدالحی کتانی کے بڑے بھائی، مطبوعہ فاس ۱۳۳۲ھ، صفحات ۶۴۔ [۶۷]

☆ الیاقوت والمرجان، فی العلم النبوی، علامہ سید محمد بن عبدالکبیر کتانی مالکی شہید۔ [۶۸]

☆ النیر الوضی فی علم النبی صلی اللہ علیہ وسلم، مولانا قاضی محمد نور قادری چکوڑوی چکوالی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۳۳ھ/ ۱۹۱۴ء تقریباً)، مصنف نے فاضل بریلوی سے سند روایت حدیث حاصل کی، غیر مطبوع۔ [۶۹]

☆ جلاء القلوب من الاصداء الغیبیة ببیان احاطه علیه السلام بالعلوم الکونیة، محدث کبیر و صاحب الرسالة المستطرفة علامہ سید محمد بن جعفر کتانی مالکی فاسی مراکشی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۴۵ھ/ ۱۹۲۷ء)، تین ضخیم جلدوں زیر طبع، مصنف نے فاضل بریلوی کی تصنیف الدولة المکیه پر تقریظ لکھی جو غیر مطبوع ہے۔ [۷۰]

☆**التحقيق المصون فی علم الغیب بما کان یکون**، شیخ عبدالستار بن عبدالوھاب دہلوی مکی (م ۱۳۵۵ھ/ ۱۹۳۶ء)، مخطوط مخزونہ مکتبہ حرم مکی زیر نمبر ۲۱۳۲ بخط مصنف۔[۷۱]

☆**کشف رین الریب عن مسئالة علم الغیب**، مولانا محمد عبدالباقی لکھنوی مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ (م۱۳۶۴ھ/ ۱۹۴۵ء)، مولانا محمد عبدالعلیم صدیقی میرٹھی مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے استاد۔[۷۲]

☆ **مطابقة الاختراعات العصرية بما اخبر عنه خير البرية**، محدث اعظم مراکش صاحب تصانیف کثیر علامہ سید احمد بن محمد صدیق غماری حسنی ازہری شافعی شاذلی رحمۃ اللہ علیہ (م۱۳۸۰ھ/ ۱۹۶۰ء)، متعدد ایڈیشن طبع ہوئے، حال ہی میں اس کی تلخیص شائع ہوئی، اس کا مکمل اردو ترجمہ ماہنامہ ترجمان اہل سنت کراچی میں قسط وار اور بعدازاں لاہور سے کتابی صورت میں شائع ہوا۔

☆**الفضل الاعلم علیٰ الرسول صلی اللہ علیه وسلم، فی تفسیر قوله تعالیٰ، وعلمک مالم تکن تعلم**، علامہ سید محمد صالح بن احمد خطیب حسنی قادری شافعی دمشقی رحمۃ اللہ علیہ (م۱۴۰۱ھ/۱۹۸۱ء)۔[۷۳]

☆ علم الغیب، ماہر رضویات پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد نقشبندی مجددی حفظہ اللہ تعالیٰ (پ ۱۳۴۹ھ/ ۱۹۳۰ء)، اردو سے عربی ترجمہ مفتی محمد مکرم احمد مجددی دہلوی، مطبوعہ کراچی، دوسرا ترجمہ مولانا سید فخرالدین اویسی، مطبوعہ ڈربن ساؤتھ افریقہ۔[۷۴]

الغرض شیخ صالح کمال کے پیش کردہ سوالات کا فاضل بریلوی نے مفصل جواب لکھا اور پھر مسجد حرم مکی کے شیخ الخطباء والائمہ شیخ احمد ابوالخیر بن عبداللہ مرداد حنفی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۳۵ھ/ ۱۹۱۷ء) کی خواہش پر[۷۵] فاضل بریلوی نے اس میں غیوب خمسہ کی بحث کا اضافہ کیا[۷۶]، پھر اس کا مبیضہ تیار کر کے اس کتاب کا تاریخی نام ''الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیۃ'' رکھا اور یہ حضرت

مولانا شیخ صالح کمال کی خدمت میں پہنچادی گئی۔[۷۷]

شیخ صالح کمال نے اسے کامل طور پر مطالعہ فرمایا اور شام کو گورنر مکہ کے یہاں تشریف لے گئے، ان دنوں سید علی پاشا بن عبداللہ حسنی مکہ مکرمہ کے گورنر تھے اور بقول فاضل بریلوی ذی علم تھے [۷۸] عشاء کی نماز کے بعد نصف شب تک گورنر کا دربار منعقد ہوتا تھا، اس روز دربار میں فاضل بریلوی کے علاوہ شہر کے علماء و اعیان اور دیگر شخصیات حاضر ہوئیں، پھر شیخ صالح کمال نے دربار میں کتاب پیش کی اور علی الاعلان فرمایا:

''اس شخص نے وہ علم ظاہر کیا جس کے انوار چمک اُٹھے اور جو ہمارے خواب میں بھی نہ تھا''۔[۷۹]

گورنر نے کتاب پڑھنے کا حکم دیا، شیخ صالح کمال نے پڑھنا شروع کی، اس کے دلائل قاہرہ سن کر گورنر نے باآواز بلند فرمایا:

''اللہ تعالیٰ تو اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب کا علم عطا فرماتا ہے اور یہ (وھابیہ) منع کرتے ہیں''۔[۸۰]

نصف شب تک نصف کتاب سنائی گئی تو دربار برخواست ہونے کا وقت آگیا، اس دوران شیخ صالح کمال نے گورنر سے خلیل احمد انبیٹھی کے عقائد ضالہ اور کتاب براھین قاطعہ کا ذکر بھی کر دیا تھا، انبیٹھی صاحب کو خبر ہوئی تو دوسرے روز شیخ صالح کمال کے ہاں پہنچے اور آپ کو مطمئن کرنے کی کوشش کی لیکن اپنے عزائم میں ناکام ہو کر رات ہی جدہ فرار ہو گئے، صبح کو حضرت مولانا صالح کمال، فاضل بریلوی کے پاس تشریف لے گئے اور خود یہ واقع بیان کیا۔[۸۱]

مذکورہ بالا واقعات پیش آنے تک شیخ صالح کمال آپ کے علم وفضل پر بخوبی آگاہ ہو چکے تھے، چنانچہ فاضل بریلوی کے ساتھ آپ کے روابط اور تبادلہ خیالات کا سلسلہ مزید آگے بڑھا، فاضل بریلوی نے آپ سے ملاقاتوں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

''فقیر دعوتوں کے علاوہ صرف چار جگہ ملنے کو جاتا، مولنا شیخ صالح کمال اور شیخ

العلماء مولنا محمد سعید بابصیل اور مولنا عبدالحق مہاجر الہٰ آبادی اور کتب خانے
میں مولنا سید اسماعیل کے پاس، رحمتہ اللہ علیہم اجمعین، یہ حضرات اور باقی تمام
حضرات فرودگاہ فقیر پر تشریف لایا کرتے صبح سے نصف شب کے قریب
ملاقاتوں ہی میں وقت صرف ہوتا، مولانا شیخ صالح کمال کی تشریف آوری کی تو
گنتی نہیں [۸۲]، تین تین پہر میری ان کی مجالست ہوتی اور اس میں سوا
مذاکرات علمیہ کے کچھ نہ ہوتا، جس زمانہ میں قاضی مکہ رہے تھے اس وقت کے
اپنے فیصلوں کے مسئلے دریافت فرماتے، فقیر جو بیان کرتا اگر ان کے فیصلہ کے
موافق ہوتا، بشاشت وخوشی کا اثر چہرہ مبارک پر ظاہر ہوتا اور مخالف ہوتا تو ملال و
کبیدگی، اور یہ سمجھتے کہ مجھ سے حکم میں لغزش ہوئی''۔[۸۳]

''مکہ مکرمہ میں پلنگ کا رواج نہیں بالا خانوں میں زمین پر فرش ہیں، اس پر
سوتے ہیں مگر حضرت سید اسماعیل وحضرت مولانا شیخ صالح کمال رحمہما اللہ تعالیٰ
نے میرے لئے ایک عمدہ پلنگ منگوا دیا تھا، ایام مرض میں مَیں اسی پر سوتا تھا اور
علماء وعظماء عیادت کو آتے اور فرش پر تشریف رکھتے میں اس سے نادم ہوتا، ہر
چند چاہتا کہ نیچے اتر دوں مگر قسموں سے مجبور فرماتے''۔[۸۴]

فاضل بریلوی مناسک حج ادا کر چکے تھے، بخار کا مرض شدت اختیار کئے ہوئے تھا،
مدینہ منورہ حاضری کا مرحلہ ابھی طے نہیں ہوا تھا، اس حالت میں شوق مدینہ طیبہ غالب تھا کہ ایک
روز آپ نے فرمایا! روضہ انور پر ایک نگاہ پڑ جائے پھر دم نکل جائے، اس پر حضرت مولانا شیخ صالح
کمال نے جواباً فرمایا:

''ہرگز نہیں بلکہ آپ روضہ انور پر اب حاضر ہو کر پھر حاضر ہوں، پھر حاضر
ہوں پھر مدینہ طیبہ میں وفات نصیب ہو''۔[۸۵]

ایک اور مجلس میں مولانا شیخ صالح کمال نے فاضل بریلوی کو مکہ مکرمہ میں شادی اور

مستقل قیام کی تجویز پیش کی۔[۸۶]

شیخ صالح کمال نے فاضل بریلوی کی امامت میں متعدد بار نماز ادا فرمائی، جس کی صورت یوں پیش آئی کہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نماز عصر کا وقت دو مثل سایہ گزر کر ہے، لیکن ان دنوں مسجد حرم مکی میں حنفی مصلیٰ پر یہ نماز قول صاحبین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مطابق مثل دوم کے شروع میں پڑھی جاتی، اس بارے میں فاضل بریلوی فرماتے ہیں:

''فقیر کا معمول ہے کہ کسی مسئلہ میں بے خاص مجبوری کے قول امام اعظم سے عدول نہیں کرتا چنانچہ میں اس جماعت میں بہ نیت نفل شریک ہو جاتا اور فرض عصر مثل دوم کے بعد میں اور حضرت مولانا شیخ صالح کمال حضرت مولانا سید اسماعیل و دیگر بعض محتاطین حنفیہ اپنی جماعت سے پڑھتے جس میں وہ حضرات امامت پر اس فقیر کو مجبور فرماتے''۔[۸۷]

فاضل بریلوی کے اسی قیام مکہ مکرمہ کے دوران شیخ صالح کمال نے آپ کی مزید تین تصنیفات حسام الحرمین، الدولۃ المکیہ اور کفل الفقیہ پر تقریظات لکھیں اور اول الذکر کتاب پر تقریظ میں فاضل بریلوی کو ان الفاظ سے یاد کیا:

''العالم العلامة بحر الفضائل وقرة عيون العلماء الاماثل مولانا اشيخ المحقق بركة الزمان احمد رضا خان البريلوى حفظه الله والبقاه ومن كل سوء ومكروه وقاه امابعد فعليكم السلام ايها الامام المقدام ورحمته الله وبركاته على الدوام''.[۸۸]

شیخ صالح کمال مکہ مکرمہ کے عالم کبیر نیز عمر میں فاضل بریلوی سے تقریباً نو برس بڑے تھے لیکن آپ سے استفادہ کرنے میں کسی بات کو آڑے نہیں آنے دیا، شیخ صالح کمال کی شدید خواہش پر فاضل بریلوی نے ۹ رصفر ۱۳۲۴ھ کے روز آپ کو انسٹھ علوم، قرآن مجید، حدیث، فقہ،

تصوف، صوفیاء کے مشہور سلاسل، قصیدہ غوثیہ، صلاۃ غوثیہ، اورادو وظائف وغیرہ کی متداول کتب میں سند روایت واجازت بنام ''الاجازۃ الرضویۃ لمجبل مکۃ البھیۃ'' مرتب کر کے عطا کی[۸۹] فاضل بریلوی کے الفاظ یہ ہیں:

''حضرت مولانا شیخ صالح کمال رحمۃ اللہ علیہ نے بار بار کے اصرار کے ساتھ مجھ سے اجازت نامہ لکھوایا جسے میں نے ادباً کئی روز ٹالا جب مجبور فرمایا لکھ دیا''۔[۹۰]

فاضل بریلوی مکہ مکرمہ میں تقریباً تین ماہ قیام کے بعد ۲۴ رصفر ۱۳۲۴ھ کو مدینہ منورہ روانہ ہو گئے اور وہاں کی حاضری کے بعد واپس وطن آ گئے، لیکن شیخ صالح کمال کے دل ودماغ میں آپ کی یاد باقی رہی، چنانچہ فاضل بریلوی کے خلیفہ مکتبہ حرم مکی کے نگران سید اسماعیل بن خلیل حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۲ رجب ۱۳۲۴ھ کو مکہ مکرمہ سے ایک خط آپ کی خدمت میں بریلی ارسال کیا تو اس میں شیخ صالح کمال وغیرہ مکی احباب کی خیریت ومشاغل کا ذکر کرتے ہوئے یہ لکھا:

''سیدی شیخ صالح کمال تو ہر مجلس میں آپ کے کمالات بیان کرتے رہتے ہیں''۔[۹۱]

اعترافِ عظمت

☆ شیخ صالح کمال کی زندگی میں ان کی جو تصنیف مکہ مکرمہ سے شائع ہوئی اس کے سرورق پر آپ کا اسم گرامی ان القاب کے ساتھ درج ہے:

'' العالم الفاضل والاستاذ الکامل عندۃ العلماء الاعلام ببلد اللہ الحرام العلامۃ الشیخ محمد صالح کمال الحنفی مفتی السادۃ الاحناف بمکۃ المکرمۃ سابقا والمدرس والخطیب والامام بالمسجد الحرام المکی ابن المرحوم العلامۃ المحقق والدراکۃ الدقق الشیخ صدیق کمال نفع اللہ بعلومھما

المسلمين وعزز بار شاد هما شريعة سيد المرسلين آمين".[۹۲]

☆ عبدالحسن بن یعقوب صحاف (م ۱۳۵۰ھ/ ۱۹۳۱ء) مکہ مکرمہ کے مشہور شاعر تھے[۹۳] شیخ صالح کمال نے شیخ العلماء کا منصب سنبھالا تو آپ کے اعزاز میں اہل مکہ نے جو تقریب منعقد کی، اس میں انہوں نے آپ کی مدح میں قصیدہ پڑھا جس کا مطلع یہ ہے:

کمال علمک قد زانت به الرتب

ومكة عمها من فخرها الطرب [۹۴]

☆ شیخ محمد بن سلیمان حسب اللہ شافعی رحمۃ اللہ علیہ جو مکہ مکرمہ کے معمر عالم و مسجد حرم میں تفسیر، حدیث، فقہ و اصول اور مسجد نبوی میں کتاب الشفاء کے مدرس نیز صاحب تصانیف تھے، آپ خانہ کعبہ کے مقام ملتزم پر نماز کے لئے موجود تھے کہ شیخ صالح کمال کے جنازہ کی آمد پر مطلع ہوئے، اس پر آپ نے شیخ صالح کمال کے علمی مقام کے اعتراف میں یہ الفاظ کہے:

"اليوم مات فقه ابی حنیفة".[۹۵]

☆ قاضی مکہ مکرمہ و مسجد حرم کے شیخ الخطباء والائمہ نیز فاضل بریلوی کے خلیفہ شیخ عبداللہ ابوالخیر مرداد حنفی شہید رحمۃ اللہ علیہ یوں رقمطراز ہوئے:

" صالح بن صديق بن عبدالرحمن كمال الحنفی العالم الجليل الهمام المدرس بالمسجد الحرام القدوة الفقيه العلامه الفهامه النبيه".[۹۶]

☆ شیخ صالح کمال کی وفات کے چند عشرے بعد ۱۳۶۰ھ/ ۱۹۴۱ء میں ان کے شاگرد شیخ محمد یحییٰ بن امان مکی حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک تحریر میں استاد گرامی کا ذکر حسب ذیل الفاظ میں کیا:

" فضيلة الاستاذ الاكبر والمحقق المدقق ذی الوجه الانور

مفتي السادة الحنفيه فقيه الحجاز يين على الاطلاق بقية السلف وعمدة الخلف صالح بن صديق كمال". [۹۷]

☆ فاضل بریلوی کی تصنیف حسام الحرمین پر لکھی گئی شیخ صالح کمال کی تقریظ کے آغاز میں مقرظ کا تعارف ان الفاظ میں کرایا گیا ہے:

"مقدام العلماء المحققين وهمام العظماء المد ققين العريف الماهر والغطريف الباهر والسحاب الهامر والقمر الزاهر ناصر السنة وكاسر الفتنة مفتي الحنفية سابقا ومحط الرحال سابقا ولاحقا ذوالعز والافضال مولانا العلامة الشيخ صالح كمال توجه ذوالجلال بتيجان العزوالجمال". [۹۸]

☆ فاضل بریلوی حجاز مقدس سے واپس وطن تشریف لائے تو عرصہ بعد ایک روز بریلی کی مسجد میں علمائے حجاز کا ذکر کرتے ہوئے آپ کے بارے میں فرمایا:

" حضرت مولانا شیخ صالح کمال کو اللہ تعالیٰ جنات عالیہ عطا فرمائے......میرے نزدیک مکہ معظمہ میں ان کے پائے کا دوسرا عالم نہ تھا"۔[۹۹]

وفات

حضرت مولانا شیخ صالح کمال مسجد حرم مکی میں امام وخطیب ومدرس، قاضی جدہ ومکہ مکرمہ، مفتی احناف وشیخ العلماء کے مناصب رفیعہ پر تعینات رہے، اپنے دور کے متعدد گورنر مکہ مکرمہ کے مشیر رہے، اور وسیع وعریض اسلامی سلطنت کے عثمانی خلیفہ کی طرف سے سفارتی مہم پر صنعاء یمن تشریف لے گئے، ان مصروفیات کے ساتھ عقائد ومعمولات اہل سنت وفقہ حنفی وغیرہ موضوعات پر تصنیف وتالیف کا کام بھی کیا، لیکن ان تمام تر مناصب وفضائل کے باوجود انتہائی سادہ زندگی بسر کی اور مسجد حرم میں خانہ کعبہ کے سائے میں نماز ادا کی گئی جس میں زندگی کے مختلف

شعبوں سے تعلق رکھنے والے بکثرت افراد نے شرکت کی، المعلیٰ قبرستان میں قبر بنی۔[۱۰۰]

آخر میں واضح رہے کہ حجاز مقدس کے ہی شہر طائف میں بھی کمال نامی ایک خاندان آباد ہے جس میں متعدد علماء وفضلاء ہوئے، جیسا کہ تاریخ طائف پر کتب کے مصنفین شیخ عبداللہ بن بکر کمال (م۱۳۴۱ھ/۱۹۲۲ء)، شیخ عبدالحیٔ بن حسن کمال (م۱۴۱۲ھ/۱۹۹۱ء) اور شیخ محمد سعید بن حسن کمال (م۱۴۱۶ھ/۱۹۹۶ء)، اور یہ ایک الگ کمال خاندان ہے۔

حوالہ جات وحواشی

[۱]۔ شیخ احمد البشھی کے حالات: نزھۃ الفکر فیما مضی من الحوادث والعبر فی تراجم رجال القرن الثانی عشر والثالث عشر، شیخ احمد بن محمد حضراوی ھاشمی مکی شافعی، تحقیق محمد مصری، طبع اول ۱۹۹۶ء، وزارت ثقافت دمشق شام، جلد ۱، ص ۱۶۶ تا ۱۶۷

[۲]۔ شیخ حمزہ عاشور کے حالات: اعلام المکیین من القرن التاسع الی القرن الرابع عشر الھجری، شیخ عبداللہ بن عبدالرحمٰن معلمی مکی، طبع اول ۱۴۲۱ھ مطابق ۲۰۰۰ء، الفرقان اسلامک ہریٹج فاؤنڈیشن لندن وجدہ، ج ۲، ص ۶۴۹ / المختصر من کتاب نشر النور والزھر فی تراجم افاضل مکۃ من القرن العاشر الی القرن الرابع عشر، شیخ عبداللہ بن احمد ابوالخیر مرداد شہید مکی حنفی، تحقیق واختصار محمد سعید عامودی مکی واحمد علی بھوپالی مکی، طبع دوم ۱۴۰۶ھ / ۱۹۸۶ء، عالم المعرفہ جدہ، ص ۱۸۲ تا ۱۸۳ / نظم الدرر فی اختصار نشر النور والزھر فی تراجم افاضل مکۃ من القرن العاشر الی القرن الرابع عشر، شیخ عبداللہ بن محمد غازی ہندی مکی، مخطوط بخط مصنف کا عکس مخزونہ بہاء الدین زکریا لائبریری ضلع چکوال، ص ۱۲۰ / نزھۃ الفکر، ج ۱، ص ۳۲۵

[۳]۔ سید زینی مزھر کے حالات: نزھۃ الفکر، ج ۱، ص ۴۳۶

[۴]۔ شیخ عبدالرحمٰن جمال کبیر کے حالات: اعلام المکیین، ج ۱، ص ۳۴۳ / مختصر مختصر نشر النور، ص ۲۴۰ / نظم الدرر، ص ۱۲۷ تا ۱۲۸

[۵]۔ شیخ عبدالرحمٰن کزبری کے حالات: الاعلام، قاموس تراجم لاشھر الرجال والنساء من العرب والمستعربین والمستشرقین، خیر الدین زرکلی دمشقی، طبع ششم ۱۹۸۴ء دار العلم للملایین بیروت، ج ۳، ص ۳۳۳ / حلیۃ البشر فی تاریخ القرن الثالث عشر، شیخ عبدالرزاق بن حسن بیطار دمشقی، طبع ۱۳۸۰ھ / ۱۹۶۱ء، مجمع اللغۃ العربیۃ دمشق، ج ۲، ص ۸۳۳ تا ۸۳۶ / فھرس الفھارس والاثبات ومعجم المعاجم والمشیخات والمسلسلات، سید محمد عبدالحی کتانی، تحقیق ڈاکٹر احسان عباس، طبع

دوم ۱۴۰۲ھ/ ۱۹۸۲ء، دار الغرب الاسلامی بیروت، ج ۱، ص ۴۸۵ تا ۴۸۸/ فہرست المخطوطات، مصطلح الحدیث، فواد سید، طبع ۱۳۷۵ھ/ ۱۹۵۶ء، دار الکتب المصریۃ قاہرہ، ج ۱، ص ۵۹ تا ۶۱، ۲۰۵/ معجم مؤلفی مخطوطات مکتبۃ الحرم المکی الشریف، شیخ عبداللہ بن عبدالرحمٰن معلمی مکی، طبع اول ۱۴۱۶ھ/ ۱۹۹۶ء، شاہ فہد قومی کتب خانہ ریاض، ص ۴۲۵

[۶]۔ شیخ عبداللہ سراج کے حالات: اعلام المکیین، ج ۱، ص ۴۹۹/ فہرس الفھارس، ج ۲، ۷۵۲ تا ۷۵۳/ مختصر نشر النور، ص ۲۹۷ تا ۳۰۰/ نزھۃ الفکر، ج ۲، ص ۶۵ تا ۶۶/ نظم الدرر، ص ۱۳۲ تا ۱۳۳

[۷]۔ شیخ عمر بن عبدالکریم کے حالات: سیر وتراجم بعض علمائنا فی القرن الرابع عشر الھجرۃ، عمر عبدالجبار مکی، طبع سوم ۱۴۰۳ھ/ ۱۹۸۲ء، مکتبہ تہامہ جدہ، ص ۶۲ حاشیہ/ اعلام المکیین، ج ۱، ص ۱۱۸ تا ۱۱۹/ فہرس الفہارس، ج ۲، ص ۷۹۶ تا ۷۹۷/ مختصر نشر النور، ص ۳۷۸ تا ۳۸۰/ نزھۃ الفکر، ج ۲، ص ۳۰۲ تا ۳۰۳/ نظم الدرر، ص ۱۴۰ تا ۱۴۲

[۸]۔ شیخ سید محمد سنوسی کے حالات: اعلام المکیین، ج ۱، ص ۵۴۱ تا ۵۴۲/ الاعلام، ج ۶، ص ۲۹۹/ فہرس الفہارس، ج ۱، ص ۱۰۳ تا ۱۰۴، ج ۲، ص ۱۰۴۰ تا ۱۰۴۹/ مختصر نشر النور، ص ۴۴۳ تا ۴۴۴/ نظم الدرر، ص ۱۴۶ تا ۱۴۷

[۹]۔ شیخ محمد صالح رئیس کے حالات: اعلام المکیین، ج ۱، ص ۴۶۱/ الاعلام، ج ۶، ص ۱۶۳/ مختصر نشر انور، ص ۲۱۴ تا ۲۱۶/ نظم الدرر، ص ۱۲۳ تا ۱۲۴

[۱۰]۔ مولانا محمد عابد سندھی کے حالات: الامام الفقیہ المحدث الشیخ محمد عابد السندی الانصاری رئیس علماء المدینۃ المنورۃ فی عصرہ، شیخ سائد بکداش حلبی، طبع اول ۱۴۲۳ھ، دار البشائر الاسلامیۃ بیروت، کل صفحات ۵۶۰/ نزھۃ الخواطر وبھجۃ المسامع والنواظر، حکیم عبدالحی لکھنوی ندوی وابوالحسن علی ندوی، طبع اول ۱۴۲۰ھ/ ۱۹۹۹ء، دار ابن حزم بیروت، صفحہ ۱۰۹۶ تا ۱۰۹۸/ الاعلام، ج ۶، ص ۱۷۹/ فہرس الفہارس، ج ۱، ص ۳۶۳ تا ۳۷۱، ج ۲، ص ۷۲۰ تا ۷۲۲

[۱۱]۔ شیخ سید محمد یٰسین میرغنی کے حالات: اعلام المکیین۔ ج ۲، ص ۹۵۳/ فہرس الفہارس، ج ۲، ص ۱۱۳۷/ مختصر نشر النور، ص ۴۹۲ تا ۴۹۳/ نظم الدرر، ص ۱۵۴

[۱۲]۔ شیخ ابراہیم عقیلی کے حالات: نشر الدرر فی تذییل نظم الدرر فی تراجم علماء مکۃ من القرن الثالث عشر الی الرابع عشر، شیخ عبداللہ بن محمد غازی ہندی مکی، مخطوط بخط مصنف کا عکس مخزونہ بہاء الدین زکریا لائبریری ضلع چکوال، ص ۴ ضمیمہ/ اعلام المکیین، ج ۲، ص ۶۹۱/ مختصر نشر النور، ص ۵۰/ نظم الدرر، ص ۱۵۸

[۱۳]۔ شیخ جمال بن عبداللہ کے حالات: ماہنامہ العرب ریاض، شمارہ دسمبر ۱۹۶۷ء، ص ۲۰۰/ اعلام المکیین، ج ۱، ص ۶۸ تا ۶۹/ الاعلام، ج ۲، ص ۱۳۴، ۱۳۵/ سیر وتراجم، ص ۶۰ حاشیہ/ مختصر نشر النور، ص ۱۶۱ تا ۱۶۲/ نزھۃ الفکر، ج ۱، ص ۲۶۸ تا ۲۷۲/ نظم الدرر، ص ۱۱۸ تا ۱۱۹

[۱۴]۔ شیخ عباس بن جعفر کے حالات: اعلام المکیین، ج ۱، ص ۶۷/ سیر وتراجم، ص ۱۷۳ تا ۱۷۴/ فہرس الفہارس، ج ۲، ص ۶۸۶/ مختصر نشر النور، ص ۲۲۸ تا ۲۲۹/ نشر الدرر، ص ۳، ۸ ضمیمہ/ نظم الدرر، ص ۱۸۵ تا ۱۸۶

[۱۵]۔ شیخ عبدالقادر خوقیر کے حالات: سیر وتراجم، ص ۲۳۳/ نشر الدرر، ص ۳، ۷ ضمیمہ/ نزھۃ الفکر، ج ۲، ص ۲۰۴ تا ۲۰۵

[۱۶]۔ شیخ سید محمد علی وتری کے حالات: اتحاف الاخوان باختصار مطمح الوجدان فی اسانید الشیخ عمر حمدان، شیخ محمد یاسین بن محمد عیسیٰ فادانی مکی، طبع دوم ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۵ء، دار البصائر دمشق وبیروت، ص ۲۳ تا ۲۴/ الاعلام الشرقیۃ فی المائۃ الرابعۃ عشرۃ الھجریۃ، شیخ زکی محمد مجاہد مصری، طبع دوم ۱۹۹۴ء، دار الغرب الاسلامی بیروت، ج ۲، ص ۹۱۹/ الدلیل المشیر الی فلک اسانید الاتصال بالحبیب البشیر صلی اللہ علیہ وعلی آلہ ذوی الفضل الشہیر وصحبہ ذوی القدر الکبیر، شیخ ابوبکر بن احمد حبشی علوی مکی، طبع اول ۱۴۱۸ھ/ ۱۹۹۷ء، مکتبہ مکیہ مکہ مکرمہ، ص ۴۲۳ تا ۴۲۵/ معجم الشیوخ المدھش المطرب، شیخ عبدالحفیظ فاسی، طبع ۱۳۵۰ھ/ ۱۹۳۱ء، مطبع وطنیہ فاس، ج ۲، ص ۱۲۱ تا ۱۲۶/ معجم

الموضوعات المطروقۃ فی التالیف الاسلامی وبیان ماالف فیھا، شیخ عبداللہ بن محمد حبشی یمنی، طبع ۲۰۰۰ء، کلچرل فاؤنڈیشن ابوظبی، ج ۲، ص ۱۳۵۸/ الاعلام، ج ٦، ص ۳۰۱/ فہرس الفہارس، ج ۱، ص ۱۰٦ تا ۱۱۰/ معجم مؤلفی مخطوطات مکتبۃ الحرم المکی الشریف، ص ۵۰٦

[۱۷]۔ نزھۃ الفکر، ج ۱، ص ۲۹٦ تا ۲۹۸

[۱۸]۔ نزھۃ الفکر، ج ۲، ص ۵۱

[۱۹]۔ مختصر نشر النور، ص ۲۲۰ تا ۲۲۱

[۲۰]۔ شیخ عبدالوھاب برھانپوری چشتی قادری شاذلی (م ۱۰۰۱ھ/ ۱۵۹۳ء) کے حالات: اخبار الاخیار فی احوال الابرار، شیخ عبدالحق محدث دہلوی، فارسی سے اردو ترجمہ اقبال الدین احمد، طبع اول کمپیوٹر ۱۹۹۷ء، دارالاشاعت اردو بازار کراچی، ص ۳۵۵ تا ۳٦۴/ نزھۃ الخواطر، ص ۵۸۳ تا ۵۸۴/ نظم الدرر، ص ۴۴ تا ۴۵

[۲۱]۔ اعلام المکیین، ج ۲، ص ۸۰۹/ مختصر نشر النور، ص ۲۲۰ تا ۲۲۱/ نزھۃ الفکر، ج ۲، ص ۵۱ تا ۵۲/ نظم الدرر، ص ۱۲۴

[۲۲]۔ سیر وتراجم، ص ۱۳۹ حاشیہ

[۲۳]۔ اعلام المکیین، ج ۲، ۸۰۹

[۲۴]۔ اھل الحجاز بعبقھم التاریخی، حسن عبدالحیٔ قزاز مکی، طبع اول ۱۴۱۵ھ/ ۱۹۹۴ء، مطابع المدینۃ جدہ، ص ۱۸۴/ ماہنامہ المنھل جدہ، شمارہ دسمبر ۱۹۸۸ء، ص ۱٦۵/ سیر وتراجم، ص ۱۱۱

[۲۵]۔ علامہ سید احمد دحلان کے حالات: تاریخ مکۃ، احمد سباعی مکی، طبع چہارم ۱۳۹۹ھ/ ۱۹۷۹ء، دار مکۃ للطباعۃ مکہ مکرمہ، ص ۵۸۷/ رجال من مکۃ المکرمۃ، زہیر محمد جمیل کتبی مکی، طبع اول ۱۴۱۲ھ/ ۱۹۹۲ء، دار الفنون جدہ، ج ۳، ص ۱۸۸ تا ۱۹٦/ فہرس مخطوطات مکتبۃ مکۃ المکرمۃ، پروفیسر ڈاکٹر عبدالوھاب ابراہیم سلیمان مکی وغیرہ دس اہل علم نے مل کر مرتب کی، طبع ۱۴۱۸ھ/ ۱۹۹۷ء، شاہ فہد قومی کتب خانہ ریاض، ص ۵۱۳/ نشر المآثر فی من ادرکتہ من الاکابر، شیخ

عبدالستار دہلوی مکی، مخطوط بخط مصنف کا عکس مخزونہ بہاء الدین زکریا لائبریری ضلع چکوال، ص ۱۰ تا ۱۱، ۴۸/ ماہنامہ العرب ریاض، شمارہ مئی ۱۹۷۱ء، ص ۸۶۴ تا ۸۶۸/ سالنامہ معارف رضا کراچی، شمارہ ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء، ص ۱۷۷ تا ۱۷۸/ اعلام المکیین، ج ۱، ص ۵۹/ الاعلام، ج ۱، ص ۱۲۹/ الاعلام الشرقیۃ، ج ۱، ص ۲۶۵ تا ۲۶۶/ حلیۃ البشر، ج ۱، ص ۱۰۴ تا ۱۸۱ تا ۱۸۳/ فہرس الفہارس، ج ۱، ص ۳۹۰ تا ۳۹۲/ معجم مؤلفی مخطوطات مکتبۃ الحرم المکی الشریف، ص ۶۸، ۳۱۲/ نزھۃ الفکر، ج ۱، ص ۱۸۶ تا ۱۹۰/ نظم الدرر، ص ۱۵۹ تا ۱۶۰

[۲۶]۔ مولانا رحمت اللہ کیرانوی کے حالات عربی کتب میں: اعلام الحجاز فی القرن الرابع عشر للھجرۃ، محمد علی مغربی، طبع دوم ۱۴۱۵ھ/ ۱۹۹۴ء، مطابع دار البلاد جدہ، ج ۲، ص ۲۸۶ تا ۳۱۳/ الحرکۃ الادبیۃ فی المملکۃ العربیۃ السعودیۃ، ڈاکٹر بکری شیخ امین، طبع چہارم ۱۹۸۵ء، دار العلم للملایین بیروت، ص ۱۴۷ تا ۱۴۸/ علماء العرب فی شبہ القارۃ الھندیۃ، شیخ یونس ابراہیم سامرائی، طبع ۱۹۸۶ء، وزارت اوقاف بغداد عراق، ص ۵۰۷/ المدرسۃ الصولتیۃ، ڈاکٹر احمد حجازی السقا، طبع اول ۱۳۹۸ھ/ ۱۹۷۸ء، دار الانصار قاہرہ، ص ۲۵ تا ۳۲/ من تاریخنا، محمد سعید عامودی مکی، طبع سوم ۱۴۰۱ھ/ ۱۹۸۱ء، دار الاصالۃ ریاض، ص ۲۶۱ تا ۲۷۱/ ماہنامہ البعث الاسلامی لکھنؤ، شمارہ اگست ستمبر ۱۹۸۸ء، ص ۷۰ تا ۷۷/ ماہنامہ المنھل جدہ، شمارہ دسمبر ۱۹۸۸ء، ص ۱۵۲ تا ۱۶۶/ اعلام المکیین، ج ۲، ص ۶۵۸ تا ۶۶۱/ الاعلام، ج ۳، ص ۱۸/ اھل الحجاز، ص ۱۸۶ تا ۱۸۷/ تاریخ مکۃ، ص ۵۸۰ تا ۵۸۱/ سیر وتراجم، ص ۱۰۸ تا ۱۸۷/ تاریخ مکۃ، ص ۵۸۰ تا ۵۸۱/ سیر وتراجم، ص ۱۰۸ تا ۱۱۲/ نزھۃ الخواطر، ص ۱۲۲۸ تا ۱۲۲۹

[۲۷]۔ اعلام المکیین، ج ۲، ص ۸۱۰/ اھل الحجاز، ص ۲۷۵/ سیر وتراجم، ص ۱۳۹/ مختصر نشر النور، ص ۳۷۲

[۲۸]۔ شیخ حسین دحلان کے حالات: اعلام المکیین، ج ۱، ص ۴۲۵/ سیر وتراجم، ص ۱۱۰ حاشیہ/ مختصر نشر النور، ص ۱۷۹/ نظم الدرر، ص ۱۷۳

[۲۹]۔ شیخ محمد مرزوقی کے حالات: تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت، محمد صادق قصوری و پروفیسر مجید اللہ قادری، طبع ۱۴۱۳ھ/ ۱۹۹۲ء ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی، ص ۸۰ تا ۸۳/ تشنیف الاسماع بشیوخ الاجازۃ والسماع، شیخ محمود سعید ممدوح، طبع اول، سن تصنیف ۱۴۰۳ھ، مطبع شباب قاہرہ، ص ۵۰۷ تا ۵۰۸/ سالنامہ معارف رضا کراچی، شمارہ ۱۹۹۹ء، ص ۱۹۷/ اعلام المکیین، ج ۲، ص ۸۶۳ تا ۸۶۴/ اھل الحجاز، ص ۲۸۳ تا ۲۸۴/ الدلیل المشیر، ص ۳۸۳ تا ۳۸۸/ سیر وتراجم، ص ۲۴۰ تا ۲۴۳/ مختصر نشر النور، ص ۴۰۲ تا ۴۰۳/ نظم الدرر، ص ۲۱۱ تا ۲۱۲

[۳۰]۔ حسام الحرمین علیٰ منحر الکفر والمین، مولانا احمد رضا خاں بریلوی، طبع ۱۳۹۵ھ/ ۱۹۷۵ء، مکتبہ نبویہ لاہور، ص ۴۴

[۳۱]۔ حسام الحرمین، ص ۴۵

[۳۲]۔ اعلام المکیین، ج ۲، ص ۸۱۰/ اھل الحجاز، ص ۲۷۵/ سیر وتراجم، ص ۱۳۹/ مختصر نشر النور، ص ۲۷۳/ نظم الدرر، ص ۲۰۱ تا ۲۰۲

[۳۳]۔ آپ کی زندگی میں آپ کی جو تصنیف مکہ مکرمہ سے شائع ہوئی اس کے سرورق پر محمد صالح کمال درج ہے،/ اھل الحجاز، ص ۲۸۲/ تشنیف الاسماع، ص ۵۰۷/ سیر وتراج،، ص ۱۱۱، ۲۳۳، تا ۲۳۵، ۲۴۶/ فہرس مخطوطات مکتبۃ مکۃ المکرمۃ، ص ۱۷۵

[۳۴]۔ اھل الحجاز، ص ۲۸۲/ سیر وتراجم، ص ۲۳۳/ مختصر نشر النور، ص ۲۱۹

[۳۵]۔ شیخ عمر بقاعی کے حالات: اعلام المکیین، ج ۱، ص ۳۰۰ تا ۳۰۱/ سیر وتراجم، ص ۱۹۶ حاشیہ/ مختصر نشر النور، ص ۲۱۹، ۳۷۴ تا ۳۷۵/ معجم مؤلفی مخطوطات مکتبۃ الحرم المکی الشریف، ص ۲۰۲/ نزھۃ الفکر، ج ۲، ص ۳۰۳ تا ۳۰۴/ نشر الماثر، ص ۱۵/ نظم الدرر، ص ۱۹۵

[۳۶]۔ سید عبد المطلب بن غالب تین بار گورنر مکہ مکرمہ کے منصب پر فائز ہے، ۱۲۴۳ھ میں پانچ ماہ تک پھر ۱۲۶۷ھ سے ۱۲۷۲ھ اور ۱۲۹۷ھ سے ۱۲۹۹ھ تک۔ (الاعلام، ج ۴، ص ۱۵۴/ تاریخ مکۃ، ص ۵۱۷ تا ۵۵۰)

[۳۷]۔سید عون رفیق پاشا۱۲۹۹ھ سے اپنی وفات ۱۳۲۳ھ تک گورنر مکہ مکرمہ رہے، طائف میں وفات پائی۔(الاعلام، ج۵،ص۹۷ تا ۹۸/ الاعلام الشرقیۃ، ج۱،ص۳۳/ تاریخ مکۃ،ص۵۵۰تا۵۵۷)

[۳۸]۔نشر الدرر،ص۴ضمیمہ

[۳۹]۔تاریخ مکۃ،ص۵۹۰/سیر وتراجم،ص۲۳۳

[۴۰]۔امام یمن محمد بن یحییٰ کے حالات:الاعلام،ج۷،ص۱۴۲

[۴۱]۔امام یمن یحییٰ بن محمد کے حالات: الاعلام، ج۸،ص۱۷۰تا۱۷۱/ تشنیف الاسماع،ص۵۷۰تا۵۷۲

[۴۲]۔سلطان عبدالحمید خان دوم۱۲۹۳ھ/۱۸۷۶ء سے۱۳۲۷ھ/۱۹۰۹ء تک حکران رہے، آپ چونتیسویں عثمانی خلیفہ تھے۔(الاعلام الشرقیۃ، ج۱،ص۲۹ تا ۳۰/ تاریخ مکۃ، ص۵۵۸تا۵۵۹/حلیۃ البشر،ج۲،ص۷۹۷تا۸۲۰)

[۴۳]۔سید علی پاشا۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء سے۱۳۲۶ھ/ ۱۹۰۸ء تک مکہ مکرمہ کے گورنر رہے،قاہرہ میں وفات پائی۔(الاعلام،ج۴،ص۳۰۹/تاریخ مکۃ،ص۵۵۷تا۵۶۰)

[۴۴]۔شیخ عبداللہ صدیق کے حالات:الملفوظ،مولانا احمد رضا خاں بریلوی،مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی،ج۲،ص۱۳۷تا۱۳۸/ اعلام المکیین،ج۱،ص۷۷/ سیر وتراجم،ص۱۴۳/مختصر نشر النور،ص۳۰۴تا۳۰۵/نشر المآثر،ص۱۱/نظم الدرر،ص۱۹۸تا۱۹۹

[۴۵]۔تاریخ مکۃ،ص۵۹۰/سیر وتراجم،ص۱۴۹تا۱۵۰/مختصر نشر النور،ص۳۰۴تا۳۰۵

[۴۶]۔شیخ محمد سعید بابصیل کے حالات پر راقم کا مضمون ''فاضل بریلوی اور شیخ الاسلام محمد سعید بابصیل مکی شافعی'' ملاحظہ فرمائیں

[۴۷]۔سید حسین بن علی ۱۳۲۶ھ کو گورنر مکہ مکرمہ تعینات ہوئے اور۱۳۳۴ھ/ ۱۹۱۶ء کو پورے حجاز مقدس کو خلافت عثمانیہ سے الگ کر کے مملکت ھاشمیہ حجاز قائم کرلی اور خود اس کے

بادشاہ ہوئے، مسجد اقصیٰ میں قبر واقع ہے۔(الاعلام، ج ۲، ص ۲۴۹ تا ۲۵۰/ الاعلام الشرقیۃ، ج ۱، ص ۲۲ تا ۲۳/ تاریخ مکۃ، ص ۵۶۱ تا ۵۶۲، ۵۹۷ تا ۶۷۸

[۴۸]۔ شیخ ابوبکر خوقیر کے حالات: معجم مصنفات الحنابلۃ، ڈاکٹر عبداللہ بن محمد طریقی، طبع اول ۱۴۲۲ھ/ ۲۰۰۱ء، مصنف نے ریاض سے شائع کی، ج ۶، ص ۲۹۲ تا ۲۹۵/ نموذج الاعمال الخیریۃ فی ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ، شیخ محمد منیر عبدۃ آغا دمشقی، طبع دوم ۱۴۰۹ھ/ ۱۹۸۸ء، مکتبہ امام شافعی ریاض، ص ۹۸ تا ۱۰۱/ اعلام المکیین، ج ۱، ص ۴۱۵ تا ۴۱۶/ الاعلام، ج ۲، ص ۷۰/ سیر وتراجم، ص ۲۲ تا ۲۴/ نشر الدرر، ص ۱۷

[۴۹]۔ شیخ بکر تبتنی کے حالات: تشنیف الاسماع، ص ۱۲۱ تا ۱۲۲

[۵۰]۔ شیخ عبدالقادر کردی کے حالات اردو وعربی کی متداول کتب میں درج نہیں تاہم حسب ذیل کتب میں آپ کا مختصر ذکر ہے/ الاجازات المتینۃ لعلماء بکۃ والمدینۃ، مولانا احمد رضا خاں بریلوی، سن اشاعت درج نہیں، منظمۃ الدعوۃ الاسلامیۃ اندرون لوھاری دروازہ لاہور، ص ۱۲، ۱۳، ۵۴، ۵۵/ بواکیر الطباعۃ والمطبوعات فی بلاد الحرمین الشریفین، ڈاکٹر احمد محمد خبیب، طبع ۱۴۰۸ھ/ ۱۹۸۷ء، شاہ فہد قومی کتب خانہ ریاض، ص ۳۳/ الطباعۃ فی المملکۃ العربیۃ السعودیۃ، ڈاکٹر عباس بن صالح تاشقندی، طبع اول ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۹ء، شاہ فہد قومی کتب خانہ ریاض، ص ۹۱/ علماء عرب کے خطوط فاضل بریلوی کے نام، محمد شہاب الدین رضوی، طبع اول ۱۴۱۷ھ/ ۱۹۹۶ء، رضا اکیڈمی بمبئی، ص ۳۴/ مکتبۃ مکۃ المکرمۃ، ڈاکٹر عبدالوھاب ابراہیم ابوسلیمان، طبع ۱۴۱۶ھ/ ۱۹۹۵ء، شاہ فہد قومی کتب خانہ ریاض، ص ۶۶/ تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت، ص ۶۷/ الملفوظ، ج ۲، ص ۱۳۵

[۵۱]۔ شیخ عبدالقادر سقاف کے حالات: الدلیل المشیر، ص ۱۸۹ تا ۱۹۳

[۵۲]۔ شیخ عرابی سجینی کے حالات: اعلام المکیین، ج ۱، ص ۴۹۵/ اھل الحجاز، ص ۲۷۶ تا ۲۷۹/ رجال من مکۃ المکرمۃ، ج ۳، ص ۵۵ تا ۵۷، ۶۴ تا ۸۶/ سیر وتراجم، ص ۱۹۰ تا ۱۹۲

[۵۳]۔ شیخ محمد سلطان معصومی کے حالات: امداد الفتاح باسانید ومرویات الشیخ عبدالفتاح، شیخ محمد بن عبداللہ الرشید، طبع اول ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۹ء، مکتبہ امام شافعی ریاض، ص ۴۱۶ تا ۴۱۷/ ماہنامہ نورالحبیب بصیر پور، شمارہ مارچ ۲۰۰۰ء، ص ۶۷/ اعلام المکیین، ج ۲، ص ۸۹۷ تا ۸۹۸/ سیر وتراجم، ص ۲۳۴

[۵۴]۔ شیخ محمد علی کتبی کے حالات: من رجال الشوری فی المملکۃ العربیۃ السعودیۃ، ڈاکٹر عبدالرحمٰن بن علی زہرانی، طبع دوم ۱۴۲۲ھ/ ۲۰۰۱ء، مطبع ھلا ریاض، ص ۱۴۸ تا ۱۴۹/ اعلام المکیین، ج ۲، ص ۹۱۷ تا ۹۲۷/ سیر وتراجم، ص ۲۳۴

[۵۵]۔ شیخ محمد کامل سندھی کے حالات: اعلام المکیین، ج ۱، ص ۵۳۸/ سیر وتراجم، ص ۲۴۶ تا ۲۴۸

[۵۶]۔ شیخ محمد یحییٰ بن امان اللہ کے حالات: اعلام المکیین، ج ۱، ص ۲۳۰ تا ۲۳۱/ الدلیل المشیر، ص ۳۹۸ تا ۴۰۱/ نشر الدرر، ص ۷۷ تا ۷۸

[۵۷]۔ اعلام المکیین، ج ۲، ص ۸۰۸/ سیر وتراجم، ص ۲۳۵

[۵۸]۔ فہرس مخطوطات مکتبۃ مکۃ المکرمۃ، ص ۱۷۵

[۵۹]۔ نشأۃ الصحافۃ فی المملکۃ العربیۃ السعودیۃ، ڈاکٹر محمد عبدالرحمٰن شامخ، طبع اول ۱۴۰۲ھ/ ۱۹۸۲ء، دارالعلوم ریاض، ص ۲۳

[۶۰]۔ وسائل الاعلام السعودیۃ والعالمیۃ، النشأۃ والتطور، ڈاکٹر محمد فرید محمود عزت، طبع اول ۱۴۱۰ھ/ ۱۹۹۰ء، دارالشروق جدہ، ص ۶۷

[۶۱]۔ بواکیر الطباعۃ، ص ۳۳

[۶۲]۔ براھین قاطعہ کیوں تصنیف کی گئی، اس کی کون سی عبارات تفریق کا باعث ہوئیں، اس کی اشاعت پر عرب وعجم میں کیا ردعمل ہوا، ان تینوں سوالات کے جواب میں راقم السطور کی تالیف ''براھین قاطعہ، پسمنظر، مندرجات، ردعمل'' بڑی تقطیع کے ایک سو چالیس صفحات

پر غیر مطبوع موجود ہے۔

[۶۳]۔ رسائل رضویہ، مولانا احمد رضا خاں بریلوی، طبع دوم ۱۹۸۸ء، مکتبہ حامدیہ لاہور، پہلی جلد کے صفحہ ۲۵۲ تا ۲۷۵ پر فتاویٰ الحرمین برجف ندوة المین کا عربی متن وار دو ترجمہ درج ہے۔

[۶۴]۔ الملفوظ، ج ۲، ص ۱۲۷

[۶۵]۔ الملفوظ، ج ۲، ص ۱۲۸

[۶۶]۔ فہرس الفہارس، ج ۱، ص ۲۵۶

[۶۷]۔ معجم المطبوعات المغربیة، شیخ ادریس بن ماحی قیطونی حسینی فاسی، طبع ۱۹۸۸ء، مطابع سلا، سلا مراکش، ص ۳۰۴

[۶۸]۔ اشرف الامانی فی ترجمة الشیخ سیدی محمد کتانی، شیخ محمد باقر محمد بن عبدالکبیر کتانی، طبع ۱۳۸۰ھ، مراکش، ص ۱۶۰

[۶۹]۔ تذکرہ علمائے اہل سنت ضلع چکوال، علامہ حافظ عبدالحلیم نقشبندی، طبع اول ۱۹۹۷ء، جامعہ انوار الاسلام غوثیہ رضویہ چکوال، ص ۱۲۱

[۷۰]۔ سہ ماہی الدراسات الاسلامیة، عالمی یونیورسٹی اسلام آباد، شمارہ جولائی تا ستمبر ۲۰۰۰ء، ص ۲۵۶ تا ۲۵۷

[۷۱]۔ معجم مؤلفی مخطوطات مکتبة الحرم المکی الشریف، ص ۲۷۶

[۷۲]۔ الدلیل المشیر، ص ۱۲۷

[۷۳]۔ تاریخ علماء دمشق فی القرن الرابع عشر الهجری، شیخ محمد مطیع الحافظ ونزار اباظہ، طبع اول ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۶ء، دار الفکر دمشق، ج ۲، ص ۹۶۹

[۷۴]۔ ربیع الانتساب، پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد، اردو سے عربی ترجمہ ڈاکٹر لبنیٰ محمد اسلام، سن اشاعت درج نہیں تاہم ۱۴۱۰ھ/ ۱۹۹۴ء کے بعد شائع ہوئی، ادارہ مسعودیہ کراچی،

ص۲۳

[۷۵]۔ شیخ احمد ابوالخیر مرداد کے حالات: ماہنامہ معارف رضا کراچی، خصوصی شمارہ ۲۰۰۰ء، ص۶۴

[۷۶]۔ الملفوظ، ج۲، ص۱۲۹

[۷۷]۔ الملفوظ، ج۲ص۱۲۹

[۷۸]۔ الملفوظ، ج۲، ص۱۳۰

[۷۹]۔ الملفوظ، ج۲، ص۱۳۰

[۸۰]۔ الملفوظ، ج۲، ص۱۳۰ تا ۱۳۱

[۸۱]۔ الملفوظ، ج۲، ص۱۳۰ تا ۱۳۵

[۸۲]۔ الملفوظ، ج۲، ص۱۳۶

[۸۳]۔ الملفوظ، ج۲، ص۱۴۰

[۸۴]۔ الملفوظ، ج۲، ص۱۳۹

[۸۵]۔ الملفوظ، ج۲، ص۱۴۱

[۸۶]۔ الملفوظ، ج۲، ص۱۴۳

[۸۷]۔ الملفوظ، ج۲، ص۱۴۴

[۸۸]۔ حسام الحرمین، ص۴۱

[۸۹]۔ الاجازات المتینۃ، اس کے صفحہ ۳۴ تا ۴۸ پر الاجازۃ الرضویۃ کا متن درج ہے

[۹۰]۔ الملفوظ، ج۲، ص۱۴۰

[۹۱]۔ الاجازات المتینۃ، ص۱۶/ تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت، ص۵۲/ علماء عرب کے خطوط، ص۳۷

[۹۲]۔ نشاۃ الصحافۃ، ص۲۳/ وسائل الاعلام، ص۶۷

[۹۳]۔عبدالمحسن صحاف کے حالات: اعلام المکیین ، ج ۲،ص ۶۰۵ / الاعلام، ج ۴، ص ۱۵۳/ الحرکۃ الادبیۃ ،ص ۲۴۶، ۳۲۲، ۳۷۶، ۳۷۸

[۹۴]۔سیروتراجم،ص ۲۳۴

[۹۵]۔سیروتراجم،ص ۲۳۵

[۹۶]۔نظم الدرر،ص ۱۸۲

[۹۷]۔نشرالدرر،ص ۷۷

[۹۸]۔حسام الحرمین،ص ۳۹

[۹۹]۔الملفوظ، ج ۲،ص ۱۲۰، ۱۴۰

[۱۰۰]۔ تذکرہ علمائے اہل سنت، علامہ محمود احمد کانپوری، طبع دوم ۱۹۹۲ء، سنی دارالاشاعت علویہ رضویہ فیصل آباد، ص ۴۳ تا ۴۴ حاشیہ/ سالنامہ معارف رضا، شمارہ ۱۴۲۰ھ/ ۱۹۹۹ء، ص ۱۹۵ تا ۱۹۶/ اعلام المکیین ، ج ۲، ص ۸۰۷ تا ۸۰۸/ اھل الحجاز، ص ۲۸۲/ تاریخ مکۃ ، ص ۵۸۵، ۵۹۰/ تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت، ص ۹۲ تا ۱۰۱/ سیروتراجم، ص ۲۳۳ تا ۲۳۵/ مختصر نشرالنور، ص ۲۱۹/ نظم الدرر، ص ۱۸۲ تا ۱۸۳

ہماری دیگر مطبوعات
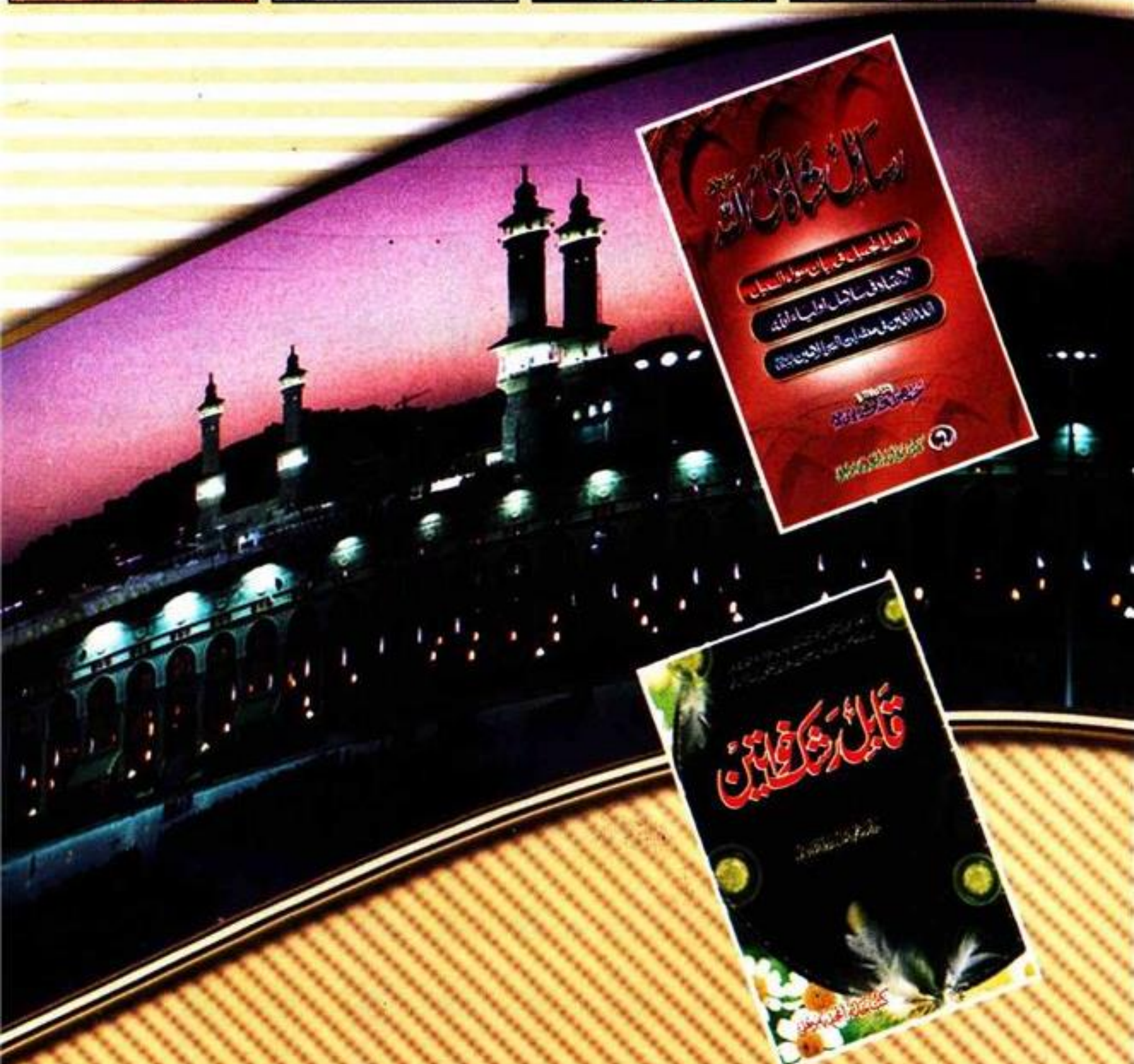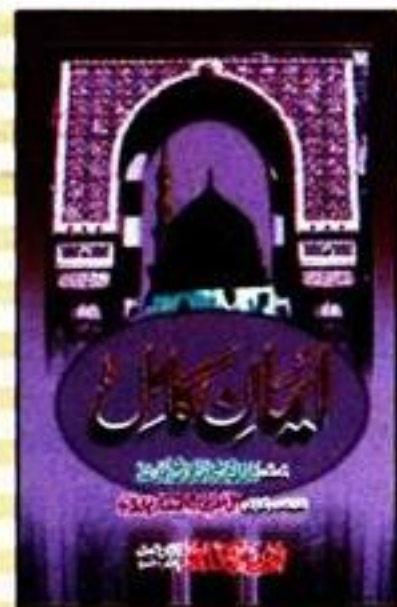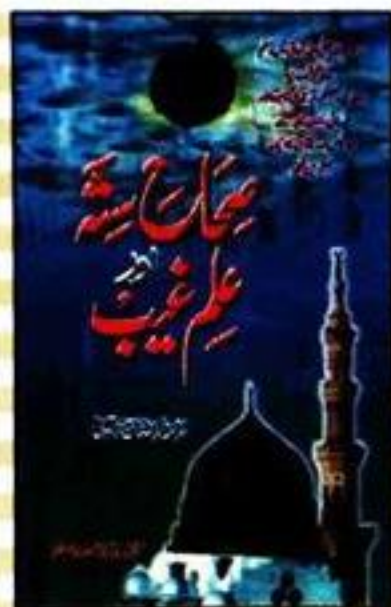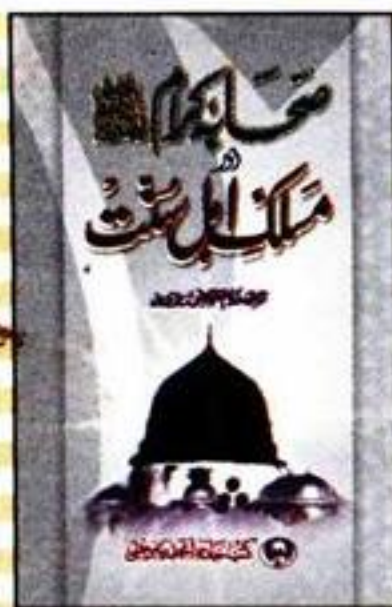
425/7, Matia Mahal, Jama Masjid, Delhi-6
Ph.: 011-32484831, Telefax : 011-23243187
e-mail: kkamjadia@yahoo.co.uk
www.kutubkhanaamjadia.com • info@kutubkhanaamjadia.com